وعن علیٍ من لم یکن عندہٗ سنۃ اللہ وسنۃ رسولہٖ وسنۃ

اور روایت ہی حضرت علی سے جسکے پاس نہیں طریقہ اللہ کا اور طریقہ رسول کا اور طریقہ

اولیاءٖہ فلیس فی یدہٖ شیءٌ قیل لہٗ ماسنۃ اللہ قال کتمان السرّ و

اولیا کا پھر کچھ نہیں اُسکے ہاتھ میں کہا گیا ان سے کیا طریقہ اللہ کا ہے فرمایا چھپانا بھید کا اور

قیل ماسنۃ الرسول قال المداراۃ بین الناس و قیل ماسنۃ اولیاءٖ

کہا گیا کیا ہے طریقہ رسول کا کہا خلق برتنا لوگوں سے ۔ اور کہا گیا کیا ہی طریقہ اولیا کا

ملتِ راج شاہی

قال احتمال الاذی عن الناس

فرمایا لوگوں کی برائی پر صبر کرنا

مرتبہ غلام درحضور مسکین معین قادری راج شاہی

بحمد انتشی عاصی پر معاصی عباس علی نذر کیا و اسی

باہتمام سید اکبر علی صاحب مالک مطبع

مہتاب پریس واقع محلہ گڑھیا متصل جامع مسجد دہلی میں چھپی

قیمت فی مجلد ۱ر

بار اول

بہ شکریہ
جناب ابو عاصم میو
(الور میوات بھارت)
موبائل/واٹس ایپ نمبر9991767552
پیش کش
توصیف الحسن میواتی الھندی
موبائل/واٹس ایپ نمبر9813267552

حرفے چند

میوقوم اور علاقۂ میوات کی تاریخ وتہذیب، شخصیات وتحریکات، زبان ولسانیات اور شعروادب کے بارے میں اہم، نادرونایاب اوراہم کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، رسائل وجرائد کے شماروں اور مضامین کو *پی ڈی ایف* کے ذریعہ سے محفوظ اورعام کرنے کے لیے میوقوم کے دونامور محقق، ادیب وصحافی:

*ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی (دہلی)، *

جناب شبّیراحمد خان میواتی (لاہور)

کی سرپرستی اورنگرانی میں جہد ومساعی کررہے ہیں، دوستوں سے گزارش ہے کہ دلچسپی لیں اورتعاون فرمائیں،

ان کے پاس یا ان کے علم میں کسی بھی نوع کی کتابوں حتیٰ
کہ کوئی خبر، اشتہار، دعوت نامہ، خط، تصویر یا کوئی دستاویز،
مطبوعہ یا غیر مطبوعہ، جو کچھ بھی ہو، ازراہِ کرم ہمیں فراہم
کریں تاکہ اسے محفوظ کر کے دست بردِ زمانہ سے بچایا جاسکے اور
اہلِ علم و تحقیق کی اس مواد و لوازمہ تک رسائی بالکل آسان
ہوسکے۔ہم آپ کے تعاون کے دل سے شکر گزار ہوں گے۔ واضح
ہو کہ اس سلسلہ کی کاوشیں:

(1)ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی کے مقالہ:
"بابائے اردو مولوی عبدالحق اور میوات"

(2)منشی محمد مخدوم تھانوی کی نادر و نایاب کتاب:
"مُرقعِ اَلوَر"

(3)ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی کے مقالہ:
"مورخ ملت مولانا سید محمد میاں اور میوات"

(4)ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے مقالہ:

"میوات میں تبلیغ اسلام کا ابتدائی دور"

(5)چودہری کریم خان میو کی کتاب:

تاریخِ میو اور داستانِ میوات

(6)مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں میواتی ندوی کی ضخیم کتاب:

"تذکرہ صوفیائے میوات"

(7)ڈاکٹر عیسیٰ خان انیس کی کتاب:

"آئینۂ میوات"

(8)چودہری محمد اشرف خاں ایم اے کی کتاب *"میو قوم اور میوات"*
کو پی ڈی ایف کی صورت میں عام کردیا گیا ہے, جبکہ نویں کاوش,
معین قادری راج شاہی کی کتاب

ملت راج شاہی

کی پی ڈی ایف کاپی آپ کے زیرِ نظر ہے,
آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید توفیقات سے نوازے,
آمین.
(توصیف الحسن میواتی الهندی)

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
صلے اللہ علے نبی الکریم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ خَیرِ المُرسَلِینَ

رب العزت نے سب سے پہلے اپنے نور پاک سے ایک نور پیدا کیا جسکی خبر خود
ہیں مُلہم صادق نے اس طرح ارشاد فرمائی کہ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی پھر یہی نور باعث
مخلوقات کا ہوا- اس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس پھیلائی ہوئی زمین پر جسکو اُسنے
فی پر پیدا کر کے مستحکم پہاڑ کی نہ ہلنے والی میخوں سے سکون میں لاکر اپنی کسی دوسری مخلوق
واس پر آباد کر رکھا تھا اس کے بجائے اس انسانی شکل وصورت کا ایک ایسا جوڑا جو اس
وقت تک کتم عدم سے عالم ظہور میں نہ آیا تھا اپنا نائب وخلیفہ بنا کر بھیجا ؎

حسن تھا پردہ تجرید میں سب سے آزاد ؛ طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلیٰ صُورَتِہٖ

اس کل مخلوق پر جو اس سے پہلے پیدا کر چکا تھا- اس کو حاکم بنایا- اور پیدائش کا سلسلہ
س سے جاری رکھکر اس کی اولاد کو تمام روئے زمین پر پھیلا دیا- اور اس کی ہدایت اور
رہنمائی کے لئے انہی میں سے کسی ایک کو منتخب فرما کر نبوت یا رسالت کے عہدہ سے سرفراز

کر کے جا جدا قوموں پر یکے بعد دیگرے آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسٰے علیہ السلام تک وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا۔ باقی عام مخلوق کو ان کے زیر اطاعت رکھا۔ حتیٰ کہ جب کل دنیا آباد ہو چکی اور چپہ چپہ زمین پر اس انسان کا دخل ہو چکا۔ اور اس نے اپنی عقل خداداد سے قدرت کے ایسے راز سربستہ کھولنے شروع کر دیئے جن کا انکشاف اس وقت تک نہیں ہوا تھا پس ایسی مخلوق کی ہدایت کے لئے آخر میں ایک ایسا نبی سید المرسلینؐ مبعوث فرمایا کہ جس کے نور سے سابقہ انوار منور ہو چکے تھے اور ایک ایسی مکمل کتاب اس کو عطا فرما کر اس زمین پر بھیجا کہ جس کی شان میں "ذالک الکتاب لاریب فیہ" ارشاد ہوا جسکے روبرو کل عالم کے علماء و عقلاء کی گردنیں جھک گئیں اور اس کے آگے سب کو سر تسلیم خم کرنا پڑا اس کی بشارت تمام کتبہائے آسمانی میں دی گئیں۔ اور بعض میں اس کا اسم گرامی روحی فداہ خاتم المرسلین محمد و احمد بتایا گیا۔ اور اپنے کلام پاک میں جا بجا اس امر کی تاکید فرمائی کہ اطیع اللہ و اطیعو الرسول پر عمل کرو۔ اور اس نام پاک راحت جان و قلب کو جب زبان پر لاؤ یا کسی سے سنو درود و سلام بھیجو "یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اور شریعت محمدی بہمہ وجوہ "الیوم اکملت لکم دینکم" کہکر مکمل کی گئی اور "اتممت علیکم نعمتی" فرما کر مورد احسان بے پایاں کیا گیا۔ حضور اقدس روحی فداہ صلعم نے اس محل شریعت میں چار ستون اپنے اصحاب کبار سے قائم فرمائے۔ اول سیدنا حضرت ابا بکر صدیق رضؓ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ چہارم سیدنا حضرت مولا علیؓ زاں بعد ان سے ہدایت و رشد کا سلسلہ بذریعہ ائمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ العظام کے سپرد فرمایا جو اب تک اس دنیا میں جاری و ساری ہے۔ متذکرہ بالا اصحاب کبار میں سے اول سلسلہ نقشبندیہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے جاری ہوا جو اس وقت تک سلسلہ بلسلسلہ موجود ہے۔ باقی کل اولیاء اللہ کا سلسلہ فیض سیدنا حضرت مولا علیؓ سے جاری ہوا جن کی شان میں "انا مدینۃ العلم و علی بابہا" ارشاد فرمایا جنکے پیرو کاروں سے یہ فضائے عالم منور و بھرپور ہے خاکسار ذرہ بے مقدار کا سلسلہ عالیہ قادریہ سردار دو عالم سے شروع ہو کر سینہ بسینہ بذریعہ بیعت مولا علیؓ اور ائمہ علیہ السلام سے

منسلک ہوتا ہوا حضرت خواجہ محی الدین شیخ عبد القادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے گذرتا ہوا سیڑھی بہ سیڑھی حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحبؒ اور ان کے جانشین و سجادہ مرشدی و مولائی حضرت مجدد وقت فقیر بے نوا مولانا مولوی عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے مخدومنا مولائی صوفی باصفا و منظور نظر ساقی کوثر حضرت محمد عمر شاہ صاحب تک پہنچتا ہے اسلئے جستہ جستہ حالات اور کچھ واقعات ان سب حضرات اولیائے کرام کے مختصراً شجرہ طیبہ کے لحاظ سے معرض تحریر میں بدین غرض لائے گئے کہ جو صاحب اس کا مطالعہ فرماویں گے اس سے مستفیض ہو کر داخل حسنات و مورد عنایات بغایات بزرگان دین ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساقیا دے جام الفت مصطفےٰ کیواسطے
ساقئ کوثر علئ مرتضےٰ کے واسطے

سب سے پہلے حضرت سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کو مسلم کہکر پکارا۔ دیکھو سورہ حج (مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ) تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب اسی نے پہلے پہل تمہارا نام مسلم رکھا۔ چونکہ حضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ روحی فدا سردار دو عالمؐ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں اسلئے حضور کی کل امت بھی اسی نام مبارک سے پکاری گئی اور مسلم سے مسلمان کہلائی۔ چونکہ مکہ معظمہ اللہ جل جلالہ کا وہ پہلا گھر ہے جس کی بنیاد حضرت ابراہیم نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی (وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ) اس لئے اس ختم المرسلین محبوب رب العالمین باعث ایجاد کون و مکان کا مولد بھی یہی شہر ہونا چاہیے تھا۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بن

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ

ہر مسلمان کو کم از کم چھ پشتیں حضور صلعم کی ضرور یاد ہونی چاہئیں نظر بن کنانہ یا فہر بن مالک نے اس خاندان کو لفظ قریش سے ممتاز کیا جو آجتک اس خاندان کے متعلقین لفظ قریش سے معزز وممتاز چلے آتے ہیں چونکہ حضور کا خاندان تمام عرب کے شرفا میں افضل تر مانا گیا ہے اس لئے اپنی اپنی عمر کے دور میں ہر شخص نے مخلوق خدا کی خدمت کی ہے جس کا حال معہ دیگر حالات حضور سرور کائنات خیر البشر ماخوذ از سیرۃ النبی شبلی رح دیا جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ ساری دنیا کو جو تاریکی کے ایک ایسے عمیق گڑھے میں پڑی ہوئی تھی جہاں پر صداقت کی روح کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اگر چندے اور ایام اس پر گذر جاتے تو پھر وہ دنیا پر اس سچے اکیلے مالک کا نام لینے والا تو درکنار اس کے سننے والوں سے سننے کی صلاحیت بھی جاتی رہتی۔ آپ کے مضبوط کریم ورحیم ہاتھ نے سب کو اس قعر مذلت سے نکالنے کی دعوت دی اور جس نے کھنچنا چاہا اس کو کھینچ لیا۔ اس فیض عام اور بخشش لاکلام کا دستر خوان اب قیامت تک بچھا رہیگا۔

حضرت عبداللہ حضرت عبداللہ تجارت کے لئے شام کو گئے واپس آتے ہوئے مدینہ شریف میں ٹھہرے اور بیمار ہو کر یہیں رہ گئے اور مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔

عبدالمطلب۔ چاہ زمزم جو ایک مدت سے گم ہو گیا تھا اس کو عبدالمطلب نے از سر نو تلاش کر کے کھدوایا اور درست کرایا۔ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ہوئے جو سو اونٹ کے عوض قربانی سے بذریعہ قرعہ بچا لئے گئے۔ عبدمناف کی صاحبزادی حضرت آمنہ سے حضرت عبداللہ کی شادی کردی حضرت عبداللہ کی عمر سترہ سال کی تھی۔

ہاشم ہاشم نے سقایہ یعنی حاجیوں کو آب زمزم پلانا اور رفادہ یعنی کھانا کھلانا یہ دونوں خدمتیں انجام دیں۔ آپ کا اسم گرامی ہاشم اس وجہ سے مشہور ہوا کہ آپ نے حاجیوں کو شوربے میں روٹیاں چور چور کر کھلائیں۔ اور ہشم عربی میں چورنے یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں اور یہ بڑا بھاری کام تھا ہاشم نے سلمہ نامی دختر خاندان نجد سے جو ایک شریف خاندان تھا شادی کرلی ان سے ایک لڑکا شیبہ ہوا جس کا بعد میں جا کر عبدالمطلب نام ہو گیا۔

قصی قصی نے حلیل جو کعبہ کے متولی تھے ان کی صاحبزادی حبی سے شادی کرلی اور حلیل نے حرم کی خدمت قصی کے سپرد کردی۔ ایک مکان دار المشورہ بنایا اور سقایہ ورفادہ قصی نے قائم کیا۔

ظہور قدسی

مالک ارض وسما نے جبکہ اس اپنی پھیلائی ہوئی زمین کو گلشن دہر کے لئے خوب اچھی طرح سے تیار کرلیا اور کسی قسم کی کچائی باقی نہ رہی تو ان لاتعداد چمنوں کے لئے مختلف ناموں سے قطعات اراضی منسوب کر دیئے اور مختلف گلہائے بوقلموں سے جب اس اراضی کی چمن بندی ہو چکی تو ساکنان ملاء اعلیٰ کی نظریں خطہ عرب کی خاک پر پڑیں کہ یہ ٹکڑا خشک بے شجر وثمر اس آباد گلستاں میں کیسے اجاڑ پڑا ہے اور اس پر فضا باغ دہر میں یہ اراضی کیوں کس مپرسی کی حالت میں چھوڑی گئی ہے قدرت نے اس نظارہ کو بھانپا۔ یہ کس کو خبر تھی کہ اس سنگلاخ اور ریتلی زمین کو خود مالک الملک نے اپنا گھر بنانے کیلئے نہیں بلکہ اپنے خلیل اور اپنے حبیب کی تیار کردہ عمارت کو اپنے گھر کے نام سے آباد کرنے کے لئے چھوڑ رکھا ہے اور اس اراضی پر ایک ایسا باغبان عالم جو کل روئے زمین کے پودوں کی ہر خاصیت کا جاننے والا اور جاندار سے لیکر بے جاندار چیزوں تک کا ماہر اور ان کے طریقہ استعمال سے باخبر اور ہر گلبن چمن کو اس کے ٹھیک نشو ونما پر پالنے اور حفاظت کرنے والا معہ اس قانون مکمل کے جو عالم بالا سے

لیکر تا تحت الثریٰ اس کا عمل جاری و ساری ہو بہیجے گا چنانچہ اس دن کی صبح جس کی خبر بس ایک عرصہ سے اپنے بندگان خاص کی معرفت تحریری و تقریری بہیجتا رہا ہے۔ وہ آج آگئی۔ بیبائے آسمان آج اس کے گھر کی جبہ سائی سے نورآگین ہو رہی ہے۔ لیلائے شب نے جگمگاتے ہوئے ستاروں کی افشاں سے اپنی جبین کو نورآگین بنا لیا ہے اور فلک بے پیر نے بھی آج اپنے دل کو موم کی طرح کسی عزیز کی آمد میں پگھلا رکھا ہے۔ کل خزائن ہائے سماوی کے دہن کھولدیئے گئے ہیں اور صحن فلک پر آجکی خوشی میں اس قدر بیشمار و لاتعداد جگمگاتے ہوئے جواہرات بکھیرے گئے ہیں کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی ہے۔ اور خالق ارض و سما کی اس بے دریغ بخشش سے افلاکیان لیتے لیتے ایسے مستغنی المزاج ہو گئے ہیں کہ کوئی اس دولت کو سمیٹنے والا صحن فلک پر نظر نہیں آتا۔ یوں ہی بکھری پڑی ہے۔ آج ماہ ربیع الاول نے بھی اپنے نورانی گلے سے بارہویں ہنسلی چاند کے فلک پر بطور صدقہ اس آنے والی صبح کی خوشی میں نثار کردی اور آج ہی کی خوشی میں مالک ارض و سما کے یہاں سے بھی حکم جاری ہو چکا ہے کہ تمام عالم کو نور سے منور کر دیا جائے اور بہشتوں کے دروازے کھولدیئے جاویں تاکہ مشام جبروت و لاہوت معطر ہو جاویں۔ اور نیز مالک دوزخ کو ارشاد باری ہوا کہ آج کی رات آتش دوزخ کو ٹھنڈا کر دو اور تخت شیطان جو ہوا پر معلق ہے اسے اوندھا گرا دو۔ شیاطین کو آسمان کی جانب آنے سے روکدو۔ پھر حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ تمام عالم میرے محبوب کے نور سے منور کیا جائے اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک عرش کرسی سے تحت الثریٰ تک منادی کردی جائے کہ آج محبوب خدا اشرف الانبیا باعث ایجاد کل مخلوقات اس عالم پر رونق افروز ہو گا وحوش و طیور ملائکہ ملاء اعلیٰ جن و انسان اور ہر شجر و حجر اسکے درود مسعود کی خوشی میں درود بھیجیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیں۔ دیکھو آج اس خطہ ریگستانی پر جس کی ریت کا ایک ایک ذرہ رشک صد آفتاب و ماہتاب بن رہا ہے اپنی چمک دمک میں پھولا نہیں سماتا۔ فضاء عالم ملائکہ مقربین کے نزول کے باعث انوار ہائے گوناگون سے پر نور ہو رہا ہے۔ حضرت آمنہ کا گھر گھر رہا ہے۔ شرفایان عرب کی مستورات میں جمع ہیں۔ عزیز و اقارب کنیزیں صحن خانہ میں ادھر سے ادھر کام کرتی ہوئیں ایک ایسے انبساط کئے ہوئے جو ان کی نورانی جبینوں سے ظاہر ہو رہی ہیں ہشاش بشاش پھر رہی ہیں۔ د

گھر کے باہر لوگ باگ نوکر چاکر آ جا رہے ہیں اور خوشی کا وہ عالم ہے جو نہ چھپنے والے اس انبساط سے جس کو وہ دلمیں جگہ دیئے ہوئے ہیں مسکراہٹ ہو کر لبوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ یکایک غلغلہ شادمانی اٹھا کہ سرکار دو عالم خاتم المرسلین حبیب رب العالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ باعث ایجاد کل مخلوقات باہزاران اعزاز عالم قدس سے عالم امکان میں بارہویں ربیع الاول مطابق ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء باہزاران اعزاز و رونق افروز ہوئے " اللھم صلی علی محمد فی الاولین و صلی علی محمد فی الآخرین و علی آلہ و صحابہ و ذریاتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

شہنشاہ دو عالم تولد ہوئے
سرِ اوجِ علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے سرورِ مرسلاں
تولد ہوئے فخرِ عہدِ سلف
تولد ہوئے رہنمائے قدیم

رسولِ مکرم تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوائے جہاں
تولد ہوئے سرورِ دو جہاں
تولد ہوئے خواجۂ بعث و نشر
قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم
شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم

شہِ دین و دنیا تولد ہوئے
تولد ہوئے مقتدائے جہاں
تولد ہوئے ماہِ اوجِ شرف
تولد ہوئے شافعِ روزِ حشر
تولد ہوئے بحرِ فیضِ عمیم

پیدا ہوئے سرورِ دو عالم	پیدا ہوئے فخرِ نوح و آدم	محبوبِ خدا نبی مرسل	صبح دوازدہم روز اوّل
	شاہنشہ انبیا محمد	تاجِ سرِ اصفیا محمد	
پیدا ہوئے حضرت پیمبر	صبحِ قدرت کے سعد اکبر	واللیل اشارتے ز ریشش	والشمس عبارتے ز رویش
	خورشیدِ سپہرِ دین محمد	نورِ عین الیقین محمد	
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت	پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت	مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ	منظورِ حضور حق تعالیٰ
	سلطانِ فلک حشم محمد	مہرِ عرب و عجم محمد	
پیدا ہوئے بادشاہ ذیجاہ	آرائشِ تختِ لی مع اللہ	عینِ عرفان مردمِ عین	ابروئے جبین قاب قوسین
	جان و دلِ مرسلیں محمد	روحِ روح الامین محمد	

پیدا ہوئے خاتم النبیین	مہرِ فرمان عز و تمکین باسم احمد بلا میم	شائستہ صد صلوۃ و تسلیم
	گنجینۂ اصطفا محمد آئینۂ حق نما محمد	مولوی محسن کاکوروی رح
یا نبی سلام علیک آپ سلطانِ مدینہ	یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک مہبطِ وحی السکینہ نور سے معمور سینہ	صلواۃ اللہ علیک مشک سے بہتر پسینہ
	یا نبی سلام علیک	
لائیں جو ایمان تم پر	کیوں نہ دیں وہ جان تم پر مہربان رحمان تم پر	خلق سب قربان تم پر
	یا نبی سلام علیک	
تم ہو محبوب آلٰہی	تم پہ موزوں وصف شاہی ماہ سے لے تا بماہی	سب نے دی تم پر گواہی
	یا نبی سلام علیک	
حق نے دی معراج تمکو	اور بخشا تاج تم کو دو جہاں کا راج تم کو	دیں سلاطین باج تمکو
	یا نبی سلام علیک	
ہجر میں مشکل ہے جینا	دل ہوا چاک اور سینہ تھامئے میرا سفینہ	یا شفیع المذنبینہ
	یا نبی سلام علیک	
کاش حاصل ہو حضوری	دور ہو جائے یہ دوری دل کی حسرت ہو یہ پوری	دیکھ لوں وہ شکل نوری
	یا نبی سلام علیک	
کیا کرے بیدل شکایت	دردِ ہجران کی حکایت رنج و غم ہے بے نہایت	کیجئے للہ عنایت
	یا نبی سلام علیک	

(مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل رام پوری)

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت پیدا ہوگئے تو ناف بریدہ اور مختون تھے اول حضور نے سجدہ کیا اور دعاء مغفرت امت طلب فرمائی۔ زاں بعد ایک آواز ایسی میرے

کان میں آئی کہ منادی ندا دے رہا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب۔ شمال و جنوب سب جگہ پھراؤ تاکہ کل میری مخلوق بری و بحری ملائکہ ارض و سما و جن و بشر اسکے جمال جہاں آرا سے بخوبی آشنا ہو جاویں۔ آج ہی سے میری جنت اسکی اطاعت کرنے والوں کے لئے اور دوزخ اس کے نافرمانوں کے لئے کھول دی گئی۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ تمام کعبہ کے اصنام اوندھے گر پڑے اور کعبہ کی دیواروں سے یہ صدا محسوس ہو رہی تھی کہ زمین کو بتوں کی نجاست سے پاک کرنے والا آج ظہور میں آگیا۔ عبدالمطلب فوراً گھر آئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ کے لڑکا پیدا ہوا۔ پوچھا کہ وہ میرا نور بصر کہاں ہے۔ جلد دکھلاؤ کیونکہ دل کو تاب نہیں ہے۔ حضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ ابھی آپ اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ وہ نہ مانے تو مجبوراً ایک جانب کو اشارہ کیا وہاں دیکھا تو ایک سردار بارعب و داب شمشیر برہنہ لئے استادہ ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ جبتک کل ملائکہ ارض و سما اس کی زیارت سے مشرف نہ ہو لیں گے اس وقت تک کسی کے لئے زیارت کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اور ایسے صدہا انکشافات دوشنبہ کی شب کو ظہور میں آئے خشک دریا بہنے لگے چشموں سے پانی ابلا۔ قحط دور ہوا۔ خلق خدا مسرور ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا نام مبارک (محمد) عبدالمطلب نے رکھا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلعم کو آپکی والدہ ماجدہ نے اور دو تین روز بعد حضرت ثوبیہ نے (جو ابولہب کی لونڈی تھی) دودھ پلایا۔ اور اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں آگئے اور آخر تک انہوں نے ہی دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں شہر کے روسا اور شرفا کا یہ عام دستور تھا کہ شیرخوار بچوں کو آس پاس کے قصبات و دیہات میں بھیج دیتے تاکہ بدوؤں میں پل کر جوہر فصاحت پیدا کریں اور عرب کی خالص خصوصیات محفوظ رہیں غرضکہ سال میں دو مرتبہ دیہات سے شہر میں بدوؤں کی عورتیں آتیں اور جو بچے پرورش کے لئے ان کے سپرد کئے جاتے وہ لے جاتیں۔ اسی دستور کے مطابق آنحضرت صلعم کی ولادت کے چند روز کے بعد قبیلہ ہوازن کی چھ عورتیں بچوں کی تلاش میں آئیں۔ ان میں حلیمہ سعدیہ بھی تھیں اتفاق سے ان کو کوئی بچہ ہاتھ نہ آیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ان کو متقرر کرنا چاہا تو حضرت حلیمہ سعدیہ کے دلمیں خیال آیا کہ یتیم بچہ کو لیکر کیا کروں گی. لیکن خالی ہاتھ بھی جانا بُرا تھا اسلئے حضرت آمنہ کی درخواست قبول کرلی اور آنحضرت صلعم کو اپنے ہمراہ لے گئیں۔ اس وقت حضرت حلیمہ کو یہ کیا خبر تھی کہ اس نور وحدت کے تذکرہ کے ساتھ دُنیا تیرے نام کو بھی رٹے گی اور تیرے گن گائے گی اور ایک دن ایسا آئے گا کہ کسی مسلمان کا گھر حضرت حلیمہ سعدیہ کے تذکرہ سے خالی نہیں رہیگا۔ حضرت حلیمہ رض کی ایک صاحبزادی جن کا نام شیما تھا حضور صلعم کو ان سے بہت انس تھا وہ ہی آپ کو کھلایا کرتی تھیں دو سال کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کو مکہ میں لائیں اور آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کیا آپ نے اس غرض سے کہ مکہ معظمہ میں وبا پھیل رہی تھی نہیں لیا۔ اور حضرت حلیمہ رض کے ساتھ پھر واپس کردیا۔ بقول موافق ابن اسحاق حضور چھ سال تک حضرت حلیمہ سعدیہ کی زیر نگرانی رہے۔ عرب میں ہوازن کا قبیلہ فصاحت وبلاغت میں مشہور ہے ابن سعد نے طبقات میں روایۃ کی ہے کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے (میں تم میں سب سے فصیح تر ہوں کیونکہ میں قریش کے خاندان سے ہوں اور میری زبان بھی بنی سعد کی زبان ہے) حضرت حلیمہ رض کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا محبت تھی۔ عہد نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ میری ماں میری ماں کہکر لپٹ گئے حضرت حلیمہ رض کے شوہر (یعنی آنحضرت صلعم کے رضاعی باپ) کا نام حارث بن عبد العزیٰ تھا وہ آنحضرت کی بعثت کے بعد مکہ معظمہ میں آئے اور اسلام لائے۔ آنحضرت رض کے چار رضاعی بھائی بہن تھے یعنی عبد اللہ۔ انیسہ۔ حذافیہ۔ شیما۔ عبد اللہ اور شیما ایمان لے آئے۔ آنحضرت صلعم کی عمر شریف جب چھ سال کی تھی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مدینہ شریف تشریف لے گئیں اور آنحضرت صلعم کے دادا کی ننھیال خاندان نجار میں تھی وہیں ٹھیریں۔ اس سفر میں ام ایمن جو آنحضرت کی دایہ تھیں وہ ساتھ تھیں یہ سفر حضرت آمنہ نے اپنے شوہر حضرت عبد اللہ رض کی زیارت قبر کے لئے کیا تھا۔ جو مدینہ طیبہ میں مدفون تھے اور ایک ماہ مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ واپس آتے ہوئے جب مقام ابواء میں پہنچیں تو حضرت آمنہ کا انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ موضع ابواء جحفہ سے تئیس ۲۳ میل پر واقع ہے

حضرت ام ایمن آنحضرت کو لیکر مکہ معظمہ میں آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام مدینہ کی بہت سی باتیں یاد تھیں جب آپ قیام مدینہ کے زمانہ میں ایک دفعہ بنو عدی کے منازل سے گذرے تو فرمایا کہ ایسے مکان میں میری والدہ ماجدہ ٹھیری تھیں۔ یہ وہی تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا تھا۔ اسی میدان میں میں ایک انیسہ لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت عبد المطلب نے آنحضرت صلعم کو اپنے دامن تربیت میں لیا ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے حضرت عبد المطلب نے بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حجون میں مدفون ہوئے اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر آٹھ سال کی تھی۔ جب حضرت عبد المطلب رض کا جنازہ اٹھا تو آنحضرت صلعم ساتھ تھے اور فرط محبت سے روتے جاتے تھے۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب کو آنحضرت صلعم کی تربیت کے لئے سپرد کیا۔ حضرت عبد المطلب کے دس بیٹے مختلف بیویوں سے تھے ان میں سے آنحضرت صلعم کی والدہ ماجدہ حضرت عبد اللہ اور ابو طالب ماں جائے بھائی تھے حضرت ابو طالب کو آنحضرت سے اس قدر محبت تھی کہ آنحضرت کے معاملہ میں اپنی اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تھے سوتے تو آنحضرت کو ساتھ لیکر سوتے اور باہر جاتے تو ساتھ لیکر جاتے۔ آنحضرت کی عمر جب دس یا بارہ برس کی ہوئی تو آپ نے بکریاں چرائیں قرآن مجید میں ہے (وَ لَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ) یہ عالم کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا زمانہ رسالت میں آپ اس سادہ اور پرلطف مشغلہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت ابو طالب نے شام کے سفر کا ارادہ کیا تو اس وقت آنحضرت کی عمر بارہ سال کی ہوگی۔ بوجہ تکلیف آنحضرت کو حضرت ابو طالب اس سفر میں ساتھ لیجانا نہیں چاہتے تھے مگر آپ روانگی کے وقت اپنے چچا سے لپٹ گئے تو ابو طالب نے اپنے پیارے بھتیجے کی دل شکنی گوارا نہیں کی اور ساتھ لے لیا اور جب بصرہ میں پہنچے تو ایک عیسائی راہب کی خانقاہ میں اُترے۔ اس نے آنحضرت صلعم کو دیکھکر کہا کہ یہ سید المرسلین ہیں لوگوں نے پوچھا کیسے جانا اس نے کہا کہ جب تم لوگ پہاڑ سے اترے تو جس قدر درخت اور پتھر تھے سب سجدے کے لئے جھک گئے تھے۔

تعمیر کعبہ

کعبہ کی عمارت صرف قدآدم اونچی اور دیواروں پر چھت بالکل نہ تھی۔ کعبہ معظمہ کی جگہ چونکہ نشیب میں تھی اس لئے برسات میں شہر کا پانی حرم میں داخل ہو جاتا تھا اس روک تھام کے لئے بالائی حصہ پر بند بنوا دیا گیا تھا جو ٹوٹ ٹوٹ جاتا۔ اور عمارت کو بار بار نقصان کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ موجودہ عمارت ڈھا کر نئے سرے سے عمارت زیادہ مستحکم بنائی جائے۔ اللہ جل شانہ کی شان کہ جدہ کی بندرگاہ پر ایک تجارتی جہاز کنارہ سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ جب خبر لگی۔ تو ولید بن مغیرہ نے جدہ پہنچکر جہاز کے تختے مول لئے ایک رومی معمار باقوم نامی کو جو جہاز میں تھا اپنے ساتھ لے آیا۔ اور تمام قریش نے ملکر تعمیر شروع کر دی۔ جب نصب حجر اسود کا وقت آیا تو ہر شخص اسی خواہش میں لگا ہوا تھا کہ اس حجر مبارک کے لگانے کا فخر مجھکو حاصل ہو۔ حتیٰ کہ باتوں ہی باتوں میں تلوار کھچ گئی۔ چار دن تک یہ جھگڑا برابر جاری رہا پانچویں دن ابو امیہ بن مغیرہ جو قریش میں ایک معمر شخص تھا۔ اس نے رائے دی کہ صبح کو سب سے پہلے جو شخص آئے وہی ثالث قرار دیا جائے قدرت کے کارخانہ ملاحظہ ہوں کہ صبح کے وقت سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس پر پڑیں وہ چہرہ جہانتاب محمدی تھا۔ لیکن رحمت عالم نے قبول نہ کیا کہ اس شرف سے تنہا بہرہ ور ہوں فرمایا ہر قبیلہ سے ایک ایک سردار انتخاب کر لیا جائے۔ پھر چادر پھیلائی گئی۔ اور حجر اسود کو اس میں رکھا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ چادر کے چاروں کونے تھام لیں جب چادر اس مقام پر پہنچی تو آنحضرت نے حجر اسود کو اٹھا کر موقعہ پر رکھدیا۔ یہ گویا اس امر کا اشارہ تھا کہ اس دینی عمارت کا آخری پتھر انہی ہاتھوں سے نصب ہو گا۔ کعبہ کی عمارت اب مسقف کر دیگئی۔ سامان عمارت تھڑ جانے کے باعث کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا۔ یہ وہی حصہ ہے کہ جس کو اب حطیم کہتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا آج مسلمانوں کی حالت کو دیکھو اکثر زراعت پیشہ زیادہ تر ملازمت اور بہت کم تجارت میں مصروف ہیں

اور ملازمت کی طرف تو اس قوم کا اس قدر رجحان ہے کہ دینیات مدارس سے پڑھکر دستار فضیلت سر پر رکھے ہوئے قومی درسگاہوں کی یا تو مدرسی ٹٹولیں گے یا مساجد کی امامت کے ملازم بنیں گے۔ خدا کی شان ہے کہ اس آزاد پیشہ کو چھوڑ کر جسکو خود سرکار دو عالمؐ نے قبول ہی نہیں فرمایا بلکہ خود اپنے دست مبارک سے کیا۔ ملازمت کی غلامی کو اختیار کر رہے ہیں ملازمت سے ملی ہوئی روزی جو ایک بہت خفیف تعداد میں ملتی ہے اختیار کر کے ایک بہت بڑے نفع والی چیز سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ پھر بھی روزی حلال کی اس پیشہ سے انسان کو مل سکے خدا ہم سب کو اس آفت سے نجات دے۔ اور آنے والی نسلوں کو اس ذلیل پیشہ سے بچائے آمین۔ آنحضرت صلعم کے شرکاء تجارت کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ آنجناب کس قدر دیانت اور راست بازی کے ساتھ اس کام کو انجام دیتے تھے۔ حضور صلعم کو ایفائے وعدہ کا اس قدر پاس تھا۔ کہ ابی الحما ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ نبوت سے پہلے میں نے آنحضرت صلعم سے خرید و فرخت کا کوئی معاملہ کیا تھا۔ جو کچھ تو طے پا گیا تھا اور جس کا کچھ حصہ باقی رہا تھا۔ میں نے وعدہ کیا کہ پھر آؤنگا تین دن تک وعدہ یاد نہ آیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو وعدہ یاد آیا۔ میں اسی مقام پر پہنچا۔ تو آنحضرتؐ کو اسی جگہ منتظر پایا۔ اس خلاف عہد ظہور میں آنے سے آپ کی پیشانی مبارک پر ذرا بل نہ آیا۔ صرف اس قدر فرمایا۔ کہ تم نے مجھے زحمت دی میں یہاں تین دن سے موجود ہوں۔ آنحضرتؐ پچیس۲۵ سال تک متعدد قومی کاموں میں لگے رہے۔ آپ کے پاکیزہ اخلاق کی عام شہرت تھی۔ مخلوق خدا نے آپ کو امین کے خطاب سے یاد کیا۔ حسن معاملہ۔ راست بازی۔ صدق دیانت میں آپ ضرب المثل تھے۔

شادی

ملک شام کے سفر کے بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ تاریخ معینہ پر حضرت ابو طالبؓ اور تمام روسار خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے

حضرت ابوطالب نے خطبہ پڑھا اور پانچسو درہم طلائی مہر قرار پایا۔ بوقت نکاح حضرت خدیجہ رضؓ کی عمر چالیس ۴۰ سال کی تھی۔ بجز حضرت ابراہیمؑ باقی سب اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے ہوئی۔ یہ امر قطعاً ثابت ہی کہ آپ بچپن اور شباب میں بھی جبکہ منصب پیغمبری سے ممتاز نہیں ہوئے تھے مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے ایک دفعہ قریش نے آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا اور یہ طعام بتوں کے چڑھاوے کا تھا حضور اقدس نے طعام کے کھانے سے انکار فرمایا اور آپ ہمیشہ بت اور بت پرستی کی برائی فرمایا کرتے تھے۔ نبوت سے پہلے جو آپ کے اصحاب خاص تھے وہ سب نہایت پاکیزہ اخلاق اور بلند رتبہ اور عالی منزلت تھے۔ ان میں سب سے مقدم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تھے جو برسوں شریک صحبت رہے۔ رسول اللہ صلعم جس زمانہ میں پیدا ہوئے مکہ بت پرستی کا مرکز اعظم تھا خود کعبہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت دھرے ہوئے تھے۔ سارے عرب میں رات کے وقت کہانیاں سننے کا دستور تھا۔ حضور نے بھی دو مرتبہ اس میں شرکت کا ارادہ فرمایا لیکن توفیق الٰہی نے شامل ہونے سے روکدیا کہ تیری شان ان مشاغل سے بالاتر ہے۔

باوجود سفر تجارت اور مشغولیت زن و فرزند جس کام سے نہ رکنے تھے نہ رکے۔ جس تربیت کے لئے قدرت نے آپ کو اس دار دنیا میں بھیجا تھا اسے بہمہ وجوہ پورا کیا۔ مکہ سے تین میل پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے تھے حضور سرور کائنات مہینوں اس میں مراقب رہتے سامان خورونوش ساتھ لیجاتے ختم ہونے پر گھر سے اور سامان لینے آتے اور لیجاتے۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اس غار میں آپ کی عبادت کیا تھی فرمایا۔ غور و فکر اور عزلت۔ مدبری۔ یہ وہی عبادت ہی جو آپ کے دادا ابراہیمؑ نے نبوت سے پہلے کی تھی۔ چنانچہ صوفیہ کرام اسی پیروی میں عزلت تزکیہ نفس کے لئے اختیار کرتے ہیں۔

نبوت

اس کے بعد نبوت کا دیباچہ اس طرح شروع ہوا کہ خواب میں آپ پر اسرار غیبی منکشف

ہوتے تھے اور وہی پیش آتا تھا جس کو خواب میں دیکھتے تھے وحی عالم بیداری میں آئی اور سب سے پہلے غار حرا میں شروع ہوئی آپ اس غار میں مراقبہ کے اندر مصروف تھے کہ فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے اور وہ یہ الفاظ تھے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے آدمی گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔ آپ گھر واپس تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضؓ سے واقعہ بیان کیا وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو توریت و انجیل کے ماہر تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلعم سے کیفیت سنکر فرمایا۔ کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ پر اترا تھا۔ لاریب فیہ آپ وہی سچے نبی ہیں جنکی بشارتیں کتب ہائے سماوی میں موجود ہیں آپ جلال الٰہی سے مرغوب ہوئے تو غمگسار حضرت خدیجہ رضؓ نے فرمایا کہ آپ متردد نہ ہوں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑیگا ورقہ نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی چونکہ آپ ابھی جامۂ بشریت سے مزین کئے گئے تھے اسلئے پہلے خواب کے ذریعہ سے آپ کو مانوس کیا گیا اور پھر بصورت فرشتہ۔ جوں جوں آپ متحمل ہوتے رہے ووں ووں رفتہ رفتہ انوار الٰہی کے باب آپ پر کھلتے گئے اور تاج رسالت فرق مبارک پر دست قدرت نے مزین کیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

خطا کاروں سے درگزر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا

بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا ــ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا ــ پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ــ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی ــ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا ــ حقیقت کا گُر ان کو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا ــ بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہان پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں ــ بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دور صہبائے بطلاں ــ مئے حق سے محروم تھی بزم دوراں

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خُم معرفت کا تھا منہ خام اب تک

(مولانا حالی رہ پانی پتی)

سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ پر خطر راز اول اول کس کے سامنے بیان کئے جاویں۔ اس غرض کے لئے صرف وہی لوگ منتخب کئے جا سکتے تھے جو فیضیاب صحبت رہ چکے ہوں۔ جن کو

آپ کے اخلاق و عادات کی ایک ایک حرکات و سکنات کا تجربہ ہو چکا تھا اور جو آپ کے سابقہ تجربوں پر حضور کے سچے دعووں کا فیصلہ قطعی کر سکتے تھے۔ یہ لوگ کون تھے۔ حضرت خدیجہ رض ام المسلمین جو آپ کی حرم محترم تھیں۔ حضرت مولا علی رض جو آپ کے آغوش تربیت میں پلے تھے۔ زید جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور بندہ خاص تھے۔ حضرت ابابکر صدیق رض جو برسوں خدمت سے سرفراز رہے۔ حضور نے کوہ صفا پر چڑھکر قریش کو پکارا اور دعوت دی۔ اسکے چند روز بعد آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ دعوت کا سامان کرو۔ درحقیقت یہ دعوت تبلیغ اسلام کی تھی سب مدعو کئے گئے۔ کھانے کے بعد آنحضرت صلعم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں۔ جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے۔ اس بار گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا یہ سنتے ہی مجلس میں ایک سناٹا سا چھا گیا دفعتاً حضرت مولا علی نے اٹھکر فرمایا۔

"گو مجھکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں۔ اور گو میں سب سے نوعمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا۔" آنحضرت صلعم نے اعلان دعوت کیا اور بت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کر دی۔

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے ــ نہ آگاہ تھے مبتدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا سے ــ پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق ــ زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق ــ اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اسکے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم ــ اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم ــ اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اُسکی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

اسی طرح دل ان کا اک اک سے توڑا — ہر اک قبلۂ کج سے منہ ان کا موڑا
کسی ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا — خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیئے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

(مولانا الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی رح)

اس آواز پر مخالفین جس بے رحمی سے پیش آئے وہ یگانوں سے تو درکنار بیگانوں سے بھی نہیں دیکھا جاتا اور اس پر یہ صفت رحیمی تھی کہ لوگوں نے جب عرض کیا کہ حضور ان تکلیف دینے والوں کے لئے بد دعا کیجئے تو ارشاد ہوا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں جن کے سر پر آرے چلے اور اپنی غرض سے باز نہ آئے۔ خدا اپنے اس کام کو پورا کرے گا یہانتک کہ شتر سوار صنعائے حضر موت تک سفر کرے اور اس خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ دیکھو یہ پیشین گوئی کیسی ہو بہو پوری ہوئی۔

ہجرت سنہ ۱ھ

ظلمت کی گھٹا نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ انوار حق کے لمعات جو اس آفتاب رسالت سے پھوٹ پھوٹ کر اس اندھیر نگری کو روشن کرنا چاہ رہے تھے ان کی چمک دمک کو نہ نکلنے دیں اور مخالفین کی تلواروں کی جھنکاریں یہ کہہ رہی تھیں کہ اس صداقت آمیز آواز کا ہمیں قلع قمع کر دیا جائے کہ اتنے ہی میں حافظ عالم نے مسلمانوں کو مدینہ طیبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جہاں کی سرزمین اس وقت سے لیکر تا ایندم دار الامان مسلمانان ہے۔ لیکن حضور کا وجود باوجود ہدف ستمگاری حکم ایزدی کا منتظر رہا۔ جب اکثر صحابہ مدینہ پہنچ چکے تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرت صلعم نے بھی مدینہ طیبہ کا عزم

فرمایا۔ قریش نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانان شہر مدینہ میں طاقت پکڑتے جا رہے ہیں اور اسلام کے انوار الٰہی بلا روک ٹوک وہاں سے اقصار عالم میں پھیلنے لگے ہیں۔ تو دار المشورہ میں جہاں ہر کل قبائل کے رؤسا جمع تھے بیٹھکر یہ صلاحیں سوچیں جانے لگیں۔ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد۔ کوئی کہتا تھا کہ محمدؐ کے پیروں میں زنجیر ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے دوسرے نے کہا جلا وطن کر دینا کافی ہے تیسرا ابو لاہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب ہو اور تلواروں سے خاتمہ کر دیا جائے غرض جتنے منہ اتنی باتیں تاہم یہ آخری رائے ابوجہل کی سب کو پسند آئی۔ اور جھٹ پٹے سے آکر حضرت رسول اللہ صلعم کے آستانہ مبارک کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ اہل عرب کسی زنانہ مکان میں گھسنا معیوب سمجھتے تھے اسی لئے باہر پڑے رہے کہ آنحضرت صلعم نکلیں تو یہ کام پورا کیا جاوے باوجود اس قدر مخالفتوں کے لوگوں نے آپ کے افعال حسنہ پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ آپ کو جیسا امین پہلے جانتے تھے ویسا ہی اس مخالفت میں بھی سمجھتے تھے۔ بات تو در اصل یہ تھی کہ حضور کی خاص ذات سے کوئی عناد نہ تھا بلکہ یہ لوگ تو اس نام کے دشمن تھے جو حضور انور صلعم کی زبان مبارک سے بصورت لا الہ الا اللہ نکلتا تھا اس معاملہ کی اطلاع جناب کو پہلے ہی سے تھی اس بنا پر جناب امیر علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ مجھکو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھکر سو رہو۔ صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ایسے سخت خطرہ کا سامنا جس کی اطلاع جناب امیرؑ کو پہلے ہی سے ہو اور باوجود اس امر کے جانتے ہوئے کہ آج بستر رسول صلعم بستر خواب نہیں ہے بلکہ قتل گاہ کی زمین ہے۔ یہ اس بعیت کی سچی محبت کا اثر تھا کہ فاتح خیبر کے لئے آج یہ بستر بستر گل سے زیادہ راحت دہ تھا آپ کی صحت وخیریت کے سچے خواستگار نے ذرا پروا نہ کی۔ کس کی مجال وطاقت تھی کہ جس پر ردار مبارک آنحضرت صلعم کی خود آپ کی مرضی سے ڈالی جائے اس جسم کو خدانخواستہ چشم وزخم پہنچے۔ خود حافظ حقیقی ان کا نگہبان تھا۔ اور مولا علیؓ ایسے امتحان کے موقع پر کامیاب ہوئے اس ردار مبارک نے جو سلوک روحی حضرت مولا علیؓ کے ساتھ کیا ہوگا وہ کیا کچھ ہوگا۔ یہ چادر نہ تھی بلکہ الفقر فخری

کی معراج تھی ہجرت سے دو تین دن پہلے آنحضرت صلعم دوپہر کے وقت حضرت ابکر صدیق رض کے گھر تشریف لے گئے اور دستک کے بعد اجازت چاہی۔ گھر میں تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی حرم محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت ابابکر صدیق رض کے سوا اور کوئی گھر میں نہ تھا آپنے فرمایا۔ کہ مجھے ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے۔ حضرت صدیق رض نے عرض کیا کہ اُمّی وابی فدا کیا مجھکو بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ ہاں حضرت صدیق رض نے دو اونٹنیاں اسی کام کے لئے پالی تھیں۔ ایک آپ کو نظر کرنی چاہی۔ لیکن محسن عالم کو کسی کا احسان کیسے گوارا ہو سکتا تھا قیمتاً خریدی اور جھٹ پٹ سفر کا مختصر سا سامان تیار کیا گیا۔ دو تین دن کا کھانا ہمراہ لیا حضرت اسماء نے جو حضرت عائشہ صدیقہ رض کی بڑی بہن تھیں سب سامان تیار کیا۔ کفار نے جب آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور رات زیادہ گذر گئی تو ان کو قدرت نے ایسا بے خبر کر دیا تھا کہ آپ ان کو سوتا چھوڑکر باہر نکل آئے اور حسب قرار داد۔ دونو صاحب پہلے جبل ثور کے غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے جو آجتک بوسہ گاہ خلائق ہے۔ حضرت ابوبکر رض کے بیٹے عبداللہ شب کو غار میں سوتے اور صبح سویرے شہر میں چلے جاتے۔ اور مشورہ ہائے قریش کی خبر شام کو پہنچا دیتے۔ حضرت ابابکر رض کا غلام کچھ رات گئے بکریاں چرا کر لاتا۔ آپ نے انہی کے دودھ پر تین دن بسر فرمائے۔ صبح کو قریش کی آنکھ کھلی تو بجائے آنحضرت صلعم کے جناب امیر کو پلنگ پر پایا۔ ظالموں نے آپ کو پکڑا اور حرم میں کچھ قید رکھکر چھوڑ دیا۔ پھر تلاش سرور کائنات میں نکلے۔ اور اسی غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ حضرت ابابکر صدیق رض نے عرض کیا۔ کہ دشمن نہایت قریب ہیں فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا خدا کی شان کے قربان جایئے کہ دفعتاً غار کے در پر درخت ببول اُگا اور اس کی ٹہنیوں نے چھپا لیا۔ کبوتروں نے گھونسلا بنایا۔ اور انڈے دئے چوتھے دن غار سے نکلے اور ایک رات دن برابر چلے۔ دوسرے دن دوپہر کا وقت تھا دھوپ سخت ہوگئی۔ رفیق طریق نے چاہا کہ سرکار دو عالم کچھ آرام فرمائیں۔ چاروں طرف نظر کی ایک پتھر کی چٹان کے نیچے سایہ نظر آیا۔ حضرت ابوبکر رض سواری سے اترے زمین جھاڑی اور اپنی چادر بچھائی آنحضرت صلعم نے آرام فرمایا۔ حضرت ابابکر رض غذا کی تلاش میں نکلے۔ ایک چرواہے سے کچھ دودھ لیا

اور کپڑا برتن کے منہ پر باندھکر گرد پڑنے سے محفوظ کیا۔ پھر اس میں تھوڑا سا پانی ملا کر پیش کیا حضور صلعم نے پیا دھوپ ڈھل چکی تھی اسلئے وہاں سے روانہ ہوئے عین حالت روانگی میں سراقہ بن جعشم اپنے گھوڑے پر سوار تیر و کمان کاندھے پر لئے بگٹٹ آرہا تھا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی دل کھٹکا۔ تیر سے فال نکالی انکار آیا۔ الاسو اونٹ کے انعام کا لالچ۔ تیر کی فال کون مانے گھوڑے کو پھر ایڑ دی۔ حتی کہ پائے اسپ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پھر فال دیکھی جواب نفی میں ملا اور مزید باتیں نظر آئیں۔ گھبرا گیا۔ نزدیک آیا خواہان امن ہوا اور عرض کیا کہ امن کی ایک تحریر لکھدیجئے اور اپنا کل واقعہ سنایا حضرت ابوبکر رض کے غلام عامر بن حیرہ نے فرمان امن کا لکھدیا۔ حضور کی تشریف آوری کی خبریں مدینہ میں پہلے ہی پہنچ چکی تھیں تمام شہر کا بچہ بچہ چشم براہ تھا انتظار کی اس عجلت کو دیکھو کہ روز مرہ صبح و شام لوگ باگ بیرون شہر جاکر آپ کے تشریف لانے کا انتظار کرتے تھے۔ ایک دن جب سب منتظرین واپس ہوگئے تو ایک یہودی نے قلعہ سے دیکھکر آواز دی کہ اے اہل عرب لو جس کا تم انتظار کرتے تھے وہ آج آگیا۔ تمام شہر تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا۔ شہر کے چھوٹے بڑے سب سج سجا کر یکے بعد دیگرے نکلنے شروع ہوئے۔ عید کے چاند کی طرح سب کی نظریں اس صحرائے لق و دق میں کسی کی آمد کے انتظار میں گھوڑ دوڑ لگانے لگیں مقام قبا میں ایک شخص کلثوم بن الہاح ایک خاندان کے بزرگ اور سردار تھے یہاں پہنچتے ہی تمام خاندان نے جوش مسرت سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا یہ فخر اللہ پاک نے انہیں صاحب کے مقدر میں لکھدیا تھا۔ کہ سب سے پہلے میزبان دو عالم ص نے انہی کی مہمانی قبول فرمائی۔ میدان جان نثاران انصار سے پر ہوگیا۔ صلٰوۃ و سلام کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ حضور نے چودہ یوم تک یہاں قیام فرمایا اور اپنے دست مبارک سے یہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ۔ الخ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جنکو صفائی بہت پسند ہے اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے تعمیر مسجد میں مزدوروں کے ساتھ خود حضور سرکار دو عالم نے بھی کام فرمایا۔ عبداللہ بن افراحم

شاعر تھے وہ بھی اس مزدوری میں شامل تھے۔ کہتے تھے کہ:۔
اَفلحَ مَن یُعالِجُ المَسَاجِدَا + وَیقرءُ القرآنَ قائِمًا وَقاعِدًا + وَلا یَبِیتُ اللّیلَ عَنہُ رَاقِدًا
وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے۔ اور رات کو جاگتا رہتا ہے
حضور بھی ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے رہتے تھے۔ قبا میں آٹھ ربیع الاول بروز جمعرات ۱۳ھ
مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء تشریف لائے چودہ یوم کے بعد جمعہ کو آپ شہر کی جانب تشریف فرما ہوئے راہ
راہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت آگیا آپ نے جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی یہ جمعہ سب سے پہلا
تھا جب یہ خبر عام طور پر پھیلی کہ حضور سرور دو عالم تشریف فرما ہو گئے ہیں تو ہر طرف سے لوگ ایک پر
ایک گرتے پڑتے پیش خدمتی کے لئے دوڑے، قبا سے مدینہ تک دو رویہ جان نثاران انصار
کی صفیں تھیں۔ راہ میں جس کسی کا گھر آتا وہ سامنے حاضر ہوتا اور عرض کرتا کہ یا رسول اللہ یہ گھر ہے
یہ مال ہے یہ جان ہے آپ دعائے خیر فرماتے۔ شہر قریب آگیا تو لوگوں کے شوق کا یہ حال تھا
کہ پردہ نشین خاتونیں چھتوں پر نکل آئیں اور بے اختیار شوق بھری آواز سے کہتی تھیں۔

طَلَعَ البَدرُ عَلَینَا مِن ثَنِیَّاتِ الوَدَاع
ہم پر چاند نکل آیا — کوہ وداع کی گھاٹیوں سے

وَجَبَ الشُّکرُ عَلَینَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے — جب تک دعائیں مانگنے والے دعائیں مانگیں

شمس الضحےٰ، بدر الدجےٰ۔ نور الہدیٰ یہ ہی تو ہیں
عاشق ہوا جن پر خدا وہ دل ربا یہ ہی تو ہیں

عالی نسب والا حسب جن کا سنا تونے لقب
یعنے محمد مصطفےٰ و مجتبےٰ یہ ہی تو ہیں

ہیں اولیں و آخرین اور وہ شفیع امو نبس
وہ رحمت العالمین ابر سخا یہ ہی تو ہیں

وہ سایۂ ذات احد وہ مظہر نور صمد
فرماں روائے نیک و بد خیر الوریٰ یہ ہی تو ہیں

شبدیزگی ہے یہ دعا پہنچے مدینہ میں گدا
کہتا ہوا صلّ علیٰ صلّ علےٰ یہ ہی تو ہیں

اور چھوٹے معصوم بچے اس خوشی کا اظہار اس طرح کر رہے تھے۔

نَحنُ جَوَارٍ مِن بَنِی النَّجَّار یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِن جَار
ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں — محمد کیا ہی اچھا ہمسایہ ہے

حضور نے ان بچوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ کیا تم مجھکو چاہتے ہو۔ بولے ہاں فرمایا
کہ میں بھی تم کو چاہتا ہوں۔ جہاں اب مسجد نبوی ہے اسکے متصل حضرت ایوب انصاری کا گھر تھا لوگوں
میں آپ کی مہمانی حاصل کرنے کی غرض کے لئے قرعہ ڈال کر فیصلے کئے گئے اول تو قرعہ حضرت ایوب
کا نکلا۔ حضرت ایوب کھانا حضور کیلئے بھیجتے جو بچ جاتا تو تبرکاً دونوں میاں بیوی اسی جگہ سے
کھاتے جہاں سرکار دو عالم کی انگلیاں لگی ہوئی ہوتیں محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ بالائی منزل
پر پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ خیال ہوا کہ نیچے جہاں حضرت مقیم تھے پانی نہ جاوے۔ حضرت ایوب
نے فوراً اپنا لحاف ڈال دیا کہ پانی خشک ہو جاوے حالانکہ سارے گھر میں یہی ایک لحاف تھا
حضور نے مدینہ منورہ سے دو اونٹ اور پانسو درہم دیکر حضرت زید کو بھیجا کہ مکہ جا کر صاحبزادیوں
اور حرم نبوی کو لے آویں۔ عبداللہ بن ابی بکر بھی ساتھ گئے حضرت فاطمہؓ زہرا صاحبزادی اور
حضرت سودہ حرم محترم نبوی کو لیکر مدینہ آئے۔ اور حضرت عائشہؓ اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ
آئیں اب تک یہ معمول تھا کہ حضور ایک مویشی خانہ میں نماز پڑھتے تھے جناب نے ایک ٹکڑا اراضی
کا قیمتاً خرید اقبریں اکھاڑ کر زمین ہموار کی اور تعمیر کا کام شروع کیا۔ شہنشاہ دو عالم پھر مزدوروں کے
لباس میں نظر آئے اور پتھر اٹھاتے وقت آپ فرماتے جاتے اے خدا کامیابی صرف آخرت کی کامیابی
ہے یہ مسجد اسلام کی سادگی کا نمونہ تھی۔ کچی اینٹوں کی دیواریں۔ برگ خرما کا چھپر کھجور کے ستون

اور فرش خام تھا۔ بعد میں صحن پختہ کرا دیا گیا (سیرۃ النبی مولانا شبلی)

جب حضرتؐ کو کوئی شخص یک بیک دیکھتا تو ہیبت میں آجاتا۔ اور جو صحبت میں رہتا عاشق ہو جاتا۔ خاموشی میں وقار تھا۔ باتیں کرنے میں خوبی۔ اور تازہ روی موجود تھی۔ حضور نے اپنی خواہش سے فقر اختیار کیا۔ کھانا بقدر ضرورت کھاتے۔ اور وقت فاقہ شدت جوع سے شکم مبارک پر پتھر باندھتے۔ ہمیشہ بسم اللہ کہکر سیدھے ہاتھ سے اور رکابی کے ایک کنارہ سے کھاتے کسی کھانے کو بدمزہ نہ بتاتے۔ اگر رغبت ہوتی تو کھاتے ورنہ ترک فرماتے۔ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے بعد فراغت طعام انگلیاں چاٹتے۔ قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ ضرور دھوتے شیریں اور سرد پانی حضرتؐ کو پسند تھا۔ سرکہ اور شہد سے جناب کو رغبت تھی۔ پانی بیٹھ کر تین سانس میں پیتے۔ ہدیہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور اس کے عوض بہتر اس سے عنایت فرماتے۔ بہترین جامہ آپ کے نزدیک کرتہ تھا۔ جامہ سبز سے خوش ہوتے۔ عمامہ باندھتے اور دونوں شانوں کے بیچ میں شملہ چھوڑتے۔ خوشبو سے خوش اور بدبو سے ناخوش ہوتے۔ رات کو سرمہ لگاتے۔ اور ریش مبارک اور سر میں روغن زیت ملتے۔ داہنی کروٹ ہمیشہ سوتے۔

خلق کے سرور شافع محشر صلے اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم

نور مجسم۔ نیر اعظم۔ سرور عالم۔ مونس آدم
نوح کے ہمدم۔ خضر کے رہبر صلے اللہ علیہ وسلم

بحر سخاوت۔ کان مروت۔ آیہ رحمت۔ شافع امت
مالک جنت۔ قاسم کوثر۔ صلے اللہ علیہ وسلم

رہبر موسےٰ۔ ہادی عیسےٰ۔ تارک دنیا۔ مالک عقبےٰ
ہاتھ کا تکیہ۔ خاک کا بستر۔ صلے اللہ علیہ وسلم

فخر عیاں ہیں۔ عرش مکاں ہیں۔ شاہ شہاں ہیں۔ صیف زماں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلے اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ۔ نعت امیر ہے اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ رہتا ہے اکثر صلے اللہ علیہ وسلم

معراج

جب فیض کرامت حضرت سرور عالم نے جن و بشر کو زمین پر مشرف کیا اور ساکنان تحت الارض وقت جلوہ فرمائے غار حرا سعادت اندوز ہو چکے تب ساکنان ملاء اعلیٰ ملکوت ولاہوت اور خود مالک دو جہان لاشریک لہ مشتاق دیدار حبیب ہوا۔ تو یہ معاملہ وقوع میں آیا۔ کہ جب نبوت کا بارہواں سال شروع ہوا۔ اور عمر شریف اکیاون برس نو ماہ کی ہوئی۔ آنجناب ام ہانی کے گھر رونق افروز تھے اور نماز عشا ادا فرماکر مصلے پر بیٹھے ہوئے ارادہ خواب کا رکھتے تھے کہ چھت شق ہوئی اور حضرت جبرئیل آئے اور بہت ادب سے عرض کیا کہ ساغر خواہش ایزدی شوق وصال میں سرشار ہے اور چشم کبریائی اشتیاق دیدار میں کل مخلوق فلکی معہ خالق چشم براہ ہیں۔ تشریف لے چلیئے اور تشنگان دیدار کو سیراب کیجئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ آج وہ بزرگی و بڑائی دینا چاہتا ہے جو آجتک کسی انبیا سلف کو عطا نہیں فرمائی اور نہ کسی نے سنا اور نہ کسی کے دلمیں اس کا خطرہ آیا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ میںنے وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آیا۔ ملائکہ رضوان بہشت سے دو ابریق یاقوتی آب کوثر سے بھرے ہوئے لائے اس سے حضور نے غسل فرمایا اس کے بعد حلہ نورانی حضرت کو پہنایا گیا۔ عمامہ فرق مبارک پر رکھا اور جبرئیل علیہ السلام نے چادر نور کی ڈالی اور نعلین زمرد سبز کی پہنائیں اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر پر باندھا اور تازیانہ زمرد دست مبارک میں دیا اور ہاتھ پکڑکر گھر سے بیت الحرام میں لائے وہاں حضرت نے آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

پھر حجرہ میں جو حطیم کی بائیں طرف ہے تھوڑی دیر رونق افروز ہوئے وہاں حضرت جبرئیلؑ نے خواجہ عالم کو لٹایا اور وہ طشت زرین لائے جس میں اور انبیا علیہ السلام کے دل دہوئے گئے تھے سینہ بےسے کینہ کو ناف تک چاک کیا۔ اور دلِ مطہر باہر نکالا اور حضرت میکائیل نے تین طشت سونیکے پُر از آبِ زمزم لئے اور اس سے خوب دہویا۔ اور حکمت و عرفان بھر کر جہاں تھا وہیں رکھدیا۔

آیا جو کرم پہ عشق بے باک — سینہ کیا شق جگر کیا چاک
بھر دی دلِ پاک میں تجلی — یا کعبہ دل میں کی سپیدی
خالی اسے کر کے ماسوا سے — لبریز کیا فقط خدا سے
گوہر کو بنا دیا سمندر — آئینہ کو کر دیا سکندر
حق سے رگ و پے کو کر کے معمور — جسم بشری کو کر دیا نور
بندہ سے کہا نظر بچا کر — کیا غیر سے ملکے تو خدا کر

(مولوی محسن کاکوروی رح)

بعد اسکے جبرئیل علیہ السلام دست مبارک تھام کر مسجد حرام سے بطحا لیگئے اور مکہ معظمہ میں لائے وہاں حضرت میکائیلؑ و اسرافیلؑ لاکھوں ملائکہ کی صفین باندھے کھڑے تھے سب نے سلام عرض کیا اور تعظیم بجالائے اور انعام الٰہی کی بشارت سنائی۔ آپ نے ایک مرکب کھڑا دیکھا۔ گدھے سے اونچا۔ خچر سے نیچا آدمی کا سا منہ۔ ہاتھی جیسے کان۔ اور اونٹ جیسی گردن گھوڑے جیسے عیال۔ خچر جیسا سینہ شیر جیسے پٹھے۔ گائے جیسے پیر۔ سم چرے ہوئے اور منہ مانند یاقوت سرخ چمکتا تھا۔ رنگ سفید ہمچو برق جہندہ رانوں کو اپنے دونوں پروں سے ڈھکے ہوئے تھا۔ بہشتی زین کمر پر کسا ہوا اور اس کی پیشانی پر بخط جلی لا الٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ نے رکاب اور میکائیلؑ نے باگ تھامی اور جانب مسجد اقصےٰ لے چلے۔ فرشتوں کا جلو دونوں طرف تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نورِ عرش سے شمع روشن تھیں حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ یا حبیب اللہ باگیں ڈھیلی رکھو۔ یہ مامور من اللہ

ہے جہاں جانا ہے اس مقام کو جانتا ہے۔ وہیں پہنچیگا۔ پھر ایسا جلد چلا کہ آپ نے فرمایا۔

اِنْ تَرَكْتُهَا سَارَتْ . وَاِنْ حَرَّكْتُهَا طَارَتْ

حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ راہ میں جو کوئی پکارے آپ التفات نہ فرماویں اور جواب نہ دیں۔ میں آگے چلتا ہوں۔ بیت المقدس میں ملونگا۔ سرور عالم فرماتے ہیں کہ کچھ راہ طے کرنے کے بعد داہنی سمت سے آواز آئی کہ یا محمد او تعجل فانک اقطاع الطریق یعنی اے محمد جلدی نہ کر تو راہ بھولا ٹھیر میں رہبری کرتا ہوں اور بائیں طرف سے آواز آئی۔ اور ایک عورت انواع لباس سے آراستہ سامنے آکر بولی کہ ٹھیرو کہ کچھ بھید تم سے کہوں۔ آپ نے دونوں کو جواب نہ دیا اور براق کو تیز ہانکا۔ پھر جبرئیل سے ان کا حال پوچھا عرض کیا کہ داہنی سمت کا یہود اور بائیں سمت اور والا نصاریٰ اور سامنے والی عورت دنیا تھی اور وہ دونوں شیطان۔ اس کے بعد ایک پتھر دیکھا کہ اس میں سے پانی نکلتا ہے۔ اور پھر واپس نہیں جاتا۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ اس کی مثال منہ جیسے ہے۔ سوراخ زبان اور پانی بات کا اشارہ ہے۔ جو بری بات منہ سے نکلتی ہے پھر آدمی کتنا ہی پشیمان ہو واپس نہیں جاتی۔

پھر تین شخص آگے آئے۔ ایک جوان دوسرا بوڑھا۔ تیسرا ادھیڑ۔ آپ نے جوان کی طرف دیکھا اور باقی دونوں کی طرف التفات نہ فرمائی۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دولت اور نصیبے پر آپ نے نظر نہ کی اور آخرت کو اختیار کیا۔ دولت بے اعتبار اور بخت ناپائیدار ہے۔ پھر دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک دودھ سے لبلب دوسرا شراب سے پر۔ آپ نے دودھ پیا اور شراب چھوڑ دی پھر دو پیالے آئے ایک میں شہد دوسرے میں پانی۔

آپ نے تھوڑا تھوڑا آمیز کر کے پیا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ کی امت کے لئے دودھ حلال اور شراب حرام کی گئی۔ شہد میں شفا اور پانی میں طہارت رکھی گئی۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ مقام یثرب ہے یہاں اتر کر نماز پڑھئے۔ پھر طور سینا مقام تجلی موسیٰؑ اور بیت اللحم مولد عیسےٰؑ پر باشارہ جبرئیل نماز ادا فرمائی ازاں بعد بیت المقدس میں آئے۔ فرشتوں کی جماعت استقبال کو حاضر تھی سبھوں نے السلام علیکم یا اوّل۔ یا آخر۔ یا حاشر کہا۔

جبرئیل نے حضور کو براق سے اتارا۔ مسجد اقصےٰ میں لائے۔ تو کل ارواح مقدسہ انبیاء علیہ السلام استقبال کو موجود تھیں سب نے ادب کے ساتھ رسم تحیۃ والسلام ادا کی۔

انبیاء و ملائکہ مقتدی ہوئے اور حضور کو امام بنایا۔

پہلی رکعت میں فاتحہ والم ترکیف اور دوسری میں فاتحہ ولایلاف پڑھی پھر سب انبیاؤں نے اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔

آخر میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالےٰ نے مجھکو رحمت اللعالمین کے لقب سے یاد فرمایا اور کل مخلوق کی ہدایت پر مامور کیا۔

اور قرآن جس میں ہر چیز کا بیان ہے مجھپر اتارا۔ اور میری امت کو بہترین امم کیا۔ سینہ کھولدیا خطرات دور کئے گئے۔ اور میرے نام کو فاتح اور خاتم سے بلندی بخشی۔ بپاس خاص اس جناب کبریا کو جس نے تمام زمین کو میرے لئے مسجد بنایا۔ اور خاک کو حکم پانی کا دیا۔ سورہ فاتحہ عطا کی ہے اور بیان قرآن مجید بر آسان کیا۔ فرشتے مدد کو بھیجے کوثر عطا کیا اور دروازہ توبہ میری امت کے لئے قیامت تک کھولدیا

حضرت ابراہیمؑ نے اور انبیا کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ یہ سب نبیوں سے افضل ہیں اور حضورؐ سے کہا کہ حق تعالےٰ نے آج کی رات وہ شرف عطا کیا ہے جو اس سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیا جہانتک ہو سکے امت کے لئے تخفیف اور سہولت طلب کیجو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ پکڑا اور سخرہ پر لائے۔ سخرہ ایک پتھر معلق مابین آسمان اور بیت المقدس کے ہے۔ کسی طرف سے اس کو علاقہ نہیں ہے۔ جس نے زمین و آسمان کو روکا ہوا ہے اس کی قدرت کاملہ نے اس پتھر کو معلق رکھا ہے۔ سخرہ کے ایک جانب حضور کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ اور دوسری جانب فرشتونکی انگلیوں کا۔ حضور نے پائے مبارک اس پر رکھا اور براق پر سوار ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے۔

بلغ العلےٰ بکمالہ۔ کشف الدجےٰ بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ

پہنچے بالا کمال سے اپنے کھوئی ظلمت جمال سے اپنے نیک جملہ خصال سے اپنے۔ سرخ رو ذوالجلال سے اپنے

جبرئیل علیہ السلام ہمرکاب تھے۔ آگے بڑھے۔ ایک دریا فازا نام دیکھا۔ جو زمین و آسمان کے درمیان

معلق ہے اور اس کا ایک قطرہ زمین پر نہیں گرتا۔ پھر وہاں سے خزانہ ہوا پر پہنچے اور وہاں سے فلک پر۔ ہر آسمان کا ایک ایک فلک ہے اور ستارے اس میں تیرتے ہیں (کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ) فلک دوار کو حکم الٰہی پہنچا۔ کہ میرے حبیب کی تعظیم کے لئے ٹھیر جا۔ فلک ٹھیر گیا۔ آپ باب الحفیظ سے آسمان دنیا پر پہنچے دربان اس کا اسمٰعیل نامی فرشتہ اپنی فوج لئے ہوئے اس دروازہ پر جو ایک دانہ یاقوت سرخ سے تراشا گیا تہا اور اس پر مروارید کا قفل لگا ہوا تھا۔ انتظار میں گوش بر آواز تھا۔ کہ جبرئیل نے پکارا کہا کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ میں ہوں جبرئیل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد الرسول اللہؐ کہا کیا خوب آئے اور کیا ہی اچھا آنا ہے۔

آنجناب نے ہزاروں عجائبات ملاحظہ فرمائیے۔ دروازہ کھولا گیا۔

حضرت آدم صفی اللہ سے ملاقات ہوئی۔ آنحضرت نے تحیۃ والسلام ادا کیا۔ حضرت آدم نے فرمایا (مرحبا بن ابن الصالح) پھر چپ و راست حضور انور نے دروازے دیکھے۔ حضرت آدمؑ دائیں کو دیکھکر ہنستے اور بائیں کو دیکھکر روتے تھے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ داہنی سمت ارواح مقدسہ اور بائیں سمت آدم کی گناہگار اولاد ہے۔ پھر آسمان دوم پر تشریف لائے۔ حضرت اسرافیل لاتعداد فرشتوں کی جماعت سے انتظار میں تھے۔ سب نے تحیۃ والسلام ادا کیا۔ تعظیم بجالائے۔ یہاں حضرت یحییٰ و عیسیٰ سے ملاقات ہوئی آپنے سلام کیا۔ دونوں نے کہا۔ (مرحبا بن ابن الصالح) اور ہزاروں عجائبات ملاحظہ فرمائے۔ پھر آسمان سوم پر پہنچے۔ حضرت جبرئیل نے دروازہ کہلوایا وہاں کا دربان مع عظیم الشان اپنے ماتحت فرشتوں کے حاضر ہوا سلام و درود بھیجا۔ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپنے فرمایا (مرحبا بن ابن الصالح) بغلگیر ہوئے اور رحمت الٰہی سے بشارت دی۔ اور ایسے ہی حضرت داؤد علیہ السلام سے ملے آسمان چہارم پر حضرت عزرائیلؑ سے ملاقات ہوئی۔ اور سب فرشتوں نے خوش آمدید کہا اور صلوٰۃ وسلام کے نعرہ سے یہ خیمۂ اطلس گونج اٹھا۔

یہ اس قدر عظیم الشان آسمان تھا۔ کہ اس کے آگے گذشتہ آسمان کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے وہاں حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی اور آسمان پنجم پر حضرت ہارون علیہ السلام اور آسمان ششم پر حضرت موسیٰؑ سے

اور آسمان ہفتم پر جب حضور انور کی سواری پہنچی تو ایک سفید نور تاباں سے تمام فلک کو منور پایا یہاں کے عجائبات وغرائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے جبرئیل آگے لیگئے اور ستر ہزار پردے ابرق سونے۔ اور یاقوت سرخ ودیگر پردہ ہائے حجاب نوراگیں کو طے کرتے ہوئے۔ حجاب سلطانی میں پہنچے
اوّل پردہ قربت پھر عظمت پھر کبریائی۔ پھر ملکوت۔ پھر جلال۔ پھر عزت پھر پردۂ مردانیت سے گذرتے ہوئے سدرۃ المنتہےٰ پر تشریف لائے۔

صدرۃ المنتہےٰ

یہ ایک بیری کا درخت ہے کہ نہ اس کی جڑ کا پتہ اور نہ بلندی کسی کو معلوم اور اس پر اس قدر فرشتے تعینات ہیں کہ ان کا شمار سوائے اللہ جل جلالہٗ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ سدرۃ المنتہےٰ اس لئے اس کا نام رکھا گیا۔ کہ مخلوق کا علم اس سے زیادہ نہیں بڑھتا اور سوائے آنحضرت صلعم کے اس سے آگے نہ کوئی گیا۔ اور نہ جائے اس کے پاس بہشت ہے۔ اور شہیدوں کی ارواح بھی یہیں تک پہنچتی ہیں
اس درخت کا ایک پھل توڑ کر حضرت جبرئیل عؑ نے پیش کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی مقامات ملاحظہ ہوئے۔

بیت المعمور

یہ گھر فرشتوں کا کعبہ ہے اور اسی کے مقابل کعبہ معظم آسمان ہفتم پر رکھا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بیت المعمور سے تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ جواب سلام کے بعد فرمایا۔ کہ آج کی رات امت کو یاد رکھیو جہانتک ہوسکے تخفیف کی استدعا کیجیو۔ الجملہ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مقام سدرہ پر لائے اور مجھ سے رخصت چاہی سبب پوچھا عرض کیا۔

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

سعدیؒ

جلال کبریائی کی تاب نہیں لاسکتا۔ حضرت جبرئیل رخصت ہوئے۔

آپ آگے بڑھے اور ستر ہزار حجاب طے کئے۔ پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کے پروں پر سوار ہوئے اور ہزارہا حجابات طے کرتے ہوئے مقامات اسرافیلؑ پر پہنچے۔ حضرت اسرافیل نے اپنے پروں پر لیا۔ اور حجاب قدرت اور حجاب عظمت طے کراکے وہاں اسرافیل ٹھیر گئے وہاں سے رفرف آیا۔

رفرف

حضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ وہ ایک موتی سفید کا بنا ہوا تھا اور اس کی تسبیح وتہلیل کا آوازہ ملکوت میں گونجتا تھا۔ اس نے ساق عرش تک پہنچایا۔ اور وہاں سے پھر حجابات مرواریدی ویاقوتی طے کرتے ہوئے جب ایک پردہ رہگیا۔ تو رفرف قدم کے نیچے سے غائب ہوگیا اور ایک گھوڑا موتی سفید کا نظر آیا۔ باقی حجابات اس پر سوار ہوکر طے کئے۔ جب حجاب کبریائی آیا وہ بھی غائب ہوگیا۔ اور کوئی سواری پاس نہ رہی۔ میں حیران تھا۔ خطاب ہوا۔ اے حبیب میرے آؤ۔ وہاں سے چلا تو پھر خطاب آیا۔ میرے پاس آؤ غرض ہر بار اسی خطاب سے مشرف ہوتا۔ اور قدم رکھتا تھا۔ جس قدر زمین سے یہانتک مسافت طے کی تھی۔ ہر قدم پر اتنی ہی مسافت طے ہوتی تھی اور یہ خطاب ہزار مرتبہ میں نے سنا۔

اے مدنی برقع وکمی نقاب آج مناسب نہیں اتنا حجاب
وصل کی ہے رات تکلف ہی کیوں لطف کی ہی بات توقف ہے کیوں

اے میرے محبوب سلامی علیک
اے میرے مطلوب سلامی علیک

خلد بریں خوب ہے آراستہ عرش سے تا فرش ہے پیراستہ
آؤ چلے آؤ بڑھائے قدم دیر سے مشتاق ہے ملک قدم

اے میرے محبوب سلامی علیک

اے میرے مطلوب سلامی علیک

اے تنہ قریب آکے ملو ہم سے تم
آؤ چلے آؤ کہ خوش ہو کے آج

نام دوئی بیچ سے ہو جائے گم
ہم تمہیں پہنائیں شفاعت کا تاج

اے میرے محبوب سلامی علیک
اے میرے مطلوب سلامی علیک

(امیر مینائی)

وہاں سے ترقی کرکے رتبہ دنا پر پہنچا۔ اور وہاں سے درجہ فتدلیٰ پر۔ اور وہاں سے خلوت خانہ نکان قاب قوسین اوادنیٰ سے کامیاب ہوا۔ اسرار فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کھلا یہ مقام حجابات سے منزا تھا۔ یہاں پہنچکر جو کچھ دیکھا۔ اور سنا۔ احاطہ تحریر یا بیان میں نہیں آسکتا۔

حضور صلعم نے ارشاد کیا کہ اب میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ ارشاد باری ہوا کہ فی الحال یہاں سے جانا بہتر ہے۔ تاکہ گمراہوں کو ہدایت ہو۔ اور میں قادر ہوں اس پر کہ پھر تجھکو یہاں لے آؤں اور اے حبیب میرے جب خلق سے ملال پہنچے۔ روئے نیاز قبلہ گاہِ نماز کی طرف لانا اس وقت اسی مقام میں ہوگے۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے ایک روز حضرت صلعم سے پوچھا کہ اللہ پاک نے آپ سے کیا کیا باتیں کیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ پاک نے میری امت کی چند شکایات فرمائیں۔

اوّل۔ میں رزق بندگان کا ضامن ہوں۔ اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی۔

دوسرے۔ تیری امت کے لئے مینے جنت بنائی۔

تیسرے۔ تیرے دشمنوں کے لئے دوزخ تیار کی۔ لوگ اُدہر رغبت نہیں کرتے۔ ادہر آنا چاہتے نہیں۔

چوتھے۔ خلوت میں گناہ کرتے ہیں اور مجھ سے نہیں شرماتے۔

پانچویں۔ میں کل کا کام آن سے آج نہیں لیتا۔ اور وہ ہفتوں۔ مہینوں برسوں کا رزق مجھ سے طلب کرتے ہیں۔

چھٹے۔ میں ان کی روزی کسی کو نہیں دیتا اور وہ میری عبادت غیر کو دیتے ہیں۔

ساتویں۔ غیر سے عزت چاہتے ہیں۔ حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں۔

آٹھویں میری نعمت کھاتے ہیں۔ اور دوسروں کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اُن کی شکایت میں فرشتوں سے نہیں کرتا وہ اندک رنج وبلا میں لوگوں سے میری شکایت کرتے ہیں۔ اے محمدؐ تیری امت دو قسم کی ہے۔ مطیع وعاصی۔ طاعت میری رضا سے ہے اور معصیت میری قضا سے۔ جو میری رضا سے ہے مقبول ہے۔ اور جو میری قضا سے ہے وہ لائق عفو۔ میرے فرائض کی قضا کا تو شفیع ہے۔ اور تیری سنن کی تقصیرات کا میں شفیع ہوں۔ جو کوئی اطاعت کرے گا اسے رو نہ کروں گا۔ اور طاعت بھی اسی کے قابل چاہوں گا۔ نہ اپنے لائق اور جزا اس کی اپنے کرم کے موافق دوں گا۔ جو کوئی گناہ سے توبہ کرے گا قبول کروں گا۔ اگر سب اعضا گناہ سے ملوث ہوں گے اور ایک مشغول بہ طاعت تو عضو مطیع کے طفیل تیری خاطر سب کو بخشدوں گا۔ میں دل کو دیکھتا ہوں اگر تیری امت گناہ کرکے پشیمان ہوتی ہے تو عفو کرتا ہوں۔ جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نادم ہوتا ہے تو درد وبیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ تیری امت کے افعال بفضل شمار کروں گا نہ بعدل تیری امت کا حساب کرم سے کروں گا۔ اور گناہ اسکے فضل سے بخشوں گا اور جنت میں رحم سے لے جاؤں گا۔ اور اب جاؤ میرے یہ پیغام اپنی امت کو پہنچادو۔

پہلا۔ اگر بسبب احسان کسی کو دوست رکھو تو مجھکو دوست رکھو۔ مینے تم پر بہت احسان کئے ہیں۔

دوسرا۔ ڈرو تو مجھ سے ڈرو کہ میں سب سے زیادہ قدرت والا ہوں۔

تیسرا۔ مرادیں مجھ سے مانگو۔ کہ مراد دینے والا میں ہوں۔

چوتھا۔ تم سے جفاکاری ہوتی ہے اور مجھ سے وفاداری۔ اسلئے مال وجان کو میری راہ میں صرف کرو۔

پھر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ مقربین نے بحکم رب العالمین اپنے اُن اشکالوں کے سوالات جواب تک حل نہ ہوے تھے مجھ سے پوچھے اور ان کے جواب میں نے دیئے۔

منجملہ ان کے میکائیلؑ نے پوچھا۔ کہ درجات کیا ہیں۔ مینے جواب دیا

اطعام الطعام وافشاء السلام۔ والصلوۃ باللیل والناس نیام (یعنی کھانا کھلانا۔ سلام ظاہر کرنا رات میں نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں۔) ارشاد باری ہوا (صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ)

حضرت محبوب رب العالمین سید المرسلینؐ جب عرش مجید پر پہنچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کرو میری تب مینے عرض کیا التحیات للہ والصلوۃ والطیبات عزاسمہ سے جواب آیا السلام علیک یا ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنحضرت صلعم نے فرمایا السلام علینا وعلے عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ مقربہ نے یہ رتبہ دیکھا تو ایک بارگی پکار اٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ صلے اللہ والہ وسلم اسی واسطے سلام سنت ہے اور جواب فرض ایسے ہی بعد عرض معروض والتجائے بے پایان نماز فرض ہوئی جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

نماز

نماز صبح اوّل حضرت آدمؑ نے ادا کی ہے یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر رونق افروز ہوئے تو اس عالم میں اندھیرا یعنی شب تھی چونکہ اندھیرا اس وقت تک نظر اقدس سے نہ گزرا تھا اسلئے جی گھبرایا۔ صبح طلوع ہوئی اور سورج نکلنے لگا تو آپ نے دو رکعت نماز شکرانہ بطور نفل ادا کیں اس امت پر یہ فرض ہوئیں۔

صلوۃ الظہر۔ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی ولد کا حکم ہوا بعد از زوال شمس بطور نفل بایں طریقہ کہ اول رکعت بنا بر شکر رفع الم۔ دوم بنا بر نزول حکم خدا۔ سوم بنا بر رضا رحق کہ ارشاد ہوا صدقت الرویا۔ چہارم بنا بر صبر اسمٰعیل ادا کیں یہ چاروں رکعتیں اس امت پر فرض ہوئیں۔

صلوۃ العصر اوّل حضرت یونس نے جب ظلمات اربعہ سے نکلے بطور نفل پہلی رکعت ظلمت کی ذلت سے نکلنے کی۔ اور دوسری تاریکی شب۔ تیسری تاریکی آب چوتھی ظلمت بطن حوت کی پڑھی یہ اس امت پر فرض ہوئیں۔

صلوۃ المغرب اول حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بعد غروب آفتاب بطور نفل ادا فرمائی جب خطاب ہوا (انت قلت) پہلی رکعت بنا بر نفی الوہیت اپنی ذات سے۔ دوسری نفی الوہیت اپنی والدہ سے۔ تیسری بنا بر اثبات الوہیت رب العزت۔ یہ ہم پر فرض کی گئیں۔

صلوۃ العشا اول حضرت موسٰی علیہ السلام نے ادا کی جس وقت مدین سے نکلے۔ تاریکی عالم اپنی زوجہ وہارون وفرعون کے غم والم سے نجات پائی جبکہ ارشاد ہوا یا موسٰی انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی

اس ترتیب سے عبادت امت رحمتہ اللعالمین منظور فرمائی گئی اور پچاس وقت کی نمازوں کا ثواب عطا کیا گیا۔

پھر حضور کو باہزاروں انعام واکرام مراجعت کا حکم صادر ہوا اور حضرت صلعم ہمراہ جبرئیل حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لائے۔

کفار قریش نے یہ ماجرا سنکر تکذیب کی اور سیدنا حضرت ابا بکر صدیقؓ نے تصدیق کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ سب سچ ہے اس میں سرمو تفاوت نہیں اور جو باتیں راز ونیاز معراج کی درمیان میں آئیں اُن کا کچھ راز سینہ بسینہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مولا علیؓ کے سپرد فرمایا گیا اور حضرت حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کو ان سے اور ان کے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا۔ یہ حضور کی محبت قلبی کا انعام بے پایاں تھا کہ "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" ارشاد فرما کر چشمۂ فیض عرفان حضرت ولایت مآب مولا علی سے سینہ بسینہ جاری کیا گیا جو اب تک سلسلہ بہ سلسلہ حضرات اولیا اللہ عظام میں موجود ہے۔

مناجات بحضور سرور کائنات

السلام اے دو جہان کے بادشاہ ... مجھ غریب خستہ پر بھی اک نگاہ
چارہ ساز بیکسان بیکس ہوں میں ... آرزومند در اقدس ہوں میں
گو بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں میں ... سگ ترے ہی در کا کہلاتا ہوں میں
ہاں طبیب ہاں بیمار ہوں ... درد ہجران سے بہت لاچار ہوں
ہجر میں ایسا نہ ہو یا شاہ دیں ... ہند کا ہو جاؤں میں رزق زمیں

رحمتِ عالم خدا کے واسطے ۔ اپنے حسنِ دل ربا کے واسطے
چار یارِ باصفا کے واسطے ۔ اہل بیت مجتبےٰ کے واسطے
آس مجھ رنجور کی مت توڑیئے ۔ تشنہ کو محروم یوں مت چھوڑیئے
آستاں پر بلا لیجئے سب مجھے ۔ وصل کا ساغر پلا دیجئے مجھے
در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک ۔ واں کی خاکِ پاک سے ملجائے خاک

(شہیدا)

روزِ قیامت

فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس دن صور پھونکا جاوے گا قیامت آجاویگی حالانکہ آدمی کے مُنہ میں لقمہ ہوگا اور نگل نہ سکیگا۔ اور پانی مُنہ سے لگائے ہوگا اور پی نہ سکے گا ستارے ٹوٹنے لگیں گے۔ چاند۔ سورج دھندلے ہو جائینگے۔ زلزلہ ہوگا۔ دریا کا پانی پھیل پڑے گا۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے روحو اللہ جل جلالہ کا حکم ہے کہ بدن سے نکلو۔ سب مر جائینگے۔ مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مرے گا کما قال ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا ماشاء اللہ پھر جان ابلیس قبض کی جاوے گی اور ارشاد الٰہی ہوگا کہ اے ملک الموت اب میری خلقت میں کون باقی رہا۔ کہیں گے۔ الٰہی حیُّ لایموت اور کوئی نہیں رہا۔ مگر جبرائیلؑ میکائیلؑ۔ اور اسرافیلؑ اور یہ بندۂ ضعیف عزرائیلؑ اور عرش کے اٹھانے والے فرشتے پھر ان کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ بحکم "کل من علیہا فان" عرش کرسی۔ دوزخ۔ بہشت دم بھر کی فنا میں گرفتار ہوں گے اور "وجہ ربک ذو الجلال والاکرام فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہے گی پھر ہیبت وجلال "لمن الملک الیوم" آج کس کا راج ہے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرا کھاتے اور اوروں کا گاتے تھے۔

پھر آپ ہی ارشاد کرے گا کہ للّٰہِ الواحِدِ القہّار۔ آج راج اسی اللہ کا ہے جو زبردست ہے

پھر حضرت اسرافیلؑ زندہ ہو گے اور تمام ملائکہ جوں کے توں سب چیزیں موجود ملیں گی حضرت اسرافیلؑ بہشت میں جائینگے اور فرمائینگے کہ اے رضوان بہشت کو آراستہ کر۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معہ اپنی امت کے یہاں تشریف لا رہے ہیں ؎

کرو خُلد کو جلد آراستہ ۔ کہ سردار جنت کا آتا ہے آج
مبارک ہو اے عاصیو پر گناہ ۔ شفاعت کا مژدہ سناتا ہے آج

(عاشق)

پھر بُراق زندہ ہوگا۔ اور اس کو جبرئیلؑ باساز و یراق معہ لوائے حمد اور حلہ ہائے بہشتی سبز در قبر رسول صلعم پر لائینگے۔ اور آنجناب کو الصلوٰۃ والسلام علیکم کہکر اٹھائینگے اور حضرت جبرئیل وہ دونوں حلّے پیش کرینگے۔ اور ہنوز تاج کرامت سرِ مبارک پر نہ رکھیں گے۔ کہ ارشاد ہوگا۔ اے جبرئیلؑ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذا) یہ کون دن ہے۔ حضرت جبرئیل التماس کرینگے ھذا یوم القیامت ویوم الحسرۃ واللہ امت آپ فرمائینگے۔ کوئی بشارت سنا عرض کرینگے لوائے حمد لایا ہوں۔ فرمائینگے میں نہیں چاہتا۔ عرض کرینگے حضور کے لئے تحفہ اور سوغات ہیں فرمائینگے یہ بھی درکار نہیں۔ التماس کرینگے دوزخ بجھ رہی ہے اور بہشت آراستہ ہے فرمائینگے یہ بھی مقصود نہیں۔ عرض کرینگے کہ فرشتے آپ کے انتظار میں ہیں کہ آپ شفیع اوّل ہیں فرمایا یہ سب سچ ہے لیکن میری امت کے حال سے مجھے خبر دو کہ وہ کہاں ہے عرض کرینگے کہ ہنوز وہ زیر زمیں ہے۔ فرمایا کہ مجھے خوش نہیں آتا کہ میں زمین پر ہوں اور میری امت زیر زمیں یہ فرما کر پھر لحد اقدس میں لیٹ جائینگے۔

جب فرمان واجب الاذعان ہوگا اے میرے حبیب تو سالار اور تیری امت سپاہ پہلے سالار نکلا کرتے ہیں پھر سپاہ

پس آپ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے کہ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ اور تاج کرامت سر پر مزین فرمائیں گے۔

صور پھونکیگا۔ اور کل مخلوق زمین سے نکلی گی سوائے حضور اکرم صلعم کے اور سب عریاں ہوں گے انبیاء علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور وہ لوگ جو شعبان و رمضان میں روزہ رکھتے تھے

سواریوں پر اٹھینگے۔

حضور صلعم کی امت سب سے مخیر و ممتاز ہو گی کیونکہ جو عضو وضو میں دہوئے جاتے ہیں سب روشن ہوں گے حضرت مولا علیؑ نے فرمایا کہ متقیوں کو گھوڑوں پر سوار کرینگے۔ فرشتوں سے ارشاد ہو گا کہ ان کو پیادہ پا نہ چلنے دو یہ امتیان محمدی ہیں دنیا میں ان کو سواری کی عادت تھی۔ ابتدا میں باپ کی پشت میں رہے پھر ماں کے پیٹ میں۔ دائیوں کی گود میں پھر باپ کے کاندہوں پر پھر اونٹ گھوڑے۔ ناؤ پر جب مرے تو بھائیوں کے کاندہوں پر اب جو قبروں سے اٹھیں ہیں تو ان کی قربانیوں کو سواری بناوو۔ اور فقرا۔ اہل توکل مانند ماہ تاباں تارک الدنیا مثل کواکب درخشاں اور قائم اللیل اہل ذکر مشک اور زعفران کے ٹیلوں پر مخاطب بہ سادات الناس و باشرف الناس محشور ہونگے اور شہیدوں کا حشر خون آلود ہو گا۔ زخموں سے بوئے مشک آئے گی یہ چھ فرقے بلا حساب داخل جنت ہونگے

آنحضرت نے فرمایا کہ سات فرقے سایہ عرش میں ہوں گے اور اس دن اس سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ہو گا۔ ایک[۱] بادشاہ عادل۔ دوسرا[۲] جوان عابد۔ تیسرے[۳] وہ دو شخص جو اللہ کے واسطے آپسمیں دوستی رکھتے ہوں۔ چوتھے[۴] وہ شخص کہ جس کو خوبصورت عورت نے پیار کیا اور اس نے بخوف خدا اپنے کو بچایا۔ پانچواں[۵] خوف خدا سے تنہا رونے والا۔ چھٹا[۶] مسجد سے دل لگانے والا۔ ساتواں[۷] وہ جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے پوشیدہ رکھے یہ سب لوگ بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ مخلوق اس دن کی گھبراہٹ میں نبیوں کا وسیلہ ڈھونڈیگی۔ حضرت آدم فرماوینگے کہ مجھکو خود (اکل شجرہ) کے مواخذہ کا ڈر ہے غرضکہ ایک ایک امر سب حضرات انبیاءؑ کے پیش نظر ہو گا اور سب انبیا حضرت سرور کائنات فخر موجودات کا نام لیں گے اہل محشر آپ کے پاس آوینگے۔ حضور رحمتہ اللعالمین فرماوینگے کہ میں اپنے رب کے پاس جاتا ہوں۔ پھر مقام محمود میں سجدہ خضوع بجا لائینگے۔ حکم ہو گا کہ اے محمدؐ سر اٹھاؤ۔ پاؤ گے جو مانگو گے۔ میں تجھ سے راضی ہوں آپ چلیں اور حق جل جلالہ بالملائکہ مقربین عرش معلے پر بحکم وجاء ربك والملك صفا صفا بیت المقدس کے صخرہ پر تجلی فرمائے گا۔ اور پھر حساب و کتاب شروع ہو گا۔ میزان نصب ہو گی اعمال تولے جائینگے۔ پل صراط قائم ہو گی۔ اور اس پر سے سب

اتارے جاویں گے اور ہمارے حضرت معہ اپنی امت گے گذریں گے پھر دیگر انبیا معہ اپنی اپنی امتوں کے اور جو کوئی رہجاوے گا وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہو گا۔ جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا وہ پٹ کٹ کر کچھ ہشت و مشت سنکر داخل جنت بطفیل آنحضرت کے ہوں گے مشرک اور کافروں کے لئے دوزخ رہجاوے گی۔

تصریح الاذکیا فی احوال الدنیا مولوی ابوالحسن صاحب کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	مزار اقدس
۱۲- ربیع الاول سنہ ۱ نبوی مطابق ۲۰- اپریل ۵۷۱ء	۱۲- ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ

اے درجہ مدینہ حشمت شدہ جان — دین تو گرفت قاف تا قاف جہاں
در لفظ مدینہ بین کز اعجاز تو چوں — مہ شق شدہ دگرفتہ دین را عیاں

ساقیا دے جام الفت مصطفےؐ کیواسطے ؎ ساقئے کوثر علی مرتضےؑ کیواسطے

حضرت امیر المومنین مولا علیؑ

حاجت روا کون و مکاں ہی یہ نام پاک — مفتاح قفل باغ جناں ہی یہ نام پاک
نقش دل رسول زباں ہے یہ نام پاک — ہاں قدسیوں کو ورد زباں ہی یہ نام پاک
ذکر اس کا کیا وقار جو حاصل ہے فرش پر — یہ نام کردگار نے لکھا ہے عرش پر

حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب مولا علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصے بن کلاب بن مرہ بن کعب تیرہویں رجب یوم جمعہ واقعہ اصحاب فیل سے تیس برس گذرے تھے کہ آپ کا تولد کعبہ معظمہ میں ہوا ابو طالب سفر میں تھے کہ آپ کی والدہ بنت اسد بن ہاشم نے اسد نام رکھا اسی معنے پر آپ کو حیدر کہتے ہیں پھر جب ابو طالب سفر سے تشریف لائے تو علی نام رکھا اور جب ولایت آب چلنے پھرنے لگے تو باپ کے اشارہ سے سرور کائنات فخر موجوداتؐ کی خدمت میں رہنے لگے جب آنحضرت کو خلعت

نبوت پہنایا گیا۔ تو فرط محبت سے سردار دو عالم نے خلعت ولایت مولا علی کو پہنایا دو شنبہ کو حضرت
سرور کائنات نبی ہوئے اور منگل کو مولا علی ایمان لائے۔ مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان
قلم قاصر اور ادراک اہل ادراک اسکے دریافت سے عاجز ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
سیف المسلول میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم کے وقت سے خاتم الانبیا کے زمانہ تک حاصل ہونا منقب
ولایت کبری کا منحصر بر فیض اقدس روح پاک علی مرتضےٰ کا رہنا چلا آیا ہے۔

علی کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہے ؎ عصا پیر ہے۔ تیغ جوان ہے۔ حرز طفلاں ہے

اور اب وہ منصب عالی آئمہ پاک سے گذرتا ہوا روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر گیلانی رح سے متعلق ہوا اور تا ظہور
حضرت امام مہدیؑ اسی طرح رہیگا۔ جتنے مناقب حضرت ولایت مآب مولا علیؑ کے متعلق ہیں اور کسی کے
متعلق نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علی منی وانا منہ یعنی علی مجھ سے اور میں علیؑ سے
ہوں جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولا علی کا کمال مجھ سے ہے اور میرا کمال مولا علی کے سبب سے عالم میں
ظاہر ہوگا۔ اور باقی رہیگا اور میری اولاد اس سے چلے گی۔ پھر فرمایا جو ان سے محبت رکھیگا وہ مجھ سے
محبت رکھے گا اور جو ان سے عداوت رکھیگا وہ مجھ سے عداوت رکھیگا۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ محبت
علی ہر مسلمان کا ایمان ہے ان کی عداوت موجب کفران (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) یعنی میری
اور علی کی موالات ایک ہی ہے۔ پس جس طرح بدون موالات مصطفوی محال ہے۔ اسی طرح بدون
ولاء مرتضوی وہ ولایت حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے
اور بغض باعث نفاق آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جو چیزیں میں نے اپنے لئے خدا سے مانگیں۔ وہ ہی علے
مرتضیٰ کے لئے بھی مانگی۔ تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کسی کو حاصل نہوگا۔ علی امام المتقین اور
سید المومنین ہیں۔ آنحضرت ایک دن جنابہ سیدہؓ کے گھر تشریف لائے۔ علی مرتضیٰ سوتے تھے
آپ نے جنابہ سیدہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ میں اور تو۔ اور یہ جو سوتا ہے۔ اور حسنین قیامت کو
ایک ہی مکان میں ہوں گے۔ حضرت فاروق اعظمؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل
آن پڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں۔ حضرت عمرؓ کی اس دعا سے مولا علی کرم اللہ وجہہ

کا لقب مشکل کشا مشہور ہوا۔ آنحضرت نے سیدہ سے ارشاد کیا کہ اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ کیا تمام
روئے زمین سے تیرے باپ کو اور تیرے شوہر کو جب عمر شریف ۲۷۔ یا ۲۸ برس کی ہوئی تو ہجرت
نبوی سے تیسرے یا دوسرے سال آپ کی شادی جنابہ سیدۃ النسا فاطمہ زہراؓ کے ساتھ ہوئی۔

خوشتر ہر ایک شان سے ہے شان فاطمہؓ	بہتر ہزار لعل جان سے ہے جان فاطمہؓ
امت نبی کی ہے۔ سبھی قربان فاطمہؓ	سارے جہان پہ سارے ہیں احسان فاطمہؓ
بیٹی رسول کی ہے۔ وہ مقبول کبریا	اکمل کیا خدا نے ہے ایمان فاطمہؓ
بخشش ہمیشہ امت احمد کی رب سے کی	حافظ ہے دو جہان پہ احسان فاطمہؓ

مولا علیؑ کا میانہ قد رنگ گندم گوں دور سے سبز رنگ اور نزدیک سے سرخ و سفید معلوم
ہوتے تھے۔ کشادہ دہن جسم مبارک پر بال بکثرت۔ چہرہ روشن۔ بزرگ جسیم۔ عظیم البطن۔ ہمچو ماہ
لیلۃ البدر۔ آنکھیں بڑی بڑی اور نہایت روشن اور سیاہ محاسن شریف گھن کی تھے۔ کلائیاں اور ہاتھ
ایسے زبردست اور زور آور کہ جس کو پکڑ لیتے وہ سانس نہ لے سکتا تھا۔ بدن مبارک گٹھیلا اور کسا
ہوا۔ رفتار شریف مشابہ بہ رفتار رسول اللہؐ تھی۔ معرکہ کارزار میں مانند برق جہندہ۔ نہایت سرعت
اور چستی سے حرکت فرماتے تھے۔ قوی دل موید من اللہ۔ جو آپ کا سامنا کرتا آپ اس پر غالب
آتے۔ مستغنی المزاج کسی کی پروا نہیں رکھتے تھے۔ شدت گرما و سرما دونوں آپ پر برابر تھیں۔ القاب آپکے
آنحضرت کے فرمائے ہوئے بہت ہیں۔ سید الاولیا۔ یعقوب المسلمین۔ اسد اللہ۔ ابو تراب۔ مظہر العجائب
والغرائب۔ مولا علی مشکل کشا۔ وغیرہم۔ جو شخص مولا علی کو ابو تراب کے نام سے پکارتا تھا آپ اس خطاب
سے بہت مسرور ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی نام سے مجھے پکارا کرو۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ
یہ ہے۔ کہ ایک دن حضرتؐ خاتون جنت کے گھر رونق افروز ہوئے اور علی مرتضےٰ کو دریافت فرمایا
حضرت سیدہ نے ارشاد فرمایا کہ باہر تشریف لے گئے ہیں۔ پھر دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں سوتے
ہیں خاک بچھی ہوئی ہے بلا بوریہ اس پر آپ کروٹ لئے پڑے ہیں۔ چادر گری ہوئی ہے۔ اور بدن مبارک
خاک آلودہ۔ حضرت نے فرمایا۔ قم یا ابو تراب۔ اسی دن سے یہ کنیت مشہور ہوگئی فقرا اس سے ایک نکتہ

باریک نکالتے ہیں۔ کہ درویشی کیا ہے۔ ایک خاک ہے۔ چھنی ہوئی۔ اور پانی کا چھینٹا اس پر پڑا ہوا نہ چلنے والے کے تلوؤں کے لئے کوئی درد ہے۔ اور نہ اُس کی پشت پا کے لئے گرد۔ سبحان اللہ وبحمدہ اس سے ایک اور سانہ نکلتا ہے۔ یہ گرد وہ گرد ہے۔ نہ کسی کے سر تک پہنچتی ہے اور نہ کسی کے دامن تک ع "خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی"۔ مرتبہ کمال عبودیت اس سے پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو شیخ محمد بکریؒ فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ آدم من التراب وعلی ابوتراب۔ الغرض مناقب ومناصب اور عجائب وغرائب اور کثرت علم و ورع زہد۔ تقوی۔ وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اظہر من الشمس ہیں۔ نہ جنبش غایتے دارد ونہ سعدی را سخن پایاں، بمیرد تشنہ مستقی ودریا ہمچناں باقی۔

واقعہ وفات ولایت مآب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ۔

رمضان شریف کی ۱۹۔ تاریخ تھی۔ نوافل سے فارغ ہو کر مولا علی بار بار اندر سے نکل کر صحن خانہ میں تشریف لاتے تھے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر فرماتے تھے۔ کہ واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے کہنے والے نے جھوٹ بولا۔ یہ وہی رات ہے جس کی خبر حضور سرور کائناتؐ سے پاچکا ہوں۔ اس کے علاوہ آج ہی کی شب کو میں نے رسولِ خدا کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے منتظر ہیں۔ اور یہاں کوئی سامان موجود نہیں ہے۔ صبح نمودار ہوئی تو جناب ولایت مآب گھر سے تشریف لائے۔ شہنشاہ ولایت۔ گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت لفظ الصلوۃ فرماتے ہوئے اور لوگوں کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے مسجد کی جانب جا رہے تھے کہ شبیب ملعون نے آپ پر ہاتھ چلایا تلوار نے ستون سے ٹکر کھائی اور ٹوٹ گئی وہ بھاگا تو ایک مرو بنی امیہ نے اس کو اسی وقت قتل کیا۔ اسی ستون کی آڑ میں ابن ملجم خارجی ملعون ومردود لعنت اللہ علیہ کھڑا تھا۔ کہ اس بدبخت نے تلوار چلائی۔ فرق مبارک پر لگی زخم کاری تھا۔ ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ میں اپنی مراد کو پہنچا۔ آنجناب مجروح گھر میں جلوہ فرما ہوئے تو حسین کو بلا کر فرمایا۔ کہ تقوی الٰہی پر مضبوط رہنا۔ دنیاوی نفع نقصان سے نہ خوش ہونا نہ آزردہ خاطر بے کسوں پر شفقت کرنا۔ حق بات کہنے سے نہ ڈرنا۔

نظم

اب عمر بھی آخر ہے۔ غازی بھی ہیں آخر	بے کوشش پہنچتا نہیں منزل پہ مسافر

ہر وقت ہی لب وجہاں حاضر وناظر	اجر اُن کا مضاعف ہی جو ہیں صابر وشاکر
مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو	بندہ وہی ہے مصیبت میں جو بھولے نہ خدا کو
نام اس کا رہے وِردِ سفر ہو کہ حضر ہو	موجود سمجھ لے اسے جنگل ہو کہ گھر ہو
سجدے ہی کرے دُکھ میں کہ راحت میں بسر ہو	تسبیح میں شب ہو تو نمازوں میں سحر ہو
عشقِ گلِ تر ظلم کے خاروں میں نہ بھولے	معشوق کو تلوار کی دھاروں میں نہ بھولے
چومے لب سوفار جو سینہ پہ لگے تیر	دم عشق کا بھرتا رہے زیرِ دمِ شمشیر
زخموں کو یہ سمجھے کہ ملا گلشنِ توقیر	تکبیر کا نعرہ ہو نہ ہاں پر دمِ تکبیر
کٹنے میں رگوں کے نہ صدا آہ کی نکلے (نہیں)	ہر رنگ میں بو الفتِ اللہ کی نکلے

اور محمدؐ ابن حنفیہ کی نسبت فرمایا۔ کہ تو بھی یہ نصیحت یاد رکھنا اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم و توقیر بہت کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہیں۔ پھر آنجناب ولایت مآب مصروف بہ تسبیح وتحلیل ہوئے۔ اکیسویں رمضانؓ شب یکشنبہ ۴۰ھ ہجری اس عالم ناپائیدار سے نزہت فرمائے عالم قدس ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون لوگوں نے ابن ملجم مردود علیہ اللعنت کے ہاتھ پیر کاٹ کر۔ جلا دیا۔ فی النار والسقر۔

تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	مزار اقدس
۱۳ رجب۔ یوم جمعہ۔ اصحاب فیل سے ۳۰ برس بعد	۲۱ رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف

مسند غزشہادت کے گرامی تاجدار ☆ سید الشہدا شہیدِ کربلا کے واسطے

حضرت حسینؑ

جب حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو آنحضرتؐ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ کیا نام رکھا ہے۔ مولا علیؑ نے فرمایا۔ حرب حضور نے فرمایا کہ اس کا نام حسن ہے اور جب پیدا ہوئے حسینؑ فرمایا آپ نے کہ دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے۔ مولا علیؑ نے فرمایا کہ اس کا نام

حسین سے ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ حسن و حسین سردار ہیں بہشتی جوانوں کے اور فرمایا کہ جس نے حسین سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے عداوت کی مجھ سے عداوت کی۔ چونکہ دوستی رسول اللہ دوستی خدا ہے اور ایسی ہی دشمنی۔ پس اسی طرح حسین کی محبت۔ محبت خدا۔ اور آپ کی عداوت عداوت خدا ہے۔ دونوں صاحبزادوں کی صورتیں حضرت سے بہت مشابہ تھیں۔ فرمایا جناب امیرالمومنین نے کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ رسول اللہ کے ہیں اور حسین سینہ سے قدم تک پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ ایک جان دو قالب تھے۔ اور دونوں ملکر آنحضرت کی تصویر مکمل ہیں۔ جیسے صورت میں مشابہ تھے ویسے ہی اخلاق و عادات میں بھی مشابہ تر تھے۔

پنجتن پاک

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ ایک دن حضرتؐ گھر سے تشریف لائے اور آپ کے پاس ایک کمبلی سیاہ تھی کہ اتنے میں حسنؑ تشریف لائے۔ آنحضرت نے ان کو کمبلی میں لے لیا اور پھر حسین تشریف لائے ان کو بھی کملی میں چھپالیا۔ پھر حضرت فاطمہ تشریف لائیں ان کو بھی اپنی اسی کملی میں چھپا داخل فرمایا۔ پھر مولا علی ابن ابی طالب آئے ان کو بھی اسی کملی میں جگہ دی اور فرمایا انما یرید اللہ لیذھب علیکم الرجس ویطھرکم تطھیرا۔ اور فرمایا حضرت نے کہ جو حسین کو دوست رکھیگا۔ خدا اس کو دوست رکھیگا۔ اور آپ کا دشمن ہمیشہ عذاب میں رہیگا۔ حسین اولین و آخرین جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ اور فرمایا حضرتؐ نے کہ خوشخبری دی جبرئیلؑ نے مجھکو۔ کہ حسنین عرش کے دو گوشوارہ ہیں اور کسی چیز سے معلق ہیں۔ فرمایا حضرتؐ نے کوئی شخص مجلس میں کسو کی تعظیم نہ کرے مگر حسین اور ان کی اولاد کی۔ شیخ امامؒ یافعی کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اطفال سادات آتے آپ اٹھ کھڑے ہوتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کر چلے جاتے۔ لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا۔ کہ امان کی کیا مجال۔ کہ بیٹھا رہے اور اولاد رسول کھڑی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرتؐ گھر کو تشریف لے چلے میں بھی ساتھ ہوا۔ جب گھر میں آئے تو حسینؑ کو گلے سے چپٹا لیا اور پھر آپ نے حضرت حسنؑ کو گلے سے لگایا۔ اور فرشتہ نے حسینؑ کو گود میں لیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور ابو ایوب انصاریؓ نے عرض کیا۔ کہ حسنؑ کو ہم لیویں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حسینؑ دنیا و آخرت میں بزرگ ہیں اور باپ ان کا ان سے بہتر فرمایا کہ آج میں بزرگی دیتا ہوں ان کو جس چیز سے خدا تعالٰی نے بزرگی دی ان کو پھر خطبہ فرمایا۔ کہ اے لوگو خبر دوں تم کو کہ از روئے جد و جدہ بہترین آدمی کون ہے۔ سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ حسن و حسین کہ جد ان کا رسول خدا اور جدہ ان کی خدیجۃ الکبریٰؓ۔ پھر فرمایا کہ خبر دوں تم کو کہ بہترین خلائق از روئے والدین کون ہے۔ بولے۔ بلے یا رسول اللہؐ فرمایا کہ حسن و حسین کہ باپ ان کا علی ابن ابی طالب اور ماں ان کی بنت رسول اللہؐ ہے۔ اور ایسی ہی چچا اور پھوپی کی جانب سے یہ سب جنتی ہیں اور جو ان کو دوست رکھے اور جو ان کے دوست کا دوست ہو وہ بہشتی ہوگا۔

حضرت امام حسینؑ

امامِ برحق اہل رضا سلام علیک	شہیدِ معرکہ کربلا سلام علیک
گلِ مرادِ ولدیت حسین ابن علی	تتمہ شرف مصطفٰے سلام علیک
ثبوت یہ ہے کہ نور شہادتِ کبریٰ	تیری جبیں سے نمایاں ہوا سلام علیک
عبث ہی اور کہیں راہ صبر و حق کی تلاش	تری مثال ہے جب رہنما سلام علیک
ترے طفیل ہیں حسرت یہی ہے شہید وفا	یہی دعا ہے یہی مدعا سلام علیک

تاریخ پیدائش حضرت امام حسین کی پانچویں شعبان ۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اذان و تسمیہ و ختنہ سردار دو عالم نے خود کی۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور القاب آپ کے بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے شہید۔ سبطِ رسول اللہ زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت امامؑ سینہ سے قدم تک مشابہ رسول اللہؐ

تھے۔ آپ کی انگوٹھی میں (لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَاب) کندہ تھا۔ فضائل شریف بیان حد بشری سے خارج ہیں۔ بس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس کا خدا اور رسول مداح ہو وہ ہستی کس شان و کس پایہ کی ہوگی۔ آپ کی ذات والاصفات میں علم و عمل۔ زہد و تقویٰ۔ جود و سخا۔ شجاعت و قنوت۔ اخلاق و مروت۔ صبر و شکر۔ حلم و حیا۔ غربا پروری و مہمان نوازی۔ اعانت مظلوم۔ رعایت محکوم۔ ایصال رحم و انعام فقیر و مساکین میں شہرہ آفاق تھے۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک لونڈی دستہ گل لائی اور خدمت میں جناب امامؑ کے پیش کیا لیا اور تبسم فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا۔ کہ جا تجھے آزاد کیا۔ حضرت انسؓ جو اس وقت موجود تھے۔ یہ آیۃ پڑھی وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسینؑ کھانا تناول فرما رہے تھے اور لونڈی پانی کا پیالہ لئے کھڑی تھی دفعتہً ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا لونڈی نے عرض کیا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس) حضرت امامؑ نے فرمایا میں نے غصہ کھایا اور تیرے گناہ سے درگزرا۔ لونڈی نے کہا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اسی وقت حضرت امام نے آزاد کر دیا۔ عبادت ساقہ کے اس قدر عادی تھے۔ کہ پچیس۲۵ مرتبہ پیادہ پا حج کیا۔ کسی نے حضرت امام سے پوچھا کہ تمہارے باپ کے اولاد کیوں کم ہوئی فرمایا جس قدر ہو گئی وہ بھی تعجب ہے۔ ان کو فرصت کہاں تھی۔ جو رات رات میں تین تین ہزار رکعتیں پڑھیں۔ حضرت امام کا چہرہ مبارک ایسا تاباں تھا۔ کہ رات کو اندھیرے میں لوگ اس حسن منور کی روشنی میں راہ چلتے تھے رات کو چہرہ پر نور کی ضیاء سے زمین پر عکس پڑتا تھا۔ حضرت امامؑ سے حضور سرورِ دو عالم کو اس قدر محبت تھی کہ آپ کو داہنی ران پر اور اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو بائیں ران پر بٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ اسی اثنا میں حضرت جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ ارشاد احدیت ہے کہ یہ دونوں صاحبزادے آپ کے لئے جمع نہ ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ ابراہیم کی موت مجھے اور اس کی ماں کو رنج دے گی۔ اور حسین کی موت مجھکو اور فاطمہؓ میری لخت جگر اور بھائی علی ابن ابی طالب کو باعث غم ہو گا۔ چنانچہ اپنا رنج گوارا کرتا ہوں۔ تیسرے یوم حضرت ابراہیمؑ نے وفات پائی حضرت امام جب آپ کے پاس آتے تو آپ بوسہ دیتے۔ اور فرماتے۔ کہ تم پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیمؑ

فدا کیا ہے۔ ایک دن حضورؐ نے حضرت امام کے رونے کی آواز سنی آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ تو نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے مجھے ایذا پہنچتی ہے۔ آپ کندھے پر سوار کرا لیتے اور فرماتے اے خدا میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی رکھ۔ حسینؑ کا دوست خدا اور اس کے رسولؐ کا دوست ہے۔ اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔ حضرت ام سلمہ نے بیان فرمایا کہ حسینؑ میرے گھر میں کھیلتے تھے۔ جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے۔ کہ اے محمدؐ تیرے بیٹے حسین کو تیری امت قتل کرے گی۔ تھوڑی سی خاک پاک آپ کو دی۔ حضرتؐ نے اس کو سونگھا۔ اور فرمایا کہ اس میں رنج و ملال کی بو آتی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ لے اے ام سلمہؓ جب یہ مٹی خون آلودہ ہو جائے تو جانیو کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا۔ حضرت ام سلمہ نے اس مٹی کو شیشہ میں رکھ چھوڑا۔ ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے۔ کہ میں حنینؑ کے سفر میں امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کے ساتھ تھا۔ جب نینوا کے برابر پہنچے تو حضرت مرتضےٰ رضؓ نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ کنارے فرات کے صبر کیجو کیونکہ پیغمبر خدا نے مجھکو خبر دی ہے۔ کہ حسین میرا بیٹا فرات کے کنارے مارا جاوے گا۔ اور حضرت امیر نے بالتفصیل بیان کیا کہ یہ جگہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کی ہے۔ یہاں کجاوے اتریں گے اور یہاں خون بہیگا۔ اور کئی جوان اہلبیت سے یہاں شربت شہادت نوش کرینگے۔ اس وقت ان بے کسوں پر زمین و آسمان روئے گا۔ اللہ ہو اللہ۔

حضرت امام علیہ السلام نے کوفہ کی طلبی پر عزم سفر فرمایا۔ ہر چند صحابہ اور دیگر رفقا مانع آئے اور عرض کیا کہ یا امامؑ۔ قربانت شویم یہ موسم گرما۔ اس قدر لمبا سفر۔ یا حضرت کس پر۔ وہاں کے لوگ ناقابل اعتبار۔ خدارا ارادہ ملتوی فرمائیے۔ اور ہمیں رونق افروز رہیئے۔ ہمارا دل پکڑا جا رہا ہے ماتھا ٹھنکتا ہے۔ طبیعت اجازت نہیں دیتی۔ الا حضور والا نے جو ارادہ مصمم کر لیا تھا اس سے نہ پھرے

یہ کہہ کے چلے قبر حسن سے شہ مظلوم
یارانِ وطن گرد تھے افسردہ و مغموم

رہوار جو مانگا تو سواری کی ہوئی دھوم
چلاتے تھے خادم کہ چلا خلق کا مخدوم

خالی ہوا گھر آج رسول عربی کا
تابوت اسی دھوم سے نکلا تھا نبی کا

تھا تا کہ تلک شہر کے اک شور قیامت
سمجھاتے ہوئے سب کو چلے جاتے تھے حضرت
رو رو کے وہ کہتا تھا جسے کرتے تھے رخصت
پائینگے کہاں ہم غنیمت ہے یہ زیارت
آخر تو بچھڑ کر کف افسوس ملیں گے
دس میں قدم اور بھی ہم راہ چلیں گے

اگرچہ یہ احوال بتمامہ روحی فدا حضرت امامؑ کو معلوم تھا۔ لیکن اس وقت اس کا آشکارا کرنا باقی خاندان کو ایک اضطراب میں ڈالنا تھا۔ چونکہ مشیت ایزدی اسی طرح تھی اس لئے جس جس کی قسمت میں جام شہادت اس موقع پر نصیب ہونا لکھا تھا۔ وہ سب بے چون چرا اس شہوار تسلیم و رضا کے ہمراہ ہوئے۔

وہ گرمیوں کے دن وہ پہاڑوں کی راہ سخت
پانی نہ منزلوں نہ کہیں سایۂ درخت
ڈوبے ہوئے پسینوں میں وہ غازیوں کے رخت
سونلا گئے ہیں رنگ جوانان نیک بخت
راکب عبائیں چاند سے چہرہ پہ ڈالے ہیں
تونسے ہوئے سمند زبانیں نکالے ہیں

وہ دن ہیں جن دنوں کوئی کرتا نہیں سفر
صحرا کے جانور بھی نہیں چھوڑتے ہیں گھر
رنج مسافرت میں ہے سلطان بحر و بر
لب برگ گل سے خشک ہیں چہرہ عرق سے تر
آتی ہے خاک اڑ کے یمین و یسار سے
گیسوئے مشک بار اٹے ہیں غبار سے
(انیس)

ورود بمیدان کربلا

جب طے کیا شہ نے سفر راہ خدا کو
منزل پہ قضا لائی غریب الغربا کو
اک عید ہوئی عاشق رب دوسرا کو
بس روک لو باگیں یہ پکارے رفقا کو

گردوں سے فزوں اوج ہے اس پاک زمیں کا
یہاں سے نظر آتا ہے چمن خلد بریں کا
اے قافلہ والو یہ ٹھیرنے کی جگہ ہے
خیمے کرو برپا یہ اترنے کی جگہ ہے
دینداروں کی یہ سر سے گزرنے کی جگہ ہے
ہمت جو خدا دے تو یہ مرنے کی جگہ ہے
ایسی نہ زمیں پھر تہ افلاک ملے گی
یہ خاک وہ ہے جس میں مری خاک ملیگی

میدان کربلا میں غنیم کی چھیڑ چھاڑ

جب منزل مقصد پہ امام زمن آئے
تھا شور کہ مرنے کو غریب الوطن آئے
جنگل میں عجب شان سے گل پیرہن آئے
مرجھائے ہوتے دھوپ میں نازک بدن آئے
پھولوں سے زمیں بس گئی میدان ستم کی
آنے لگی صحرا سے ہوا باغ ارم کی

فرما کے فراشوں سے یہ عباس پکارے
ہاں خیموں کو برپا کرو دریا کے کنارے
سب لوگ تھکے ماندے ہیں لشکر کے ہمارے
فراشوں نے بار اونٹوں کے یہ سنکے اتارے
ناگاہ نشان ظلم کے برپا نظر آئے
خیمہ ابھی کھلتا تھا کہ اعدا نظر آئے

میداں سے سواروں نے یہ بڑھ بڑھ کے پکارا
تم کون ہو کیا کام ہے دریا پہ تمہارا
فوج آتی ہے جلدی کرو دریا سے کنارا
ہو گا لب جو شام کے لشکر کا اتارا
ہنتو انس کے تیغ و سپر اکبر یہ پکارے
کیا بکتے ہو بیہودہ سخنی منہ پہ ہمارے

کہتا ہوں میں دیکھو قدم آگے نہ بڑھانا
آساں نہیں شیروں کا ترائی سے اٹھانا

حیدر کے پسر ہیں ہمیں کیا تم نے ہے جانا
قبضہ ابھی پکڑیں تو الٹ جائے زمانہ

کردیں ابھی یوں زیر وزبر ہفت طبق کو
جس طرح الٹ دیتے ہیں انگلی سے ورق کو

لشکر امامؑ نے اس لشکر ستم گر کی خیر و خبر کے لئے قاصد بھیجا۔ واپس آکر اس نے عرض کیا کہ لشکر ملعون عمر سعد شقی کا ہے۔ اور بہ نیت جنگ امامؑ دوسرا تیار ہو کر آئے ہیں۔ کل جنگ چھڑ جاوے گی۔ حاکم بے دین کے لشکر میں یہ بھی تذکرہ تھا کہ امام قبلتین حضرت حسینؑ کو شہید کر کے سر مبارک تن سے جدا کیا جاوے اور کوفہ میں یزید پلید مردود علیہ اللعنۃ کے پاس بھیجا جائے

صبح شہادت

جب رات عبادت میں بسر کی شہ دیں نے
دیکھا جو سپیدی کو سحر کی شہ دیں نے

سجدوں میں ہم عشق کی سر کی شہ دیں نے
مڑ کر رخ اکبر پہ نظر کی شہ دیں نے

فرمایا سحر قتل کی ظاہر ہوئی بیٹا
لو اٹھ کے اذان دو کہ شب آخر ہوئی بیٹا

دنیا میں ازل سے سحر ایسی نہیں آئی
دولت نہ رہے گی نہ بضاعت نہ کمائی

یہ صبح دکھائیگی بھرے گھر کی صفائی
بیٹے سے جدا ہو گا پدر بھائی سے بھائی

آج احمدؐ و حیدرؑ کے گریبان پھٹیں گے
اٹھارہ بنی فاطمہؓ کے حلق کٹیں گے

بندہ وہی جو دکھ میں رہے صابر و شاکر
بہتر ہے اٹھے جتنا سبکسار مسافر

اک جان ہے سو ہو جو ہے اک سر ہے سو ہو حاضر
یہ مرحلہ عمر کی ہے منزل آخر

خلقت ہمیں پیٹیگی رہیگی جہان میں
اب صبح کوئی ہم کو نہ ہوئے گی جہان میں

نماز حسین

کیا عاشق خدا تھا وہ عالم کا تاجدار
پر خوں وہ ہاتھ ٹیک کے مولا نے ایک بار

یہ بندگی یہ عجز یہ طاعت ہے یادگار
زخمی جبیں کو خاک پہ رکھا بہ انکسار

لائے خدا کا ذکر جو سو کھی زبان پر
روئے بشر زمین پہ ملک آسمان پر

آپس میں کہتے تھے یہ ملائک بصد ملال
گھر کی نہ کچھ خبر ہے نہ بچوں کا کچھ خیال

دیکھو عبادت شہ ذی قدر و ذی کمال
اس وقت سب ہیں محو بجز یاد ذوالجلال

ایسا امام صفدر و غازی کہیں نہیں
اللہ اکبر ایسا نمازی کہیں نہیں (میر انیسؒ)

جھک جاتے تھے گھوڑے پہ جو غش میں ابرار
چمکار کے فرماتے تھے شبیر دل افگار

منہ پھیر کے آقا کی طرف تکتا تھا رہوار
اب خاتمہ جنگ ہے اے اسپ وفادار

اتریں گے اب تجھ سے چھٹا ساتھ ہمارا
نہ پاؤں ترے چلتے ہیں نے ہاتھ ہمارا

ہے عصر کا ہنگام مناسب ہے اترنا
گو مرحلہ صعب ہے دنیا سے گزرنا

اس خاک پہ ہے شکر کا سجدہ ہمیں کرنا
سجدے میں کٹے سر کہ سعادت ہے یہ مرنا

طاعت میں خدا کی نہیں صرفہ سر و تن کا
ذی حق ہیں اسکے ہیں کہ ورثہ ہے پدر کا

اترا یہ سخن کہکے وہ کونین کا والی ؑ
اس دکھ میں نہ یاور تھے نہ مولا کے موالی

خاتم سے نگیں گر گیا زیں ہو گیا خالی
خود ٹیک کے تلوار کو سنبھلے شہ عالی

کپڑے تن پر نور کے سب خوں میں بھرے تھے
ایک ہاتھ کو رہوار کی گردن پہ دھرے تھے
(میر انیس مرحوم)

بیٹھے جو سوئے قبلہ دو زانو شہ بے پر
تھے ذکر خدا میں جو لگا تیر دہن پر

جھکتے تھے کبھی غش میں اٹھاتے تھے کبھی سر
یاقوت بنے ڈوب کے خوں میں لب اطہر

بہ آیا لہو تا بہ زنخدان مبارک
ٹھنڈے ہوئے دو گوہر دندان مبارک

تھرا کے جھکے سجدہ حق میں شہ ابرار
خوش ہو کے پکارا عمر سعد جفا کار

شور و ہل فتح ہوا فوج میں اک بار
اے خولی و شیس و بن ذی الجوشن جرار

آخر ہے بس اب کام امام ازلی کا
سر کاٹ لو سب مل کے حسین ابن علی کا

ملبوس بدن لے گئے سب لوٹنے والے
پہلوئے مبارک میں گڑے رہ گئے بھالے

سینے سے جگر تیر کسی نے نہ نکالے
کیوں چرخ یہ حال اس کا جسے فاطمہ پالے

شبیر کا سر نیزہ خونی کی انی پر
تف دہر پہ اور خاک ہے دنیائے دنی پر
(میر انیس لکھنوی)

حضور اقدس نے دسویں محرم بروز جمعہ بعد از زوال آفتاب ۶۱ھ ہجری بعمر ۵۶ برس پانچ ماہ میدان کربلا میں شہید ہو کر سید الشہدا کا رتبہ حاصل فرمایا اور داخل فردوس بریں ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا ٭ جب احمد مرسل نہ رہے کون رہیگا۔

تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	مزار اقدس
۵ شعبان ۴ھ ہجری	۱۰ محرم ۶۱ھ ہجری	کربلا معلےٰ

اہل بیت و آل اطہار رسول پاک ذات ٭ یعنی زین العابدین باصفا کیواسطے

حضرت امام زین العابدینؑ

حضرت امام کی پیدائش پیر کے دن نویں شعبان ۳۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی جناب کی والدہ ماجدہ حضرت شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان عادل تھیں۔ حلیہ شریف۔ گندمی رنگ جسم سے لاغر۔ چھوٹا قد۔ بڑے عابد و زاہد۔ متقی چشم پر آب رہتے تھے اور اپنے پروردگار سے بہت ڈرتے۔ یہانتک حضور کا حال تھا۔ کہ جب آپ وضو کرنے کو بیٹھتے تھے تو رنگ چہرہ مبارک کا زرد پڑ جاتا تھا۔ ایک ہزار رکعت شب و روز میں ادا فرماتے تھے۔ سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

سجادہ نماز بنے کشتئی نجات ٭ اتنا تو روئے دیدۂ پرنم نماز میں۔

صدقہ نہایت پوشیدہ دیتے تھے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امرا بسر کرتے تھے۔ اور کوئی آپ کے اس حال سے واقف نہ تھا جبکہ حضرت امام نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے پایہ ہو گئے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ حضرت امام موصوف خفیہ طور پر بوقت شب ان کو خرچ پہنچاتے تھے۔ آپ کی مہر شریف پر دما توفیقی الا باللہ کندہ تھا مشغولیت عبادت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ آپ نماز میں مصروف تھے کہ اسی حال میں آپ کا ایک لڑکا کنوئیں میں گر گیا۔ اہل مدینہ نے بہت شور کیا اور مشکل چاہ سے نکالا اور آپ پاس کے پاس بدستور نماز میں شاغل رہے۔ آپ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہیں دنیا کی کوئی مصیبت پہنچے فوراً وضو کر کے چار رکعت یا دو رکعت ادا کرو اور اپنے اللہ سے دعا مانگو۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ ۱۸۔ محرم ۹۵ھ میں وفات پائی چار بیٹے اور گیارہ بیٹیاں چھوڑیں۔ تاریخ پیدائش ۹ شعبان ۳۸ھ تاریخ وفات ۱۸ محرم ۹۵ھ مزار شریف۔ جنت البقیع

بادۂ خمخانۂ تقوے کا متوالا بنا دے حضرت باقر محمد اتقیا کے واسطے

حضرت امام باقرؑ

حضرت کا اسم گرامی محمد ابن علی ابن زین العابدین معروف بہ امام محمد باقر تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت امام حسن تھا آپ کا تولد تین چار برس پیشتر از شہادت حضرت سیدالشہدا بروز جمعہ تیسری صفر ۵۷ھ مدینہ منورہ میں ہوا۔ معرکہ کربلا میں موجود تھے۔ آنجناب کا قد مبارک متوسط تھا اور آپ کی انگوٹھی پر (لا تذرنی فرداً) کندہ تھا بڑے صاحب کرامات وعالی مقامات۔ صاحب علم وورع تھے۔ عربی میں باقر پھاڑنے والے کو کہتے ہیں چونکہ حضرت امامؑ نے نہایت باریک نکات علوم مخفی اور معارف وحقائق کے راز اور پوشیدہ خزائن اس زمین کے لوگوں پر فی سبیل اللہ ظاہر کر دیئے اسلئے عام مخلوق نے حضرت امام موصوف کو باقر کے نام سے پکارا۔ اور اب تک حضرت کی امام باقر کے نام سے شہرت ہے۔ حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اے جابر تیری ملاقات ایک فرد اولاد حسین سے ہوگی۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ جب تو ان سے ملے تو میرا سلام اُن سے کہنا۔ چنانچہ جابرؓ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک زندہ رہا اور حضرت امام باقر کی خدمت میں رسول اللہ کا سلام پہنچایا۔
حضرت امام اپنے باپ کے خلیفہ اور وصی ہو کر قائم باللہ ہوئے۔ اور ۱۱۴ھ میں وفات پائی قبہ عباس وحسن میں مزار شریف ہے۔ چھ پسر اور تین دختریں چھوڑیں۔ اور نسل شریف حضرت امام جعفر صادق سے باقی رہے۔

تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	مزار اقدس
بروز جمعہ ۳۔ صفر ۵۷ ہجری	دوشنبہ ۷ ذی الحجہ	جنت البقیع

رکھ صراط صدق پر یارب مجھے ثابت قدم جعفر صادق امام اولیا کے واسطے

حضرت امام جعفر صادقؑ

اسم گرامی حضرت امام کا ابوعبداللہ امام جعفر ابن محمد الصادق تھا پیدائش جناب کی ۸۰ ہجری میں بروز پیر ۱۸۔ ماہ ربیع الاول مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھا حضرت امامؑ افضل واکمل اولاد امام محمد باقرؑ تھے۔ اور ہمچو پدر بزرگوار جمیع علوم ظاہری وباطنی میں کامل اور فرد تھے۔ آپ کے شاگرد یحییٰ ابن سعید۔ ابن جریح۔ امام مالک سفیان ثوری۔ امام ابوحنیفہ۔ وابن عطبہ وغیرہ تھے۔ حضرت امام نے اپنے شاگرد سفیان ثوری سے ارشاد فرمایا کہ اے سفیان جب خداوند عالم تجھکو کوئی نعمت دے تو اس کا شکر کر لئن شکرتم لازیدنکم جب رزق کی تنگی ہو۔ تو استغفار پڑھا کر۔ جب غم والم میں گرفتار ہو تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کر۔ کسی شخص نے حضرت امام کی غیبت منصور بادشاہ سے کی۔ اتفاق سے غیبت کنندہ اور حضور حضرت امام ایک جگہ جمع ہوگئے۔ تو حضرت امام نے اس غیبت کنندہ سے کہا کہ تو اگر اس طرح سے قسم کھائے جس طرح سے میں کہوں تو تو سچا ہے۔ اس نے اسی طرح سے قسم کھائی۔ وہ شخص دوسرا سانس نہ لینے پایا کہ دم نکل گیا۔ منصور نے عرض کی کہ یا امامؑ آپ پاک ہیں اور اس کو سزا خود قدرت نے دیدی۔ حضرت امام کی کرامات اس قدر زائد ہیں۔ کہ تحریر میں نہیں آسکتیں کتابیں آپ کے بیان سے پر ہیں۔ عمر شریف ۶۸ سال بروز پیر ۱۴۸ ہجری ماہ رجب میں وصال فرمایا۔ چھ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ اور نسل شریف حضرت امام موسیٰ کاظم سے جاری ہوئی

تاریخ پیدائش	سنہ وفات	مزار شریف
۱۷۔ ربیع الاول ۸۰ھ	یوم پیر ۱۵۔ رجب ۱۴۸ ہجری	جنت البقیع

مشرق طورِ تجلی زار کر سینہ مرا   موسیٰ کاظم امامِ اصفیا کے واسطے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

حضرت کا اسم گرامی موسیٰ کاظم ابن جعفر صادقؑ تھا۔ آپ کی پیدائش موضع ابوا جو کہ مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ واقعہ ہے۔ بروز اتوار ۱۲۸؁ھ میں ہوئی۔ اسم مبارک والدہ ماجدہ امام موصوف ام ولد حمیدہ بربریہ تھا۔ حضرت امام کی کنیت ابوالحسن و ابوابراہیم تھی۔ رنگ گندم گوں۔ و ر میانہ قد نہایت وجیہ اور خوشحال تھے اور آپ کی انگوٹھی پر الملک للہ وحدہ کندہ تھا۔ آپ طبیعت کے اس قدر حلیم تھے کہ آپ کا اسم مبارک کاظم ہو گیا۔ آپ صاحب مناقب فاخرہ۔ اور قائم اللیل و صائم النہار تھے۔ اہل عراق آپ کو باب الحوائج کہتے تھے۔ جو کچھ حضرت امام کی زبان سے نکل گیا وہ پورا ہو کر رہا۔ ابن جوزی شقیق بلخی نے بیان کیا کہ ۱۴۹؁ھ میں بنا برسم حج بیت اللہ شریف جا رہا تھا۔ قادسیہ میں ایک مرد گوشہ نشین کو دیکھا۔ مینے خیال کیا کہ یہ مرد اہل صوفیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہاں پر لوگوں کو دہوکہ دینے کی غرض سے جال بچھایا ہے۔ آؤ اس کو سرزنش کریں جب قریب آیا۔ تو میرے بولنے سے پہلے وہ صوفی بول اٹھا کہ اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم) اس وقت مینے پہچانا کہ حضرت امام ہیں نہایت شرمندہ ہوا۔ ؎

گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر   کوئی ہے اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے

اور معافی چاہنے کو تھا کہ حضرت امام میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور نہ ملے۔ دوسری منزل میں مسجد موضع وافقیہ کے اندر نماز پڑہتے ہوئے نظر آئے۔ جسد مبارک کو دیکھا کانپ رہا تھا اور ایک اضطراب کی حالت تھی۔ مجھکو عذر خواہ سمجھ کر نماز میں سرعت فرمائی اور یہ آیت پڑھی انی لغفار لمن تاب الی آخرہ اور پھر نظر سے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد موضع زبالہ میں ایک چاہ یعنی کنوئیں پر ملے چھاگل جناب کا چاہ میں گر گیا تھا۔ اس کو نکالنا منظور تھا میرے سامنے حضرت امام نے

دُعا فرمائی۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ آب چاہ کنوئیں کی من کے برابر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چھاگل پانی پر تیر رہا تھا۔ آپ نے اُٹھا لیا اور وضو فرمایا اور ہاتھ کا اشارہ کیا تو پانی کنوئیں کا اصلی جگہ پر پہنچ گیا پھر آپ ایک ریت کے ٹیلہ پر جا بیٹھے اور اس میں سے تھوڑا سا ریت لیکر ابریق میں ڈالا اور نوش فرمانے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ یا امام کچھ مجھے بھی عنایت ہو۔ تو آپ نے اس میں سے عطا کیا۔ شکر ملے ہوئے ستو نہایت خوش ذائقہ کے تھے۔ میں اس سے ایسا سیر ہوا کہ چھ یوم تک کھانیکی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ نہ پیاس لگی۔ اس کے بعد پھر ملاقات نہ ہوئی۔ ہارون بادشاہ نے آپ کو مقید کر کے بصرہ بھیج دیا۔ شب کو ہارون نے خواب میں دیکھا کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ غضبناک ہو کر فرما رہے ہیں۔ کہ اگر کاظم کو نہیں چھوڑے گا تو اس حربہ سے تجھکو قتل کروں گا۔ صبح ہی امام طلب کئے گئے اور ہارون نے رات کا خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ سے پہلے میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھ لے ہنوز اس کے پڑہنے سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ حکم رہائی آ گیا۔

امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ قبر حضرت امام اجابت دعا کے واسطے تریاق مجرب سے بھی زیادہ حکم رکھتی ہے جو ہمارا میرے اور مخلوق اللہ کے تجربہ میں آ چکی ہے اور آ رہی ہے اور یہ فیض انشاء اللہ تا دوام جاری رہیگا۔ ؎

مزار اولیا سے فیض حاصل کر کہ اے غافل   ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کہیں یہ مرنے والے ہیں

عمر شریف پچپن سال کی ہوئی بروز جمعہ ۶ رجب ۱۸۳؁ھ میں وصال ہوا۔
مزار شریف مدینۃ السلام بغداد میں ہے۔ تاریخ پیدائش۔ اتوار ۱۲۸؁ھ بمقام ابوا۔
سنہ وفات ۱۸۳؁ھ بروز جمعہ۔ مزار اقدس۔ کاظمین بغداد شریف۔

دولت صبر و رضا تسلیم سے کر گنجور   حضرت سید علی موسیٰ رضا کے واسطے

حضرت امام علی رضا ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام

اصلی نام آپ کا امام ابوالحسن علی رضا ابن موسیٰ کاظم ہے۔ ۱۱۔ ربیع الاول بروز جمعرات ۱۵۳ھ
میں مدینہ منورہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام ولد مکتم حبشہ تھا اس وجہ
سے کہ آپ کا رنگ سیاہی مائل تھا۔

حضرت امام بڑے عابد و زاہد۔ کم سونے والے زیادہ جاگنے والے اور بہت روزہ رکھنے
والے تھے۔ موسم سرما میں حضور امامؑ بوریا بچھاتے تھے۔ اور گرمیوں میں کھال پر سوتے تھے آپ کی
کنیت ابوالحسن ہے۔ لقب اخی۔ آپ کی انگوٹھی پر (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) کندہ تھا مامون رشید عباسی
آپ کی بے انتہا تعظیم کرتا تھا۔ اس نے آپ کو اپنا داماد بنا لیا۔ دارالسلطنت میں سہیم و شریک کیا
اور ایک وصیت نامہ لکھا۔ امام میرے بعد جانشین میرے ہیں الا حضرت امام نے میمون کے سامنے
ہی اس دار فنا کو چھوڑ دیا۔ حضرت معروف کرخی رح آپ کے دست مبارک پر اسلام لائے۔ حضرت امامؑ
جب نیشاپور سے چلے تو آپ شتر پر سوار تھے۔ اور ردا مبارک سر پر ڈال رکھی تھی۔ ہزارہا خدا کی مخلوق
زیارت کے لئے کھڑی تھی۔ کہ شیخ انوار و شیخ محمد ابن سلیم اپنے لاتعداد طلبا کو لیکر آئے اور عرض کیا کہ
زیارت کے مشتاق ہیں۔ آپ نے شتر کو روکا اور سب کو دیدار فیض آثار دکھلایا۔ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع
تھا۔ آپ کی کرامات اس قدر زیادہ ہیں جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ کتابیں آپ کے تذکرہ سے
سے مزین ہیں۔ ایک دفعہ لوگوں نے بارش کے واسطے استدعا کی آپ مجمع کے ساتھ صحرا میں
تشریف لے گئے آسمان بالکل کورا اور صاف تھا۔ آپ نے دعا کے لئے دست مبارک بلند فرمایا
ابھی دعا اختتام کو نہ پہنچی تھی کہ فوراً آواز رعد پیدا ہوئی۔ اور اچانک ہلکا ہلکا ابر آسمان پر جگہ
جگہ دکھائی دینے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ ابر تمہارے واسطے نہیں ہے۔ فلاں ملک کے لئے ہے۔ اسی

طرح دس مرتبہ ابر آیا۔ اور صاف ہو گیا۔ اور آپ اسی طرح ملکوں کے نام لیتے رہے۔ گیارہویں مرتبہ
آپ نے فرمایا کہ لوگو اب یہ ابر پروردگار عالم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ انشاء اللہ اس کثرت سے بارش
ہوگی کہ لوگ گھر تک نہ پہنچ سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔

کوئی چشم حقیقت کھولکر دیکھے تو اے بیدل   تماشا خاک کے پتلے میں پنہاں ہے خدائی کا

مامون رشید پادشاہ کا زمانہ تھا۔ حضرت امام نے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی اولاد میں چھوڑی
وفات آپ کی بروز جمعہ ماہ رمضان ۲۰۳ھ میں ہوئی۔

تاریخ پیدائش	سنہ وفات	مزار اقدس
یوم جمعرات ۱۱۔ ربیع الاول ۱۵۳ھ مقام مدینہ منورہ	بروز جمعہ ۲۱ ماہ رمضان ۲۰۳ھ	شہر طوس معروف مشہد شریف

کر صراط دین پر ثابت قدم مجھکو خدا   شیخ دیں معروف کرخی اولیا کے واسطے

معروف کرخی

حضرت کا اسم گرامی معروف کرخی رح آپ کی کنیت ابو محفوظ اور آپ کے والد کا نام فروزان
ہے اور بعضوں نے ایسا بھی لکھا ہے۔ کہ معروف بن علی کرخی بھی آپ کو کہتے تھے۔ مذہب ابتدائی
ترسا تھا حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں بزمانہ طفولیت آپ کو حاضری کا شوق تھا
سایہ عاطفت کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اسلام کی ٹھنڈک آپ کے گرمائے ہوئے دل میں محسوس ہونے لگی
اور آپ کی خدمت کا یہ نتیجہ برآمد ہوا۔ کہ حضرت امام کو آپ سے محبت قلبی ہو گئی۔ ان دونوں نتائج
کا مآل کار یہ نکلا کہ دست حق پرست امامؑ پر اسلام لائے۔ جناب امامؑ نے تعلیم ظاہری و باطنی
میں کوشش بلیغ فرمائی۔ اور حضرت معروف کرخی رح امام طریقت اور مقتدائے حقیقت ہوئے ازاں
بعد آن حضرت نے تکمیل دینیات کے لئے امام ابوحنیفہ رح کے سپرد فرمایا۔ آپ کو دو نسبتیں ایک
حضرت حبیب راعی اور دوسری نسبت بدرجہ اتم امام علی بن موسیٰ رضا سے پہنچی۔ اور ان دونوں

جگہ سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ خاندان قادریہ کا سلسلہ امام علی بن موسیٰ رضا سے ہوتا ہوا شیخ طریقت سے پھیلتا ہوا چلا گیا۔ نفس مطمئنہ نے مجاہدہ اور ریاضت سے نفس امارہ کو اس قدر مغلوب کیا۔ کہ ایک مرتبہ راستہ میں آپ کو ایک جماعت نے خواروں کی ملی اور اس نے کوئی درجہ سوء ادبی کا اٹھا نہ رکھا۔ غلامان طریقت کو یہ امر ناگوار گذرا اور بددعا کے لئے عرض کیا شیخ نے دست دعا بلند کیا۔ مریدوں کی خواہش پوری ہوگئی ارشاد کیا کہ الٰہی اس طائفہ کو دین و دنیا میں خوش رکھ وہ جماعت تائب ہوئی اور دست حق پرست پر ایمان لائے۔ ان کو نجات مل گئی۔ شیخ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس راستہ کی خبر ہے جو نہایت نزدیک ہے۔ وہ یہ کہ کسی سے کچھ طلب نہ کرے اور تیرے پاس کچھ نہ ہو کہ تجھ سے کوئی طلب کرے اور فرمایا کہ علامت اولیا یہ ہے کہ اس کا فکر و شغل اور قرار خدا کی راہ میں ہو۔ مال کار خیر میں صرف کرے۔ بات غیر آمیز نہ کہے۔ خدا پر توکل کر کہ خدا تیرے ساتھ ہو۔ اپنے خلیفہ حضرت سری سقطی سے کہا کہ تو جو چیز خدا سے مانگے اسے قسم دے۔ کہ بحق معروف کرخی میری حاجت پوری کر فوراً قبول ہو گی۔ میرے مرنے کے بعد نعش پر جھگڑا ہو گا۔ پس جو میرا جنازہ اٹھالے میں اسی میں سے ہوں ایسا ہی ہوا کہ یہود و ترسا نے جب جنازہ اٹھانا چاہا زمین سے نہ اٹھا سکے۔ اہل اسلام نے اٹھایا تو اٹھ گیا۔ آپ کی وفات کی تاریخ ۸ محرم الحرام ۲۰۰ھ اور مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔ خلفا حضرت شیخ ابراہیم بن عیسیٰ جن کا مزار اصفہان میں ہے دوسرے شیخ سری سقطی قادری رح

فکر دنیا صورت حرف غلط دل سے مٹا بوالحسن سری و سقطی مقتدا کے واسطے

حضرت شیخ سریؒ و سقطی قدس سرہٗ

حضرت شیخ سری و سقطی قدس سرہ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ اپنے زمانہ کے یہ بھی اپنے پیر کی طرح شیخ وقت اور امام اہل طریقت ہوئے ہیں۔ اکثر مشائخ عراق حضرت کے حلقہ بگوش تھے

جناب کا پیشہ تجارت تھا۔ اور آپ اور دوکانداروں کے خلاف در دوکان پر وہ ڈالے بیٹھے رہتے تھے اور مال تجارت کا نصف دینار سے زیادہ نفع پر نہیں بیچتے تھے۔ ہر روز ہزار رکعت نماز ادا فرماتے اور اس قدر نفس پر جبر کرتے کہ اپنے پہلو کو زمین سے آشنا نہ ہونے دیتے تھے اٹھانوے سال تک یہی حالت رہی۔ بیماری اور مرگ میں اس نحیف جسم نے کمر سطح زمین پر سیدھی کی حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے۔ حضرت سری سقطی کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کرو۔ حضرت امام نے فرمایا کہ پھر تو کہو۔ حضرت سری سقطی نے پھر دہرایا۔ حضرت امام نے سوچکر جواب دیا اچھا اسے رکھ چھوڑو۔ ابھی میرے پاس ہی۔ وہ ختم ہو جائے گا تو لے لوں گا۔

ارشاد شیخ۔ دنیا کی چیزوں میں سے پانچ چیز اختیار کرے۔ روٹی بقدر قوت اطاعت الٰہی پانی اتنا۔ کہ پیاس بجھا سکے۔ کپڑا کہ ستر چھپاوے۔ مکان کہ وہاں رہ سکے۔ علم کہ اس سے کام کرے فرمایا۔ کہ جو معصیت شہوت کے باعث وقوع میں آئی اس کی بخشش کی امید رکھے۔ اور جو معصیت کبر و غرور کے سبب ہو اس کی امید بخشش نہ رکھے اور یہ معصیت سب سے بڑی معصیت ہے اور فرمایا۔ کہ جو نعمت الٰہی کی قدر نہیں کرتا۔ اس کو زوال ایسی جگہ سے آتا ہے جسے وہ معلوم نہیں کر سکتا جس دل میں مکر ہو گا۔ خوف۔ امید۔ حیا۔ محبت اس دل میں نہیں آ سکتی۔ اور اپنا خلیفہ حضرت جنید رح کو بنایا۔ اور وصیت فرمائی کہ مشغول بہ صحبت خلق رہنا اور خالق کا دھیان رکھنا تیسری رمضان ۲۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ مدفن مقدس گورستان شونیزیہ بغداد میں ہی۔ آپ کے خلیفہ جنید بغدادی اور شاہ محمود رح اور شیخ ابوالحسن نثری وغیرہ اساح تھے۔

سرکشی نفس امارہ سے دے مجھکو نجات سید الفقرا جنید پیشوا کے واسطے

حضرت جنید بغدادیؒ

حضرت جنید بغدادی رح کی کنیت ابوالقاسم اور آپ کا لقب سید الطائفہ ہے۔ جناب کی

پیدائش بغداد شریف میں ہوئی لڑکپن میں آپ نہایت سنجیدہ اور پابند دینیات تھے۔
درویشوں کی صحبت کو عزیز رکھتے اور روز و شب ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور اس طریقہ سے
عبادت فرماتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ تیس سال تک عشار کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ جب
آپ کی تکمیل پوری ہوگئی۔ تو شیخ نے باضابطہ حلقہ میں داخل فرمایا اور اجراھئے سلسلہ کی اجازت
دی۔ الا بہ سبب اداب پیر بہت عرصہ تک خاموش رہے۔ حتیٰ کہ روحی فدا رسول خدا نے ارشاد
فرمایا تعمیل حکم میں تائید ارشاد مرشد کی دریائے فیض جاری ہوا جس کی موجوں نے اقصائے عالم
کے کناروں سے ٹکر کھائی اور لکھو کھا بندگان خدا کی کشتی حیات کو ساحل نجات پہ پہنچا دیا۔ مذہب
سفیان ثوری رکھتے تھے۔ اس زہد و ورع پہ اللہ کے پیاروں کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ
حضرت امام غزالیؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ
گزرا۔ فرمایا کہ میرے پروردگار نے رحمت کی جبکہ اشارات اور عبادات کچھ کام نہ آئے اور سب برباد
ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ تو شب کی دو رکعتوں نے جو ہمیشہ پڑھتا تھا بچا چھوڑا دیا۔ حضرت کی
عمر سات برس کی تھی کہ آپ کے پیر سری سقطی رح آپ کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ مسجد حرام میں
چار سو بزرگ مسئلہ شکر پر گفتگو کر رہے تھے۔ پیر نے فرمایا کہ جنید تو بھی کچھ کہہ آپ نے سر جھکایا
اور فرمایا شکر وہ ہے کہ جو نعمت تجھکو خدا نے دی اس کو سرمایہ معصیت نہ بنائے سب نے
بالاتفاق فرمایا سچ ہے اس سے بہتر کوئی نہیں کہہ سکتا۔ پیر نے پوچھا یہ جواب کہاں سے لایا عرض
کیا آپ کی محفل سے واپسی حج پر بغداد شریف میں شیشہ فروشی کی دوکان کھول لی۔ جناب کی وفات
بروز ہفتہ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ میں ہوئی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔ بیشمار خلیفہ چھوڑے جن میں
مشہور صاحب سلسلہ حضرت ابوبکر شبلی رح حضرت رودباری جو سلسلہ کبرویہ شطاریہ کے
پیشوا ہیں۔ شاہ محی الدین منصورؒ عرف ملاج و شاہ ابوبکر دقاق رح و شاہ رمی۔ شیخ ادہم جن کی
کنیت ابومحمد و ابوبکر و ابوالحسن ہے۔ و ابوشیبان و شیخ ابوبکر کنانی۔ جن کا اسم گرامی محمد بن علی جعفر
ہے۔ شیخ عمر بن عثمان۔ صوفی مکی۔ شیخ ابومحمد حریری۔ شیخ ابوبکر واسطی۔ شیخ جعفر بن نصیر جلبی۔ شیخ

ابوبکر مقید۔ ممشاد علو دن پوری جو سلسلہ چشتیہ حضرت امین الدین کے خلیفہ اور حضرت ممشاد
علو کے خلیفہ دوم اور حضرت شیخ احمد دن پوری جو پیشوا سلسلہ سہروردیہ کے ہیں اور انھوں نے
بھی سلسلہ جنیدیہ لیا ہے۔

جیب وہ امان دولت کونین سی پُر کر مرا — خواجہ بوبکر شبلی رہنما کیواسطے

حضرت شیخ ابوبکر شبلی

شیخ ابوبکر شبلی رح کا اسم گرامی جعفر بن یوسف اور کنیت آپ کی ابابکر ہے۔ خرقہ خلافت جنیدؒ
نے پہنایا۔ اور فرمایا ہر شخص کے لئے ایک تاج ہے اور میرا تاج یہ ابابکر ہے خراسان کے باشندے
اور مذہب مالکی کے پیرو خلیفہ وقت بغداد کے ہاں حاکم نہاوند تھے۔ پریم رس کی چاٹ کے پیچھے
سب قصوں کو چھوڑ چھاڑ تارک الدنیا ہو گئے اور شیخ خیر نساج کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی شیخ
نے اس عالی ظرف کو بھرنے کے لئے حضرت جنید رح کی خدمت میں بھیجدیا۔ آپ نے دیکھا اور فرمایا
کہ اگر خدا چاہتا ہے تو جھولی بنا۔ بھیک مانگ اور در در پھر اگر چنانچہ ایک سال تک تعمیل ارشاد
کی پھر حاضر ہوئے فرمایا۔ ایک آنچ کی اور کسر ہے۔ ایک سال بغداد کے بازاروں میں اس خدمت
کو انجام دے۔ بعد انقضاء میعاد حاضر خدمت شیخ ہوئے۔ ارشاد کیا ایک گھاٹی اور باقی ہے۔ نہاوند
میں جہاں حکومت کی ہے۔ اس بو کو وہاں چھوڑ کر آ۔ چنانچہ ایک سال شہر نہاوند و مضافات میں
گداگری کرتے رہے۔ شیخ ابابکر فرماتے ہیں کہ جو ٹکڑے روٹی کے مجھکو ملتے تھے۔ وہ شیخ کی خدمت
میں پیش کرتا۔ آپ انھیں درویشوں کو دیدیتے اور میں ہر شب بھوکا رہتا۔ اسی نمط پر ایک سال گزرا
پھر شیخ نے بلایا اور فرمایا کہ اب ہمارے لائق صحبت ہوا ہے بشرطیکہ درویشوں کی خدمت اپنے
سر لے چنانچہ ایک سال تک ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا کہ تیرے نزدیک اب نفس کا کیا حال ہے۔ عرض
کیا کہ میں اپنے تئیں کمترین خلائق جانتا ہوں۔ فرمایا اے ابابکر اب تیرا ایمان درست ہوا اس پر بھی

بس نہ کی اور کچھ عرصہ تک جماعت مخنثان میں بھیجدیا اور یہ اس غرض سے تھا کہ دنیا میں نہ یہ مرد ہیں نہ عورت اور یہ ہی حال میرا ہے۔ پس بحکم مرشدان میں شامل کیا گیا۔ آپ پر اکثر حالت جذب طاری ہوتی تھی اور عجیب عجیب ارشادات ظہور میں آتے تھے ایک روز آپ ایک لکڑی جو دونوں جانب سے سلگ رہی تھی ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ کسی نے پوچھا کیا ہے۔ فرمایا بہشت اور دوزخ دونوں کو جلانا چاہتا ہوں تاکہ خلائق بلا سبب بندگی اس معبود برحق کی بجالائے۔ عمر شریف آپ کی اٹھاسی سال کی ہوئی ۳۳۴ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے وصال کے تین دن بعد کسی بزرگ نے شیخ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیسی گذری۔ فرمایا۔ کہ میرے حساب کو سخت پکڑا جب میں نا امید ہو گیا۔ پھر مجھ پر رحمت بے انتہا فرمائی (اکسیر ہدایت امام غزالی رح) مزار شریف بغداد میں ہی۔ آپ کے مشہور خلفاء عبدالواحد رح ابو لقاسم نصیر آبادی۔ جو نقشبندی جنیہ۔ یہ کے پیشوا ہیں۔ جعفر حداد رح شیخ بندا ابن حسین صوفی رح شیخ ابوالحسن مصری رح تھے۔ اور ان کے علاوہ آپ کی بہت سے خلیفہ تھے۔ ایک دنیا آپ کے فیض سے سیراب ہوئی۔ اور آپ کے طفیل اب تک ہو رہی ہے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے بازار آخرت کو کیونکر پایا آپ نے فرمایا۔ کہ اس بازار میں رونق نہیں رکھتا مگر جگر ہائے سوختہ و دلہائے شکستہ۔ باقی سب ہیچ اس لئے کہ یہاں سوختہ پر مرہم رکھتے ہیں اور شکستہ کو باندھتے ہیں۔ ابھی شیخ کا وصال نہیں ہوا تھا کہ لوگ ہاگ خبریں سنکر چاروں طرف سے آنے لگے۔ اور آپ کی زیارت کرتے تھے اور ٹھیر جاتے تھے آپ نے فرمایا۔ کہ ایک جماعت مردوں کی زندہ پر نماز پڑھنے آئی ہی لوگوں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا جب غیر نہیں تو نفی کس کی کروں عرض کیا کہ چارہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ سلطان محبت کہتا ہے کہ میں رشوت قبول نہیں کرتا پس جب ہی واصل باللہ ہوئے۔ اسی رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ منکر نکیر کے سوالات کا آپ نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ آئے اور پوچھا تیرا رب کون ہے مینے کہا کہ میرا خدا وہ ہے جس نے ہم کو اور سب فرشتوں کو میرے باپ آدم کے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور میں اس وقت میں پشت آدم میں تھا اور تم کو دیکھتا تھا۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ تو سب فرزندان آدم کی طرف سے جواب

دیتا ہے واپس چلو یہ کہا اور چلے گئے

نورِ وحدت سے مرا سینہ تجلی زار کر ۔۔۔ شیخ عبدالواحد نورِ ہدیٰ کیواسطے

حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ عبدالعزیز بن حرث بن اسد کے صاحبزادے ہیں اور خلیفہ اعظم حضرت ابابکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے۔ آپ کا زہد اور اتباع شریعت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ امام اہل سنت والجماعت کہلاتے تھے اور مذہب حنبلیہ رکھتے تھے۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ مسند ارشاد پر بیٹھے اور راہ شریعت اور طریقت میں اپنے پیر روشن ضمیر کے رہے خلقِ خدا کثیر آپ کے فیض باطنی اور ظاہری سے کامیاب ہوئی۔ اور آپ نے حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ جیسا خلیفۂ اعظم چھوڑا۔ اتباع شریعت کی تاکید ہر ایک خادم پر بدرجہ غایت فرماتے اور اسکے تارک پر عتاب کرتے۔ اپنے اشغال و افکار۔ اور عبادت کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اور نہ کسی کرامت کو اپنے سے منسوب کرتے۔ تمیمی آپ کو اس وجہ سے کہتے تھے کہ آپ عرب کے قبیلہ تمیم سے جو ایک مشہور قبیلہ ہے علاقہ رکھتے تھے۔ اس قدر آپ کو احتیاط تھی کہ اپنا لباس بالکل سادہ دنیاداروں کی طرح رکھتے تھے۔ کوئی شخص بظاہر آپ کو دیکھکر نہ فقیر سمجھتا اور نہ شیخ نہایت منکسر المزاجی سے زندگی بسر فرمائی۔ سفینۃ الاولیا و خزینۃ الاصفیا و دیگر کتب معتبرہ سے وصال جناب کا بماہ جمادی الآخر ۴۲۵ھ ہجری میں ہونا پایا جاتا ہی۔ مزار شریف مقبرہ امام احمد حنبل میں بمقام بغداد شریف ہے۔ اور حسب التحریر جناب مولوی محمد عبدالکریم صاحب حنفی قادری الہ آبادی از روئے بیاض خاندان مارہرہ شریف تاریخ وصال چھبیسویں ۲۶ جمادی الآخر درج ہی۔

ظلمتِ چاہِ ضلالت میں مجھی رستہ بتا   خواجہ بوالفرح یوسف رہنما کیواسطے

حضرت ابوالفرح طرطوسیؒ

آپ شہر طرطوس نواح بغداد کے باشندے تھے اور آپ خلیفہ اعظم حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں اپنے زمانہ میں مشائخ عظام کے اندر شمار ہوتے تھے۔ آپ کے مقامات باطنی شیخ نے اس طرح سے طے کرائے تھے کہ آپ کے حالات کی کسی کو اطلاع نہ ملی۔ اخفار راز اولیا کی سخت تاکید اور ہدایت تھی تجرید و تفرید میں یگانہ وقت تھے۔ متوکل باللہ کسی سے امداد طلب نہیں کرتے تھے اور جو کوئی دیتا اس سے بھی نہیں لیتے۔ دیکھو بشر حافی رح کہتے ہیں کہ درویشوں کے تین درجے ہیں۔ اول نہ خود ملنگے اور نہ دینے سے لے ایسے فقرا اعلیٰ علیین روحانیوں کے ساتھ ہوں گے۔ دوسرے خود نہ مانگیں اگر کوئی دے تو لے لیں۔ ایسے فقرا فردوس میں مقربوں کے ساتھ رہیں گے اور تیسرے درجے کے وہ ہیں کہ بضرورت مانگیں یہ فقرا اصحاب الیمین سے ہیں۔ شیخ ابوالفرح رحمہ اللہ محنت سے روزی کما کر کھاتے جو بچتا وہ خیرات کرتے۔ سوال کرنے کو بُرا جانتے تھے۔ دیکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو۔ اور وہ سوال کرے تو وہ شخص قیامت کے دن اس صورت میں آوے گا کہ اس کے چہرہ پر بالکل ہڈیاں ہی ہونگی۔ گوشت بالکل اتر گیا ہوگا۔

پوشش اور لباس میں شیخ عام لوگوں میں ملے جلے رہتے تھے۔ اسی احتیاط سے آپ کا فیض بھی جاری تھا۔

آپ کی وفات ۳ رشعبان ۴۴۷ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے خرقۂ خلافت شیخ ابوالحسن صاحب قریشی ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ کو پہنایا۔

استقامت ہو مجھے خوف و رجا دل سے مٹا   بوالحسن شیخ قریشی مقتدا کیواسطے

شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاری

آپ کا اسم گرامی علی بن محمد بن یوسف بن جعفر القرشی ہنکاری ہے کنیت آپ کی ابوالحسن اور لقب شیخ الاسلام ہے آپ کی ولادت ۴۰۹ھ ہجری میں ہوئی آپ خلیفہ اعظم حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ شیخ ابوالحسن رح کا فیض بے پایاں اس طرح جاری و ساری تھا کہ کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں آپ کا کوئی حلقہ بگوش نہو۔ شیخ رحمہ اللہ روزے بہت رکھتے تھے اور اس عبادت کو بہترین عبادت فرماتے کہ روزہ ایک عاشقانہ عبادت ہے جو خالصاً للہ کی جائے اس کا مقصود خود اللہ جل جلالہ نے یوں ارشاد کیا ہے کہ لعلکم تتقون یہ حکم اس لئے ہے کہ تم متقی بنجاؤ۔ روزہ سے حیوانی طاقتیں کم اور روحانی طاقتیں بڑھتی ہیں۔ بشرطیکہ روزہ کو روزہ کے طریقہ پر رکھے اور اپنے آپ کو جھوٹ اور منہیات سے بچائے۔ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ و سلم نے مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ اللّٰهِ حَاجَتُهٗ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ جو شخص جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتا وہ سن لے کہ اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ آپ راتوں کو جاگتے تھے اور تین تین دن کے بعد چند لقمہ طعام تناول فرماتے اور ہمیشہ نماز عشا سے تہجد تک ایک قرآن شریف ختم فرماتے۔ اللہ اکبر کس قدر مجاہدہ تھا۔ آپ کی وفات یکم محرم ۴۸۶ھ ہجری میں ہوئی اور اپنے دستِ حق پرست سے خرقۂ خلافت شیخ سلطان الاولیا برہان الاصفیا حضرت ابوسعید مخزومی کو پہنایا اور اجازت اجرار سلسلہ عالیہ قادریہ کی عطا فرمائی

کر ہدایت راہِ حق کی اے خداوند کریم — بہرِ شاہ ابو سعید پیشوا کے واسطے

شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رح

آپ کا اسم مبارک بن علی بن حسین مخزومی تھا۔ آپ سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ عارفان زبدۃ سالکان ومصاحب حضرت خضر علیہ السلام کے تھے اور خلیفہ اعظم حضرت شیخ ابو الحسن قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ مذہباً طریقہ حضرت امام حنبل کے پیرو کار تھے۔ عبادت وریاضت نہایت خفیہ طور سے فرماتے تھے اور اپنے مجاہدہ کو اس طور پر پورا فرماتے کہ آپ کے حالات پر اصلا کوئی خبر نہ پا سکتا تھا۔ بڑے پایہ کے نہایت علو رتبہ مطیع شریعت شیخ وقت تھے۔ جناب نے اپنا خلیفہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی رح جیسا چھوڑا۔ آپ کا وصال ۷ر شعبان ۱۳ھ ہجری میں ہوا۔

اے خدا فرمانروائے ملک معنی کر مجھے — محی الدین تاجِ قطبِ اولیا کے واسطے

حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر گیلانی رح

آپ حسنی وحسینی اسلئے کہلاتے ہیں کہ جناب کا سلسلہ نسب پدری حضرت امام حسن مجتبےٰ اور سلسلہ نسب مادری حضرت امام حسینؑ شہید کربلا تک منتہی ہوتا ہے۔ غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بن سید نور الدین ابو صلح۔ بن سید موسیٰ جنگی دوست حق۔ بن سید ابی عبداللہ بن سید یحییٰ عمر زاہد۔ بن سید محمد رومی۔ بن سید داؤد۔ بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ ثالث۔ بن سید عبداللہ محض۔ بن سید محمد المشہور محض مثنیٰ بن امام

حسنؑ بن اسد اللہ الغالب ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم یہ سلسلہ حضرت غوث اعظم دستگیر بے کسان کا جدی ہے۔ اور سلسلہ مادری جناب کا اس طرح پر ہے کہ اسم مبارک حضرت کی والدہ ماجدہ کا۔ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ ثانی بنت ابی عبداللہ صومعی۔ بن سید ابی جمال۔ بن سید محمد بن سید ابی محمود طاہر۔ بن سید ابی عطا عبداللہ۔ بن سید ابی کمال عیسیٰ۔ بن سید علاؤالدین بن حضرت امام جعفر صادق۔ بن حضرت امام محمد باقر۔ بن حضرت سید امام زین العابدین۔ بن حضرت سید امام حسین شہید دشت کربلا ابن جناب حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ کی ولادت کی بشارت بطور پیشین گوئی کے اولیاء اللہ سے ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب ریاض الجنات میں بحوالہ تحفہ قادریہ کے لکھا ہے کہ حضرت ابو المعالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو بکر کی مجلس میں ذکر اولیاء اللہ کا آیا۔ اس وقت شیخ نے فرمایا کہ ایک مرد عراق میں ظاہر ہوگا عبدالقادر نام عند الناس عالی مناصب معالی مناقب اور عند اللہ عالی تقرب اور اولیاء والاتقام ہوگا بغداد میں رہیگا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یعنی حکم الٰہی سے کہیگا سب اولیا متقدمین متاخرین گردن جھکائینگے ان کے قدم مبارک کو اٹھائینگے۔ کتاب نثر الجواہر میں بحوالہ بیان شیخ ابو محمد شبکی اس طرح تحریر ہے کہ شیخ ابی بکر ہرار نے فرمایا کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں۔ اول شیخ معروف کرخی رح دوم احمد بن حنبل رح سوم بشر حافی رح چہارم منصور بن عمار رح پنجم جنید بغدادی رح ششم سری سقطی رح ہفتم سہل بن عبداللہ تستری رح ہشتم عبدالقادر جیلانی۔ میں نے کہا کہ عبدالقادر کون ہے فرمایا کہ وہ ایک مرد عجمی سادات سے بغداد میں۔ پانچویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور صدیقین اور اوتاد وافراد سے جو جو دنیا کے قطب اور اعیان ہیں ان سب میں وہ یکتا ہی۔ اس کی شان سب سے نرالی اور افضل ہی۔ حضور کی ولادت با سعادت موضع جیلان علاقہ خراسان میں بماہ ربیع الآخر ۴۷۱ھ میں ہوئی اور سلسلہ روحانیت با واسطہ سردار دو جہان حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ اور خرقہ خلافت شیخ ابو سعید مخزومی اور شیخ ابو سعید اسامی سے حاصل ہوا۔ ہمنشینی جناب کو حضرت حماد۔ والیاسؑ وخضرؑ سے رہتی تھی۔ بعمر ۱۸ سال جیلان سے شہر بغداد میں تشریف لائے اور تحصیل علوم دینیات میں مشغول ہوئے

سنہ ۵۲۱ ہجری میں بہ ارشاد باطنی حضرت روحی فداہ تاجدار مدینہ صلعم ممبر ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور مخلوق خدا کو فیض باطنی سے سیراب فرمایا رب العزت نے اپنے اس بندۂ خاص مقبولِ بارگاہ رسالت کو اپنے بندوں کی تعلیم و تربیت اور وسیلہ نجات بناتے ہوئے اپنی رحمت بے پایاں کے اظہار کے لئے خلق فرمایا۔ اور زبانِ پاک میں وہ اثر پیدا کیا۔ کہ جو کہا سو ہو گیا۔ اور سخن میں وہ تاثیر میں بیانی عطا فرمائی کہ جس نے سنا یا حضور کی آواز جسکے کان میں پہنچی بے اختیار کھنچتا ہوا چلا آیا۔ جس کا ثبوت یہ ہی کہ آپ کے وعظ میں ستر ستر ہزار آدمی شریک ہوتے تھے۔ اور ایسی ہی قریب چار چار سو آدمیوں کے آپ کا کلام حق التیام لکھتے۔ آواز میں جناب پیر دستگیر کے اللہ نے یہ تاثیر بخشی تھی کہ اتنے بڑے مجمع کے اندر جیسا نزدیک کا بیٹھنے والا اس آواز کو سنتا تھا ویسا ہی دور کا۔ آپ کے خلقِ عظیم کی یہ بین دلیل ہے کہ ہر شخص جو جناب سے ملتا وہ یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی سے محبت نہیں۔ ساری عمر صرف توحید کے بیان میں بسر فرمائی۔ پچیس ۲۵ برس تک بیابان کے اندر تجرید و تفرید و ریاضت و عبادت میں مصروف رہے اور چالیس سال وضو عشا سے صبح کی نماز ادا کی۔ اور پندرہ سال تک بعد نماز عشاء ایک پیر سے کھڑی ہو کر بعجز و انکسار اپنے پروردگار کے سامنے بہ الحاح و زاری ہر روز ایک قرآن شریف ختم کیا آنجناب نے ایک مرتبہ چالیس روز کا ایک لمبا روزہ رکھا اور اس کو بھی برگ درختان بیابانی سے افطار کیا۔ فیض باطنی کے اثرات کا یہ عالم تھا جیسے خدا کی بچھائی ہوئی زمین پر موسلا دھار بارش ہوتی ہو اور کوئی چپہ زمین جو کھلا ہوا اس آبیاری سے محفوظ نہیں رہتا یہی عالم آپ کے اس فیض کا تھا جو جناب کی ذات والا صفات سے لوگوں کے دلوں کو پہنچتا تھا۔ حضور کی کرامتیں اس قدر اقصائے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں کہ باوجود لکھو کھا مستند کتابوں کے تحریر میں آجانے کے بعد بھی اس قدر تعداد میں لوگوں کی زبان زد ہیں کہ ان کے لئے بھی ایک ایسا ہی دفتر چاہیئے۔ ایک مرتبہ جناب کے گھر میں ایک چور آیا۔ اور وہ فوراً نابینا ہو گیا۔ نقصان پہنچانا تو در کنار اس پریشانی سے پیچھا چھوڑانا مشکل پڑ گیا ادھر ادھر بھٹکتا پھرتا تھا کہ آپنے اس کو امیدوار جانکر نظر کیمیا اثر سے بدرجہ ولایت پہنچایا۔ اور حال معلوم ہونے پر کسی ملک کا شاہ ولایت کر کے روانہ فرمایا۔ ایک مرتبہ بلاد عجم سے ملک عراق میں یہ مسئلہ بغرض

حل آیا۔ کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ قسم کھائی ایک شخص نے مؤکد بہ سہ طلاق مطلق کہ میں ایسی جگہ معبود برحق کی عبادت کرنا چاہتا ہوں جہاں بنی نوع انسان سے کوئی شخص میرا ہم صحبت و ہم مکان نہ ہو تو وہ کس عبادت گاہ کونسی عبادت بجا لائے کہ حلف کے گناہ سے نجات پائے اس سوال کے جواب سے علماء عاجز آئے اور سب نے آپ کی جانب بالاتفاق رجوع کیا۔ آپنے بلا تکلف اس علم سے جو بذریعہ انکشاف قلبی آپ کو سکھایا گیا تھا فرمایا یُخَلّٰی لَهُ الْمَطَافُ وَيَطُوفُ اُسْبُوْعًا وَحْدَهٗ وَيَحِلُّ يَمِيْنُهٗ۔ یعنی خالی کی جاوے اس کے لئے جگہ خانہ کعبہ کی کہ وہ طواف کرے تنہا۔ پس اس قسم کے گناہ سے پاک ہو جاوے گا۔ اس لئے کہ طواف خانہ کعبہ خود عبادت ہے۔ آپ کا طریق ظاہر و باطن کتاب سنت و شرع مبین پر تھا۔ احکام شریعت و طریقت اور مکاشفتِ اسرار معرفت و حقیقت میں مشائخ زمانہ سے کوئی ہم پلہ و ہم سر آپ کا نہ تھا۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ میں نے اپنے معبود واحد سے یہ عہد کیا کہ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کوئی دوسرا اپنے ہاتھ سے مجھکو نہ کھلائے پلائیگا۔ چالیس روز صحرا لق و دق میں یوں ہی گذر گئے۔ اتفاقاً ایک شخص آیا۔ کھانا اور پانی ہمراہ لایا اور میرے روبرو رکھدیا اور باصرار کہا کہ اس کو تناول کرو اور نفس کو تسکین دو۔ الا جرأت عہد شکنی نہ کر سکا اور نفس سے شور الجوع الجوع کا بلند ہوا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مرشدی شیخ ابو سعید مخزومی کا اس طرف گذر ہوا۔ اور میرے حال سے بذریعہ باطن آگاہ ہو کر فرمایا کہ اے عبد القادر کیا حال ہے عرض کیا کہ نفس کو شدت بھوک سے بے قراری ہے الا روح کو اپنے عہد پر استحکام نصیب ہے۔ فرمایا میرے ہمراہ آؤ یہ کہکر چلے گئے میں نے دل سے کہا کہ جب تک کوئی اس جگہ سے نہ لے جاوے ہرگز نہ جاؤں گا۔ یکایک حضرت خضر تشریف لائے اور مجھکو لیکر شیخ ابو سعید کے مکان پر پہنچے۔ پیر انتظار میں تھا فرمایا کہ اے عبد القادر میرے کہنے کا خیال نہ لائے۔ آخر خضر کے ہمراہ آئے مکان میں لے گئے اور دست مبارک سے کھانا کھلایا اور بیعت کیا۔ اور خرقہ خلافت مرحمت فرمایا۔ ہنگام سفر جنگل میں ایک جوان نہایت خوبصورت شیریں بیان میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے اقرار لیا اور کہا کہ جب تک پلٹ کر نہ آؤں اس مقام سے نہ ہلنا یہ کہکر چلدیا ایک سال تک وہیں رہا جب وہ شخص پلٹ کر آیا اور مجھکو اپنے اقرار پر ثابت پایا تو کہا کہ مجھ اور ٹھہر

یہ کہکر پھر چلا گیا اور سالم سال تک نہ آیا ایسے ہی تین مرتبہ کیا چوتھی مرتبہ جب آیا اور مجھے اسی جگہ پر دیکھا تو کہا کہ اے عبدالقادر میں خضر مشہور پیغمبر ہوں اور جنابِ احدیت سے ایسی ہی باتوں پر مامور ہوں یہ روٹی اور دودھ آج آپ کے ساتھ تناول کروں گا۔ جب ہم نے اس سے فراغت پائی تب یہ بشارت سنائی کہ جنابِ احدیت سے یہ حکم ہے کہ آپ بغداد جائیں اور وہاں کے لوگوں کو تعلیم وتلقین اور بیعت سے مشرف کریں چونکہ روحی فداہ رسالت مآب صلعم کا قدمِ مبارک آپ کی گردن پر تھا اس لئے آپ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ ہفتہ کی رات کو آٹھویں تاریخ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا عمر شریف ۹۱ سال کی ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب قدس سرہ نے پڑھائی۔ اور فرمایا کہ مرض الموت کے وقت عرض کیا گیا کہ کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اُسکی بندگی کرو اور خدا کے سوا نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے امید رکھو سب حاجتیں اللہ سے طلب کرو اس کے سوا کسی پر بھروسہ مت کرو اور اس وقت آپنے اپنے عزیزوں کو حکم دیا کہ ادب کرو اور جلدی اُٹھو اور جگہ خالی کر دو یہاں رحمت نازل ہو رہی ہے اور بار بار فرماتے "علیک السلام ورحمۃ اللہ وغفر اللہ لی ولکم وتاب علی وعلیکم" اور ایک آواز غیب سے آئی اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً یعنی پھر اپنے رب کی طرف راضی اور خوش۔ شیخ ابو سعید قیلوی رح نے فرمایا کہ میں نے بارہا جناب تاجدار مدینہ روحی فداہ صلعم کو اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شیخ عبدالقادر کی مجلس میں دیکھا ہے کہ سردار اپنے تابعدار کو حرمت و عزت دیتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی روحیں آسمان و زمین میں جولانی کرتی ہیں۔ ملائکہ کے گروہ مجلس میں حاضر ہوتے ہیں رجال الغیب اور جنات کی جماعت حضوری کے لئے آتی اور شامل ہوتی۔ اور میں نے ہمیشہ خضرؑ کو دیکھا کہ آپ کی مجلس میں شریک ہوتے اور فرماتے کہ جو شخص اپنی فلاح چاہے وہ اس مجلس میں آئے۔

حضرت کے خلفاء کی تعداد بہت ہے اور سب کتابوں میں درج ہے یہاں بنظر اختصار صرف شجرہ طیبہ کے لحاظ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ سلسلہ قادریہ عالیہ کی خلافت حضرت قطبِ دوران صاحبزادہ جناب سید عبدالرزاق صاحب قدس سرہ العزیز کے سپرد فرمائی۔

خرمنِ فیضِ الٰہی میری ہستی کو بنا قطبِ دوراں عبدالرزاق گدا کے واسطے

شیخ تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ

آپ کی کنیت ابو الفرح تھی آپ ۵۲۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فرزندِ ارجمند و شاگرد رشید و مرید و خلیفہ حضرت غوث الاعظم کے ہیں۔ آپ ولایت و امامت میں درجہ عالیہ رکھتے تھے۔ اور جیسے علوم باطنی میں آپ بے نظیر تھے ایسے ہی علوم ظاہری میں بھی آپ کا پایہ دیگر علماء سے بلند تر تھا اور آپ مفتی عراق کے تھے ملفوظات حضرت پیران پیر آپ ہی نے جمع فرما کر جلاء الخواطر نام رکھا آپ کی کرامات اور اوصاف بیانِ زبان قلم سے باہر ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات کے فیض عام سے بہت لوگ۔ عالم۔ فاضل درویش کامل ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ حضرت غوث الثقلین کے وعظ میں شریک تھے۔ اور مجلس وعظ میں ممبر کے نیچے زیر قدم پدر پیشوائے جن و بشر کے تشریف فرما تھے کہ یکایک آپنے اوپر کی جانب نگاہ بلند فرمائی اور ایسے بیخود ہو گئے اور خود بخود شعلہ ہائے آتشین لباس عطر آگین سے مشتعل ہونے لگے جناب غوث اعظم نے یہ کیفیت دیکھکر ممبر سے اترے اور دستِ اطہر سے اس آتش کو بجھایا۔ اور پوچھا کیا حالت ہے۔ عرض کی کہ مینے مردانِ غیب کو ہوا پر صف بستہ دیکھا کہ چپ ہیں اور ان کے لباس جل رہے ہیں اور کتنے ہی ان میں بیخود ہو کر زمین پر گر رہے ہیں اور کتنے ہی ان میں سے قعود بیخود ہیں۔ آپ نے فرمایا مت ڈر تو بھی انہیں میں سے ہے۔ آپ کا مجاہدہ یہ تھا کہ ایک مرتبہ معبود برحق سے شرماکر تیس سال تک سر نہ اٹھایا اور چپ خاموشی کے عالم میں رہے۔ ۶۲۳ھ ہجری میں وصال ہوا۔ مزار مبارک آپ کا بغداد شریف میں ہے۔ اور خرقہ خلافت میر ابو صالح صاحب قدس اللہ سرہ کو جو کہ آپ کے بڑے بیٹے تھے عطا فرمایا۔ آپ کے خلفاء اور بھی بہت ہیں۔ یہاں سلسلہ کے لحاظ سے صرف جناب کا اسم گرامی لکھا گیا۔

خاکپائے سید السادات ہو نور نظر سید السادات بو صالح اتقیا کے واسطے

حضرت سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابو صالح قدس اللہ سرہ العزیز خلیفہ اعظم و جانشین حضرت قطب دوران شیخ الوقت میر تاج الدین عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ سنہ ۵۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جناب کو تلمذ بھی اپنے پیر مرشد پدر بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ علوم دینیات میں بدرجہ اتم مہارت رکھتے تھے آپ کی نظر کیمیا اثر جس پر پڑ گئی مس خام سے کندن بنا دیا اور دولت باطنی سے مالا مال فرما دیا۔ آپ نہایت درجہ خلیق اور منکسر المزاج اور صاحب فیض تھے اور آپ نے اپنے چچا سید عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض باطن حاصل کیا ہی۔ تاریخ خمسی میں یہ ذکر آیا ہے کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے سنہ ۶۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ اسی سال میں قاضی القضاۃ بغداد عماد الدین ابو صالح نصر بن سید عبد الرزاق جیلانی قدس سرہ نے بھی وفات پائی اس عبارت کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم گرامی آپ کا نصر و لقب عماد الدین وکنیت ابو صالح ہے۔ آپ قاضی القضاۃ بغداد شریف کے تھے اور سال وفات آپ کا سنہ ۶۳۲ ہجری میں ہے۔ اور حسب تحریر و تحقیقات مولوی عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آکہ آبادی بروئے بیاض خاندان مارہرہ شریف ۲۷ رجب درج ہے۔ آپ نے خرقہ خلافت حضرت سید ابو محمد ابو نصر محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔

جام دل ہو بادۂ ایماں سے لبالب سر بسر شاہ محی الدین ثانی باصفا کے واسطے

سید ابو محمد ابو نصر شیخ محی الدین ثانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ المشائخ امام الطریقت کاشف شرع متین سید ابو محمد ابو نصر محی الدین ثانی قدس سرہ العزیز خلف ارجمند و شاگرد رشید و خلیفہ اعظم شیخ سید احمد ابو صالح رح کے ہیں۔ سلاسل الانوار میں جناب کی نسبت لکھا ہے کہ آپ اپنے جد اعلی غوث الثقلین شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ آپ جلیل القدر۔ عزیز العلم۔ کثیر الحلم و سراج العلما و مفتی عراق کے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص یوں کہتا ہے کہ جب شیخ باتیں کرتے ہیں تو منہ سے آسمان تک ایک نور ظاہر ہوتا ہے۔ اور جب خاموش ہو جاتے ہیں تو وہ نور منقطع ہو جاتا ہے شیخ نے تبسم فرمایا اور کہا۔ کہ یہ خلاف ہے۔ بلکہ جس وقت وہ عمود نور کہ مدد الٰہی ہے منقطع ہوتا ہے تو میں خاموش ہو جاتا ہوں اور جس وقت امداد پہنچتی ہے کلام کرتا ہوں۔ سنہ ۶۵۶ھ ہجری میں وصال ہوا اور بعض کے نزدیک سنہ ۷۱۳ھ بروئے بیاض خاندان مارہرہ شریف۔ بائیسویں ربیع الاول سنہ ۷۱۳ھ ہجری درج ہے اور غالبًا یہ ہی صحیح ہوگی کیونکہ یہ سنہ کئی جگہ ملتا ہے۔

کلمۂ طیب رہے ہر لحظہ میرے ورد جان قطب رب سید محمد اولیا کے واسطے

حضرت سید محمد صاحب قدس سرہ

حضرت محمد صاحب خلیفہ اعظم شیخ محی الدین ثانی کے تھے اور اپنے والد شیخ موصوف کی تربیت میں پرورش پائی تھی جیسا کہ شجرہ طیبہ جناب پیرجی علی حسین صاحب کچھوچھہ شریف میں تحریر ہے اور حضرت پیرجی صاحب قبلہ کا شجرہ جدی ہے اور آپ اولاد حضرت غوث پاک سے ہیں اسی طرح

اور اسی ترتیب سے خاومان راج شاہی کا شجرہ موجود ہے۔ الا اکثر شجروں میں شاہ محی الدین ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد اسم مبارک حضرت میر سید علی شاہ قدس سرہ کا تحریر ہے۔ اور یہ بھی نظر سے گزرا ہے کہ حضرت میر سید علی شاہ کی کنیت سید محمدؒ ہے۔ اور یہ اختلاف بظاہر اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید علی شاہ قدس سرہٗ نے اور بزرگوں سے استفادہ کیا ہو اور اصل میں آپ بیعت حضرت ابو محمد رحمتہ اللہ علیہ سے ہوں۔ اور سید محمدؒ دوم جو خلیفہ سید حسن کے ہیں ان سے مستفیض ہوئے ہوں۔ صرف حکایات اور روایات جو مختلف کتب میں پائی جاتی ہیں ان سے جزوی پتہ چلتا ہے اجازت نامہ شیخ بہاؤالدین بن ابراہیم انصاری قدس سرہٗ میں جو واسطہ شیخ عمر کے لکھا ہے بجائے سید علی کے سید محمد بغدادی اس طرح پر تحریر ہے۔ کہ مجھکو اجازت دی احمد جیلانی رحمہ نے۔ ان کو تلقین کیا ان کے باپ سید حسن رح نے ان کو تلقین کیا ان کے باپ سید موسیٰ رحمہ نے اور ان کو ان کے والد یا جد سید محمد بغدادی نے اور ان کو تلقین کیا ان کے بھائی سید احمد نے اور ان کو تلقین کیا سید محی الدین ابی نصر نے اور ان کو تلقین کیا ان کے باپ میر ابو صالح نے اور ان کو تلقین کیا ان کے پدر شیخ عبدالرزاق قدس اللہ ارواحہم نے واللہ اعلم بالصواب۔

خانۂ دل حمد کی انوار سے پر نور ہو ۔۔۔ سید احمد ولی الاتقیا کے واسطے

حضرت سید احمد رحمت اللہ علیہ

حضرت سید احمد صاحب خلف ارجمند اور خلیفہ مجاز شیخ سید محمدؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ الا بعض شجروں میں اختلاف ناموں کا ہے۔ عاجز کے شجرہ میں جو اسمار گرامی تحریر ہیں ویسے ہی شجرہ طیبہ قادریہ عالیہ حضرت قبلہ پیر علی حسن صاحب کچھوچھوی دامت برکاتہم میں بھی تحریر ہیں اور چونکہ آپ اولاد حضرت شیخ غوث اعظم عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز کے ہیں اسلئے جدی شجرہ میں ان کے ہاں یہ نام موجود ہیں اس لئے یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ کسی غلطی کے باعث ایسا

ہوا ہو۔ سوا اسکے یہ کہا جاوے کہ خاندانی تعلقات سے ایک نے ایک سے فیض حاصل کیا پس حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سید محمدؒ سے خرقہ خلافت و اجازت اجرار سلسلہ پائی۔ واللہ اعلم بالصواب

شرق سی ہو غرب تک آئینہ دل میں عیاں ۔۔۔ شمس دین سید حسین بدر الدجی کی واسطے

حضرت سید حسن قدس سرہٗ

آپ نے سید حسن رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پایا ہے۔ آپ کے حالات مفصل تو در کنار مختصراً بھی اس سلسلہ سے دریافت نہیں ہوئے۔ الا بعض شجروں میں آپ کا مذکور ضرور ہے اور یہ شجرہ یکے بعد دیگرے خاندان قادریہ کے بزرگوں میں چلے آرہے ہیں۔ سلاسل انوار سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ ارادت میر سید علی قدس سرہ میں اختلاف ہے۔ بعض شجروں میں آپ کو حضرت سید محی الدین ابی نصر کے اور بعض میں ساتھ سید احمد کے منسوب کیا ہے۔ یہاں اجازت نامہ شیخ عبدالعزیز حسن طاہر حسنی شطاری قادری رح جو واسطہ شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ کے لکھا ہے اس طرح پر مذکور ہے کہ مجھکو اجازت دی سید ابراہیم بن معین حسینی چشتی قادری نے اور ان کو تلقین کیا شیخ بہاوالدین بن ابراہیم انصاری چشتی شطاری قادری نے اور ان کو تلقین کیا سید احمد شافعی حسنی الحسینی نے اور ان کو تلقین کیا ان کے پدر میر سید حسن نے۔ اور ان کو اجازت دی ان کے پدر سید موسیٰ نے اور ان کو اجازت دی ان کے پدر سید علی نے اور ان کو تلقین کیا سید احمد نے اور ان کو تلقین کیا سید محی الدین ابی نصر محمد بن ابو صالح نے۔ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم۔

———

ہو عطا وہ نور جو چودہ طبق روشن کرے　　دو مُحیٔ سید محمد رہنما کیواسطے

حضرت سید محمد دوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد دوم خلیفہ مجاز حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ کے حالات اختصار کے طور پر بھی نہیں ملتے اور صوفیہ کرام خاندان قادریہ میں یکے بعد دیگرے جو اختلاف چلا آرہا ہے اس کا جو کچھ پتہ چل سکا وہ تذکرہ ہار سابقہ میں تحریر کر دیا گیا ہے یہ نام یا تو مکرر تحریر ہو جانے سے اس طرح چلے آرہے ہیں یا بوجہ کنیت وعرف کے یہ اختلاف ظہور میں آیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نفس امارہ رہے فرمان بر عقل سلیم　　رہنما سید علیٔ اتقیا کے واسطے

میر سید علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

سلسلہ کے لحاظ سے آپ خلیفہ حضرت سید محمد دوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور حسب تحریر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب قادری الہ آبادی آپ خلیفہ اور تربیت یافتہ سید محی الدین ابی نصر قدس سرہ کے ہیں۔ اور بزرگان سے بھی جناب نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ کا سنہ وصال ۲۲ شوال ۷۳۹ھ ہے اور بعض جگہ یہ بھی منقول ہے کہ آپنے خرقہ خلافت شیخ محمد نقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پایا ہے اور ایسے ہی شیخ شرف الدین محمد بن عبداللہ مزدخانی سے بھی خلافت آپ کو ملی ہے۔ شیخ محمد تقی فرماتے ہیں کہ سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ربع مسکون کی تین مرتبہ سیر کی اور چار سو اولیاء اللہ کی مجلس میں فیضیاب ہوئے اور چودہ سو اولیاء کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے واللہ اعلم بالصواب کہ یہی میر سید علی ہیں یا کوئی اور بزرگ آپ کے ہم نام ہیں۔ اس تذکرہ کو حاجی محمد نذیر احمد صاحب دیوبندی نے تذکرۃ العابدین میں درج فرمایا ہے۔ آپ نے اپنا خلیفہ حضرت سید موسیٰ قدس سرہ کو بنایا اور اجازت اجراء سلسلہ

کی عطا فرمائی۔

وادیٔ ایمن رہی ویرانۂ دل کا مقام　　سید موسیٰ فقیر بانوا کے واسطے

حضرت سید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت زبدۃ العارفین وقدوۃ السالکین سید شاہ موسیٰ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت مقبول بارگاہ سید علی شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے علوم مروجہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت شروع کی باپ نے بھی جب دیکھا کہ بیٹے کا شوق کشاں کشاں اس راہ پر لا رہا ہے تو آپ کے حال پر خاص توجہ مبذول فرمائی اور ریاضت ومجاہدہ کی جنتری میں جس قدر بھی کسا گیا کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ جب پے در پے کی آنچوں سے قلب سلیم ہو گیا تو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ کشف والہام وارادات آپ پر بہت ہوتے تھے۔ کسی شخص نے الہام کی نسبت آپ سے سوال کیا۔ فرمایا ایک آواز ہے بجز اہل قرب کے دوسرا مفہوم نہیں کر سکتا۔ سوا بزرگان دین کے اور وہ احوال وکیفیات کے علم پر ہے۔ وفات آپ کی ۲۱ شوال ۷۶۳ھ ہجری میں ہوئی۔ مزار پر انوار بغداد میں ہے اپنے بعد خلیفہ اعظم حضرت سید حسن رح کو چھوڑا اور اجازت اجراء سلسلہ کی عطا فرمائی۔

ماہتاب دل رہے میرا منور نور سے　　دو مُحیٔ سید حسن شمس الضحیٰ کیواسطے

حضرت میر سید حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلف ارجمند حضرت سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ کے ہیں اور خلافت و سجادگی شیخ نے اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کی علوم ظاہری میں آپ پایہ گاہ بلند رکھتے تھے۔ زہد وتقوی میں بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ کا بڑا شغل مراقبات سے تعلق رکھتا تھا اکثر صلوۃ ونوافل کو حضرت شیخ بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ایسی ہی آپ اپنے وابستگان کو اس کی

مداومت کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ نے اپنا جانشین حضرت سید احمد صاحب دوم کو چھوڑا اور خرقہ خلافت عطا کیا اور اجازت اجرار سلسلہ کی بخشی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ روحی فداہ تاجدار مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روز قیامت کو تمام نسب اور سبب منقطع ہو جاوینگے مگر نسب میرا و سبب میرا منقطع نہ ہوگا۔ پس جس قدر کثرت سے آدمی پڑھ سکتا ہے درود شریف کا ورد رکھے وصال آپ کا ۲۶ صفر ۸۱۰ھ ہجری میں ہوا۔ مزار پر انوار آپ کا شہر بغداد میں ہی۔ کردگار عالم اس شہر بغداد شریف کی زیارت مجھکو اور اس سلسلہ سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے حبیب کے طفیل عطا فرمادے ؎

شہر یست پُر ز خوباں و ز ہر طرف نگارے　　یاران صلاء عام است گر می کنید کارے

مخزن صبر و رضا پر دسترس میری ہو　　سید احمد دوم اہل رضا کے واسطے

حضرت میر سید احمد جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید احمد صاحب قدس سرہ المعروف بہ سید احمد دوم خلف ارجمند و خلیفہ مجاز و تربیت یافتہ خاص حضرت میر سید حسن قدس اللہ سرہ کے ہیں۔ آپ فقر و تجرید۔ ورع و زہد و اتباع سنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں شان ارفع و پایہ بلند رکھتے تھے اور علوم ظاہر و باطن سے آراستہ پیراستہ آپ کی ذات فیض رسان عالم تھی۔ بعض نے آپ کو سید ابو العاص جیلی رح کے نام سے بھی تحریر کیا ہے۔ جس وقت ہلاکو خاں نے بغداد کو تاراج کیا اور اس شہر بزرگ و برتر کو قتل گاہ عالم بنایا۔ اس وقت آپ ملک روم کو تشریف لے گئے۔ جب آتش فتنہ و فساد فرو ہوئی اور ملک گیری کے حریص دل نے یہ خونی تماشا دیکھکر سکون اختیار کیا۔ تو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنے شہر حلب کی سکونت اختیار کی اور مخلوق خدا کو دریا فیض روحانیت سے سیراب فرمایا اور اپنا خلیفہ و جانشین شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑا اور ۸۵۳ھ ہجری ۱۹ محرم کو وصال فرمایا۔

راہ نیکی کا نشان اور دین احمد کا پتہ　　دے بہاؤ الدین مرشد رہنما کے واسطے

حضرت شیخ بہاؤ الدین قادری شطاری

آپ صاحبزادے حضرت شیخ بن ابراہیم بن عطاء اللہ القادری الحسینی الشطاری کے ہیں اور خلیفہ اعظم عارف ربانی حضرت مولانا سید احمد صاحب دوم جیلانی کے ہیں۔ شیخ نے حضرت بہاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ کی نسبت کتاب رقبات الاولیا میں لکھا ہے کہ شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب حالات و جامع کرامات و برکات تھے۔ وطن اصلی جناب کا قصبہ جُنید سرکار سرہند سے ہے بزمانہ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی آپ بطرف ملک منڈوا میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ تک منڈوا میں قیام فرمایا وہاں سے بجانب دکن تشریف لائے۔ اور شہر بدر میں سکونت اختیار کی۔ آپ قادری تھے اور مذہب شطاری رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ بذکر اذکار اشغال شطاریہ تحریر فرمایا ہے۔ آپ کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ دانہ ہائے غلہ کوچہ و بازار سے چنا کرتے تھے۔ جب شام کو وہ جمع ہو جاتا تو نانبائی کو بغرض تبادلہ روٹی دیتے۔ ایک روز حسب عادت دکان پر آئے۔ تو نانبائی نادارد۔ دکان بند۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ اس کا جوان لڑکا مر گیا ہے۔ اس مصیبت میں گرفتار ہے۔ شیخ یہ سنتے ہی اسکے مکان پر پہنچے تو دیکھا گھر کے چھوٹے بڑے میت کے سرہانے نالہ و فغاں میں مصروف ہیں شیخ نے سبھوں کو رونے سے منع فرمایا اور کہا کہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے اور بالین میت کھڑے ہوکر باآواز بلند کہا کہ اے پسر اس خواب بے وقت کا کیا موقع ہے بحکم احکم الحاکمین بیدار ہو۔ اسی وقت جسم مردہ میں جنبش ہوئی اور آنکھ کھولدی ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا　　مردہ را ازیشاں حیات است و نما

اس کرامت کو دیکھکر مخلوق خدا چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی۔ اور سلسلہ فیض جاری ہوا۔ آپ بوقت سونگھنے کسی خوشبو کے ایک حالت ایسی طاری ہوتی تھی کہ حالت قریب ہلاکت ہو جاتی تھی شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز فرمایا اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلْقِ یعنی اللہ کی طرف پہنچنے کی راہیں انفاسِ خلق کی برابر ہیں۔ ان میں سے تین طریقے مشہور و معروف ہیں اول طریق اخیار۔ نماز و روزہ۔ اور تلاوتِ قرآن مجید۔ حج و جہاد اس رستہ سے چلنے والے بہت عرصہ میں تھوڑے مقصود کو پہنچتے ہیں۔ دوسرا طریق مجاہدات و ریاضات کا ہے۔ یعنی بری عادتوں کا چھوڑنا۔ اور نفس کو پاک کرنا۔ اور صفائی قلب و جلاء روح میں کوشاں رہنا۔ اس طریقہ سے بھی مقصود کو پہنچنے والے بہت ہیں۔ تیسرا طریقہ شطاریہ ہے۔ اور یہ راستہ اللہ کی جانب پہنچنے کا نہایت قریب تر ہے اور اس کے دس قاعدے مقرر کئے ہیں۔ اول توبہ یعنی خارج ہونا کل مطلوب سے سوا اُسکے دوسرے زہد یہ نام ہے بے رغبتی دنیا۔ پونجی تھوڑی و بہت سے۔ تیسرے توکل یہ ان تینوں کے چھوڑنے سے مراد ہے۔ چوتھے قناعت یہ علیحدہ کرنا ہے اپنے آپ کو خواہشات نفسانیہ سے۔ پانچویں عزلت دور رکھنا ہے اپنے آپ کو خلق سے گوشہ نشینی کے ساتھ اور اس طرح سے گویا جیسے موت آگئی ہو۔ چھٹے توجہ بطرق حق وہ کیا ہے گویا کل خواہشوں سے جو غرض کی طرف بلاویں اپنے کو ان سے دور رکھنا ہے جیسا بعد موت کے نہ کوئی مطلوب نہ کوئی محبوب نہ کوئی مقصود سوا اللہ کے ساتویں صبر یعنی مجاہدہ کے ساتھ نفس کی لذتوں کو چھوڑنا۔ آٹھویں رضا۔ رضا نفس سے علیحدہ ہو کر احکام الٰہی کو بخوشی بلا کسی اکراہ کے تسلیم کرنا اور تمام کاموں کو اپنی تدبیر پر چھوڑتے ہوئے تدبیر اللہ کے سپرد کر دینا۔ نویں ذکر یعنی ایسا ذکر میں مصروف ہو کہ قلب ماسوا ذکر اللہ کے اور کسی تذکرہ سے راضی نہو اور یہ راہ اول ذکر شیخ سے کھلتی ہے اور نظر آتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح سے کہے کہ لفظ یا کو دل سے کھینچتا ہوا داہنی طرف سے لے جاوے اور لفظ شیخ کی ضرب تصور مرشد رکھتے ہوئے دل پر کڑی ضرب لگا دے۔ دسویں مراقبہ۔ اور وہ خارج ہونا ہے ہستی اور قوتوں سے جیسا کہ خروج ہوتا ہے بہ سبب موت کے۔ اور فرمایا دل مریدِ صادق کا بلا ذکر الٰہی ہرگز کشادہ نہیں ہوتا۔ اور جب دل منور ہو جاتا

ہو جاتا ہے تو اشیا کی حقیقت اس پر کھلتی ہے اور عالم ارواح کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ اور اسی رسالہ سطاریہ میں حضرت شیخ تحریر فرماتے ہیں کہ ذکر کشفِ ارواح یا احمدؐ۔ یا محمدؐ کے دو طریق ہیں۔ طریق پہلا یہ ہے کہ یا احمدؐ کو داہنی طرف کہے اور یا محمدؐ کو بائیں طرف کہے۔ اور دلمیں یا مصطفٰےؐ کا خیال کرے۔ اور ذکر یا احمدؐ یا محمدؐ یا علیؓ۔ یا حسنؓ۔ یا حسینؓ۔ یا فاطمہؓ کا چھ طرفی کرے۔ اس ذکر کی بدولت کشف ارواح نصیب ہوتا ہے۔ اور ذکر اسماء ملائکہ مقربین بھی یہ ہی تاثیر رکھتے ہیں۔ یا جبرئیلؑ۔ یا میکائیلؑ یا اسرافیلؑ یا عزرائیلؑ یہ ذکر چہار ضربی ہے۔ اور ذکر اسمائے شیخ پہلے تحریر ہو چکا ہے اور بوقت مراقبہ جو کلمہ و آیت کلام مجید کی توحید کے معنوں پر دلالت کرے اس کو بروقت مراقبہ باطن میں خیال کرے جیسے (۱) وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (۲) أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (۳) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (۴) وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔

حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو بوقت سونگھنے بوئے خوش کے ایسا ذوق و حال ہوتا تھا کہ آپ قریب ہلاکت کے پہنچ جاتے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس غالیہ یعنی خوشبوئے مرکب لایا آپ نے اسی ذوق میں ماہ ذی الحجہ ۹۲۱ھ ہجری وصال فرمایا۔ مزار مبارک شہر منڈو اندرون قلعہ مالک دھار متصل سکندر آباد مدفون ہے۔ آپ نے اپنا خلیفہ اور جانشین حضرت سید ابراہیم ایرجی کو چھوڑا۔

پیر و مرشد سے رہے دلمیں محبت و اخلوص ٭ شیخ ابراہیم ایرچ باصفا کیواسطے

حضرت سید ابراہیم ایرچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الزمان محبوب جہان سید ابراہیم ایرجی بن معین حسنی و حسینی قادری خلیفہ اعظم حضرت شاہ بہاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کمالات ظاہری و باطنی و جذب عشق محبت الٰہی میں مستغرق تھے اور آپ ایسے خلیق اور ہر دلعزیز تھے کہ آپ کو دیکھکر خلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یاد آتا تھا۔ آپ بزرگ متبرک و دانشمند و کامل اور جملہ علوم عقلی و نقلی رسمی و حقیقی میں

بڑا عبور رکھتے تھے۔ ہزارہا کتابیں ہر علوم کی آپ کی نظر سے گزریں اور ان کے مشکل مقامات کو آپ نے ایسا حل فرمایا۔ کہ ہر شخص ان کے سمجھنے کے قابل ہو گیا۔ آپ ایک کثیر کتب خانہ رکھتے تھے اور اس میں زیادہ تر نسخے خود شیخ کے قلم کے تحریر شدہ تھے۔ کتب بینی اور ان کی تصحیح میں اکثر وقت گزارتے۔ شیخ عبد العزیز جیسے آدمی اور دیگر بڑے بڑے صوفیان عظام آپکے حلقہ اثر میں شریک تھے اور بڑے بڑے علما حلقہ کی شرکت غنیمت جانکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے تھے نیز شیخ نے دیگر مشائخین کے سلسلہ میں ایک ارتباط پیدا کر دیا تھا۔ اور اوراشغال واذکار اور نیز اسمار الٰہی کے دعوات میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا (تذکرۃ الاصفیار) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح اپنے رسالہ مختصرہ میں شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ مدت تک حضرت سید ابراہیم ایرجی کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرکے بیٹھے ہیں اور آپ سے فیضیاب ہوئے اور خرقہ قادری پہنا حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پر نسبت قادری غالب تھی آپ ۹۲۰ھ ہجری میں دہلی تشریف لائے اور ۹۵۳ھ ہجری ۵ ربیع الثانی میں وفات پائی۔ مزار آپ کا احاطہ جنوبی درگاہ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ہند قدس سرہ کے اس مقبرہ میں ہے۔ جو پائین روضہ امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے ہے۔ حضرت نے اپنا خلیفہ اعظم حضرت شیخ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ اور اجازت بسلسلہ قادریہ تعلیم و تلقین کی دی۔

فقر کا کجکول سراپا لبالب نور سے ۔۔۔ ہو محمدشہ بھکاری اولیا کے واسطے

حضرت شیخ نظام الدین المعروف بہ شیخ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ اعظم حضرت سید ابراہیم ایرجی کے ہیں اور قصبہ کاکور میں حضرت کا نام شیخ بھکا مشہور ہے آپ اولاد محمد بن امام الاولیا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے ہیں جو عام طور پر محمد بن حنیفہ کے نام سے مشہور ہیں قصبہ کاکور میں حضرت شیخ کے والد ماجد۔ امیر سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے

سکونت اختیار فرمائی۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کہ آپ یوں ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ تیری تکمیل سات اشخاص کاملین سے رکھی گئی ہے۔ چنانچہ آپ کی تکمیل پانچ کس عالم ظاہر سے اور دو عالم ارواح سے کرائی گئی۔ مرشد اول آپ کے والد ماجد قاری امیر سیف الدین صاحب رح تھے جن سے علوم ظاہری کی تکمیل کیگئی۔ دوم مولینا ضیار الدین صاحب محدث مدنی جن کے طفیل شیخ کو زیارت حاصل ہوئی۔ سوم حاجی عبد اللطیف صاحب رح ہرانی۔ چہارم سید ابراہیم ایرجی رح پنجم حافظ ابراہیم رح اور دو تن عالم ارواح۔ ایک حضرت غوث الثقلین رضؓ دوم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح۔ شیخ بھکاری کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور صاحب زہد و تقوی تھے اور لوگ باگ بوجہ اہل تقوے ہونے کے شیخ کو امام اعظم ثانی کہتے تھے آپ اپنا وقت عزیز مخلوق کی روحانی تعلیم پر زیادہ صرف فرماتے تھے اور طلبا کا درس وتدریس بھی جاری تھا۔ خاص بات آپ کی یہ تھی کہ مجلس میں سخن تصوف نہ کہتے تھے۔ الا صاحب درد۔ ذوق شوق رکھنے والے سے خلوت میں ایسا ملتے تھے کہ دریا فیض سے پیاسے کو سیراب کرکے چھوڑتے۔ جب شیخ پر عجائبات قدرت بذریعہ اولیار عظام موجودہ اور صاحب قبور سے منکشف ہونے لگے تو آپ ان کو بیان فرمادیتے تھے باپ نے یہ دیکھکر نصیحت فرمائی کہ اسرار اولیار کو چھپا کر دلمیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر کرنا اسرار بزرگان اپنے لئے بلائے عظیم لانا ہے۔ مفصل حال آپ دیکھو کتاب عمدۃ الصحائف مولفہ مولوی عبد الکریم صاحب فیضی قادری الہ آبادی رح۔

تاریخ ولادت	تاریخ وصال	عمر شریف
۸۹۰ھ	۹۸۱ھ	۹۱

حضرت نے خلافت شیخ قاضی ضیار الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد فرمائی۔

نورِ دیں سی چشم باطن ہو منور سر بسر　　شیخ قاضی ضیاء الدین جیا کیواسطے

حضرت شیخ قاضی ضیاء الدین صاحب عرف قاضی جیا

رحمتہ اللہ علیہ نیوتنی

آپ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شیخ بھکاری رحمتہ اللہ علیہ کاکوری کے ہیں اور نیز شیخ نے دیگر بزرگان سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ جیسے شیخ وجیہ الدین گجراتی رح اور شیخ محمد بھکاری برہان پوری رح حضرت سلیم چشتی رح۔

آپ پر طریقہ نقشبندیہ غالب تھا اور مشرب قادریہ رکھتے تھے اپنے وقت کے بلند پایہ اور سربرآوردہ درویشوں میں سے تھے۔ عابد و زاہد اور بڑے مجاہدہ کرنے والے تھے جب آپ واسطے طالب علمی کے بطرف احمد آباد۔ گجرات تشریف لے گئے تو راہ بھول گئے اس وقت اس پریشانی میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ آپ کو چالیس یوم میرے ہمراہ رہنا چاہیئے۔ چنانچہ حسب ارشاد خواجہ علیہ السلام یہ ایام آپ کی خدمت میں گزارے اور علوم ظاہری و باطنی سے فراغ حاصل فرمایا۔ بعد ازاں احمد آباد پہنچے اور مدرسہ شیخ وجیہ الدین رحمتہ اللہ علیہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ شیخ مضطرب مکان کے اندر باہر آجا رہے ہیں اس منظر کو دیکھکر آپ متبسم ہوئے تو اور طلبہ نے وجہ ہنسی دریافت کی فرمایا کہ اگر اپنے استاد سے مرا سبق اپنے سبقوں سے پہلے مقرر کرا دو تو میں اس جن کو جو شیخ کی دختر اور اہل خانہ کو ایذا دے رہا ہے پکڑ لوں گا۔ طلبار نے یہ ذکر اپنے استاد سے کیا کہ یہ طفل مکتب ایسا کہتا ہے۔ شیخ نے فرمایا منظور ہے آپ نے شیشہ طلب کیا اور فوراً جن کو حاضر کر کے مقید کر دیا۔ شیخ نے اسی دختر نیک اختر سے قاضی ضیاء کا عقد کر دیا۔ بعد تحصیل علوم آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے درسلاسل اثنار حضرت قاضی جیا کے

چار پسر تھے۔ محمد فضیل۔ ابوالخیر۔ مقتدر۔ فضل محمد صاحبان رحمتہ اللہ تعالے علیہم حاجی محمد فضیل صاحب سالک مجذوب بڑے صاحب کمال اور عالی احوال تھے قبل وفات والد بزرگوار آپ حج و زیارت مدینہ منورہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ادھر شیخ قاضی جیا رحمتہ اللہ علیہ کا وقت وصال قریب آگیا تو فرمایا کہ تجہیز و تکفین میری حاجی محمد فضیل کے ساتھ ہو۔ لوگ متعجب تھے کہ کہاں مدینہ اور کہاں ہندوار گوری۔ پار رسیا) یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ سب چپ ہو گئے اور حضرت نے ۲۲ رجب ۹۸۹ھ ہجری میں وصال فرمایا۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ حاجی صاحب موصوف مدینے سے نیوتنی اپنے وطن واقعہ ملک اودھ میں موجود ہیں اور حکم پدر کی تعمیل کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ بزرگان عالیہ کا بھی عجب حال ہے۔ آپ نے ساری عمر میں صرف گیارہ مرید کئے جو اپنے وقت کے درویش کامل صاحب حال قال گزرے ہیں ان میں سے آپ نے شیخ جمال اولیاء کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور خرقہ خلافت سلسلہ قادریہ عطا فرمایا۔ جائے مزار نیوتنی تحصیل حسن پور ضلع اوناؤ ہے۔

نور ایماں سی مرے سب کفر کی ظلمت مٹا　　شیخ شیخان شہ جمال الاولیا کیواسطے

حضرت شاہ جمال اولیا کروی رح

شاہ جمال اولیاء کروی رحمتہ اللہ علیہ ۹۷۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ حمید الدین عرف شاہ مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور خلیفہ اعظم حضرت شیخ قاضی جیا علیہ الرحمتہ کے قبل تولد آپ کے فقیر خدا شیخ بھبن جن کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی۔ آپ کی زبان سے نکلا کہ مخدوم جہانیاں کے گھر میں شیخ جمال آوے گا یہ بات آپ کے دادا نے سنی اور مخدوم جہانیاں سے کہا آپ سنکر خاموش ہو گئے اور کچھ یوم بعد وقت ولادت کا قریب آیا تو آپ سے آپ مخلوق خدا یہ کہتی ہوئی پھر رہی تھی کہ شیخ جمال آئے۔ شیخ جمال آئے۔ ایک غل مچ گیا۔ جب عمر شریف قابل تعلیم کے ہو گئی اور کچھ عرصہ اس پر گذر گیا تو قاضی جیا صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ چونکہ ذہن رسا

تھا اسلئے طلبا ہنستے اور جمال اولیا کہکر چڑاتے۔ بچپن کا زمانہ اس خندہ کی تاب نہ لاسکا جنگل میں ایک غار کے اندر تین دن چھپے رہے۔ حضرت قاضی جبا صاحب رح نے پوچھا کہ جمال کہاں ہے کئی دن سے نظر نہیں آتا استاد شفیق خود متلاشی نکلا۔ غار میں جا پکڑا۔ پوچھا یہاں کیوں ہو۔ عرض کیا مرشدی طلبا میرے ذہن پر ہنستے ہیں فرمایا اٹھ تجھکو ہم نے ذہین کیا علم دیا۔ اس روز سے یہ حال ہوا کہ ڈاک کے مقابل پسنجر ٹرینیں سب رہگئیں چودہ سال کی عمر میں پڑھ پڑھا فارغ ہو۔ دستار فضیلت سر پر رکھی گئی۔ سب سے پہلے باپ نے آپ کو چشتیہ نظامیہ میں بیعت فرمایا۔ اور پھر ارشاد کیا کہ اگر اللہ اللہ کا شوق ہے تو قصبہ نیوتن قاضی جبار رح کے پاس وہیں جاؤ چنانچہ حاضر خدمت شیخ ہوئے اور خدمت میں مصروف رہنے لگے ایک شب کا ذکر ہے کہ موسم سرما کی یخ بھری رات اور اس کی وہ تند اور تیز ہاتھ پیر پھاڑ دینے والی ہوائیں خوب زور شور سے چل رہی تھیں کہ آپ بعد نماز عشا حسب دستور سابق اپنے مرشد کے ہمراہ گھر تک پہنچانے کے لئے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ قاضی صاحب رح نے پیچھے پھر کر دیکھا تو آپ ساتھ تھے اور سردی کے مارے دانت سے دانت بج رہا تھا۔ شیخ نے فرط محبت سے اپنی دلائی اتار کر فرمایا کہ جمال اوڑھ لے حضرت نے وہ دلائی لیکر سر پر رکھ لی اور تمام شب اسی فکر میں کھڑے کھڑے گزاری کہ جس طرف فرق مبارک حضرت کا رہا ہو ایسا نہ ہو کہ اس جانب میرے پیر ہو جاویں آخر شب کو جب قاضی صاحب رح بیدار ہوئے اور مکان سے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جمال اسی طرح کھڑا ہے۔ پوچھا کون ہے عرض کی جمال۔ وجہ کھڑے رہنے کی پوچھی تو وہ قصہ خیالی رات بھر کا سنایا اس پر شیخ کو جذب ہوا اور فرمایا کہ جا تو ولیا ہے۔ اور بعد نماز صبح مجمع عام میں قاضی صاحب رح نے ارشاد فرمایا کہ جمال کڑوی مخدوم زادہ پیرزادہ آج سے بحکم الٰہی جمال الاولیا ہوا اور حضرت نے خرقہ خلافت معہ اجازت نامہ قادریہ عالیہ عطا فرمایا۔ جب آپ مرخص ہوکر اپنے وطن کروی میں آئے تو باپ نے دیکھا خوش ہوئے بیٹے کو سینہ سے لگایا اور اپنے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔ وہاں سے مکن پور آئے اور سجادہ شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب نے خرقہ درویشی عطا کیا وہاں سے دہلی پہنچے تو حضرت شاہ باقی باللہ صاحب نقشبندی رح حیات تھے آپ نے بھی

خلافت خاندان نقشبندیہ عطا فرمائی۔ اور وہاں سے کورہ شریف میں چلے آئے پھر تا حیات کہیں تشریف نہیں لیگئے جب کوئی گھر کا مرید ہوتا تو خاندان چشتیہ نظامیہ میں بیعت فرماتے اور جب کوئی باہر کا مرید ہوتا تو قادریہ خاندان میں بیعت کرتے اور ہر وقت یہ ذکر پاس انفاس لا الٰہ الا اللہ میں مصروف رہتے۔ آپ کا وصیت نامہ حسب ذیل ہے۔

یہ وصیت ہے مسلمانوں کو کہ طلبا و فقرا کا خادم جمال رومی۔ مخدوم جہانیاں کا بیٹا مسلمان اور مومن ہے۔ اور مسلمان زادہ۔ فقیروں کا خادم جمال رومی۔ بندۂ تائب ہے۔ اور کوئی گناہ کبیرہ اس سے سرزد نہیں ہوا۔ فقراؤں کا خادم جمال رومی کہ اسکے مراتب علیحدہ ہیں اور اس کا اظہار اپنی ثنا میں دخل ہے۔ ع بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش۔

یہ وصیت ہے کہ فقیر کی قبر خانقاہ کے سامنے جو مقبرہ ہے وہاں بنائی جاوے اس زمین کے ٹکڑے میں چند معصوم مدفون ہیں۔ فقیر امیدوار جناب باری ہے کہ اس کا محشر ان کے ساتھ ہو وصیت ہے کہ شیخ اشرف و شاہ جلال کسی دنیا دار کا دروازہ نہ جھانکیں۔ جماعت سے نماز پڑھا ہیں اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے فقرائے خانقاہ کو بانٹ کر کھلائیں کسی بے عیال طالبعلم کو مسجد کے حجرہ میں جگہ دیں کیونکہ ایسا شخص مسجد کی خوب خدمت کرتا ہے۔ وصیت ہے کہ برخوردار شیخ اشرف و شاہ جلال کو کوئی ایذا نہ دے اور ان پر سختی نہ کرے ورنہ قیامت میں میرا چنگل ہوگا اور اس کا دامن اور وہ اللہ کے نزدیک معذب ہوگا۔ مسلمانوں کو وصیت ہے کہ شیخ اشرف و شاہ جلال کو خدا کے سپرد کیا وہ خبردار رہیں کہ اجر اللہ کے ہاں سے پائینگے۔ اور میں نے شیخ اشرف و شاہ جلال کو صاحب سجادہ کیا۔ اور جو کچھ ملک فقیر کتابیں اور مصلے میرے پاس ہیں وہ شیخ اشرف اور شاہ جلال کو ہبہ و تملیک کیا وہ قابض اور متصرف ہیں۔ فقیر کے پاس از قسم مبلغ و زر کچھ نہیں ہے۔ فقیر ہی آیا تھا اور فقیر ہی جا رہا ہے شیخ اشرف و شاہ جلال صبر کے ساتھ رہیں اور کسی پر جفا نہ کریں اور نہ کسی سے لڑیں جھگڑیں۔ جو کام کریں اول بجانب خدا رجوع ہوں اور نماز فجر کے بعد لا الٰہ الا اللہ اکیس بار ضرب لگائیں اور اخیر مرتبہ میں محمد رسول اللہ کہیں ایسے ہی ظہر کی نماز کے بعد کلمہ توحید اور اسی

طریقہ اور اسی طرح سے نماز عصر و مغرب و عشا کے بعد۔ اور نماز جمعہ کے بعد اکتالیس مرتبہ کلمہ کا ذکر کریں ہمیشہ بذکر خدا مشغول رہیں ہر فریضہ کے بعد ۳۳۔۳۳۔۳۴ مرتبہ سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور دس مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دس مرتبہ درود شریف یہ حضرت قبلہ کا بتایا ہوا وظیفہ ہے جو فقیر نے آخر دم تک ناغہ نہیں کیا۔ غیبت اور سخن چینی کسی کی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کے ساتھ خلق اور تعظیم سے پیش آوے (عمدۃ الصحائف) ۲۵۔ رمضان ۱۰۴۷ھ ہجری میں وصال فرمایا مزار اقدس کوڑہ شریف میں ہے۔ مصرعہ تاریخ۔ اولیا شیخ با جمال بود (۱۰۴۷)

دستارِ خلافتِ عالیہ قادریہ حضرت سید محمد سوم کو عطا فرما کر اجازت اجراء سلسلہ کی بخشی۔

وسوسہ دل سے مٹے مرشد رہے رہبر سدا سوئمی سید محمد پیشوا کے واسطے

قطب الاولیا حضرت میر سید محمد ترمذیؒ

آپ فرزند ارجمند ابو سعید دانشمند حسینی قدس اللہ سرہ کے ہیں اور خلیفہ اعظم شاہ جمال اولیا کڑوی کے ۱۰۰۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد جالندھر میں تشریف رکھتے تھے اور کالپی میں بزمانہ خلد آشیان شاہجہاں بادشاہ دہلی تشریف لائے اور یہیں سکونت اختیار کی آپ کے والد بزرگوار قبل پیدائش شیخ بحالت سفر دکن مفقود الخبر تھے آغوش والدہ میں اس نونہال باغ شریعت و طریقت نے پرورش پائی اور زانوئے شاگردی شیخ محمد یونس رح کھڑا کے سامنے تہ فرمایا نزہت الارواح کا پڑھنا تھا کہ آپ کی حالت بدل گئی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کوڑا جہان آباد آئے اور خدمت میں شیخ جمال اولیا کے رہنے لگے اور طریقہ عالیہ چشتیہ میں بیعت حاصل کی اور ریاضت و مجاہدہ میں قدم رکھا اور بطور شغل یہ خدمت شیخ نے سپرد فرمائی کہ وضو کے لئے پانی بھر کر دیا کرو اور جب گھر چلا کروں تو ساتھ چلا کرو۔ چنانچہ آپ کا یہی ورد تھا جب شیخ گھر کو مراجعت فرماتے تو ہمراہ ہو لیتے۔ اگر ڈیوڑھی پر پہنچ کر شیخ نے واپسی کا حکم دیدیا تو لوٹ آئے

ورنہ ساری رات در پیر پر بیدار رہتے۔ شیخ اپنے مرید صادق کی اس خدمت سے خوش تھے اور کمال محبت رکھتے تھے فرط کرم سے شیخ کی ہر وقت نگاہ پڑتی تھی۔ جب نگاہِ نقاد نے جانچ لیا تو خرقہ خلافت قادریہ عطا فرمایا اور باجازت شیخ کالپی حاضر ہوئے اور بعد ازاں حضرت امیر ابو العلائی اصراریؒ کی خدمت میں اکبر آباد پہنچے اور دس سال وہاں گزارے اور خلافت نقشبندیہ حاصل کی اور آخر میں کثرت شوق و غلبہ عشق حقیقی سے گوشہ نشین ہوئے اور سلسلہ قادریہ کی خلافت حضرت شیخ محمد افضل[۱] الہ آبادی کے سپرد فرمائی اور ۲۶ شعبان ۱۰۷۱ھ ہجری میں وصال فرمایا۔ مزار شریف شہر کالپی اندرون احاطہ مدرسہ میاں صاحب (مصرعہ) رفت قطب زماں بسوئے جنا

فضل مولیٰ سایہ گستر بر سر بندہ رہے شاہ افضل مقتدا و مجتبےٰ کیواسطے

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؒ الہ آبادی

آپ حضرت شیخ عبد الرحمٰن عباسی سید پوریؒ کے صاحبزادہ اور خلیفہ اعظم سید محمد سومؒ کے تھے۔ شیخ کی ولادت ایسی ساعت مسعود میں ہوئی تھی کہ جسکے بارہ میں نجومیوں کا یہ اتفاق تھا کہ اگر اس وقت میں ایسا لڑکا بادشاہ کے یہاں پیدا ہو تو مالک ہفت اقلیم ہو کر رہے اور اگر درویش کے خانہ درویش تولد ہو اور علم کی طرف توجہ مبذول کرے تو اکابر علما سے ہو اور اگر فقر و فنا کی طرف مشغول ہو تو قطب کبرا کا مرتبہ پاوے۔ چنانچہ شیخ نے عنان التفات علم دین کی جانب پھیری تو چند ہی یوم میں تمام و کمال میدان علم شب دیز طبیعت نے طے کر لیا۔ تو اس کے بعد شوق درویشی موجزن ہوا اور تلاش مرشد شروع ہوئی اور ادہر حضرت میر سید محمد کالپی قدس اللہ سرہ کے یہاں اس شہباز کے لئے پر تمی پھندا تیار کیا گیا جس کا تذکرہ اس طرح پر ہے کہ ایک روز میر سید احمد صاحب

---

[۱] آپ کے خلفا شیخ محمد افضل الہ آبادیؒ (۲) عاشق محمد رح (۳) حاجی جنید رح (۴) شیخ عبد الحکیم موہانوی رح (۵) شیخ کمال رح (۶) میر سید احمد رح (۷) محمد وارث نظام آبادی رح (۸) شیخ کمال کڑا کتی رح (۹) حاجی ولی محمد صاحب رح (۱۰) سید مظفر شاہ صاحب رح (۱۱) سید ضیاء اللہ بلگرامی رح

کاشفی نے اپنے والد بزرگوار حضرت میر سید محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے سبقوں میں حرج ہوتا ہے اگر حکم ہو تو ملا لطیف اللہ صاحب کروی جہان آبادی کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم کروں شیخ نے بعد تامل بسیار فرمایا کہ میاں ٹھیر جاؤ خدا تعالےٰ شیخ محمد افضل کو توفیق دیگر لارہا ہے اُن سے پڑھنا۔ اس وقت شیخ افضل جونپور میں بیٹھے ہوئے طلباء کو درس دے رہے تھے کہ یکایک آپ کے دل میں خیال آیا کہ اب تک ظاہری مباحثوں میں پڑکر کیا پایا کہ آگے کچھ اور ملے گا جو جزہاتھ میں تھا اس کو ایک طالبعلم کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ لو میاں ہم تو جاتے ہیں اب دل اس سے ٹھنڈا پڑگیا کہیں اور پہلو گرمائینگے اور روانہ کالپی شریف ہو گئے ۱۰۵۳ھ ہجری میں آپ نے بعیت کی۔ آپ کی نسبت سرو آزاد میں یہ لفظ تحریر ہیں کہ:۔

"شیخ محمد افضل سرحلقہ حضرت میر صاحب است۔ مہر سپہر ولایت و کوکب دری برج ہدایت بود و خصائل صوری و معنوی فراہم داشت"!

بارشاد میر آپ نے پھر ایک عالم کو اپنے فیض سے سیراب فرمایا۔ مختلف علوم و فنون میں آپ صاحب تصنیف تھے آپ نے دستِ مبارک سے حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی کو خرقہ خلافت عطا فرمایا ۱۵ ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ ہجری میں بعمر ۸۸ سال وصال فرمایا۔ دائرہ شاہ محمد اجمل الہ آباد میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

دامن مقصود خوبی سے مرا بھرپور کر   شیخ خوب اللہ یحییٰ اہل صفا کیواسطے

حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف بحضرت شاہ خوب اللہ صاحب رح

آپ الہ آباد کے باشندہ تھے۔ آپ کی پیدائش بعد نماز جمعہ ۱۰۸۰ھ ہجری میں ہوئی جناب کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ محمد امین رحمتہ اللہ علیہ ہے شیخ کی عمر بارہ سال کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور اس دریتیم کو آپ کے پیارے چچا شیخ محمد افضل صاحب رح نے اپنی آغوش تربیت

میں لیا۔ کافیہ سے لیکر تمام علوم رسمیہ کی تعلیم اخیر تک شیخ محمد افضل صاحبؒ نے دی اور اپنے سلسلہ چشتیہ میں شاہ خوب اللہ صاحبؒ کو بیعت کیا اور ۳۰ سال تک آپ اپنے چچا کے پاس تکمیل علوم باطنی اور مجاہدات میں مصروف رہے چچا نے جب اس نونہال خوبی و کمال کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پودہ کی نگہداشت میں جس قدر سعی بلیغ کی گئی وہ سب وصول ہوگئی اور اب فضل ایزدی سے بارآور ہونے والا ہے تو اپنے فرط محبت سے اپنی صاحب زادی کا عقد حضرت شاہ خوب اللہ صاحب سے کر دیا۔ اور دستارِ خلافت سلسلہ عالیہ قادریہ کے جناب کے سر مبارک پر اپنے ہاتھ سے مزین فرمائی اور خرقہ درویشی بخوشی تمام آپ کو پہنایا سرو آزاد کی عبارت حسب ذیل ہے۔ شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی بحر مواج علوم شریعت و طریقت بود جواہر سراب در دامن دریوزہ گراں کوچۂ طلب میریخت در سنِ دوازدہ سالگی نہال استعداد ش بہ تربیت عم بزرگوار نشو و نما یافت۔ وار بحث حال کافیہ ایں حاجت حالش برگردید و تا منتہاہی عقل از خدمتِ شیخ محمد افضل استفادہ نمود و مدتہا مدارج سلوک در نوردید و شرف کمال و تکمیل عروج فرمود و بخلافت و دامادی حضرت شیخ اختصاص یافت و خوارق عادات بسیار سرزد و کتب و رسائل بسیار تصنیف کردہ و در کشف مشکلات علوم ظاہری و باطنی شان بلند داشت بعمر ۶۴ سال شبِ یازدہم جمادی الاول ۱۱۴۴ھ میں وصال فرمایا اور اپنا خلیفہ مولوی شیخ محمد فاخر صاحب کو چھوڑا۔ آپ کے خلفائے بلند پایہ۔ حافظ زمان اللہ بنارسی رح قاضی محمد شفیع رح خواجہ عبدالعزیز یسبل رح مولانا محمد حیات رح مولانا محمد زاہد اکبر آبادی رح حاجی محمد لیٰسین محدث جونپوری رح

علم باطن کا مجھے حصہ ملے بہر نیاز   مولوی فاخر محمد باخدا کے واسطے

حضرت حاجی شاہ محمد فاخر صاحب محدث الہ آبادی رح

۱۶ شعبان ۱۱۲۰ھ ہجری جناب پیدا ہوئے حضرت کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت شاہ

خوب اللہ الہ آبادی رحمہ ہے۔ یوں تو بیٹے کی پیدائش ہر باپ کے لئے باعث انبساط خاطر ہی ہے الا ایسے بیٹے کی پیدائش جس کا اسم مبارک مولوی محمد فاخر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ حضرت شاہ خوب اللہ صاحبؒ جیسا باپ بھی آپ کے ورود مسعود کو باعث ہزار خیر و برکت شمار فرما کر خالقِ اکبر کے حضور میں اس عطیۂ بے بہا کا شکریہ نہایت عجز سے ادا کرتے ہوئے اپنے لئے باعث فخر خیال فرماتے ہیں۔ اللہ اللہ کیسی ہستی پاکیزہ رب العزت نے خلق فرمائی کہ جن کی شان میں اکابران اسلام رطب اللسان ہیں۔ حضرت مرزا جان جاناں صاحب رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہ بسیارے از کبرا دین را مشاہدہ نمودہ ام بعد از بارہ صد سال یک شخص کہ عبارت از شیخ محمد فاخر باشد موافق کتاب سنت یافتم" ایسی ہی میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرہ آزاد میں جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ قابل دید ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ولی مادر زاد تھے گہوارہ میں تعظیماً آپ آنے والدین کو سلام کرتے تھے آپ کی والدہ اس امر سے متوحش ہوئیں تو آپ کے والد شیخ خوب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مانند طفلاں باش جب سے سلام کرنا بند کر دیا۔ علوم رسمیہ کی تعلیم بڑے بھائی علامۃ العصر شیخ محمد طاہر رحمتہ اللہ علیہ سے پائی۔ بعد وفات برادر مرحوم مسند درس تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد سے پہنا۔ بڑے بڑے علما آپ کی شاگردیت پر فخر کرتے تھے مولانا نذیر الدین رہتکی۔ قاضی محمد مستعد خاں۔ قاضی مبارک۔ مولانا محمد ناصح غازی پوری۔ مولوی ابو اسحاق صاحب اور بہت سے علماؤں کو آپ سے تلمذ تھا۔ حضرت حاجی صاحب علم و فضل زہد و تقویٰ شریعت و طریقت میں آپ خود ہی اپنی نظیر تھے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ وفات آپ کی بعمر ۷۴ سال شب یکشنبہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اور سلطان عالمگیر بادشاہ دہلی مرحوم مغفور کی برابر حسب وصیت مدفون ہوئے۔

تاریخ ولادتش خورشید ۱۱۲۰ — تاریخ وفات زوال خورشید ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۴ھ — مزار اقدس اورنگ آباد دکن

ماہ تابانِ نورِ کاد المیں ہے روشن رہے — شاہ بدرالدین اوحد بارضا کیواسطے

حضرت شاہ بدرالدین اوحدؒ

آپ خلیفہ اعظم حضرت شاہ محمد فاخر رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں اگرچہ اور بزرگوں سے بھی خلافت کا فیض پایا۔ الا شیخ نے اپنا شجرہ اسی درگاہ کی خادمیت میں مزین کیا۔ اور سلسلہ ارشاد تلقین نہیں سے جاری کیا۔ شیخ نے اپنا حلقہ درس فرخ نگر کی مسجد میں جاری کر رکھا تھا اور طلبار کو دینیات پڑھایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ دربار گہر بار حضرت سید المرسلین روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شیخ بدرالدین رح کو باریابی نصیب ہوئی اور سید فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صورت دکھلائی گئی اور ارشاد عالی ہوا کہ جب یہ شخص ترے پاس پہنچے اور خرقہ خلافت پہنائے تو پہن لینا اسی روز سید صاحب موصوف کو ارشاد ہوا کہ اپنا خرقہ بدرالدین اوحد کو عطا کر جو فرخ نگر کی مسجد میں طلبار کو درس دیتا ہے شیخ بدرالدین علیہ الرحمتہ اسی روز سے انتظار میں لگے رہے اور سب شاگردوں کو بھی تاکید فرمادی کہ جو اس صورت شباہت کا کوئی شخص آوے اس کو بصد تعظیم میرے پاس پہنچانا۔ ایک روز اچانک آپ مسجد میں تشریف لائے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ سید صاحب نے مصافحہ اور معانقہ کیا اور ایک ہی نظر فیض اثر سے ایسا آپ کے دل کو کھینچا کہ آپ محو جمال عشق الٰہی ہو گئے اور تمام علم ظاہری صفحہ دل سے آنِ واحد میں محو ہو گیا۔ اور اس مئے صادقہ کا کیف ایک مدت تک آپ پر طاری رہا۔ جب آپ کے قلب سلیم نے اس ٹک سال میں ایسی ضرب شدید کھائی اور اسکے متحمل ہو گئے تو سید صاحب نے فیض باطن سے مالا مال کر دیا اور اپنے ہاتھ سے خرقہ درویشی پہنایا۔ پھر شاہ نور اللہ صاحب تبریزی نے طریقہ قادریہ بتایا اور خطاب اوحد سے سرفراز فرمایا۔ اور ایسی ہی شاہ محمد حیات صاحبؒ بن شیخ محمدؒ بن شیخ محمد صادق گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے چشتیہ و صابریہ کی نسبتیں دیں۔ عمر شریف ۷۰ سال کی ہوئی ۲۷ شوال

١٢٠٥ھ میں وصال ہوا مزار شریف لکھنو میں ہے۔ سنہ پیدائش ١١١٥ ہجری سنہ وصال ١٢٠٥ ہجری۔ مزار اقدس لکھنو محلہ رام نگر موسوم تکیہ شاہ بدرالدین صاحب۔ آپ نے اپنا خلیفہ شاہ غلام جیلانی صدیقی کو چھوڑا۔

بندگان خاص کی مجھکو غلامی ہو نصیب — اس غلام شاہ جیلاں مقتدا کیواسطے

واقف اسرار یزدانی حضرت شاہ غلام جیلانی مقتدر تقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ اپنے پدر بزرگوار حضرت شاہ بدرالدین چشتی قادری المعروف بہ اوحد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ سلسلہ نسب آپ کا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ اول روحی فداہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ بچپنے میں آپ کا اسم گرامی قطب الدین تھا رب العزت نے جیسے سیرت درویشانہ میں کمال بخشا تھا۔ ایسی ہی حسن ظاہری میں بھی حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے حصہ دیا تھا۔ نہایت درجہ حسین تھے۔ بعد وصال والدہ ماجدہ آپ اپنے ماموں کے پاس چلے گئے۔ شفیق ماموں نے جب یہ چاند سا مکھڑا دیکھا ہزار جان سے فریفتہ ہو گئے اور اپنی تمام کوششیں آپ کی تربیت علوم ظاہری میں صرف کیں۔ آپ کی حسنِ عادات اور سچائی معاملات نے ایسا گرویدہ بنا دیا تھا کہ ماموں نے اپنی نیابت آپ کے سپرد فرما دی چونکہ فوجی عہدہ جلیل القدر پر آپ کے ماموں سرفراز تھے اس لئے وہ عہدہ بھی آپ کو مل گیا۔ ساری ماتحت فوج جو چار پلٹنوں پر منقسم تھی آپ کی حلقہ بگوش ہو گئی اور سب لوگ آپ کو قطب الوقت کہتے تھے باوجود مصروفیت ایسے مشاغل کے بھی آپ نے اپنا وہ کار منصبی جسکی تعلیم پدر بزرگوار سے پائی تھی۔ برابر ترقی کیساتھ جاری رکھا جب سرکار عالیہ سے خلعت پر خلعت اور انعام پر انعام ملنے لگ گیا اور اس طرح دنیا آپ کے قدموں پر سرنگوں ہو گئی تو آپ نے فوراً اس کو محسوس کیا اور ایک آن واحد میں استعفا دے دیا گھر پر تشریف لے آئے مہربان باپ نے ایک ایسی بیش بہا تعلیم ایسے اچھے طریقہ سے

دی جو کوئی دنیا دار باپ اپنے بیٹے کو نہیں دے سکتا یعنی ارشاد فرمایا کہ اے غلام جیلانی یہ خرقہ فقر تیرے لئے رکھ چھوڑا ہے اس کو پہن جب اس سے فراغ حاصل کر چکے تو کھانا طلب کیا توانا اور مضبوط بیٹے نے اپنے جسہ کے مطابق ڈیڑھ سیر غذا ایک وقت تناول کی۔ بعد الفراغ باپ نے کہا کہ برخوردار اس خوراک پر کیا فقیری کرو گے اسی روز سے ایسا مجاہدہ شروع کیا کہ رفتہ رفتہ گیارہ تولہ کی خوراک باقی رہ گئی۔ پھر اس مجاہدہ کو اس قدر ترقی دی کہ بارہ سال تک اناج نہ کھایا اور جنگل کی نباستی سے گزارہ کیا اس پر بھی بس نہ کی دن کو روزہ رکھتے اور رات شب بیداری میں گزارتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ بچپنے میں ایک مرتبہ آپ کے چیچک نکلی اپنے بچہ کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہ گئی زار و قطار رونا شروع کر دیا اور نہایت الحاح زاری سے جناب باری میں بچہ کی صحت کے لئے دست بدعا تھی کہ آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ بچہ کے سراہنے ایک شخص نہایت نورانی شکل کے ضعیف العمر نظر آئے اور انہوں نے اپنا دست مبارک مریض بچہ کے تمام جسم پر پھیرا اور فرمایا متردد نہو مت گھبرا جلد اچھا ہو جاوے گا۔ اس کا دوسرا نام غلام جیلانی رکھیو یہ ہمارا پیارا بچہ ہے میرے دریافت پر اس بزرگ نے اپنا نام شیخ عبدالقادر گیلانی رح ارشاد فرمایا۔ آنکھ کھلی تو بچہ کو ہشیار پایا جان میں جان آئی اور جلد صحت ہو گئی۔ اس معاملہ کی خبر جب بیٹے ان کے والد سے بیان کی تو سنکر بہت خوش ہوئے اور غلام جیلانی کے نام سے پکارنا شروع کیا آپ نے اور بزرگان دین سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ محمد ناصر رح بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی۔ شاہ محمد واضح صاحب بن سید محمد صابر بریلوی رح خلیفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث رح حضرت شاہ محمد وارث صاحب الہ آبادی رح ان سب بزرگوں نے شیخ کو اجازت نامہ جات عطا فرمائیے۔ شیخ نے بعمر ٧٢ سال شب جمعہ ١٧ شوال ١٢٣٥ھ ہجری کو وصال فرمایا۔ آپ کے خلفاؤں کی تعداد بھی کثیر تھی۔ مزار شریف رہتک میں ہے۔ اپنا خلیفہ شاہ محمد اسمٰعیل صاحب مہی کو چھوڑا۔

سنہ پیدائش	سنہ وصال	مزار شریف
١١٦٣	١٧ شوال ١٢٣٥ھ	رہتک

بہر اسمٰعیل ہے باخدا   واقف اسرار مرد اولیا

تذکرہ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل رحمتہ اللہ علیہ

آپ بمقام کاہنور ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے آغوشِ والدین میں پرورش پائی۔ ظاہری تعلیم اپنے برادر بزرگ شاہ محمد رمضانؒ سے حاصل کی۔ اپنے زمانہ میں بلحاظ علمیت وفضیلت یگانہ تھے آپ بیعت تو اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد العظیمؒ مجذوب سے تھے مگر چونکہ مشائخ کرام بیعت مجذوب کو معتبر نہیں رکھتے اسلئے آپ نے سرتاج زہاد حضرت شاہ غلام جیلانی رہتکیؒ سے تجدید بیعت فرمائی اور ان کی خدمت میں رہکر مقامات سلوک کو طے فرمایا۔ اور خلافت واجازت حاصل کی اور جامع کمالات وصاحب برکات طریقہ جیلانیہ کا اجرا فرمایا۔ آپ خصائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ رکھتے تھے۔ سلف صالحین کے طریقہ کی پابندی اور سنت نبوی کے اتباع کا خاص خیال اور اہتمام فرماتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حاضرین مجلس سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت آپکے پیر مرشد اور برادر بزرگ تو محفل سماع میں شریک ہوا کرتے تھے مگر آپ کو کبھی مجلس سماع میں شامل نہیں دیکھا فرمایا بیٹا اُن کے ہم جنس اور ہم مشرب لوگ محفل میں موجود ہوتے تھے۔ اسلئے وہ شریک محفل سماع ہوجاتے تھے اب میرے ہم مشرب ہی نہیں رہے تو میں کہاں جاکر بیٹھوں نیز اس کی تشریح اس طرح بیان فرمائی کہ شریعت کا ایک مسئلہ ہے کہ جب اضطرار کی حالت ہو یعنی بھوک کی شدت سے جان پر آبنے تو اس حالت میں مردار اور حرام بھی حلال اور مباح ہوجاتا ہے قرآن پاک کی آیت فَمَنِ اضْطُرَّ فِی مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ الآیہ اس کی شاہد ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم نفس کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ایک حکمت پر مبنی ہے اور تمام علماء اس کو مانتے ہیں۔ خاصان الٰہی بھی ایسی ہی بھوک اور شدت میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو اس کا علاج رقص۔ وجد اور سماع کے بغیر ناممکن ہوتا ہے۔ اگر خوش الحانی اور راگ کی آواز ان کے کان میں پہنچے تو یہ لوگ حق سبحانہ تعالیٰ کی تجلیات کے انوار اور اسکی ہیبت سے پگھل جائیں اور فنا ہوجائیں۔ اس واسطے ان کو سماع میں مشغول ہونا پڑتا ہے اگرچہ یہ داخل لہو ہے

مگر اس لہو کی اباحت اور اجازت حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر حضرات چشتیہ کا عمل ہے باقی رہا حضرات نقشبندیہ وقادریہ وغیرہم کا اس سے پرہیز کا نا سو یہ عمل ان کا احتیاط میں داخل ہے۔ کیونکہ گو مباح ہے مگر آخر لہو ہے پس ان کا احتیاط کرنا افضل و اولیٰ ہے اور حدیث ذیل اسکی مؤید ہے کہ حضرت محمد بن المکندرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں کو لہو مباح اور مزامیر شیطان یعنی لہو غیر مباح سے بچاتے تھے ان کو مشک کے باغوں میں داخل کرو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ان کو میری حمد سناؤ اور ان سے کہدو کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنی نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔

پس اہل طریقت کے ہر دو فریق میں کوئی اختلاف اور نزاع نہ رہا۔ اب رہا معاملہ علمائے شریعت کا سو وہ بھی سچے ہیں ان کا سماع کو حرام کہنا بھی حق ہے کیونکہ راگ کی مثال ایسی ہے جیسے سنکھیا ایسا کون طبیب ہے جو اس کو سمیات میں شمار نہ کرے اور ہر کسی کو کھانیکی عام اجازت دیدے حالانکہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ جاذب رطوبات اور انتہا درجہ کا مقوی ہے۔ مگر جب تک کسی طبیب حاذق کی رائے کے مطابق سنکھیے کو استعمال نہ کیا جائے اس کی قوت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں سوائے اس کے کہ اپنی جان ہلاک کرلیں اور جسکو استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں یا ہے تو دیگر مقویات سے کام بن سکتا ہے وہ اگر اس کو اپنی رائے سے یا کسی اناڑی طبیب کی رائے سے استعمال کرے تو اس کی ہلاکت یقینی ہے یہی حالت راگ کی ہے جب تک اس کے بغیر کام چل سکے مرشد کامل سالک کو اسکی اجازت نہیں دیتا اور جب وہ دیکھتا ہے کہ سالک کا کوئی روحانی مرض سوائے اس علاج کے زائل ہونا دشوار ہے تو خاص خاص آداب و شرائط کے ساتھ اجازت دیتا ہے وہ بھی اسی وقت تک کہ مرض زائل نہ ہوجائے جب مرض جاتا رہا اب بھی اگر سالک اس پر کاربند رہیگا یا اس دوا کو غذا ہی بنالیگا اور آداب و شرائط کا خیال نہ رکھیگا تو چونکہ دفتر شریعت کے درہم برہم ہوجانیکا اندیشہ ہے اور عوام الناس کے گمراہ ہونیکا خوف پس محکمۂ شریعت کے عہدیدار ضرور شور مچائینگے اور اس خرابی کا انسداد کرینگے خواہ وہ راگ سننے والا کیسا ہی کامل کیوں نہ ہو پروا نہ کرینگے کیونکہ اُن کے پاس نظیر موجود ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو انجیل پڑھنے سے منع کردیا تھا حالانکہ انجیل مسلمہ آسمانی کتاب ہے اور حضرت عمرؓ کے کامل ہونے میں بھی شبہ نہ تھا جو ان کے گمراہ

ہو جانیکا اندیشہ ہوتا لیکن چونکہ ان کی دیکھا دیکھی دیگر لوگ جو اس درجہ کے کامل الایمان اور سلیم الفہم نہ تھے انجیل خوانی کو ضروری سمجھ لیتے اور قرآن شریف اور اسکے احکام کی طرف سے تساہل و تغافل ہونے لگتا۔

حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین صاحبؒ اگرچہ خود راگ سنتے تھے مگر ان کے مایۂ ناز خلیفہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ راگ کے پاس کبھی نہ جاتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کبھی ان کو راگ سننے پر مجبور نہیں کیا بلکہ جب کبھی راگ ہو رہا ہوا ور آپ تشریف لے آئے تو حضرت محبوب الٰہی راگ رنگ سب موقوف کرا دیا کرتے اور فرماتے کہ اب مولوی آگیا ہے اس شغل کو چھوڑ دو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات چشتیہ کا راگ سننا بھی کسی نہ کسی مصلحت اور معالجہ کی غرض سے تھا یہ ضروری نہیں کہ جس طرح آجکل حضرات چشتیہ کے ہاں سماع کا معمول ہو گیا ہے گویا ان کی غذا بنگئی ہے خواہ کسی کو اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو سلسلہ میں داخل ہوتے ہی راگ کا سننا اور اچھلنا کودنا شروع کر دیتے ہیں نہ طلب شوق کا پتہ نہ عالم اضطرار کا پس صوفیائے کرام کو بھی اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنی لازم ہے اور اہل شریعت کو بھی راہ اعتدال اختیار کرنی چاہیئے۔ سالکین کو دونوں گروہ کے اہل کمال کے سامنے خاموش رہنا اور دم نہ مارنا لازم ہے۔

خوارق و کرامات کا ظہور آپ سے بہت کچھ ہوتا رہا ہے آپکی دعا و تعویذ میں اللہ تعالیٰ نے خاص تاثیر رکھی تھی ایک مرتبہ ایک راجپوت کو پھانسی کا حکم ہوا آپ خود بھی اس وقت نظر بند تھے کیونکہ وہ زمانہ ۵۷ء کے غدر کے بعد کا تھا پر از فتنہ و آشوب جسکی لاٹھی اسکی بھینس کا نقشہ نہ کسی معاملہ کی تحقیق ہوتی تھی نہ سچ جھوٹ کی تفتیش جس پر ذرا بھی شبہ ہوتا تھا محبوس و مصلوب کر دیا جاتا تھا۔ گویا مارشل لا جاری تھا۔ مخالفین نے آپکی نسبت بھی باغی اور مفسد ہونیکی مخبری کر دی سرکار انگریزی نے آپکو صدر ضلع حصار میں نظر بند کر دیا آپکے بڑے بھائی شاہ محمد رمضانؒ نے پہلے ہی بطور پیشینگوئی اس کی خبر دے رکھی تھی کہ برادر عزیز مولوی محمد اسمٰعیل شاہؒ کو اخیر عمر میں کچھ واردات پیش آئینگی اور آزمائے جائینگے چنانچہ وہی ہو کر رہا اسی حالت میں آپنے اس راجپوت کو ایک تعویذ لکھ دیا اور زبان سے بھی فرما دیا کہ بعون اللہ تعالیٰ تو رہائی پائیگا چنانچہ اس نے رہائی پائی داروغہ جیل کی بیوی سخت بیمار ہو گئی آپ نے دعا فرمائی اسے بھی شافی مطلق نے شفا عنایت فرمائی لوگوں نے عرض کیا کہ آپ دوسروں کے لئے دعا کو کام میں لاتے ہیں خود اپنی رہائی کیلئے کیوں نہیں کوشش فرماتے فرمایا کہ ہمارا وقت آن لگا ہے۔ لہذا علاج

معالجہ بے سود ہے رات ہی کو ہم نے اپنے برادر بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں بھائی تکلیف کیوں اٹھاتے ہو ہمارے پاس آجاؤ۔ چنانچہ پنجشنبہ کا دن آیا تو آپ نے حسب معمول دودھ چاول پر فاتحہ دلوائی خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ اگلا دن جمعہ کا تھا جمادی الآخر کی ۸ تاریخ سنہ ۱۲۷۴ھ اور صبح کا وقت کہ آپ ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور اسی روز اسی ابتلا میں جان شیریں جان آفریں کے حوالے کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

ہر کہ آمد بجہاں زاہل فنا خواہد بود ٭ آنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آپ کی ذات بابرکات نے بہت سی مخلوق خدا کو فیض پہنچایا ہے۔ اور اکثر کو تعلیم باطنی سے مستفیض فرما کر خلافت کے رتبہ تک پہنچا دیا ہے منجملہ اُن کے آپ کے چند خلفاء خاص شہرت رکھتے ہیں مثلاً

اوّل آپکے فرزند ارجمند جناب مولوی سیف الرحمٰن صاحب شہید جو یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۴ھ کو پیدا ہوئے اور غدر ۵۷ء میں بتاریخ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۴ھ مصلوب ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

دوم حضرت فرد وقت سراج السالکین میاں راج شاہ صاحبؒ متوطن موضع سوندھ شریف جن سے آپ کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور اب تک جاری ہے۔

سوم حافظ لکھا ساکن موضع باہمن والا ضلع حصار جو بڑے پاک سیرت اور خوش خصال سالک تھے۔

چہارم حافظ سراج الدین صاحب جو ایک لائق نیکو کار اور نیکو اعمال درویش تھے۔

تاریخ پیدائش	جائے پیدائش
سنہ ۱۲۰۰ھ	کاہنور
تاریخ وصال	**جائے مزار اقدس**
۲۸ جمادی الآخر سنہ ۱۲۷۴ھ	ہانسی تکیہ شاہ برٹنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا حبیب اللہ ہو دل میں مری حب اللہ ؛ شاہِ شاہاں تاج شاہِ با صفا کے واسطے

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیرِ المُرسَلِینَ۔ وَاَزوَاجِہٖ وَاٰلِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ۔ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ ہ۔

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی حمد وثنا ہر اس مخلوق کی طاقت سے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور یا جو ہماری نظروں کے سامنے نہیں یا ایسی مخلوق جس کو ہمارے کانوں نے سنا ہے یا اب تک نہیں سُنا۔ یا جو ہمارے علم میں ہے اور وہ جو ہمارے علم میں نہیں۔ ان میں سے کوئی ایک مخلوق یا سب کی سب ملکر شمہ برابر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ خالق اپنی مخلوق کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے اور اسی کو یہ حق حاصل ہے کہ میں نے اس کو ایسا بنایا۔ یوں بنایا۔ اس طرح ترتیب دیا یہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ چونکہ مخلوق خالق کی کنہ ذات کے ادراک سے عاجز ہے اس لئے وہ حمد وثنا جو اس ذات پاک کے لائق ہے کیسے بیان کر سکتی ہے۔ اگر کل ارض وسما کے سمندروں کی سیاہی بنائی جائے اور ایسی ہی لاتعداد مرتبہ یہ عمل جاری رکھا جاوے تب بھی یکے از ہزار کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ حصہ مکمل تو درکنار ادھورا بھی پورا نہیں ہو سکتا سوا اس کے جس قدر اور جس طرح اس نے اپنے یاد کرنے کا طریقہ ہم سب کو بذریعہ اس ملہم صادق روحی فداہ تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کیا ہے اس میں جس قدر گویائی کا حصہ کہنے والے کو ملا ہے بچارا بولتا ہے ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ؛ آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

الٰہی ہی نعت پاک سرور کائنات باعث ایجاد کل مخلوقات علی التحیۃ والصلوٰۃ کا حال سمجھنا چاہیئے ؏ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

توبہ توبہ۔ اگر کوئی کل مخلوق کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھنے کی جرأت کرے اور صرف ذات والا صفات کی کسی ایک صفت کو ایک جانب تب بھی اسی پلے کا پلہ بھاری ہوگا اور توازن کنندہ اس وقت اپنی مجبوری ومعذوری کو دیکھیگا۔ خدا اس وقت سے محفوظ رکھے جبکہ وزن کنندہ سے یہ سوال ہو کہ اس اشرف اعظم کی اس صفت کے مقابلہ میں ان بے مایہ چیزوں کو کیوں لایا گیا اور اسی پر کیوں نہ اکتفا کیا گیا جس کو ہمنے اس کے مرتبہ کے لائق تم کو الفاظ تلقین کردیئے تھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا۔ یہی حالت بہ رتبہ ام المومنین ازواج مطہرات وآل واولاد واصحاب کبار رضی اللہ عنہما واولیاء عظام رحمکم اللہ ہما کا ہے کہ ان کی ثناء صفت طاقت بشری سے باہر ہے ؎

شامِ گوُر کہے کہوں بکھانی × گِرا اَنَین۔ نین بن بانی (تلسی داس جی)

اگر بالفرض محال کل مخلوق اکھٹی ہو کر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی خوبیاں بیان کرنے لگے تو یہ سلسلہ جاری رکھتے ہوئے تقریر اس کو ایک ایسے انجام پر لاکر چھوڑے گی کہ وہاں میاں تقار بغلیں جھانکتے رہجاویں گے اور یہی کہتے بن پڑے گا۔ کہ حضرت یہ ایک عنصر ہے اور اسی طرح پر اس کی ساخت ہے اس میں کوئی اور چیز شامل نہیں نہ معلوم یہ رنگت یہ خواص اس میں کیونکر آئے ممکن ہے کہ آیندہ چلکر یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ فلاں فلاں اجزاء سے مرکب ہے۔ اس وقت تو ہمارا علم اس سے آگے رہبری نہیں کرتا اور حضرت من کیسے رہبری کرے ملاحظہ ہو کہ ان ۲۶ حروف کی الٹ پھیر سے جو زبانیں اور علوم تیار ہوئے ہیں۔ انسان اپنی عمر میں ناممکن ہے کہ ان کو بہمہ وجوہ مکمل تو درکنار ادھورا بھی پورا کر سکے۔ پس جسکی تختی کے حروف کی گنتی نہو وہاں انسانی علم کیا رہبری کر سکتا ہے۔ کیا مانگی ہوئی دہاڑ کہیں کام آئی ہے۔ توبہ توبہ استغفر اللہ اور کچھ آگے چلکر موت ان کے کل دعوی ہائے باطلہ کا خوان کے سامنے فیصلہ کر دیتی ہے۔ کہ آپ کیا ہیں۔ آپ کا مبلغ علم کیا ہے۔ لے دیکھ نہ تجھکو پرائی

کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ ہائے ہائے۔ ہائے ہائے۔ اللہ اللہ۔ اللہ ہی اللہ چونکہ کل مخلوق
میں سے اسکے خاص بندے انبیا و اولیا و شہدا و صلحا و اتقیا سب زندہ ہیں۔ اور ان کا
فیض روحی برابر جاری ہے اس لئے ان کا ذکر خیر باعث برکات و تسکین خاطر و حصول سعادت
دارین ہے اور ان سے محبت رکھنا باعث نجات ہی ؎

حب درویشاں کلید جنت است ؎ دشمن ایشاں سزار لعنت است

اور ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اور ان کے اقوال گرانمایہ سننا یہ بھی ایک قسم کی عبادت
ہے۔ ذکر الاولیا تنزیل الرحمتہ۔ عند ذکر الصالحین تنزیل الرحمتہ ؎

ہم نشینی ساعتے با اولیا ؎ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

امابعد۔ غلام در حضور عاجز و مسکین معین ملتمس ہے کہ مجھکو اپنے حضور پیر و مرشد سراپا
ہدایت و ارشاد۔ فقیر بے نوا مرد میدانِ رضا مجاہد وقت آیت من آیات اللہ حضرت مولینا
مولوی عبد اللہ شاہ صاحب نکسوندہوی رحمتہ اللہ علیہ و دادا پیر حضرت فرد وقت میاں راج شاہ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال و افعال جو گاہ بگاہ خود حاضر ہو کر یا کسی اپنے پیر بھائی
سے جو۔ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے یا حاضر ہوتے تھے سننے یا دیکھنے کا اتفاق ہوا
ان کو اکھٹا کرنے اور ضبط تحریر میں لانے کا شوق تھا حضرت کے وصال کے بعد سب بھائیوں
نے تقاضا کیا کہ اس خیر و برکت کے مجموعہ کو جسے تو ان اوراق پراگندہ پر لئے پھرتا ہے ایک جا جمع
کرتا کہ سب اس سے مستفیض ہو سکیں اگرچہ میں اس کا اہل نہ تھا اور اپنی مجبوری و معذوری و کم علمی
کا اظہار ان پر کر دیا تھا۔ ان سب نے یہ عرض مسموع نہ کرتے ہوئے۔ ٹھلوے بلا ہر۔ رگہ کیطرح
آگے رکھ لیا اور ان معلومات کی نوری شمع میرے ہاتھ میں دیدی اور بطور امداد کے میرے پیچھے
ہوئے ناچار جب میں نے بھی یہ دیکھا کہ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔ اب اس سے مفر نہیں
تو دل مضبوط کیا۔ کمر ہمت باندھی۔ اور پیران عظام کی امداد چاہی اور یہ خیال کر کے کہ جو کچھ اور
جیسا کچھ ایوان نعمت سے تیرے پاس موجود ہے البتہ سید ھا خوان بچھا اور پیش کر اور مت ڈر

قدم اٹھا اور دیوانہ وار چل پڑ ؎

اگر ہستی تو پا کوبان ہمی بری بیاباں را ؎ اگر ہوشیار می تر سی کہ راہِ کعبہ پر خار است

اتنی بات ضرور ہے کہ اگر کوئی صاحب علم لکھتا تو بات بات سے نکتے میں نکتہ پیدا کرتا
اور مضامین کو بہترین طریقہ سے ترتیب دیتا۔ دیکھنے اور پڑھنے والوں کو بھی مزا آتا۔ اب
میرے قلم کی تحریر سے یہ باتیں مفقود ہو گئیں۔ البتہ نفس مضمون چونکہ اپنی جگہ پر جنس اعلی میں سے
ہے اس لئے وہ چناں چنیں کے بے مایہ الفاظ کا محتاج نہیں ہی۔ اب صرف مجھے تو یہ کرنا ہے
کہ جو روایت جسکے حوالہ سے مجھکو ملی وہ اس کے نام سے لکھدی اور اُس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں
کیا صرف معمولی لفظوں کی ادل بدل ضرور کی گئی ہے۔ خدا نے یہ کام آسان کیا اور تسبیح کے
دانہ یکے بعد دیگرے پروتا چلا گیا۔ اللہ ہو اللہ۔ اللہ ہو اللہ۔ السعی منی والاتمام من اللہ

اگر کوئی آدمی کسی اراضی کا مالک ہو اور وہ اپنی مملوکہ زمین میں مکان بنائے تو حسب ضرورت
کوٹھا۔ کوٹھری۔ باورچیخانہ۔ صحت خانہ وغیرہ ہم تیار کرتا ہے تو فرمائیے کہ زمین کو کیا حق حاصل
ہے۔ جو یہ کہے کہ اس جگہ نے کیا قصور کیا تھا جو صحت خانہ بنایا گیا اور اس جگہ نے ایسی کیا
خدمت کی تھی جو باورچیخانہ تجویز ہوا۔ ارے صاحب مالک کی مرضی جو چاہا کیا۔ جہاں جو چیز موزوں
سمجھی بنائی۔ ایسی ہی کوئی دو گھڑے مٹی کے بازار سے لاتا ہے ایک کے اندر پینے کے لئے پانی
بھرتا ہے تو اس پر ستو تکلف کئے جاتے ہیں کہیں کپڑا تر کر کے لپیٹا جا رہا ہی۔ اور اونچی جگہ ہوا دار
دروازہ میں جہاں خس کی ٹٹی لگی ہوئی ہی رکھا جاتا ہی۔ اور دوسرا پانی سے ملبب چولہے پر دھرا تپ
رہا ہے فرمائیے تو سہی کیا گھڑے کو یہ حق حاصل ہے کہ مالک سے یہ پوچھے کہ اس کے ساتھ
یہ سلوک اور اس کے ساتھ وہ برتاؤ کیوں روا رکھا گیا۔ اسی طرح بندہ کا کوئی حق نہیں ہی جو یوں کہے کہ
مجھے ایسا اور اسے ویسا کیوں پیدا کیا۔ مالک ارض و سما خود مختار با اختیار قدرت و طاقت والا
ہے یخلق ما یشاء و یفعل ما یرید۔ جس جگہ کو چاہا عزت بخشی جس اپنے بندے کو خدمت کے لئے

پسند فرمایا انعام واکرام ہارگوناگون سے سرفراز کیا اور اس سے وہ کام لیا۔ کس کی مجال و طاقت ہے جو دم مارسکے یا چون وچرا کرسکے۔ اللہ ہو اللہ۔ اللہ ہو اللہ۔ دیکھو مقام کعبہ کیسا مبارک اور برکت والا گھر ہے اس کی زمین کیسی پاک ہے۔ وہاں کا ایک ایک سجدہ کس قدر وقیمت کا ہے سوچو کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی دولتمند ایک رقم کثیر خرچ کرکے من وعن ویسا ہی گھر جسمیں کوئی فرق بال برابر نہو ہندوستان میں بنادے تو کیا یہ نقل کعبہ۔ توبہ توبہ معاذ اللہ۔ کعبہ ہوجاوے گا۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں اسکی پسندیدگی اس کی پاکیزگی اس کے ساتھ ہے۔ رام نام۔ اور ٹیں ٹیں میں بڑا فرق ہے مجھے جس مقام یا جن نفوس قدسیہ کا ذکر کرنا ہے۔ ان کا تعلق ضلع گوڑگانوہ تحصیل نوح تھانہ تاؤرڑ جو پہاڑی آبادی بالارکوہ کا صدر مقام ہے اسی کے علاقہ میں ایک موضع سوندہ ہے یہ بستی میونکی ہے اور ضلع ہذا میں اس قوم میو کے دہات بکثرت آباد ہیں اور یہ سلسلہ نوح کی تحصیل سے شروع ہوکر فیروزپور جھرکہ کی تحصیل سے بھی عبور کرکے الور وغیرہ کی ریاست میں دور تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے اور یہ تمام خطہ خالص میوات کہلاتا ہے۔ کم وبیش اس قوم کی آبادی پچاس لاکھ سے بھی کہیں اونچی ہے۔ اگر اس تعداد کے اندر بیرونجات کے میو بھی شامل کرلئے جائیں جو بطرف لکھنؤ میوات کے دہات کی تعداد یکصد سے بھی زیادہ ہوگی اور ایسی ہی مالوہ کی جانب اور پنجاب کی دیگر ریاستوں میں جو آباد ہیں ان کو بھی ملالیا جائے تو قریب قریب کروڑ کے پہنچ جاتی ہے۔ یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں اور ان میں سے خال خال ملازمت کے سلسلہ میں بھی آگئے ہیں۔ اکثر نفوس ناخوانندہ ہیں۔ ان کا مذہب اسلام ہے اور پیشہ زراعت۔ چونکہ فطرت جنگ جو ہے اس لئے پرانے بہادروں کے جوہر۔ وعدہ کا پاس مہمان کی خاطر مدارات۔ کمزور کی حمایت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے خدا کی شان کے قربان جایئے کہ اس قدر تعدادمیں سے اس مالک وخالق ارض وسما کی نگاہ سوندہ کے موضع پر پڑی اور اس ساری بستی میں سے اس نے مولوی عبدالسمیع عرف سمیع خاں کا گھر اپنا نور اس کے ذریعہ سے پھیلانے کے لئے منتخب کیا۔ اور ایک ایسی روح منور ان کے گھر بھیجی جن کا اسم گرامی بچپن میں میاں راج خاں رکھا گیا اور جو آگے چل کر حضرت قطب الاقطاب میاں راج شاہ

صاحب فرد وقت سوندہ ہوی رحمتہ اللہ علیہ ہوا اور ۱۲۱۶ھ میں یہ ہلال مبارک نوزائیدہ تمام ہندوستان میں بدر کامل ہوکر چمکا اور اس زمانہ کے اتقیا کی صف اولیاء عظام کے اندر حضور قبلہ مرحوم مغفور کا شمار ہوتا تھا آپ کے ہمعصروں میں جناب سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی انبالوی اور جناب حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مقیم ومہاجر بیت اللہ شریف۔ مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب نقشبندی گنج مرادآبادی۔ جناب سید حاجی وارث علی شاہ صاحب دیوہ۔ شاہ جی شیر محمد میاں قادری پیلی بھینت۔ مولانا غوث علی شاہ صاحب قلندری پانی پتی جناب اقدس آب حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی۔ حضرت شاہ ابوسعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی۔ حضرت شاہ عبدالقادر برادر خورد شاہ عبدالعزیز صاحب۔ شاہ محمد اسحق صاحب نواسہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی۔ شاہ رفیع الدین صاحب۔ مولوی میر محبوب علی صاحب دہلوی یہ اصحاب تھے رب العزت ان تمام بزرگان ملت اور آپ کے پیروکاروں پر رحمت نازل فرمائے آپ ان سب بزرگوں سے ملے ہیں اور شاہ صاحب کے وعظوں میں برسوں شرکت کی ہے اور نیز مفصلہ ذیل بزرگوں سے آپ نے فیض باطن حاصل کیا ہے۔ سائیں گلاب شاہ صاحب مجذوب مینھن تحصیل نوح ضلع گوڑگانوہ۔ میاں دین علی شاہ صاحب مجذوب دہلوی۔ میاں کلن شاہ صاحب مجذوب کوٹ پوتلی۔ مولوی نور محمد صاحب کملی والے دہلوی۔ حضرت میاں اسمٰعیل صاحب کمہار حصار میاں نور محمد صاحب نقاش۔ بعض اوقات آپ پر ایک کیفیت جذبی طاری ہوتی تھی اور اکثر اس کا ظہور بعد تہجد ظاہر ہوتا تھا۔ اپنے خادمان اور مریدوں کو تاکید ہوتی تھی کہ ایسے وقت میرے پاس مت ٹھیرا کرو کیونکہ اس وقت آپ کا اور عالم سے سابقہ ہوتا تھا جو کوئی ایسے موقع پر آگیا اور اس پر نگاہ پڑ گئی فوراً اس میں جذب کی حالت پیدا ہوجاتی تھی۔ ایسی صورت میں پانی مانگتے تھے جس نے پانی پیش کیا اور اس میں سے بچا ہوا تبرکاً خود پی گیا اس پر بھی یہ ہی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ بہت کم ایسے لوگ تھے جو اس حالت جذب سے حالت سلوک میں واپس آئے ہوں۔ آپ کی صاحبزادی پر بھی یہ ہی حالت طاری ہوئی اور پھر تاحیات عالم جذب میں رہیں

شجرہ نسب حضرت قطب الاقطاب میاں راج شاہ صاحب فردِ وقت رحمۃ اللہ علیہ

پہاڑا ابن ترتا

پہاڑ

ترتا

شمس الدین عرف شمسو

روپ چند

عظمت اللہ عرف عظمت خاں

عبدالسمیع عرف سمیع خاں

راج خاں عرف میاں راج شاہ صاحب فردِ وقت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا میاں عبداللہ شاہ صاحب مجدد وقت رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین - بہادر خاں رح حاجی حیدر خاں رح رمضان خاں رح

حضور کا تعلق قوم میو کے فرقہ دہنگل راجپوت گوت کچھواہا سے تھا یہ سلسلہ نسب بڑھتا ہوا خاندان چندر بنسی سری مہاراج راجہ رام چندر جی سے جا ملتا ہے۔ نکاس حضرت کے خاندان کا اجودھیا جی سے ہے وہاں سے منتقل ہو کر تاج پور آیا اور وہاں سے موضع رائسینہ تحصیل گوڑ گانوہ اور وہاں سے موضع سوندھ تحصیل نوح تھانہ وڈاک خانہ تاوڑو بالا ر کوہ آکر آباد ہوا۔ اور کم وبیش پانسو سال سے اسی موضع میں آباد ہے۔ اب سے قریباً دو سو سال پیشتر جہالت کی تاریکی اس سارے مطلع پر چھائی ہوئی تھی اور اس گرد ونواح کے سب لوگ برائے نام مسلمان کہلاتے تھے اور امور دینیات سے کوئی فرد بشر آگاہ نہ تھا۔ عبدالسمیع خاں کو سب سے پہلے اسلام کا خیال پیدا ہوا۔ اور اطراف وجوانب میں جا کر علم دین کو سیکھا اور مسائل سے کما حقہ آگاہی حاصل کی اور پھر اپنے جا مسکن پر تشریف لائے اور تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔ جہالت کے عالم کا ملاحظہ فرمائیے کہ گاؤں کے لوگ جوق جوق آکر جمع ہو جاتے اور ایک دوسرے سے کہتے کہ عجمت کا چھورا ایک نیا کھیل سیکھ کر آیا ہے چلو یا کو

تماسو دیکھیں ارا۔ کیسو اوندھو سیدھو ہوئے ہے۔ لیکن اس پر بھی ان لوگوں میں اسلامی شان اتنی باقی تھی کہ ان کا ادب کرتے اور بڈھے بڈھے آدمی نام نہ لیتے مولبی صاحب کہکر پکارتے تھے رفتہ رفتہ ان کی عادت صالحہ نے لوگوں کے دلمیں گھر کیا اور اللہ کا نام لینے لگ گئے نمازیں شروع کیں اور اوقات معینہ پر مولوی صاحب کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور بلا کچھ پڑھے اللہ اللہ کرتے ہوئے رکوع وسجود میں شامل ہوتے رفتہ رفتہ مولانا موصوف نے چھوٹی چھوٹی سورتیں لوگوں کو زبانی یاد کرا ئیں بچوں کو پڑھانا شروع کیا اور اس خدائے عزوجل کی یاد میں جسکو لوگ صدہا سال سے بھولے ہوئے تھے از سر نو لگا دیا۔

اب سے کوئی بیس سال پیشتر تک بھی ان میووں کا یہ حال تھا کہ بعض ان میں ایسے پکے نمازی ملتے تھے جنھوں نے جماعت سے کوئی نماز قضا نہ کی ہو اور جن کو دو سورتوں کے سوا اور کچھ یاد نہ تھا اور وہ بھی ایسی ملاحظہ ہو۔ فیروز پور جھر کہ میں ایک میو بڈھا جمعہ کی نماز پڑھنے گاؤں سے آتا تھا نہایت پاکیزہ متبرک صورت سفید داڑھی۔ کرتہ اور تہمد سر پر پگڑی رکھتا تھا اس کو دو صورتیں یاد تھیں ایک انا اعطینا اور دوسری الم نشرح اور ساری نماز اسی سے پڑھتا وہ یہ ہیں:۔

اُینا۔ تیٔینا۔ کلا۔ کوثر۔ ان نبسا نیتھن۔ کا۔ اللہ۔ اُبسر (انا اعطینا)

اُدسرا۔ ادسری۔ پہانا۔ پھنسر۔ پھرگب (الم نشرح)

غریب زمیندار آدمی دیکھو اپنے خدا کو کیسے یاد کرتا ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتا اور اس کی زبان عربی الفاظ کے ادلٹ پھیر کی یاری نہیں دیتی۔ پھر کچھ پرواہ نہیں اُسے تو خدا کو یاد کرنے سے مطلب ہے جب اس سے پوچھئے کیا پڑھا کہتا ارے بھیا وا کی درگاہ لو سجدہ دین سے مطبل ہے اللہ اللہ اس کے بندوں کی شان اور مولا کے افضال وہی جانے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر سبحان اللہ اس کثرت سے فرماتے تھے کہ زبان اور قلب سے سوتے جاگتے یہ ذکر برابر جاری رہتا تھا آپ کی اہل خانہ نماز روزہ کی نہایت پابند تھیں اور جب کوئی مہمان گھر میں آجاتا اس کی خاطر و مدارت اس قدر کرتیں کہ کئی کئی روز ٹھہرا تیں مولوی

صاحب کے مزاج میں سخاوت وحلم وانکساری اس درجہ تھی کہ لوگ خود بخود گرویدہ ہو جاتے تھے۔ لوگوں کی تیمارداری کرتے اور ہر کس وناکس کے ہاں جاتے تھے۔ فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا آپ کی عادت میں داخل تھا۔ درحقیقت ایسا ہی اسلام ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ کھانا کھلاؤ جسے جانتے ہو اور جسے نہ جانتے ہو (پارہ اول صحیح بخاری حدیث ۲۶) اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ اپنا اور اپنی اہلیہ کے حصہ کا کھانا مہمانوں کی تواضع کر دیا جاتا تھا اور خود روزہ رکھتے یا فاقہ کرتے اور کسی پہ اس کا اظہار نہ کرتے جہاں کہیں خبر پاتے علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جب اپنی مویشی پہاڑ میں چرانے کے لئے لیجاتے تو گوالوں کو اکھٹا کر لیتے اور اللہ اللہ کی ضربیں لگاتے نیک کاموں کی ترغیب اپنے ہم عمروں کو دیتے دہاتی زمینداروں کے لڑکے جیسے گالیاں دینے کے عادی ہوتے ہیں آپ ہرگز کسی کو گالی نہ دیتے اور جو کوئی دیتا اس کو منع فرماتے آپ کی یہ عادت کیسی بھلی تھی۔ حضرت ابوذر رضؓ ایک صحابی تھے انہوں نے اپنے غلام کو گالی دی یہ خبر تاجدار مدینہؐ تک پہنچی تو ارشاد فرمایا کہ تم میں ابھی جہالت کا اثر باقی ہے۔ (صحیح بخاری باب الوحی حدیث ۲۸) کبھی دوسروں کے کھیت سے کوئی چیز نہ اکھاڑتے اور جو کوئی ایسا کرتا اسے منع فرماتے جو جانور کسی کا آپ کے کھیت میں گھس جاتا تو آپ اس کو نہ مارتے بلکہ باہر کھیت سے بلا مارے نکالدیتے اسی طرح اپنی ساری عمر بندگان خدا کی خدمت میں صرف کی۔

حضرت میاں تاج شاہ صاحب فرد وقت پڑھنے لکھنے سے بالکل بے بہرہ اُمی تھے مگر قوت باطنی سے ہر دقیق مسئلہ کو حل فرما دیتے تھے۔ مدبر مستغنی المزاج متوکل باللہ صاحب زہد وورع کمال منکسر المزاج مسافر و مہمان نواز متصف بہ صفات حسنہ بہ نمونہ صالحین سلف تھے۔ آخر زمانہ میں اس قدر استغراق کا غلو ہو گیا تھا کہ آپ شب وروز مشاہدہ جمال میں محو رہتے گفتگو کم فرماتے اپنے مریدوں کو توجہ قلبی سے طریقہ اذکار اشغال تلقین فرماتے خود عمل کر کے سمجھاتے۔ جو مرید ذکر اللہ اللہ میں غلبہ کرتا اس سے مانوس اور غیر متشرع لوگوں سے ناخوش ہوتے۔ اتباع شریعت اور حصول طریقت کی تعلیم و تاکید فرماتے۔ فارسی اردو ہندی کے دوہے واشعار معرفت میں ڈوبے ہوئے پڑھتے اور بار بار زبان مبارک سے فرماتے۔ اللہ فضل کر اللہ تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں سوتے جاگتے ہر وقت آپ کا

عقد اشغال جاری تھا بچپنے کے حالات جس قدر بڑی عمر والوں سے مل سکے وہ ان کے نام کے حوالہ سے ضبط تحریر میں لائے گئے۔ آپ کی کرامتیں اس قدر زبان زد خلائق ہیں کہ جس کی تحریر کو ایک دفتر چاہیئے۔ یہاں بطور مشتے نمونہ از خروارے اس لئے تحریر میں لائی گئیں تاکہ حامیان حق اس کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہوں۔ اللہ ہو اللہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ مسمی کولا سکنہ سوندہ۔ ایک معمر شخص نمازی و پرہیزگار اس طرح بیان کرتا ہے کہ میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بچوں میں کم کھیلا کرتے۔ اور اپنے کاموں سے فارغ ہو کر تنہا بیٹھ جاتے اور اللہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتے اور ہمیشہ ایک وقت تنہائی کا اس کام کے لئے ضرور نکالتے اور یہ اثر باپ کی صحبت بابرکت کا تھا۔ اللہ غنی۔

روایت۔ کریم الدین عرف بگول سکنہ سوندہ کا بیان ہے کہ مرے والد کہا کرتے تھے کہ میاں صاحب کل کھیتی باڑی کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے ڈھور یعنی مویشی چراتے وقت خاموش رہتے اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھا کرتے۔ اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ شغل برابر جاری تھا۔ کوئی بولتا یا کچھ پوچھتا تو اس کا جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں آپ نے یہ دستور کر لیا تھا کہ رات کے وقت گاؤں سے باہر کبھی تالاب کے کنارے یا قبرستانوں میں یا کسی پہاڑ کی چٹان پر جہاں دل چاہتا چلے جاتے اور رات بھر اللہ اللہ کرتے رہتے گا یعنی آوازے آپ پر ایک حالت طاری ہو جاتی تھی اس وقت آپ چادرہ اوڑھ لیتے اور خاموش بیٹھ جاتے بعض اوقات صبح تک آپ کا جسم کانپتا رہتا تھا اور یہ حالت ہوتی جیسے لرزہ سے بخار چڑھ رہا ہو میں نے اور میرے والد نے میاں صاحب سے نماز سیکھی اور جب سے برابر پڑھتے ہیں کوئی نماز قضا نہیں کی عرصہ کے بعد جب میاں صاحب بیعت کرنے لگے تو ہم بھی ان کے مرید ہو گئے

اللہ ہو اللہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ سید محسن شاہ صاحب لفٹنٹ میجر کا بیان ہے کہ حضور قبلہ فرد وقت دیگر بزرگان دین کی صحبت سے فیضیاب ہو کر تین چار مجذوب صاحبان کی خدمت میں رہے اور ان سے فیض باطنی اور

پیر کامل کی تلاش ہوئی اس خیال میں علاقہ ہریانہ کا گشت لگایا اور مہم ضلع رہتک میں پہنچکر حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اسمٰعیل صاحب مہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ نے ازروئے مکاشفہ حالات معلوم فرماکر شرف بیعت بخشا اور اسی روز چاروں خاندانوں میں شجرہ خلافت عطا فرمایا اور دستارِ خلافت دستِ مبارک سے سر پر باندھی اللہ ھو اللہ۔

روایت۔ حیات خاں سکنہ سوندھ کا بیان ہے کہ میاں صاحب مجھ سے کچھ بڑے تھے اور فقیر کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے مینے نماز روزہ انہیں سے سیکھا اور پھر انہیں کا مرید ہوا موضع دھیر نکا متصل قصبہ نتھن تحصیل نوح میں میاں صاحب کی ننہیال تھی ہر سال ڈھور چرانے کیلئے سوندھ سے وہاں جایا کرتے۔ اسی کے متصل کھیڑی ایک موضع ہے جسکی رکھیا میں دانا گلاب شاہ مجذوب رہا کرتے تھے یہ مجذوب بڑے صاحب فیض اور مستجاب الدعوات تھے میانصاحب کو ان سے بہت فیض حاصل ہوا اور چند روز میں داتا نے فیض باطن سے مالامال کر دیا۔ کوئی فقیر سادھو مولوی جہاں کہیں بھی ہوتا۔ میاں صاحب اس کی خدمت میں حاضر ہوتے سفر کی تکالیف اٹھاتے اور کچھ پروا نہیں کرتے بعض اوقات برس۔ دو دو برس گھر سے باہر رہتے اور بزرگوں کی زیارت کے لئے تشریف لیجاتے ایک دن حضرت سے عرض کیا کہ میاں صاحب آپ کہاں تشریف لیجایا کرتے ہیں فرمایا کہ (لالہ) مہم شریف میں میرے پیر مولوی شاہ اسمٰعیل صاحب ہیں ان سے ملنے کے لئے جایا کرتا ہوں اور دلی میں ایک مست دین علی شاہ ہیں اور کوٹ پوتلی میں ایک مست کلن شاہ ان سے ملنے کا زیادہ شوق رہتا ہے۔ اور مولوی نور محمد صاحب کملی والے جو مرزا جان جاناں صاحب کے خلیفہ تھے بارہ سال تک دہلی میں ایک کائستھ صاحب کے دروازہ کی صحنچی میں پڑے رہتے یہ بھی مجھپر بہت کرم فرماتے ہیں اور میاں محمد اسمٰعیل صاحب کمہار حصار والے اور مولوی محمد رمضان صاحب مہی اور مولانا شاہ عبد القادر صاحب برادر شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ان سے میل ہے اور یہ سب لوگ مردانِ راہ خدا ہیں ؎

کوئی چشم حقیقت کھول کر دیکھے تو اے بیدل　　تماشہ خاک کے پتلے میں پنہاں ہو خدائی کا

اور بھائی ان کے علاوہ سو سو دو دو سو کوس تک بھی جہاں کہیں کسی بزرگ کو سنتا ہوں ان کی خدمت میں پہنچتا ہوں حدیث شریف میں آیا ہے مجالسۃ العلماء واستماع کلام الحکماء فان اللہ تعالیٰ یحیی القلب المیت بنور الحکمۃ کما یحیی الارض المیتۃ بماء المطر (ترجمہ) علماء کے پاس بیٹھنا حکیموں کا کلام سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ جلاتا ہے دل مرے ہوئے کو ساتھ نور حکمت کے جیسا جلاتا ہے زمین مری ہوئی کو ساتھ پانی مینہ کے) پھر مینے عرض کیا کہ میاں صاحب تم نے اس وقت تک کس قدر چلے کئے فرمایا کہ بھائی چلہ کشی تو میں نہیں جانتا۔ ان پڑھ ہوں یہ تو بزرگوں کا کام ہے البتہ ڈوم والے تالاب کی سلا پر بارہ سال تک عشا سے لیکر صبح تک اللہ اللہ کی ہے اور دن کو روزہ رکھتا اور زمینداری کا کام کرتا۔ ایسی ہی گڑگج کے تالاب پر جو عزت پور باسس کے پہاڑ میں ہے۔ اور اس تمہاری کھوڑ بسی کے جھرنوں میں اور فیروز پور جھرکہ کے جھرنوں میں عرصہ تک مختلف اوقات میں راتیں گزاری ہیں جے پور اور الور کی پہاڑیوں میں بھی بہت پھرا ہوں اللہ کا شکر ہے اور اس کا احسان ہے

اے اللہ

تمتع زہر گوشۂ یافتم　　زہر خرمنے خوشۂ یافتم
ہر کہ چیزے جست بیشک یافت او　　چون بجد اندر طلب بشتافت او
چوں نہادی در طلب ہائے پسر　　یافتی و شد میسر بے خطر
ہیں مباش اے خواجہ یکدم بے طلب　　تا بیابی ہر چہ خواہی بے تسب
عاقبت جوئندہ یابندہ بود　　چونکہ در خدمت شتابندہ بود
در طلب چالاک شو را این فتح باب　　فی طلب واللہ اعلم بالصواب
چوں شمارم من ز احسانِ تو چوں　　گر زباں ہر موشود لطفت فزوں
طاعت و توفیق طاعت ہم ز تو　　لطف تو بر ما نوشتہ صد نکو

ہاں

میاں صاحب کا حافظہ باوجود امی ہونے کے ایسا تیز تھا کہ جس بزرگ سے ملتے اس کے ارشادات وہ ہے اشعار اردو فارسی اور آیات قرآنی۔ علماؤں کے وعظ سب جوں کے توں یاد تھے۔

روایت۔ کوڑیا سکنہ سوندھ نے بیان کیا کہ مجھے نماز پڑھنے کی بالکل عادت نہیں تھی اور نہ پوری طرح سے آوے تھی۔ موٹی زبان اچھی طرح نہیں لوٹتی تھی جس سے پوچھتا وہ وق ہو جاتا اور نہ بتاتا اس لئے اور بھی چھوڑ دی۔ البتہ کبھی کبھی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ کبھی میرے سے نماز پڑھنے یا سیکھنے کو نہیں کہا جب میں جاتا تو نماز روزہ کا بیان فرماتے اور دوسروں کو سُناتے وہ سب باتیں کچھ دلوں میں میرے کننہ (ذہن نشین) ہو گئیں اور اب یہ حال ہے کہ نماز کسی حال میں نہیں چھوٹتی۔

ایک دن میں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ آپ کو اتنی باتیں کہاں سے یاد ہو گئیں فرمایا تم کیا جانو جن سے میں نے یہ باتیں سیکھیں ہیں۔ پھر عرض کیا کہ ایک دو کے نام تو بتادو۔ ارشاد ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظوں میں برسوں شریک ہوا ہوں اور آپ کے پیچھے ایک عرصہ تک جمعہ کی نماز سوندھ سے چلکر دہلی میں پڑھی ہے۔ اور بیسیوں عالموں سے ملا ہوں آگرہ۔ لکھنو میرٹھ کی طرف سینکڑوں علاؤں سے باتیں سنی ہیں تم کو کس کس کے نام بتاؤں میں نے عرض کیا کہ گنگا جی بھی دیکھی ہے فرمایا کہ گنگا اور جمنا کے کھو لو نیں بر سول اللہ اللہ کی ہے اور رشی گنیش میں بھی گیا ہوں اور بہت سے ہندو فقیروں کو دیکھا ہے اور مسلمان فقراؤں کو بھی عرض کی کہ ہندوؤں سے کیوں ملے فرمایا

در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست ؎ در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست
زاہد ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست ؎ در حقِ ما ہرچہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست

پھر فرمایا کہ بھائی خدا کو سچے دل دہا دے تو ہر ضرور مل جاوے۔ یاد رکھو خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرنے سے سب کچھ مل جاتا ہے اور اس کے باہر کچھ نہیں رکھا ہے خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؎ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ؎ مرشد وسیلہ ہے اللہ اور اس کے رسول کے راستہ بتانیکا۔ مرید کو پیر کی خدمت کرنے سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر سب اس پر مہربان ہو جاتے ہیں ہم نے اپنے پیر کی خدمت کی۔ خدا واسطہ سینکڑوں فقیروں سے ملے

اور ان کی خدمت بجا لائے۔ سینہ سے لگایا کرم کیا سب کچھ دیا۔ کوڑیا تم کو بھی جو اللہ کا نام بتایا ہے خوب محنت سے رٹا کرو۔

محنت کر رے پاوے بن محنت نہیں پان ؎ بن محنت رتجے نہیں گورو و ہنی بھگوان

چنانچہ اُس کی حالت ایسی دیکھی گئی کہ روزہ دار نمازی تہجد گزار پرہیزگار چہرہ پر اس قدر نور برستا تھا کہ خوبصورت نوجوانوں کے چہرے اس بوڑھے کے سامنے ماند تھے۔

روایت حیات خان سکنہ سوندھ نے بیان کیا کہ علاقہ ہذا کے لوگ اس قدر شرک و کفر میں مبتلا تھے کہ باوجود مسلمان ہونے کے ہولی۔ دیوالی۔ کھیڑہ دیوت۔ چاونڈ دیبی۔ چوراہے بڑ۔ پیپل۔ کنواں۔ چاک۔ سب کچھ پوجتے۔ داڑھی منڈواتے اور شراب پیتے میاں صاحب کے تصرف اور ان کی برکت سے چند ہی روز میں لوگ اس گمراہی سے پاک ہو گئے۔ قربان جائے مرشد کے سچ ہے (دوہرہ)

مرشد ایسا چاہیئے جو سقلی گر سا ہو ؎ جنم جنم کے مورچہ پل میں دیوے کھو

آپ سے بیعت ہوتے ہی لوگوں نے داڑھیاں بڑھالیں۔ نمازیں شروع کیں۔ غیر خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ شرابوں کی بھٹیوں کو بند کر دیا مسجدیں تعمیر ہونے لگیں جن میں سے دو مسجدیں سوندھ میں میاں صاحب نے تعمیر کرائیں اور آس پاس کے دہات میں بھی دیکھا دیکھی یہ اثر پھیلا۔ ہر گاؤں میں ایک ایک مسجد بنگئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ شعر

دیا قول اس کے جو دو بول نے ؎ تو کلمہ کا طوطی لگا بولنے

روایت بھورا سکنہ سوندھ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ مدارا سے جو نہایت پرہیزگار اور تہجد گزار تھے یہ سنا ہے کہ میاں صاحب بچپن میں نہایت کم گو تھے اور گاؤں کے بچوں کے ساتھ کھیل کود کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ شروع جوانی میں اکثر اپنی اوقات تنہائی میں یاد الٰہی میں بسر کرتے تھے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو قرآن وحدیث سے اس کا جواب فرماتے اور ایسی تشریح کرتے کہ سامع کی تسلی ہو جاتی۔ عالم لوگ جو خدمت میں حاضر ہوتے ان کے ساتھ ویسا ہی کلام

فرماتے باوجود امی ہونے کے ہر مسئلہ کا ثبوت فقہ و حدیث سے ارشاد فرماتے اور مسائل کو ایسے صریح الفاظ میں جو عام فہم ہوں بیان کرتے۔ اکثر اوقات ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دو چار آدمی حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ہوتے اور خاموشی کا عالم سب پر طاری ہوتا۔ اور غیب سے سلام علیکم کی آواز آتی اور میاں صاحب وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ فرماتے ایسے ہی چلتے میں بعض دفعہ کسی دوسروں کی بات کا جواب دیتے ہوئے سنا ہے اور کوئی آدمی ہمراہ نظر نہیں آتا تھا جس حجرہ میں میاں صاحب شب کو اللہ اللہ کرتے تھے اس میں سے روشنی نکلتی ہوئی میں نے خود دیکھی ہے میاں صاحب جیسے خود شریعت کے پابند تھے۔ ایسی ہی دوسروں پر پابند رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ سیاحت میں میں اکثر ساتھ رہتا تھا۔ اہل ہنود کے گاؤں میں جب میانصاحب پہنچتے تو اس گاؤں کے آدمی میانصاحب کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تھے۔ حضرت قبلہ ان کو نصیحت آمیز باتیں فرماتے لوگ اس قدر گرویدہ ہو جاتے کہ ہر وقت میاں صاحب کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور حضرت کے چیلے بنجاتے اور آپ کو گروجی مہاراج کہکر پکارتے۔ ہندؤں کو میانصاحب دوہروں میں گیان دھیان کی باتیں بتلاتے۔ بعض اوقات جذب کی حالت طاری ہوتی اور آپ کی زبان مبارک سے زور کے ساتھ لا الہ الا اللہ نکلتا جو سنتا یہی کہنے لگ جاتا۔ اور گھنٹوں یہی شمار رہتا لوگ زمین پر سر پٹکتے اور بے ہوش ہو جاتے ؎

مرشد میرا سورما کرے شبد کی چوٹ ؎ مارے گولا پریم کا ڈھے بھرم کا کوٹ

روایت۔ میر حاجی احمد حسین صاحب سکنہ گلاؤٹی ضلع بلند شہر مشیر ریاست جودھپور اپنے وقت کے ایسے بزرگوں میں سے تھے کہ ان کی نسبت یہ خیال تمام اطراف میں پھیلا ہوا تھا کہ خلاف شریعت انہوں نے تازیست کوئی کام نہیں کیا۔ ان کا یہ بیان ہے کہ یہ اثر مجھ میں میاں صاحب کی صحبت سے پیدا ہوا۔ میانصاحب اس قدر شریعت کے پابند تھے کہ ان کا کوئی فعل خلاف سنت نہیں تھا رفتار، گفتار، نشست و برخاست سب سنت نبوی کے موافق تھیں۔ آپ تیز چلتے تھے اور پیروں کی چاپ چلنے میں سنائی نہیں دیتی تھی نیچی گردن کر کے چلتے اور بعض اوقات ردا مبارک سر

پر ڈال لیتے۔ گفتار میں خشونت بالکل نہیں تھی۔ اور تقریر نہایت شیریں اور مسلسل ہوتی کہ سامع کا جی بات سننے سے نہیں گھبراتا۔ اکثر دوزانو یا چوزانو پلنگ پر نشست رہتی۔ ہمیشہ باوضو رہتے کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنستے۔ ہر کام بسم اللہ کے ساتھ شروع کرتے۔ بولنے میں اللہ اللہ کے ساتھ کلام فرماتے۔ اکثر وقت وعظ و نصیحت میں صرف ہوتا شریعت کی بابت پابندی سے تاکید فرماتے گالی یا فحش کلام ان کی زبان سے بچپن سے لیکر ضعیفی تک کبھی نہیں سنے گئے اکثر رات دن میں یہ کلمات زیادہ فرماتے یا اللہ تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا حفیظ یا سلام امان اللہ بار بار کہتے کوئی حافظ آجاتا تو اس سے قرآن پڑھواتے اور سنتے سنتے رقت طاری ہو جاتی تھی احادیث کی کتابیں بھی سنا کرتے تھے لیلا مجنوں اور ہیر رانجھہ کے قصہ سننے کا شوق تھا آپ کے مرید اعظم شاہ ولایتی اور محمد شاہ منصور کا قصہ پشتو میں پڑھتے۔ تو میاں صاحب شوق سے فرماتے کہ اعظم شاہ سناؤ۔ سناؤ۔ اگر کوئی ہندی۔ پشتو۔ پنجابی۔ فارسی زبان میں شعر یا کوئی دوہا یا چوپائی پڑھتا اور کسی لفظ کی اونچ نیچ ہو جاتی تو آپ فوراً بتا دیتے تھے۔ اکثر توحید و نعتیہ کلام سنا کرتے اور خود بھی ہندی کی دوہرے اسی مضمون کے فرماتے لوگوں کو تعجب ہوتا کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے صحت الفاظ اور فہم مضامین کا یہ حال ہے۔ اللہ اللہ بندگان خدا کی عجیب عجیب حالتیں ہیں جو سمجھ میں ہم لوگوں کے نہیں آسکتیں۔ اپنا اور ان کا مقابلہ مت کرو اور خدا سے ڈرو ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؎ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
ہر دو نے خوردند از یک آب خور ؎ آں یکے خالی و آں از پر شکر — اللہ اللہ

روایت۔ میر عاشق علی صاحب سکنہ گلاؤٹھی رحمتہ اللہ علیہ حضور میاں صاحب کے خاص چہیتے مریدوں میں سے تھے اور قلندری طریقہ رکھتے تھے۔ ان کے پیر بھائی خانصاحب میاں غازی الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت موصوف سکنہ سہنہ نے میر صاحب سے بیان کیا کہ میانصاحب بارہ بارہ گھنٹہ کا حبس دم کیا کرتے تھے میاں صاحب کے رونگ رونگ سے کلمہ کی آواز آتی تھی ؎

تن سوکھ پنجر بھیو اور رگین بھئیں سب تار ؎ رویم رویم باجت ہی یہ ہے نام تہار

رات دن میں صرف ایک معمولی روٹی اور ایک کوزہ پانی پر گزر کرتے پھر میر صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب کے مجاہدہ کی یہ کیفیت تھی۔ کہ نوافل و ذکر الٰہی میں جوں شام سے بیٹھتے اگلے دن اسی وقت اٹھتے۔ اور یہ حال تہا کہ غریبوں کے ساتھ محبت اور مروت سے پیش آتے چھوٹوں اور بڑوں کو نصیحت کرتے اور فرماتے کہ جھوٹ دغا بازی۔ چوری اور ریاکاری بڑا سخت گناہ ہے۔ حسد اور بغض و کینہ اور ریاکاری سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کے بندوں کی خدمت کرنا۔ اور غریبوں کو مدد پہنچانا بہترین عبادت میں سے ہے اس طرح سے اللہ راضی ہوتا ہے صالحین مومنین اور علماء کی صحبت سے نور ایمان میں زیادتی ہوتی ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند ؎ صحبت طالع ترا طالع کند

دوہرہ

اچھے کی صحبت بھلی۔ بیٹھے کسی جتی ستی کے پاس ؎ سیو اکرے سمندر کی جا سو لگان جواہر ہاتھ

فقیروں درویشوں اور اللہ والوں کی صحبت اور خدمت سے دل کی سیاہی دور ہوتی ہی اللہ اللہ کا ذوق و شوق طبیعت میں خود بخود پیدا ہوتا ہے جو باعث خوشنودی اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ مخلوق کی خدمت کرو خواہ کسی قوم کا ہو۔ آپ خود بھی بیماروں کی خدمت کرتے۔ چمار بھنگی کوئی بلاتا اس کے ساتھ چلے جاتے اور فرماتے (دوہرہ)

سبھی ذات چمار کی بنا چام نا کوئی ؎ بنا چام وہ آپ ہی جسے کہے نا کوئی

اور فضول خرچی کو روکتے۔ حتیٰ کہ جو کوئی پانی بھی فضول خرچ کرتا اس کو منع فرماتے اور کہتے کہ یہ اصراف بیجا ہے خدا اس کا حساب لیگا۔ کھانا کھانے سے پیشتر جب ہاتھ دہوتے تو کسی درخت کی جڑ میں ہاتھ دہوتے اور فرماتے کہ یہ پانی بھی کیوں ضایع جائے خدا کی بنائی ہوئی نعمت ہے۔ پانی ایسی جگہ ڈالو جہاں کسی کو نفع پہنچائے یہ ہمارے رسول اللہ کا فرمان ہے تم لوگ ذرا ذرا سی نیکیاں یوں ہی نادانی سے ضایع کر دیتے ہو۔

روایت نواب محمد شاہ خاں صاحب ساکن قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد بھی حضور کے خاص مریدوں میں تھے

آپ کی حالت نیم مجذوب و بہت کی سی تھی۔ نہ بٹیر مارتے اور نہ برہنہ ہوتے تھے۔ کسی کی ایذا رسانی کو روا نہیں رکھتے تھے۔ کوئی بولتا تو باتوں کا سلسلہ نہ ختم ہونے والا برابر جاری رہتا ورنہ دو دو دن خاموش رہتے اکثر ان کی حالت ظاہری اس طریقہ پر بسر ہوتے دیکھی ہے کہ اپنے کمر سے ایک بکرہ باندھ رکھا ہے اور اس کی رسی میں کتے کی ڈوری الجھ رہی ہے۔ اور یہ سب کچھ ایک چھوٹی سی ٹٹوانی کے گلے سے بندھے ہوئے ہیں۔ آگے آگے آپ پیچھے پیچھے یہ بکھیڑا چل رہا ہے ایسی صورت سے سفر کرتے۔ دیکھو اس امارت کا جو اللہ کے ذوق و شوق میں چھوڑ چکے تھے کبھی خیال تک بھی دل میں نہ لاتے۔ بظاہر ملامتیہ طریقہ کے پابند تھے ایک دن انہوں نے ارشاد فرمایا کہ پیر و مرشد میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ علماء و فضلاء و صلحا و فقراء کی صحبت کے ایسے شائق تھے کہ دور و دراز برسوں کا سفر پیدل اختیار کرتے اور ان کی خدمت میں پہنچکر مستفیض ہوتے آپ کی چہیتی غذا جو اور چنے تھے اور اس کے علاوہ تواضع میں جو کوئی کچھ پیش کرتا حضور نوش فرماتے برس برس چھ چھ ماہ کے چلے اکثر صرف ایک چھوٹی ٹکیا چنے کی کھایا کرتے ایک عجیب بات ان سے ظہور میں آتی تھی۔ کہ جب عاجز پیر دبانے بیٹھتا تو جس جوڑ کو دباتا اس سے علیحدہ علیحدہ اسماء الٰہی کی شغلوں کی آوازیں سنائی دیتیں آپ اکثر رات دن میں بلند آواز سے فرماتے۔ اے اللہ رحم کر اے اللہ فضل کر تو کریم ہے رحیم ہے تیرا فضل درکار ہے۔ یا مولا فضل کرے تے چھٹیاں عدل کرے تے لٹیاں۔

روایت سید محسن شاہ صاحب خلیفہ جو حضور قبلہ فرد وقت کے خاص مریدوں میں سے ہیں بیان کیا کہ مولوی محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو میاں صاحب کے پوتے ہوتے ہیں فرماتے تھے کہ جب میں مدرسہ عربیہ میرٹھ سے رخصت لیکر آتا۔ تو حضور قبلہ فرد وقت کتاب فتوحات مکہ و شام سنا کرتے۔ اس میں میرے کل مطالعہ جات باقی رہجاتے جو مدرسہ کی جانب سے مجھے بتائے جاتے تھے۔ میں نے اس عذر کو پیش کیا۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ خدا علیم حامی و مددگار ہے رخصت کے اختتام پر جب مدرسہ میں حاضر ہوتا تو کل خواندگی ایسی حافظہ میں معلوم ہوتی جیسے

ان اسباق کو کسی خاص استاد کی شفقت آمیز مہربانی سے یاد کیا ہو۔

روایت۔ ایک روز مولوی محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مدرسے سے رخصت لیکر سوندھ آیا تو حضور قبلہ فرد وقت نے ارشاد فرمایا کہ تم آگئے ہو۔ حسب دستور فتوحات مکہ و شام سنایا کرو یہ سلسلہ سنانے کا اتنا بڑھا کہ مدرسہ کی غیر حاضریاں زیادہ ہوگئیں عرض کیا کہ اس مرتبہ خواندگی مدرسہ کی کچھ نہیں ہوئی اور غیر حاضری بھی زیادہ ہوگئیں۔ ارشاد ہوا کہ بعد نماز صبح اکیس مرتبہ اَللّٰھُمَّ زِدْنِی عِلْمًا نَافِعًا پڑھ لیا کرو جس کا یہ اثر ہوا کہ چند روز میں تمام خواندگی ایسی پوری ہوئی کہ جماعت میں اول درجہ پاس ہوا۔

روایت۔ چھوٹے صاحب ولایتی جو حضور قبلہ فرد وقت کے مریدوں میں سے تھے بیان کیا کہ حضور قبلہ ایک دفعہ قصبہ الدہن ضلع میرٹھ میں فروکش تھے۔ اپنے میزبان منشی عبد الحکیم صاحب سے ارشاد فرمایا کہ دالان صاف کر کے وہاں فرش بچھادو تعمیل حکم کی گئی۔ آپ دالان میں تشریف لے آئے اور ایسے بیٹھے تھے جیسے کسی کے آنے کے انتظار میں کوئی شخص گوش برآواز ہو تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر کسی شخص نے آواز دی آپ نے فرمایا آجائیے اتنے میں مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نانوتوی تشریف لائے سلام علیک کے بعد مصافحہ کیا نہایت احترام سے بٹھایا حضرت مولانا نے کسی شغلہ کی طرف اشارہ کیا۔ میاں صاحب نے اس شغل کی بابت ایسا بیان فرمایا کہ سامعین محو ہوگئے۔ پھر کچھ چپکے چپکے اور باتیں کرتے رہے جسے میں نہ سمجھ سکا تھوڑی دیر ٹھیر کر تشریف لے گئے۔

روایت۔ غلام در حضور مسکین معین کرانوی نے بیان کیا کہ ایک روز میں اپنے پیر و مرشد روحی فدا حضرت مجدد وقت میاں مولوی عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عصر کے وقت حاضر تھا بزرگان دین و صوفیاء کرام کے تذکرے ہو رہے تھے۔ غلام نے عرض کیا کہ کیا کوئی بزرگ اپنے مرید کو کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں تکمیل مدارج کے لئے بھیجتا ہے ارشاد فرمایا ہاں۔ ایک دفعہ ایک شخص بعد الفراغ حج جو حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب

اعلیٰ حضرت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح کا اپنے ایک مرید کو حضرت میاں راج شاہ رح کی خدمت میں (تکمیل مدارج کے لے بھیجنا)

رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا اور ان کے ایماء سے سوندھ میں حاضر ہوا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس اپنے مرید سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے ایک دوست میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مردانِ خدا میں سے ہیں اور موضع سوندھ ضلع گوڑگانوہ میں جو قصبہ نائورڈ کے پاس ہے وہاں رہتے ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ہمارا سلام کہہ دینا اور بس چنانچہ اب میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور فرد وقت نے فرمایا۔ اچھا بھائی کھانا وانا کھاؤ۔ اور آرام کرو۔ بعد نماز تہجد وہ شخص حاضر ہوا دو گھنٹہ برابر تخلیہ میں حاضر رہا صبح کو رخصت فرماتے وقت سینہ سے لگا کر ارشاد کیا کہ کہو اللہ اس نے اللہ کہا۔ پھر فرمایا کہو اللہ۔ تیسری مرتبہ پھر اللہ کہلایا اس وقت یہ حالت تھی کہ بہ ہزار ہوسے پسینہ جاری تھا اور بیخودی اس پر طاری ہوگئی تھی پھر کیا تھا رنگ بدل گیا۔ کندن ہوگیا اور اسی حالت میں دعائیں دیتا ہوا چلا دیا۔ حضور نے فرمایا کہ بھائی اس کی تکمیل میں یہ کسر تھی اور اس کا حصہ ہمارے پاس تہا۔ اللہ ہو اللہ ہو

روایت۔ ایک مرتبہ مولانا نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص حضور قبلہ فرد وقت کے جناب میں حاضر ہوا کہ مجھکو سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ نے تھوڑی دیر تامل فرمایا اور کہا کہ درست کہتا ہے اسی روز اس کی تکمیل مدارج کی گئی۔ اور وہ خوش و خرم روانہ ہوگیا۔

روایت حافظ احمد اللہ صاحب ذکر کرتے تھے کہ حضور میرٹھ میں حکیم محمد مقرب حسین صاحب کے مکان پر فروکش تھے۔ اور عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ وہاں ایک فقیر رہگیر رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے میں جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نانوتوی تشریف لائے اور فروتنی سے پاانداز پر بیٹھنے لگے حضور نے ہاتھ تھام لیا اور اپنی ردار مبارک مولوی صاحب کے نیچے بچھائی۔ اور فرمایا کہ آپ عالم ہیں اس پر بیٹھیے۔ مولوی صاحب نے چادر چوم کر سر پر رکھنا چاہا حضرت قبلہ نے ہاتھ میں سے لیلی اور اپنے پاس بٹھایا۔ دونوں حضرات میں آہستہ آہستہ باتیں ہونے لگیں جو کسی کی سمجھ میں نہ آئیں۔ رنگین پوش فقیر باہمی گفتگو میں دخل در معقولات

لگے۔حضور قبلہ نے بار بار منع فرمایا اور مولانا کے ادب کی تاکید کی۔اس پر بھی وہ نہ مانے۔آخر ناراض ہو کر فرمایا۔کہ میاں و مرشی کے رنگ میں کپڑے رنگ لینے سے الوہیت کے رموز نہیں سمجھ سکتے۔بانا شیر کا چال گیدڑ کی سادہ بنا۔یا سانگی۔جس مرتبہ کی یہ باتیں ہیں پہلے اس تک تو پہنچو پھر دخل دینا ؎ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔یہ حصہ تو خاص حضرت مولانا کا ہے۔ الله ہو الله

روایت۔از سید محسن شاہ صاحب۔سردی کے موسم میں حضور سوندھ میں سرس کے درخت کے سایہ میں چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ایک نابینا حافظ صاحب بھی کہیں سے آگئے۔ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ محدث دہلوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سات روز تک بیان کی۔اور بڑے بڑے نکات و معنے ارشاد کئے۔اور اخیر میں فرمایا کہ اگر سات سال تک اس کی تفسیر بیان کروں تب بھی ختم نہیں ہو سکتی۔حافظ صاحب نے کہا کہ حضور سات تو کل آیتیں ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ سات دن تک کیا بیان کیا ہوگا۔فرمایا کہ بھائی خدا کا کلام ایسا ہی بحر ذخار ناپیدا کنار ہے کہ برسوں میں ختم نہیں ہو سکتا۔حافظ صاحب نے پھر وہی تکراری جملہ کہے حضور قبلہ نے فرمایا کہ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے تم کو اندھا کر دیا۔ الله ہو الله

روایت۔سید محسن شاہ صاحب نے کہا کہ ایک روز حضور نے چھوٹے شاہ صاحب سے فرمایا کہ موضع وہلاوٹ میں سیدوں کی ایک مسجد ہے جس کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے اس کو جا کر بنوا دو آپ بموجب ارشاد وہاں پہنچے گاؤں والوں سے کہا وہ نہ مانے۔چھوٹے شاہ صاحب مایوس ہو کر آئے اور کل ماجرا بیان کیا حضور نے کچھ دیر خاموش ہو کر فرمایا کہ پھر جاؤ اب کے مان جاویں گے چنانچہ دوبارہ جب گئے تو سب رضامند ہو گئے خرچ پاس نہ تھا خیال ہوا کہ تعمیر کیسے ہوگی حضور پرنور سے عرض کیا۔آپ نے کچھ روپیہ دیکر عرض کیا کہ خدا کے بھروسہ پر تعمیر شروع کر دو کام جاری ہوا اور مسجد حسب ارشاد تیار ہو گئی یہ تصرف اولیاء کرام کا ہے۔ الله ہو الله۔

روایت سید محسن شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے بھائی سید محمد صدیق علی شاہ پنشنر تحصیلدار نے فرمایا کہ میں اکثر فقرا سے ملا ہوں مگر جب حضور قبلہ فرد وقت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تو

جو کیفیت آپ کے حضور میں ہوتی تھی وہ بات کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔ الله ہو الله

روایت سید محسن شاہ صاحب نے سید محمد صدیق علی شاہ متذکرہ صدر کے حوالہ سے بیان کیا کہ نواح سوندھ میں پہاڑوں کی طرف سے ذکر کی آواز آئی اور جہاں حضور کا مزار مبارک ہے وہاں نیموں کے درخت سے آدھی رات ڈھلے بعد طیور کے ذکر کا غلغلہ ہوتا صبح تک ایک ایسا سماں دلکش روزانہ دیکھتا تھا کہ اس کی حلاوت سے اس وقت تک تڑپ اور بےچینی باقی ہے سبحان اللہ وبحمدہ یہ اثر سوائے اولیاء کرام کے اور کس کا ہو سکتا ہے۔ الله ہو الله

روایت۔سید محسن شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے والد مرحوم ہاپڑ میں سب رجسٹرار تھے رخصت پر آتا تو ہاپڑ جاتا اور نماز جمعہ جامع مسجد میں پڑھتا۔ایک نوجوان صالح حافظ محمد خاں مرحوم کے صاحبزادے جمعہ پڑھایا کرتے تھے جو حضور سے بیعت تھے۔چنانچہ فقیر محسن ان سے اس لئے ملنے گیا کہ میرے پیر بھائی حافظ محمد خاں کے صاحبزادے ہیں ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کا ایک بڑا بھائی حافظ قرآن فوت ہو گیا۔ان کے والد نے کوئی رنج نہیں کیا اور صبر سے کام لیا کچھ عرصہ کے بعد حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا حافظ محمد خاں تمہارے نوجوان لڑکے کا حال انتقال سنکر ملال ہوا اور تمہارے صبر اختیار کرنے کا شکر ادا کیا گھبراؤ مت۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین۔ ؎

حاصلِ آدمی دریں شورستان ۔۔۔ جز خوردن غصہ نیست یا کندن جاں

خرم دل آن کزیں جہاں زود برفت ۔۔۔ آسودہ کسے کہ خود نیامد بجہاں

خدا تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا جو نیک بخت حافظ صالح ہوگا اس کا نام غفران خاں رکھنا۔چنانچہ میں حضور اقدس کی دعا کا نتیجہ ہوں۔

گفتنِ او گفتنِ اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حدیث شریف میں مذکور ہے فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا ولسانہ الذی یتکلم بہ ولئن سألنی لاعطینہ۔ ولئن

استعاذنی لاعیذنہ (صحیح بخاری شریف کتاب التواضع)

ترجمہ جب میں اپنے کسی بندہ کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اسکا کان ہو جاتا ہوں وہ میرے کان سے سنتا ہے میں اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں وہ میرے پاؤں سے چلتا ہے۔ میں اس کی زبان بنجاتا ہوں وہ میری زبان سے بولتا ہے پھر جو کچھ وہ مانگتا ہے میں اس کو عطا کرتا ہوں اور جب میری طرف آتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔ اولیا غفرانہم تا ایندم بقید حیات ہیں۔

روایت۔ منشی عصمت اللہ خاں کمبوہ نے فرمایا کہ میرٹھ کے رسالہ میں ایک رسالدار تھے کسی بات پر جرنیل صاحب اُن سے ناراض ہو گئے اور درجہ تنزل کر دیا ان دنوں قصبہ اولدہن میں حضور قبلہ فرد وقت رونق افروز تھے رسالدار وہاں حاضر ہوئے اور نہایت گریہ وزاری سے اپنا ماجرا سنایا حضور نے فرمایا کہ بعد نماز صبح ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو۔ "دو صبح کی دو شام کی اے مرے گوپالا + اسمیں بھی گھاٹا کرے تو لے یہ اپنی مالا"

ترکیب یہ ہے کہ دانہ تسبیح کا ہاتھ میں لیکر نفرسے پڑھے جب کہے لے یہ اپنی مالا تو تسبیح بھی ہاتھ سے زمین پر رکھدے دوبارہ پڑھے پھر اسی طرح اس لفظ پر تسبیح ہاتھ سے رکھدے رسالدار نے اسی طرح عمل کیا تیسرے دن جرنیل صاحب نے خود رسالدار سے معافی چاہی اور پھر اسی عہدہ پر بحال کر دیا۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔

روایت۔ ایضاً بیان کیا کہ ایک شخص کے متعلق بڑی جائداد کا مقدمہ درپیش تھا وہ حضور کا نام سنکر سوندھ آئے راستہ میں ان کو خلاف موسم ایک آم ملا انہوں نے اس کے تین حصے روٹی کے ساتھ کھائے اور ایک حصہ رہنے دیا کہ سوندھ پہنچکر دکھاؤں گا کہ بے موسم یہ آم ملا ہے جب حاضر حضور ہوئے تو ارشاد ہوا میاں تم نے چوتھائی آم چھوڑ دیا چوتھائی جائداد کا حصہ تمہارے قبضہ سے نکل جائیگا۔ یہ کیا گیا خدا دے اور بندہ لے اور پھر اس میں سے چھوڑ دے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ بیان کیا کہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی جب

بیت اللہ تشریف لے گئے تو وہاں کے فقرا اور اہل اللہ سے ملے ایک روز خانہ کعبہ میں ایک بزرگ عالم بزرگان دین کے اوصاف بیان فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمیوں کے یہ یہ اوصاف بیان فرمائے ہیں مولانا صاحب ممدوح نے سنکر بیان فرمایا کہ ان جملہ اوصاف سے متصف ہندمیں ایک شخص کو پایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت وہ کون بزرگ ہیں اور کہاں قیام پذیر ہیں مولانا صاحب نے تمام پتہ اور نام حضرت میاں راج شاہ صاحب حضور قبلہ فرد وقت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کیا۔ وہاں ایک کانپور کے مولوی صاحب بھی تھے انہوں نے پتہ مفصل لکھ لیا بعد الفراغ حج پہلے اپنے وطن کانپور میں آئے اور کچھ دن قیام کرکے براہ دہلی گوڑگانوہ قصبہ سہنہ پہنچے تو پھر تین کوس کی پہاڑی طے کرکے سوندھ کے جنگل میں آئے دیکھا تو ایک بزرگ کھڑے ہیں مولوی صاحب نے بعد سلام علیک ان سے دریافت کیا کہ جناب یہاں کوئی موضع سوندھ ہے اور کیا اس میں ایک بزرگ اس نام کے رہتے ہیں فرمایا چلو سوندھ میں بھی چلتا ہوں ذرا آرام کرلو آپ کھیت کی مینڈ (ڈول) پر بیٹھ گئے اور وہ حدیث تلاوت کی جو مولوی صاحب نے کعبہ شریف میں بزرگان دین کے اوصاف میں بیان کی تھی۔ مولانا کانپوری یہ سنتے ہی مضطرب ہو گئے اور حضور کے قدموں پر گرکے بے اختیار رونے لگے حضور نے اٹھاکر سینہ سے لگا لیا اور سوندھ لیجاکر بیعت کیا۔ پھر ایک شغل تعلیم فرماکر کہا کہ بھائی کہاں کہاں بھٹکتے پھروگے۔ ممکن نہیں کہ چپہ چپہ زمین پر پھر جاؤ۔ اپنے ہی میں ڈھونڈو۔ یہیں مل جاوے گا "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید"۔ (دوہرہ) دور کہوں تو دور ہے اور پاس کہوں تو پاس روم روم میں رم رہو۔ جوں پھولن میں باس۔ پریم کے دو انچھر پڑھتے ہی رنگ چڑھ گیا شاداں وفرحاں روانہ ہوئے ہر سال کانپور سے سوندھ آتے رہے جب تک جیئے یہ ورد نہ چھوڑا۔ اللہ جی اللہ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ دہلی میں ایک طالب علم عربی پڑھتا تھا تعلیم قریب الاختتام تھی اور دستار بندی کا زمانہ قریب کسی جلسہ میں حضور کے حالات سنکر غائبانہ بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ والدین اور استاد سے اجازت لیکر صبح روانہ سوندھ ہونے کو تھا کہ خواب میں ایک بزرگ

حضرت مولانا شاہ اسحٰق صاحب محدث دہلوی کی تصدیق و توصیف حضرت میاں راج شاہ صاحب کے متعلق

کی زیارت ہوئی انہوں نے بیعت کیا اور فرمایا کہ بعد تکمیل علوم شرعی حاضر ہونا اس لئے ارادہ فسخ کیا اور استاد سے خواب کے حالات بیان کئے۔ اور کسی پر ظاہر نہ کیا بعد دستار بندی سونڈھ حاضر ہوا اور بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کیا دوبارہ بیعت ہونا چاہتے ہو عرض کیا کہ اس سے پہلے یہاں حاضر نہیں ہوا اور نہ بیعت کی ارشاد فرمایا کہ اس خواب کا معاملہ کیا بھول گئے عرض کیا وہ بھولتا تو یہاں کیسے آتا۔ بعد اصرار بسیار دوبارہ بیعت کیا۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضًا۔ بیان کیا کہ مولوی عبد الغفور صاحب جمعہ کے دن منشی مولوی محمد یعقوب کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے مولوی محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ صوفیا کے یہاں ایک ذکر ہے جسے سلطان الاذکار کہتے ہیں اس سے قلب ہر وقت ذاکر رہتا ہے اور اس سے قسم قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں کچھ عرصہ کے بعد مولوی صاحب حضور میں حاضر ہوئے فوراً ایک نگاہ ڈالی۔ عجیب عجیب آوازیں چاروں طرف سے آنی شروع ہوئیں مولوی صاحب ادھر ادھر دیکھنے لگے حضور نے دریافت فرمایا کیا دیکھتے ہو یہ کیسا اضطراب ہے۔ عرض کیا ایسی ایسی آوازیں کان میں آرہی ہیں فرمایا کہ یہ ہی تو سلطان الاذکار ہے (دوہرہ) بن پگ باجا گھونگرو بنا سنگھ بہتی گھور گ بن دیپک بہیو چاند نو بہیک جی اب کیا چاہیئے قدموں پر سر رکھدیا۔ اور بلاگرداں ہوئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت منشی عصمت اللہ خاں صاحب نے بیان کیا کہ حضور نے غلام سے فرمایا کہ اگر کوئی ہوا میں اڑے اور پانی پر چلے اور آگ بھی اس پر اثر نہ کرے اور خلاف شرع ہو تو اس کو ہرگز نہ ماننا۔ یہ لوگ پیرو شیطان ہیں ؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
اتباع شریعت اور پابندی اسلام ہی کا نام درویشی ہے۔ خیالات کی صفائی۔ مجاہدہ اور ریاضت سے پیدا ہوتی ہے اور اس خیال صافی کا شریعت حسن حصین ہے۔

روایت ایضًا بیان کیا کہ آپ کے معتقدین حضور کو حسن پور ضلع مراد آباد لے گئے محمد شاہ خاں صاحب رئیس نے ایک بڑی پر تکلف دعوت کی اور حضور سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے کچھ ایسی توجہ قلبی ڈالی کہ آن واحد میں رنگ بدل گیا۔ قلب سلیم نے کھوٹا کھرا سب بتا دیا۔ جب

جنس دنیا کا جس سے ان کا سابقہ تھا جنس عقبےٰ سے مقابلہ کیا جواب حضور کی توجہ سے ملا تھا دنیاوی مال و متاع زر و سیم ان کے دیکھنے والی نظروں میں ٹھیکری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے سب چھوڑ چھاڑ حق العباد کے مطابق دے دلا اس راہ سے منہ موڑ دوسری جانب مونھ کر لیا اللہ ہی اللہ اس مرنے کو وہی لوگ جانتے ہیں جنھوں نے کھو کر پایا ہے "نا چاہیئے موہے محل محلات نہ چہیئے موہے ارتھ مجھولی "ارے میں تو گجر کردنگی تری بولی میں۔ بڑا مزا یار تری بولی میں ہاں.... بڑا مجا۔ یار۔ تری۔ رس۔ بولی میں۔ اللہ ہو اللہ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ بیان کیا۔ کہ منشی میر محمد تقی سکنہ تھانہ بھون ملازم محکمہ بندوبست تھے۔ حضور سے بیعت کی۔ اور عرض کیا کہ صرف اللہ اللہ چاہتا ہوں۔ اس بیعت سے کوئی دنیوی مطلب درمیان میں نہیں۔ ایک روز حجرہ میں بلا اطلاع چلے گئے اور دولت باطنی سے مالا مال ہو کر نکلے۔ عمر بہت کم پائی۔ اللہ۔ اللہ

روایت از غلام مسکین معین۔ میں نے اپنے والد مرحوم حافظ مولوی حکیم زین الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ میر صاحب محمد تقی گھنٹہ ن والی مسجد میں جو گورگانوہ چھاؤنی میں پکی سرائے کے سامنے بنی ہوئی ہے بعد نماز تہجد اللہ اللہ کیا کرتے تھے اتفاقاً کسی کار خانگی کے لئے آپ کو کچھ روپیہ کی ضرورت پڑی قرض لینے کی عادت نہ تھی اس لئے قرض نہ لیا۔ مانگنے کو برا سمجھتے تھے اس لئے نہ کسی سے مانگا۔ باقی اور طریقوں سے جو ملتا تھا۔ اس سے بخوف خدا دست کش تھے کام سر پر آگیا اور پیسہ ہاتھ میں نہ دارد۔ گھر سے آدمی تقاضہ کے لئے چلکر گورگانوہ آپہنچا ماجرہ بیان کیا فرمایا دیکھو اللہ کہاں سے دیتا ہے اس سے دوسرے دن مصلے کے برابر بعد نماز صبح جو دیکھتے ہیں تو دو صد روپیہ ایک رومال میں بندھے دھرے ہیں آپ نے اٹھائے اور گنے اور عام لوگوں سے پوچھا۔ کیا زمانہ تھا سب انکار کر گئے کہ ہمارے نہیں مجبور ہو کر وہ پوٹلی لے سونڈھ پہنچے حضرت سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ تجھے ضرورت تھی لے اور خرچ کر فرمایا کہ شریعت اجازت نہیں دیتی سینہ سے لگایا سر و آنکھ مرید کی چومی اور فرمایا کہ ہم کو خبر ہے تم اس کو خرچ میں لاؤ اجازت

ہے اس درگاہ سے ملے ہیں جس نے سب کو دیا! اللہ اللہ۔

روایت از منشی عصمت اللہ خاں۔ بیان کیا کہ میر احمد علی صاحب کو بیعت ہوتے ہی جذب پیدا ہوگیا میر عاشق علی صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت موجود تھا یہ حال دیکھکر جی میں خیال آیا کہ آج ہی بیعت ہوئے اور آج ہی سہرہ بندھ گیا مجھ سے نہ رہا گیا عرض کیا ؎

شعر۔ ہم تو برسے آشنا مدت سے کہلاتے رہے ؛ آجکل کے آشنا لے مزے۔ جاتے رہے

فرمایا کہ بھائی ہم کو یہی حکم تھا تعمیل حکم سرکار کی گئی۔ اس کی قسمت یہ لوگ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند + جس کام میں تم لگ رہے ہو یہ دھندا کیا کچھ کم ہے یہ مت سمجھو۔ دوہرہ۔ کبیرہ۔ کنواری روئے باوری۔ لے لے پی کا نام + پی انکھن دیکھو نہیں۔ روز رو جگا یو گام + آخر اس میں کچھ تو مزا ہے۔ ؎

محبت است کہ دل رانمی دہد آرام ؛ ورنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

یہ سنا تھا کہ میر عاشق علی صاحب نے الا اللہ کا نعرہ لگایا اور تڑپ گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ بیان کیا کہ ایک عورت کی کمر میں (سرطان) پھوڑا ہو رہا تھا۔ اس کو سخت تکلیف تھی۔ وہ آہ و زاری کرتی ہوئی آئی حضور سو رہے تھے خادم نے اشارہ سے منع کیا کہ غل نہ مچاؤ۔ حضور کی چارپائی کے نیچے راکھ کا کونڈا رکھا ہوا تھا جس میں حضور تھوکا کرتے تھے خادم نے اس میں سے متھوڑی ہوئی راکھ زخم پر لگا دی معاً تسکین ہوگئی اس عمل سے تین چار یوم میں بالکل آرام ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ بیان کیا حضور کی خدمت میں دو شخص میاں بیوی حاضر ہوئے۔ عورت نے پانچ روپے نذر کے پیش کئے آپ نے لے لئے پھر مرد نے ایک ہزار روپیہ نذر کے دیئے آپ نے واپس کر دیئے فرمایا کہ میں فقیر ہوں بن جنگل میں رہتا ہوں اس ملک میں بھیک کے لوگ زیادہ آباد ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مکان پر ڈاکہ ڈالے لوٹ لے جائے اور مفت میں جانیں ضائع ہوں تم اپنا روپیہ لیجاؤ بڑی صاحبزادی کو بر تقاضائے بشریت خیال ہوا کہ بابا نے پانچ روپے تو لے لئے اور ہزار واپس

کر دیئے صاحبزادی صاحبہ کسی کام کے لئے گھر میں واپس آئیں تو فرمایا کہ اس عورت سے دریافت کرو دونوں رقموں کی بابت تم کو بتادیگی پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ پانچ تو اس بیچاری نیکبخت نے چرخہ کات کر نذر کے لئے جمع کئے تھے اور وہ ہزار روپے میرے شوہر نے ایک جعلی دستاویز بنا کر عدالت کے ذریعہ سے مقدمہ جیتا تھا اور منت مانی تھی کہ حضور میں ایک ہزار روپیہ پیش کروں گا پھر حضور نے صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ اب تم کو معلوم ہوا کہ ان میں کیا فرق تھا۔ اللہ ہو اللہ اللہ ہو اللہ

روایت۔ منشی عصمت اللہ صاحب نے بیان کیا کہ نماز ظہر کے بعد ایک صاحب جن کی عمر قریب چالیس بیالیس کے ہوگی نہایت حسین میانہ قد حاضر خدمت حضور ہو کر قدمبوس ہوئے اور آدھ گھنٹے آنکھیں بند کئے زمین پر موؤب بیٹھے رہے۔ پھر اٹھے اور اسی طریقہ سے دست بوس ہو کر سلام کر کے رخصت ہوئے۔ بوا حمیدن خادمہ حاضر تھیں اس نے دریافت کیا کہ یہ کون تھے۔ کیوں آئے تھے اور کہاں گئے نہ بولے نہ چالے حضور نے فرمایا یہ اپنے مرتبہ میں ابدال تھے ایک مقام پر اٹک گئے اس کے آگے ترقی نہ کر سکے اب خدا کے حکم سے اس کی اصلاح ہوگئی اپنے مقام سے ترقی پا جاویں گے اور عصر کی نماز کشمیر میں جا کر پڑھیں گے۔ حضور کے تصرفات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ ابدال وقت بھی اپنے معاملہ میں حضور سے رجوع کرتے اور فیضیاب ہو کر جاتے یا مقدر یا نصیب (دوہرہ)

کہلا سمندر بہئے اور برسے چھاجوں نیر ؛ قسمت مارا پیاسو رہے بھر بھر پئے فقیر اللہ ہو اللہ

روایت۔ مولوی ناظر حسین صاحب سہارنپوری نے بیان کیا کہ ان کے والد اور مولوی سرفراز علی صاحب مولانا محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی سے حدیث شریف پڑھتے تھے ایک روز سبق میں آیا کہ جب بندہ میرا خاص ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں بنجاتا ہوں اس پر مولوی سرفراز علی صاحب نے حجت کی مولانا محدث رحمتہ اللہ علیہ نے ہرچند سمجھایا۔ الا قلب مضطر کی تسکین نہ ہوئی پھر تھوڑی دیر بعد مولانا موصوف رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تم کو سمجھا دینگے۔ مولوی سرفراز علی صاحب نے اجازت حاصل کی اور

عرض کیا کل سونڈھ جاؤں گا۔ صبح کو مولانا صاحب کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا گئے
نہیں۔ عرض کیا رات کو خواب میں ایک بزرگ کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا تم حدیث شریف کا
سبق چھوڑکر نہ آؤ۔ یہ بے ادبی میں داخل ہے میں خود وہاں آؤں گا اور سمجھا دوں گا حضرت مولانا محدث
رحمۃ اللہ کے فرمانے پر مولوی سرفراز علی صاحب نے ان کا حلیہ بیان کیا اس عرصہ میں مولانا صاحب
نے سنا کہ حضرت میانصاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اول ہی مولوی سرفراز علی صاحب نے دیکھکر
کہا کہ حضرت قبلہ وہ بزرگ یہ ہی تھے جن کو مینے خواب میں دیکھا تھا۔ میاں صاحب نے مولوی سرفراز
علیصاحب کا ہاتھ پکڑا اور قریب ایک کھنڈر میں لیجا کر ان کا اطمینان کر دیا۔ جب واپس استاد کی
خدمت میں حاضر ہوئے تو چشم پر آب تھے اور فرماتے تھے کہ مینے وہ دیکھا اور وہ سُنا جو کبھی ان
آنکھوں اور کانوں سے نہ دیکھا نہ سنا ہو گا۔ (دوہرہ)

پوتھی سب تھوتھی بھئی پنڈت بھیا نہ کوئی ؛ ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سوئی پنڈت ہوئے۔ اللہ

روایت۔ منشی عصمت اللہ خاں صاحب خادم فرد وقت بیان کرتے ہیں۔ کہ مولوی عبد الغفور
صاحب ساکن ورگی ضلع بلند شہر حضور کے مرید تھے فرماتے تھے کہ میں نے میرٹھ میں منشی محراب علی
صاحب سررشتہ دار ججی میرٹھ سے سنا کہ راج شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر سو آدمی مجلس میں
بیٹھے ہوں تو ہر ایک کے خیال کا علیحدہ علیحدہ جواب دیتے تھے اس پر ان کے بھائی بولے کہ یہ
تم نے سنا یا خود دیکھا ہے۔ منشی صاحب نے کہا کہ میں نے خود دیکھا ہے اور فرمایا کہ میں اس سے زیادہ
تعجب انگیز بات سناتا ہوں وہ یہ کہ ایک شخص مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت میں آیا اور ایک باریک غیر معلوم مسئلہ پوچھا مولانا ممدوح نے ارشاد فرمایا تم ٹہیرو
جمعہ کے دن میاں راج شاہ صاحبؒ اپنے وطن میوات سے تشریف لائینگے اس کا جواب وہ
دینگے مولانا محمد اسحٰق صاحب جو اس وقت تک حضور کے حالات سے واقف نہ تھے بول اٹھے
کہ وہ جاہل دہاتی کیا جانے۔ اس پر مولینا موصوف نے غصہ ہو کر ادب کی تاکید فرمائی اور ارشاد
کیا تم کیا جانو۔ مولانا محمد اسحاق صاحبؒ نے سائل کو امتحان کرنے کے لئے جمعہ تک ٹہرائے رکھا

جب جمعہ آیا تو مولوی صاحب اس سائل کے ہمراہ مسجد میں تشریف لائے اور سائل سے فرمایا دیکھو
وہ حوض پر میاں صاحب وضو کر رہے ہیں۔ تو چل میں بھی آتا ہوں۔ حضور وضو کر چکے تھے کہ اتنے
میں مولوی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ سائل نے مسئلہ پوچھا حضور نے فرمایا کہ بھائی میں جاہل
دہقانی ان پڑھ مسائل کو کیا جانوں یہ باتیں کسی عالم سے پوچھنی چاہئیں۔ مولوی صاحب یہ پتہ کی
بات سُنکر خاموش ہوئے حضور مسجد کے اندر تشریف لے چلے اور فرمایا کہ فلاں موقع پر فلاں فلاں
صحابی رضی اللہ عنہما نے روحی فداہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تھا اور حضور سرور
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا یوں جواب ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے تسلیم کیا اور ایک سکتہ کے عالم میں آگئے۔ اللہ ہو الصمد الصمد ہو اللہ۔

روایت۔ مولوی عبد الغفور صاحب بیان کرتے ہیں کلو نامی ایک شخص کو مرگی کا عارضہ تھا
اس کا بھائی وزیر خاں علاج سے تنگ ہو کر موضع الدہن سے اپنے چھوٹے بھائی کو لا رہا تھا راستہ
میں ایک اندھا چمار ملا اس نے آہٹ پاکر پوچھا کون ہے وزیر خاں نے اپنے سفر کی علت بیان کی
چمار نے کہا میاں صاحب سے میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ میری آنکھوں میں بصارت لوٹ آنیکی
دعا فرما دیں ورنہ قیامت میں دامنگیر ہوں گا۔ حاضری پر چمار کا پیام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا بات
بہت سخت کہی اس سے کہنا کہ جناب باری تعالے میں دعا کرتا ہوں کہ وہ بینا ہو جائے اور دوپہر کو
بھجن کر لیا کرے وزیر خاں پلٹے تو چمار کو بینا دیکھا۔ وہ بولا خانصاحب تم ابھی کچھ نہ کہو پہلے میری سن لو
کہ فلاں وقت تم نے عرض کیا ہو گا اسی وقت سے میری آنکھوں میں روشنی شروع ہو گئی تھی میں
کنواں چلاتا تا اور دوپہر کو بھجن کرتا ہوں۔ قربان جائیے اہل اللہ اور ان کے تصرف کے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ منشی عصمت اللہ خاں صاحب نے بیان کیا کہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
حضور قبلہ فرد وقت کے پاس الدہن تشریف لائے۔ حضور نے استدعا کی کہ کچھ وعظ فرمائیے جب سے
علماء دہلی کی صحبت ترک ہوئی ہے وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں تو خود زبان مبارک
سے سننے آیا تھا۔ پھر وہ تین شعر مثنوی شریف کے پڑھے اور مطالب خاص کی بابت اشارہ فرمایا میاں صاحب

نے ارشاد کیا کہ ان کا ترجمہ اور مطلب بھی بیان کرو اس پر ان بحر ذخار علم شریعت نے وہ وہ موتیں
دکھلائیں کہ سننے اور جاننے والے ہی کچھ اس کا لطف پا سکے۔ پھر حضور قبلہ نے ان کا ایک مطلب
بیان فرمایا وہ عام فہم تھا۔ پھر دوبارہ تقریر کی اس کو صرف مولانا نے سمجھا۔ سہ بارہ جو کچھ بیان کیا وہ
ایسے مطالب عجیب و غریب تھے کہ روح مولانا وجد میں آگئی اور تیسرا کوئی نہ سمجھ سکا ان بیانات
سے مجلس کے قلوب پر ایک ایسا اثر پڑا کہ سب مرغ نیم بسل کی طرح تڑپنے لگے اور مولانا نے
ارشاد فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ میں اپنی مراد کو پہنچا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے۔

گفتۂ او گفتہ اللہ بود ✿ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود الله هو الله

روایت شیخ کریم بخش پیتل ساز حضور قبلہ فرد وقت کے مریدان خاص میں سے تھے ایک
مرتبہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ تجدید بیعت کرنا چاہتا ہوں
اب پھر دوبارہ توبہ کرادیجئے حضور نے توبہ پھر دوبارہ کرائی اور فرمایا کہ تو اب ایسا معصوم بنگیا جیسا کہ
اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ
اور وہی غفور اور رحیم تو تمہارا معبود ہے۔ کارساز ہے کہ اس کے بندوں نے خواہ کتنے ہی نافرمانیاں
کی ہوں اور خواہ کتنی ہی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے ہوں لیکن جب وہ اسکے آگے توبہ
کا سر جھکاتے ہیں اور ہر طرف سے کٹ کر صرف اسی کے ہو جانا چاہتے ہیں تو وہ ان کی توبہ کو
قبول فرما لیتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کر دیتا ہے اور تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو اسے رتی
رتی معلوم ہے پھر جو لوگ اسکے احکام پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کئے تو وہ ان پر اپنی
رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے) عرض کیا کہ اگر ایسا ہو گیا ہوں تو دنیا سے اٹھا لیا جاؤں فرمایا رخصت
گھر چلے جاؤ وہ میرٹھ آئے اور اپنے تمام کاروبار کا انتظام کیا بیوی بچوں کو وصیتیں کیں سب حیران تھے
کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ گھر والوں نے پوچھا۔ کیا ہوا کہاں جا رہے ہو سارا حال کہا اور رات کو کلمہ شریف
پڑھتے پڑھتے راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ هو اللہ اللہ هو اللہ

روایت۔ منشی عصمت اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مولوی عبدالرحمٰن ساکن اولدہن کے
دل میں خیال گذرا کہ پیر اگر پچھم میں اور مرید پورب میں تو پیر کو مرید کے حال کی کیسے خبر ہو سکتی ہے۔ کچھ
عرصہ کے بعد مولوی صاحب سوندھ حاضر ہوئے اور قدم بوس ہو کر مودب آنکھیں بند کر کے خاموش
بیٹھ گئے کہ یکایک اپنی دختر کی آواز سنی کہ وہ اپنے منجھلے بھائی حامد حسین کو گود میں لئے۔ کھلا رہی ہے۔ اور
کہتی ہے کہ ابا دلی گئے ہیں۔ ابا کہاں ہیں۔ پھر کہا یہ بیٹھے ہیں۔ دیکھیں ان کو پہلے کون چھوئے دونوں
بچوں کے بھاگنے کی آواز سنی۔ ایک بچہ نے مولوی صاحب کے شانہ پر ہاتھ رکھکر کہا ابا یہ بیٹھے ہیں اس
وقت مولوی صاحب نے پشت پھیر کر دیکھا تو وہاں نہ لڑکی تھی نہ لڑکا معًا حضور نے ارشاد فرمایا کہاں ہے
عبدالرحمٰن تیری لڑکی بسم اللہ اور کہاں ہے حامد میاں اسی طرح پیر کو مرید کی خبر ہو جاتی ہے۔ جیسے جاگتا
ہوا آدمی سوئے ہوئے کے حالات کو دیکھتا ہے۔ اللہ هو اللہ اللہ هو اللہ

روایت۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے بیان کیا۔ میری خالہ کی علالت سے گھر والوں کو مایوسی
ہو گئی غذا کی کمی یہانتک بڑھی کہ بمشکل تمام ڈھائی تولہ غذا ہضم ہوتی تھی ایسی حالت میں حاضری حضور
کا شوق پیدا ہوا ہر چند گھر والوں نے منع کیا۔ پاس پڑوس نے سمجھایا۔ کہ تمہاری حالت اس قابل
نہیں ہے ہڈیوں کی مالا کو کیسے لے چلیں گے۔ ہرگز نہ مانیں مجبورًا ایک آدمی پہلے سے دہلی دوسرا
گوڑگانوہ بھیجدیا کہ سواری کا انتظام رکھے۔ سفر لمبا۔ کچھ ریل کچھ یکہ کچھ پہاڑی راستہ بس یہ سمجھکر کہ جھانکی
خاک ہے لئے جا رہے ہیں۔ خدا کا نام لے چل کھڑے ہوئے گود ہی گود میں سوندھ لیکر پہنچے میاں اترتے
وقت تو یہ حال ہوا کہ بغلوں میں ہاتھ دیکر سیدھی کھڑی ہو گئیں۔ بعد قدم بوسی مکان میں چلی گئیں
جب حضور قبلہ مکان میں تشریف لے گئے اور کھانا مانگا تو باجرہ کی روٹی اور گوار کی پھلی پکی تھی فرمایا
کہ برخورداری کو بلاؤ عورتوں نے دسترخوان پر لا بٹھایا۔ آپ نے دو روٹیاں اور گوار کی پھلی ان کے
سامنے رکھدی اور فرمایا کہ بھائی کھاؤ اللہ فضل فرما دیگا۔ وہ سب کھا گئیں اور بلا اعانت غیر کے
اٹھکر چلی گئیں۔ بوا صاحبہ صبح شام دوپہر کو تھوڑا تھوڑا کھانا کھلاتیں بعد گذرنے بارہ یوم اجازت طلب کی
فرمایا تین دن اور رہو بعد پندرہ دن کے اجازت بخشی اور بہت سا ناشتہ ہمراہ باندھ دیا۔ سارے

راستہ کھانے سے شغل رکھا اور غازی آباد کے اسٹیشن پر پہنچکر کچھ پھل وغیرہ لیئے وہ بھی کھائے ایک عرصہ تک یہ ہی حال رہا ایک مرتبہ خالہ صاحبہ نے حضور کا تصور کر کے عرض کیا کہ یا مرشد بیماری کے زمانہ کی خوراک مینے پوری کرلی اب جیسی پہلے تھی ویسے ہی صحت کی حالت میں ہوجاؤں خدا کی شان کے قربان جایئے بزرگوں کا تصرف دیکھو صبح کو جب اٹھیں اور دوپہر کا کھانا کھایا تو وہی معمولی خوراک تھی۔ اللہ ھو اللہ۔ اللہ ھو اللہ

روایت ایضاً کچھ عرصہ ہوا کہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے مدرسہ اسلامیہ کے صدر میرٹھ میں گیا مولوی عبدالمومن صاحب دیوبندی مدرس اول طلباء کو حدیث شریف پڑھا رہے تھے دوران سبق میں آپ نے فرمایا کہ ایک بہت بڑے بزرگ میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جذب کی کیفیت میں اکثر یہ کہا کرتے۔ ایک میری انا۔ ایک اُس کی انا۔ اپنی انا کو اس کی انا میں کردے فنا سوتے بقا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ممدوح حضرت حاجی عابد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور حضرت حاجی صاحب قبلہ فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے یہ دیکھو کیسی برقی رو جاری ہے اللہ ھو اللہ ان فی جسد ادم مضغۃ و مضغۃ فی فواد و فواد فی قلب و قلب فی الروح والروح فی السر والسر فی خفی والخفی فی انا۔

روایت از منشی عصمت اللہ خاں صاحب۔ میر محمد یحییٰ متوطن الدھن سوندھ شریف جاتے ہوئے راستہ بھول گئے ایک کھیت کے رکھوالے سے راستہ پوچھا اس نے کہا کہ تم کہاں رہتے ہو جواب دیا الدھن وہ خوش ہو کر ٹانڈے کو دے پڑا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ہماری تین بھینسیں الدھن میں گم ہوگئی تھیں ایک مل گئی دو اور رہیں یہ بے تکی بات سنکر میر صاحب گھبرائے اس نے ایک گاؤں میں لیجا کر یہ چرچا کیا عجیب مخلوق جمع ہوئی ہر ایک کہتا تھا کہ اس کو ذبح کر ڈالو اس پریشانی میں میر صاحب نے حضور کا تصور کیا اچانک ایک ضعیف العمر آئے اور یہ معلوم کر کے کہ سوندھ جا رہا ہوں ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ حضرت قبلہ راج شاہ صاحب کا مرید ہے چھوڑ دو سب نے معذرت کی اور ایک آدمی سوندھ تک پہنچا گیا۔ حضور سے عرض کیا فرمایا ؏ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ اللہ ہر حال میں

محافظ ہے۔ اللہ ھو اللہ

روایت ایضاً۔ ایک عورت کے اولاد نہ ہوتی تھی اپنے شوہر کے ساتھ حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپنے تعویذ دیکر ارشاد فرمایا کہ دعا کرتا ہوں خدا بیٹا دے۔ کچھ روز بعد وہ حاملہ ہوگئی چند روز بعد گاؤں کی ایک عورت نے عرض کیا کہ جو عورت یہاں سے تعویذ لے گئی تھی حاملہ ہے اور یہ کہتی ہے کہ یہ منور علی شاہ صاحب فاضل پوری کے تعویذ کا اثر ہے فرمایا کہ اگر منور علی شاہ صاحب کے تعویذ کا اثر ہے تو بچہ پیدا ہوگا اگر ہمارے تعویذ کا اثر ہے تو پیٹ میں پتھر ہو کر رہجاوے گا چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ پورا سال گزر گیا بچہ نے پیٹ میں حرکت تک نہیں کی عورت نے دایہ وغیرہ کو دکھایا سب نے کہا بچہ نہیں ہے پتھر سا ہے۔ وہ عورت پھر سوندھ آئی اور بوا کی معرفت دعا کی استدعا کی منظور نہ ہوا فرمایا کہ ایک دفعہ اپنے خدا سے لڑکے کے لئے دعا کی پھر پتھر ہونے کی التجا اب تیسری مرتبہ کس منہ سے التجا کروں شرم دامنگیر ہے۔ عزت حق کا یہ تقاضا ہے۔ اللہ ھو اللہ۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے (دوہرہ)

راجہ جوگی۔ اگن جل۔ ان کی الٹی ریت ڈرتے رہیو پرس رام تھوڑی اکھین پریت۔

روایت ایضاً۔ عظمت اللہ شاہ نامی ایک فقیر اللہ بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید گنگا پار رہتے تھے۔ محمد شاہ خاں ہمارے پیر بھائی ان کو چچا کہتے اور اکثر ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے ایکروز انہوں نے حضرت قبلہ کی شان میں کچھ خلاف کلمات استعمال کئے اس پر محمد شاہ خاں نے ناخوش ہو کر آنا جانا ترک کردیا۔ اور کہا کہ اس میں تو یہ بھر رہا ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ کہاں ایسے سے کیا محبت (دوہرہ)

کہا اوس کو نیر۔ کھا سپنے کی مایا ٭ کہا اوچھے سو پیت کہا بدرے کی چھایا

اور میر عاشق علی سے بھی اس کا تذکرہ کیا میر صاحب نے برافروختہ ہو کر میاں صاحب کے حضور میں عظمت اللہ شاہ کی بے ادبی کا اظہار کیا اور کہا حضور ہم سے آپ کی شان میں ایسی نامعقول باتیں نہیں سنی جاتیں۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے ان کو مردود کیا اور اسکے پیر نے بھی عظمت اللہ شاہ اب نرے عظمت اللہ رہ گئے اندھیرا چھا گیا گھبرا کر اپنے پیر و مرشد کے پاس آئے وہاں سے بھی کورا جواب ملا اور نکلوا دیے

گئے (دوہرہ) اپنا بیچھا ہے نہیں کرے غیر کی غور ۔ جو پھٹکاری پیر کی اس کا نہیں ٹھکانا ٹھور۔
اس بے ادبی کے قصور کے باعث عظمت اللہ طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہو گئے۔ لکھی کرم
کی نا مٹے دان شاہ چاہے حکمت کرو کروڑ۔

از خدا جوئیم توفیق ادب ؎ بے ادب محروم گشت از لطفِ رب
بے ادب نہ تنہا خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

روایت۔ از شاہ محمد خاں صاحب حسن پوری۔ ایک دفعہ ٹونک میں اپنے بھائی سے ملنے گیا
جنگل میں ایک سادھو اور ان کے چند چیلوں کو دیکھا خدا کی شان وہاں جا کر اپنے سب ذکر و
اشغال بھول گیا قلب میں یہ ذکر جاری ہوا۔ ہا۔ ہے۔ ہم۔ ہر چند اس وسوسہ کو دفع کرنا چاہا نہیں ہوا
وہیں سے سیدھا سوندھ شریف کو ہو لیا جس وقت قصبہ سہنہ سے پہاڑی پر قدم رکھا بدستور پہلا
شغل جاری ہو گیا گروجی کا شغل نہ دارد ہوا۔ یاد کرتا ہوں تو یاد نہیں آتا۔ غرض حضرت قبلہ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ گذشتہ قصہ بیان کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ دوسری زبان میں وہ بھی خدا ہی کا ذکر ہے
(مصرعہ) بہر نوعے کہ یاد آری سر بر آرد۔ بھائی اب کے جانا ہو تو اس کے چیلوں میں سے دو ایک کو مونڈ لینا
ایک سال بعد پھر ٹونک پہنچا اور اس سادھو کے پاس گیا خوب زور ازوری ہوئی کچھ اثر نہ ہوا صاف
آیا جب تھوڑی دور چلا تو راستہ میں آہٹ معلوم ہوئی پھر کر دیکھا تو گروجی کے دو چیلے چلے آرہے
ہیں میں نے کہا کہ بھائی خیر ہے۔ کیا مہاراج نے بلایا ہے کہا نہیں، پوچھا پھر کیوں آئے ہو۔ کہاں جاؤگے
کہا جہاں تم جاؤ گے تمہارے ساتھ ہیں ہر چند ٹالا نہ ٹلے اور کہا تم گرو ہم چیلے۔ میں نے کہا تم ہندو۔ میں
مسلمان۔ کہا سب ایک ہم کار آخر میں نے ٹلنے کا دوسرا بہانا سوچا۔ ایک بار قصاب کی دوکان پر بیٹھ گیا
وہ بھی وہیں پہنچے ایک ٹکڑا چھیچھڑا مول لیا وہ ایک چیلے نے اپنے کپڑے میں لے لیا آگے چل کر ایک مچھلی
خریدی وہ دوسرے چیلے نے سنبھال لی چند یوم کے سفر کے بعد دونوں چیلوں سمیت حاضر ہوا حضرت
قبلہ نے التفات فرمایا اور اپنا چیلہ کیا اور مجھ آزاد کا پیچھا چھوڑا یا کچھ یوم خدمت میں رکھا اور بعد تلقین
اشغال و تکمیل مدارج ایک کو کسی جگہ کا صاحب خدمت کر کے بھیجدیا اور دوسرے کو ایک اور بزرگ

کے سپرد فرمایا جو دامن کوہ میں استقامت رکھتے تھے وہ وہاں یاد الٰہی میں مصروف ہوا اس مقام
پر اس ادب کو ملاحظہ فرمایئے کہ باوجود ارشاد حضور کہ دو کو تم مونڈ لینا پیر کے سامنے پیر بننا پسند
نہ کیا حضرت قبلہ کو یہ بات کس قدر پسند آئی ہوگی اللہ ہو اللہ

ادب تاجیست از لطف الٰہی ؎ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

روایت ایضاً۔ ہمتو۔ ایک حضور کا مرید ایک باغ میں سکونت پذیر تھا پودوں کی پرورش
اس کے سپرد تھی اور وہ اسی شغل میں مصروف تھا۔ یاد بود بہت بڑھی ہوئی تھی حقہ پیتا تھا رات کو
چلم بھرنے کے لئے اٹھا۔ ہٹیا میں ایک بچہ نوزائیدہ بالشت بھر لمبا پڑا پایا خوبصورت دیکھکر اٹھا لیا
اور الاؤ کے پاس لے آیا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا قد دو ہاتھ لمبا ہو گیا اور ہنسا تو سارا جبڑا موجود
تھا ارادہ ہوا کہ اس کو آگ میں پھینکدوں۔ وہ بچہ میرے ہاتھوں سے نکل کر پندرہ سولہ برس کا بنگیا
اور میرے پلنگ پر بیٹھ گیا۔ پوچھا تو کون ہے کہا جن ہوں۔ کہاں رہتے ہو۔ بولا یہیں رہتا ہوں
تم سے ملنے کو جی چاہا چلا آیا اجازت ہو تو ملا کروں میں نے کہا کہ تم کو کس جگہ تلاش کیا جائے
جواب دیا باغ کی ڈول پر کھڑے ہو کر تین دفعہ یہ آواز دے لیا کرو میاں آؤ میاں آؤ میاں آؤ
میں آجایا کروں گا چند عرصہ کے بعد سوندھ حاضر ہوا اور حضور قبلہ سے عرض کیا آپ نے اجازت
دی کہ مل لیا کرو وہ بہت اچھا مسلمان ہے جب حسن پور واپس آیا تو اس سے پھر ملا میرے سوندھ
جانے کا حال معلوم کر کے بہت خوش ہوا اور کہا کہ وہاں جاؤ تو مجھے بھی ہمراہ لے جانا چنانچہ دو
ماہ بعد اس جن کو ہمراہ لیکر حضور میں حاضر ہوا وہ حضور کے قدموں پر گر پڑا اور بیعت کی۔ مدتوں آمد
رفت رہی ایک دن جن نے کہا کہ مجھکو ۹ سال کشمیر رہنے کے لئے حکم ہوا ہے انشاء اللہ بشرط
زندگی واپسی پر ملاقات ہوگی۔ مگر وہ اب تک نہ پلٹا۔ دیکھا آپ کے فیض عام سے دوسری خلق بھی محروم نہیں اللہ ہو اللہ

روایت کتاب وسیلۂ مرشد میں جو ندھیڑے ضلع بلند شہر کے شاہ بہاؤالدین صاحب لکھتے
ہیں کہ میں دس گیارہ برس تک حضرت قبلہ فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحؒ سے فیض باطنی
حاصل کرتا رہا اور کچھ کم ایک سال سوندھ شریف خدمت ممدوح میں اقامت اختیار کی یہ تذکرہ

زبانی بھی اپنے برخوردار سید محمد شفیع خاں رئیس بلند شہر اور چالیس پچاس حاضرین کے روبرو بیان کیا اور حلقہ غلامی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ شیخ کی خدمت میں جو کوئی بھی پہنچ گیا خالی دامن نہیں پھرا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت منقول از محمد شفیع خانصاحب۔ اسی جلسہ میں شاہ بہاؤالدین صاحب نے فرمایا کہ میں سوندھ میں تھا کہ حضرت قبلہ یکایک حجرہ سے ایسی حالت میں باہر آئے کہ تمام کپڑے پانی میں شرابور تھے دریافت پر معلوم ہوا کہ کوئی مرید آپ کا حج کو گیا تھا جہاز طوفان میں آگیا اس کو بحکم خدا حضور نے کنارہ نجات پر پہنچایا جب وہ مرید حج سے فارغ ہو کر آیا تو بیان کیا کہ ہمارا جہاز طوفان میں آگیا تھا میں نے حضور کا تصور کیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ کا جسم بالائی بدستور تھا اور نچلا حصہ بالکل مچھلی جیسا معلوم ہوتا تھا آپ نے جہاز کو سہارا دیکر ایک طرف کر دیا جب تاریخ کی مطابقت کی تو وہی تاریخ تھی اور وہی وقت نکلا کہ جس روز حضور حجرہ سے تر بتر برآمد ہوئے تھے۔ اولیا را ہست قدرت از الٰہ۔

روایت۔ از منشی عصمت اللہ خاں صاحب۔ صاحبزادہ اصغر حضور قبلہ حاجی حیدر شاہ صاحب فرماتے تھے کہ میں نے مکہ معظمہ میں بارہا ارادہ کیا کہ حرم شریف کا طواف ایسے وقت کروں۔ کہ کوئی بشر نہو۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی موجود نہ تھا کہ ناگہاں ایک گوشہ سے آواز آئی کہ تم ہٹ جاؤ میں برہنہ ہوں تم سے اس لئے حیا آتی ہی کہ ایک بڑے برگزیدہ شخص کے بیٹے ہو۔ دیکھا تو ایک مست برہنہ خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے۔ اللہ اللہ

روایت مولوی عبدالغفور صاحب فرماتے تھے کہ جب آخری مرتبہ حضور نے مجھکو رخصت کیا تو فرمایا کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو آخری دفعہ رخصت کے وقت وصیت کی کہ تو خدا۔ اور رسول نہ بننا۔ عرض کیا کہ میں خدا اور رسول کیسے بن سکتا ہوں فرمایا کہ یہ دعوے کرنا کہ جو چاہے وہ ہو۔ یہ شان خدا ہے ہوتا وہ ہے جو خدا چاہتا ہے اور شان رسول محبوبیت کی ہی یہ نہ خیال کرنا کہ میں بڑا عابد و زاہد ہوں۔ اور اس سے خدا کو پیارا ہوں پس ان باتوں کو سوچ اور غور و فکر کر۔ زاں بعد خدا حافظ و ناصر فرمایا اور رخصت کیا۔ مجھکو یہ کیا خبر تھی کہ یہ وقت حضرت قبلہ کا آخری ہے اور یہ تعلیم

وہدایت کے یاد رکھنے والے الفاظ مرے کان پھر نہ سنیں گے۔ اللہ ہو اللہ

روایت منشی احمد حسین مارہروی۔ اپنی ہمشیرہ کی ہمراہ کہ وہ بیمار تھیں سوندھ حاضر ہوئے مگر حضور سے الگ الگ رہے اور خیال کیا کہ ان میں کیا خصوصیت ہی۔ جو دو کان۔ دو آنکھ ہاتھ پیر ان کے ہیں وہی ہمارے ہیں رخصت کے وقت بھی دور ہی سے ایک لاپروائی کے ساتھ سلام علیک کی اس وقت حضور فرماتے تھے یا اللہ میری توبہ ہے خدا جانے اس کلمہ میں کیا کرشمہ تھا جب یہ اپنی ہمشیرہ کے ساتھ بہاڑی طے کر کے قصبہ سہنہ کی طرف چلے وہاں یہ آواز گوش زد ہوئی "یا اللہ مری توبہ ہی" یہانتک کہ یکہ و ریل گاڑی وغیرہ میں ہر موقع پر یہی آواز سنائی دیتی تھی۔ میرٹھ پہنچکر ساتوں جاگے اور بے چین رہے آخر مجبوراً دوبارہ روانگی کا قصد کیا۔ جس مقام سے وہ آواز آنی شروع ہوئی تھی اسی مقام پر جا کر پھر بند ہو گئی جب حضور قبلہ کی خدمت میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ بھائی جو ہاتھ پیر آنکھ ناک کان تمہارے وہی مرے۔ کھاتے پیتے تم بھی ہو اور میں بھی پھر مجھہ میں اور تم میں کیا فرق ہے اللہ کے بندے سب ایک سے۔ یہ بات سنکر قدموں پر گر پڑے اور معافی چاہی اور شرف بیعت حاصل کیا۔ (مثنوی شریف دفتر اول)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند — اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں نہ دانستند ایشاں از عمی — ہست فرقے درمیاں بے منتہا
ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب — زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب
ہر دو نے خوردند از یک آبخور — آں یکے خالی و آں پُر از شکر
ایں خورد گردد پلیدی زو جدا — واں خورد گردد ہمہ نور خدا
ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد — واں خورد زاید ہمہ نور احد

این زمینِ پاک وآں شور است وبد — این فرشتہ پاک وآں دیوست دد
ہر دو صورت گر بہم اندر رواست — آبِ تلخ وآبِ شیریں را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد باب — او شناسد آب خوش از شورہ آب

روایت۔ منشی احمد حسن صاحب مذکور کو وصال حضور کے ایک مدت بعد عرس اجمیر شریف میں خیال آیا کہ حضور کا تو عرصہ ہوا وصال ہو چکا۔ کسی اور بزرگ سے تجدید بیعت کر وں راہ میں ایک مجذوب ملے۔ فرمایا کہ شیر کے پنجہ سے ہاتھ چھوڑا کر کیا لومڑی کے پنجہ میں ہاتھ دیسکتا ہے خبردار بزرگ مرتے نہیں ان کی جانب سے خیال نہ ہٹانا ؏

مزارِ اولیا سے فیض حاصل کر کے اے غافل — ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کہیں یہ مرنے والے ہیں

روایت۔ ایضاً مولوی عبد الغفور۔ ریاست رام پور میں پڑھتے تھے ایک دن حافظ جمال صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ظہر سے عصر تک مراقب رہے آخر نماز کا وقت تنگ ہونے لگا اور کچھ انکشاف نہوا تب مزار مذکور کے سرہانے کھڑے ہو کر نماز عصر ادا کرنے لگے تیسری رکعت کے سجدہ میں دیکھا کہ حافظ صاحب قبر کے تعویذ سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ایک فرش کمخوابی بچھا ہوا ہے میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ معمولی پوشاک پہنے ہوئے تمام جہام میں رونق افروز ہوئے مولوی عبد الغفور صاحب نے اسی حالت میں حافظ صاحب کی طرف نظر کی تو ان کو نہ پایا البتہ میاں صاحب وہاں رونق افروز تھے سوندھ جب حاضر ہوئے اس وقت یہ معاملہ عرض کیا سنکر خاموش ہو گئے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از مرزا عنایت اللہ بیگ۔ پچاس سال کا عرصہ ہوا کہ میں تھانہ بلب گڈھ میں ملازم تھا۔ اکثر لوگوں سے میانصاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف سنی میں نے دلمیں پکا ارادہ کیا تھا کہ اگر مرید ہونگا تو میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوں گا۔ اس خیال کے آتے ہی خود بخود عجیب عجیب کیفیتیں دیکھنے میں آئیں۔ بعض اوقات بیٹھے بیٹھے جسم بے حرکت ہو جاتا تہا اس میں ایک عجیب دلچسپی پائی جاتی کبھی کسی بلند جگہ پر ایک مجسمہ نظر آتا تھا اور وہ جو کچھ

کہتا تھا میں اس کو اچھی طرح سمجھتا تھا اور سنتا تھا اور کلام کا اخیر ہمیشہ اس پر تھا۔ کہ توبہ کر اور خدا کی جانب رجوع ہو اُس کا جواب میری جانب سے یہ ہوتا تھا۔ کہ میری عمر یا حضرت ایسی نہیں ہے کہ توبہ کروں اور اس پر قائم رہسکوں یہ عمر تو کھیلنے کودنے اور کھانے کمانے کی ہے کچھ دنوں میں آیا۔ تو ایک بلند چوپال جو سرراہ تھی اسمیں ٹھیرا۔ اور سو گیا گیا حقہ پینے کی عادت بہت تھی رات کو چلم بھرنے کے لئے اٹھا سنسناہٹ معلوم ہوئی چارپائی پر دراز ہو گیا دیکھا۔ تو وہی صورت سامنے ہے اور وہی سلسلہ گفتگو قریب تھا کہ توبہ کروں اتنی ہی میں دو شخص میرے سرہانے آکر کھڑے ہو گئے اور گاؤں کے کتوں نے اس قدر غل وشور مچایا کہ خیال تو یہ دل سے جاتا رہا اور ادھر متوجہ ہو گیا ناصح بزرگ کا ارشاد ہوا کہ اے کمبخت اگر تو اس وقت توبہ کر لیتا تو یہ دونوں سرہانے کے فرشتے لکھ لیتے اور یہ غل مچانے والے کتے شیاطین تھے۔ ایک بار اپنا مرنا غسل کفن آنا جانا سب کچھ دیکھا اور ایسا طبیعت پر ڈر چھایا کہ دنیا اور کار دنیا ہمہ ہیچ معلوم ہونے لگا۔ ناچار ملازمت چھوڑی اور میر عاشق علی صاحب کے ہمراہ سوندھ حاضر ہو کر بیعت کی اور اپنے اصلی اور فرضی کام پر مستعد ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ دنیا بھی نہ گئی دال روٹی سے پہلے سے زیادہ خوش اور خوشحال ہوں یہ سب کچھ پیر کا صدقہ ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از میر سید علی صاحب سکنہ ماورو تحصیل نوح۔ ایک زمیندار حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے سرکاری تقاوی کا روپیہ لیا تھا اب ایکدم ادا کرنا پڑا پیسہ پاس نہیں ہے آپ مجھکو روپیہ قرض دیدیں میں چند روز میں ادا کر دوں گا آپ نے فرمایا میرے پاس روپیہ کہاں کسی امیر کے پاس جا۔ زمیندار رو پڑا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہا سب جگہ سے تو مایوس ہو کر یہاں آیا ہوں میں نے تو ایسا سنا تھا کہ اس در سے کوئی خالی نہیں جاتا۔ فرمایا کہ مصلے کے نیچے دیکھ جس قدر ضرورت ہو وہاں سے لے لے زمیندار نے مصلے اٹھا کر دیکھا تو ایک حوض روپوں سے پُر ہے اور ایک دہتر بھر کر اس میں سے لے لیا۔ روپیہ سرکاری ادا کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک نہ آیا ایک دن وہی زمیندار قرض ادا کرنے میانصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ارشاد کیا بھائی جہاں سے لے گیا تھا وہیں رکھدے

اس نے چوکی سے مصلے اٹھاکر وہ روپیہ وہیں رکھدیا حضور منہ پر چادر ڈالے لیٹے تھے زمیندار پیر دبانے لگا۔ دل میں خیال کیا کہ حضور نے وہ روپیہ دیکھا تک نہیں چپکے سے سب نکال کر لیچل وہ اس ارادہ سے گیا مصلے اٹھاکر دیکھا تو کچھ نہ تھا خوف زدہ ہوکر چپکے سے چلدیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از قاضی وحیدالدین صاحب سکنہ سہنہ۔ حضور پر نور حضرت قبلہ کا بچپن میں یہ حال تھا کہ جب کسی خوش گلو کا گانا سنتے آپ پر ایک کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور آپ چادرہ اوڑھکر ذکر و فکر میں مشغول ہوجاتے اور گاہے گورستان کی طرف چلے جاتے رات بھر جاگتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے لرزہ کی حالت میں جب چادر اوڑھتے تو لوگ قیاس کرتے کہ آپ پر کوئی جن مسلط ہے۔ اس امر کی گرد و نواح میں شہرت ہوگئی لوگ مریضوں کو لاتے اور مرض دریافت کرتے دوا پوچھتے آپ سب کو شافی جواب دیتے جس پر دم کردیتے وہ اچھا ہوجاتا سہنہ میں قاضیوں سے آپ کے تعلقات محبت تھے ایک دفعہ آپ کا تذکرہ آگیا کہ میانصاحب بہت سی زبانیں جانتے ہیں اور یہ امر اس وقت معلوم ہوتا ہے جب آپ پر کیفیت طاری ہوتی ہے لکھے پڑھوں میں اس کی رد و کد ہونے لگی کہ ان پڑھ آدمی ایسا نہیں کرسکتا۔ کسی دن چلکر امتحان کرنا چاہیئے چنانچہ میرے ہمراہ چند آدمی سوندھ گئے اور حاضر خدمت ہوکر سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر ارشاد فرمایا کہ جس زبان میں چاہو گفتگو کرو چنانچہ عربی فارسی میں باتیں کیں آپ نے اسی زبان میں جواب ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے پشتو بولنی شروع کی اس کو وہ بھی نہیں سمجھتے تھے بڑے نادم ہوئے اور قصور کی معافی چاہی قصبہ سہنہ کے قاضی وحیدالدین صاحب اور قاضی حسام الدین صاحب ذی عزت اور مانے ہوئے لوگ تھے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از نظر علی صاحب سکنہ سہنہ یہ بزرگ نہایت متقی اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے باوجود ضعیفی و پیری کوئی نماز بلاجماعت نہیں پڑھی۔ سوندے خاں نے جو حضرت قبلہ کے مرید تھے خان صاحب کے روبرو بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں سوندھ جارہا تھا کہ بارگو جرد کوٹہ کے پہاڑ کے درمیان کہوے میں میری گھوڑی پھنس گئی ہرچند اٹھانا چاہا نہ اٹھی۔ آخر

تھک کر دم لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ اوپر نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ تیندوا گھڑا ہے ہوش گم ہوگئے۔ حضور قبلہ کو یاد کیا تصور جمتے ہی وہ تیندوا خشم آلود نگاہ سے گھوڑی کی طرف دیکھ رہا تھا یکایک ایسا خوفزدہ ہوکر بھاگا کہ مڑکر بھی نہ دیکھا۔ پھر سوندھ پہنچا۔ بوا صاحبہ تشریف لائیں میں نے گذشتہ قصہ بیان کیا یہ سنکر بوا جی نے فرمایا کہ ہاں جی نے وضو کرتے ہوئے اپنا لوٹا زور سے پھیکا اور للکارا وہ وقت وہی تھا خود وندے خانصاحب بھی نہایت پابند صوم صلوٰۃ تھے۔ اللہ ہو۔ اللہ۔

روایت۔ از صغرا بنت خانم سکنہ سہی۔ میری نانی مسماۃ مینا حضور سے بیعت تھیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سوندھ جارہی تھی کہ راستہ میں بارش بکثرت ہوئی نالے چڑھ گئے۔ دل بیقرار ہوا اور چاہا کہ کسی طرح نالا اتر جاوے تو پار اتر جاؤں مگر نہ رہسکی اور بے تکلف اتر پڑی پانی زیادہ تھا پیر نہ ٹھہر سکے۔ بہنے لگی یا پیر یا پیر بلا اختیار منہ سے نکلا کہ اتنے میں پیر و مرشد حضرت قبلہ راج شاہ صاحب سیاہ چادر اوڑھے تشریف لائے اور پانی میں گھسکر مجھے آواز دی اور فرمایا کہ لے مری لکڑی پکڑلے میں نے مضبوط تھام لی پھر ہوش نہیں رہا جب آنکھ کھلی تو نالے پار اپنے کو دوسرے کنارہ پر پایا اور حضور کو نہ دیکھا۔ آخر سوندھ کی راہ لی جب وہاں پہنچی تو حضرت قبلہ کے کپڑے پانی میں تر تھے بوا صاحبہ سے دریافت کیا کہ میاں صاحب کہاں تشریف لے گئے تھے جو تمام کپڑے بھیگ گئے فرمایا ابھی باہر سے تشریف لائے ہیں اس وقت میں نے سارا قصہ سنایا کہ حضور نے مجھکو نالے سے نکالا ہے اسلئے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ متبسم ہوئے اور ساکت ہوگئے مسماۃ صغرا حضور مجدد وقت میاں عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہیں دونو عورتیں نہایت نیکوکار اور پابند صوم صلوٰۃ تھیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از حضرت حاجی میاں حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔ میں حج کو گیا تھا ایک دن مجھے پچھلی صفوں میں جگہ ملی۔ کیونکہ نماز شروع ہوچکی تھی ایک شخص میرے مقابل جو اگلی صف میں شریک تھے انہوں نے سلام پھیرنے کے بعد میری طرف سے ازراہ ادب پیٹھ موڑلی دعا سے فارغ میرے پاس تشریف لائے مصافحہ کیا اور بزبان عربی وطن پوچھا میں نے عرض کیا تباؤں

آپ نے ہندوستان اور اس کے شہر نہیں دیکھے اور نہ نام سنا ہوگا۔ میں موضع سوندھ ضلع گورگانوہ کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا جہاں حضرت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سکونت پذیر ہیں یہ وہی ہاں۔ اور عرض کیا کہ کیا آپ ہندوستان گئے ہیں فرمایا نہیں۔ یہ سُنکر مجھ سے ہم بغل ہوئے اور قدموں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو ان سے کیا تعلق ہے فرمایا وہ میرے پیرومرشد ہیں اور دوسرے تیسرے روز یہاں تشریف لاتے ہیں۔ پرسوں نیاز حاصل ہوا تھا۔ اور شرف بعیت میں نے مدینہ طیبہ میں حاصل کیا تھا یہ فرماکر آبدیدہ ہوئے اور کہا تم سے بوئے پیر آتی ہے۔ نماز میں ایک زور سا محسوس ہوا تھا یہ کیا اسرار ہے میں نے عرض کیا کہ میں ان کا لڑکا ہوں۔ دیر تک ہم جلیس رہے اور عربی ہی میں باتیں ہوتی رہیں۔ پھر اپنے مکان پر لیجانے کا اصرار کیا میں نے معافی مانگی۔ سبحان اللہ کیسے مرید اور کیسے پیر تھے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از میر عاشق علی صاحب قلندری۔ ایک دفعہ میں اور مرزا عنایت اللہ بیگ دہلوی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کچھ دیر حضور خاموش رہے پھر فرمایا کہ عاشق علی ایک لاکھ دفعہ اللہ الصمد اور ایک لاکھ دفعہ درود شریف پڑھ لیا کرو فضل ربی ہو جاویگا میں نے عرض کیا کہ یہ بشریت سے باہر ہے کہ اس قدر روزانہ پڑھ سکے فرمایا کہ بھائی اب ضعیفی کے باعث کمزوری بڑھ گئی ہے ورنہ پہلے چار لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرتا تھا۔ عرض کیا اولیاء اللہ دوسرے طریقہ سے تعداد مقررہ پوری کر لیا کرتے ہوں گے فرمایا تم کچھ کم پڑھ لیا کرو جتنا بھی ہو سکے۔ عرض کیا یا قبلہ پڑھنا پڑھانا ہوتا تو گھر کیا کم تھا جو یہاں آئے گھٹی گستاخی کے خواستگار ہیں مولا خوش رکھے فرمایا تم احمق ہو عرض کیا جب آپکا دامن پکڑا تو پھر چکی کیوں پیسیں فرمایا تھوڑا بہت کرنا پہانا داخل تو چاہیئے۔ اسی گڑبڑی میں گلاؤٹی وطن کو واپس ہوا اور پانچ ماہ بعد پھر سوندھ معہ عنایت اللہ بیگ کے پہنچا۔ آپ نے غسل کے لئے گرم پانی کا رکھا تھا فرمایا عاشق الٰہی ذرا نہلا دو عرض کیا بہت خوب میں اور عنایت اللہ بیگ اور میاں حاجی حیدر شاہ صاحب نہلانے لگے حاجی صاحب قبلہ کمر مل رہے تھے اور میں ہاتھ ملتا تھا اور مرزا جی پانی ڈال رہے تھے ارشاد ہوا کہ عاشق علی ذرا کھال پکڑ کر

کھینچو ایسا ہی کیا گیا تو صاف درود شریف کی آواز سنائی دی احقر نے دوبارہ چٹکی سے کھال بلند کی تو اللہ الصمد کی آواز نکلی حاجی صاحب کو بھی یہ ہی ارشاد ہوا ان کو کلمہ کی آواز سنائی دی اُسے حاجی صاحب نے سنا کہ رونگ رونگ سے باجے کی آواز آرہی ہے۔ اس واقعہ سے پچھلا قصہ یاد آیا میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو زبان سے پڑھنے کو ارشاد فرمایا تھا یہ کس نے بدی ہے۔ تبسم فرماکر خاموش ہو گئے (دوہرہ)

تن سوکھ پنجر بھیو اور رگیں بھیں سب تار　　روم روم باجت ہے یہ ہے نام تہار

روایت از صاحب زادہ مولوی محمد عمر شاہ صاحب۔ میری خالیہ پھوپھی صاحبہ فرماتی تھیں کہ غدر ۵۷ء سے پہلے حضور میاں صاحب قبلہ نے ایک کھیت پر متصل پہاڑ موضع چاہلکا برسوں ایسی حالت میں گزار دیئے کہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات کو یاد الٰہی کرتے ایک دن آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ مہمانوں اور مسافروں کو کھانا کھلایا کرو جو کچھ اور جیسا کچھ تم کو میسر ہو روٹی ترکاری دال چٹنی۔ روکھی پکا کر مساجد اور چوپال میں مسافروں کو دریافت کر کے کھلاؤ۔ کیونکہ میرے کانوں میں تین دن سے یہ آواز آسمان سے آرہی ہے کہ مسافروں کو کھانا کھلایا کر۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے یہ سلسلہ اسی دن سے شروع کر دیا جو آجتک اللہ کے فضل و کرم سے برابر جاری ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از نور احمد سکنہ میت۔ ہم دہلی سے ریل میں سوار ہو کر موضع چڑاوک ضلع بلند شہر جارہے تھے۔ میاں محمد عمر شاہ صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے ایک مسافر نے دریافت کیا کہاں رہتے ہو۔ کہا سوندھ۔ یہ سنتے ہی ایک اور شخص اٹھا اور مصافحہ کیا اور ہاتھ چومنے چاہتا تھا کہ صاحبزادہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور پوچھا کیا بات ہے اُس نے کہا کہ میں میاں راج شاہ صاحب قبلہ کا مرید ہوں آپ ان کی اولاد ہوں گے میاں صاحب نے کہا کہ بھائی ہم تو دوسرے محلہ میں رہتے ہیں وہاں تو میاں صاحب کی کچھ زیادہ شہرت نہیں ہے۔ عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں وہ تو بڑے زبردست شیخ ہیں۔ ایک دفعہ میاں صاحب قبلہ کو ہم بارہ بستی میں لے گئے چند روز قیام فرماکر ارشاد کیا کہ اب جانیکا ارادہ ہے اور انشاء اللہ آج ہی جاوینگے سواری کی تلاش ہوئی ہماری بستی میں نہ ملی عرض

کیا کہ بارات ہیں سب گاڑیاں گئی ہوئی ہیں صرف دو بچھڑے بغیر چلے ہوئے موجود ہیں آپ نے
فرمایا کہ بھائی انہیں کو جوڑ دو ہم حیران کہ کیا کریں فرمایا مت گھبراؤ اللہ کا نام لیکر انہیں کو جوڑ دو۔ مجبوراً
تعمیل حکم کی گئی اور تانگہ میں انہیں کو جوڑ دیا اس وقت دو سو آدمی موجود تھے رخصت کے وقت سب پر
رقت طاری ہوئی آپ نے محبت سے سب کو الوداع کہا۔ کچھ دیر بعد جب راہ کی جانب نگاہ کی۔ تانگہ
نظر نہ آیا۔ ہم سب نے یہ خیال کیا کہ بچھڑے نئے ہیں جب نہ چلیں گے تو حضور واپس آجاویں گے سب
اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ عصر کے وقت تانگا خالی واپس آگیا حضور تانگہ میں نہ تھے ہم نے فوراً یہ خیال
کیا کہ راستہ میں بچھڑوں نے بچر مچر کی ہوگی آپ اتر کر پیدل تشریف لے گئے اور تانگا واپس کر دیا گاڑی
بان سے دریافت کیا اس نے کہا کہ بخیریت تمام میاں صاحب کو سوندھ پہنچا آیا ہوں اس حیرت انگیز
جواب پر سب کو غصہ آیا لوگ باگ اکھٹے ہو گئے اور بعضوں نے تو گاڑی والے کے ساتھ دھول تھپڑ
بھی کر ڈالی۔ اور سختی سے پوچھا کہ سچ بتا کیا معاملہ گزرا اس نے وہی پہلا جواب دیا۔ آخر یہ صلاح ٹھہری
کہ دو آدمی سوار اسی وقت سوندھ روانہ ہو جائیں۔ اس گاڑی والے نے کہا کہ مجھے کیوں مارتے ہو پہلے
حال تمام وکمال سن لو پھر جو چاہے سو کرنا جب تم سب لوگ میاں صاحب کو رخصت کر کے نظر سے
غائب ہوئے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ لالہ آنکھ بند کر کے بیل ہانک مینے حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر
میں فرمایا کہ لالہ اب آنکھ کھولدے میں نے جب آنکھ کھولی تو تانگہ کو پختہ سڑک پر پایا وہی قصبہ سہنہ تھا
پھر حضور کے حکم دینے پر گاڑی پہاڑی راستہ پر چڑھائی پھر ایک قلعہ آیا اور پہاڑ کے ختم ہونے پر جب
سڑک ایک تکیہ ملا اس سے آگے ہی کچھ پہاڑ آیا پھر دھیان داس کی پیاؤ آئی بیلوں کو پانی پلایا دوپہر سے
پہلے تانگہ سوندھ پہنچگیا۔ آپ دکان میں تشریف لے گئے پھر ایک عورت آئی اس نے کہا بیل کھولدے اور
اکھور پر باندھ دے تیار دانہ ڈالدے پھر روٹی لائی کہا کر سو رہا ایک بجے کے قریب اٹھا بعد نماز ظہر
میاں صاحب تشریف لائے فرمایا بھائی اب جاؤ گے یا ٹھیرو گے مینے عرض کیا جیسا حکم ہو۔ فرمایا اچھا
تانگہ جوڑو اور ابھی چلے جاؤ اور میں نے بھی ایسا ہی کیا آپ پہاڑ تک ہمراہ آئے اور فرمایا کہ اب پھر آنکھ
بند کر لے تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ آنکھ کھولدے مینے جو دیکھا تو پہاڑ نظر آئے نہ حضور۔ اپنے گاؤں کی

سرحد ہے جہاں سے آپ لوگ رخصت ہوئے تھے جو دو سوار تفتیش حال کے لئے مقرر کئے تھے
ان کو روانہ کر دیا چند یوم بعد وہ سوار واپس آئے اور گاڑی والے کے بیان کی تصدیق کی اور میاں
صاحب کی خیریت بیان کی پھر ہم سب نے اس گاڑی بان سے معافی چاہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از چھوٹے میاں محمد عمر شاہ صاحب حضرت والد ماجد قبلہ وکعبہ مولانا محمد عبد اللہ شاہ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضور قبلہ دادا صاحب فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک
دن موضع کھیڑی جاٹان کے جنگل میں حضرت دادا پیر گلاب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجذوب کی
خدمت میں گئے ایک پنجابی صاحب ہمرکاب تھے مغرب کا وقت آگیا تو سب نے وضو کی اور
جو شخص ہمرکاب تھے ان کو امامت پر کھڑا کر دیا دوران نماز میں داتا گلاب شاہ صاحب نے بربانی شروع
کی۔ کہدو غوث الاعظم میں ہی ہوں۔ اللہ اکبر میں ہی ہوں" بعد الفراغ نماز میاں صاحب نے دریافت
کیا کہ کیا امامت کی حالت میں تم کو کوئی وسوسہ ہوا تھا۔ عرض کیا کہ یہ ہی خیال تھا پھر حضور قبلہ فرد وقت
مودب بیٹھ گئے اور داتا گلاب شاہ صاحب نے توجہ دی تو آپ پر ایک خاص حالت محویت کی طاری
ہوئی اور اسی کیفیت میں آپ نے دولت خانہ پر مراجعت فرمائی۔ داتا گلاب شاہ مجذوب رحمتہ اللہ علیہ
کو حضرت قبلہ دادا صاحب سے بے انتہا محبت تھی۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از کولا۔ سکنہ سوندھ مولوی محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شادی کے پیام سلام
میری معرفت طے پائے تھے اور مسمی امام بخش سکنہ کھنڈاولی جسکے یہاں برات جانی تھی اُس نے
چالیس اور پچاس کے درمیان براتی بلائے تھے اور میری یہ خواہش تھی کہ زیادہ شریک ہوں میاں صاحب
رحمتہ اللہ علیہ براتیوں کے ساتھ آگے آگے ہمراہ تھے۔ اور مولانا عبد اللہ شاہ صاحب اور میں پیچھے
رہگئے تھے۔ میں نے مولانا صاحب کو بہکایا کہ برات لڑکی والے نے تو زیادہ منگائی ہے اور میاں
صاحب تھوڑے آدمی لیجلے ہیں وہاں جاکر ہنسی ہوگی ورنہ سارے موضع سوندھ کے آدمی شرکت
کے لئے تیار ہیں میاں صاحب کے خوف سے کوئی نہ جاسکا آپ فرمادیں تو گاؤں میں کہہ آؤں
مولانا صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو بابا ناراض ہو جائیں میں نے عرض کیا پندرہ کوس کا فاصلہ عصر کا

وقت کون جائیگا. بات رہجاوے گی. مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا. میں سارے گاؤں میں کہہ آیا کہ جس کا جی چاہے برات میں چلے. مولانا صاحب شام کے وقت گھنٹہ اولی پہنچے اور میاں صاحب ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے. بچارے لڑکی والے نے براتیوں کا اندازہ لگا کر اسی قدر چاول شکرانہ کا انتظام کیا. عشاء کے وقت تک تو لیجو دیجو پڑنے لگی کوئی پانسو کے قریب براتی ہوگئے. امام بخش لڑکی والا بہت پریشان ہوا اور اپنے بھائی خضر خاں کو جو میاں صاحب کا مرید تھا حضور کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ آدمی پانسو سے زیادہ آچکا ہے اور ابھی آمد ختم نہیں ہوئی. شاہصاحب نے فرمایا کہ میں خود اپنے ہمراہ پچاس براتی لایا ہوں اور پیچھے صرف کولا اور عبداللہ باقی تھے. جب نظر کی تو واقعی اس قدر آدمی تھے. مجھکو بلا کر فرمایا کہ یہ سب تیری بدمعاشی ہے. میں نے صاف کہدیا کہ اب تو قصور ہوگیا اور جو ہونا تھا سو ہوگیا. آپ نے فرمایا اچھا پوچھو اس کے یہاں سامان کتنا ہے اس نے عرض کیا کہ تین روز کا بندوبست تھا جو آج ہی ختم ہوجاویگا پوچھا اس وقت تک کتنا پک چکا ہے عرض کیا پانچ من چاول ابل چکے ہیں آپ نے فرمایا چپکے سے میری چادر اس پختہ کھانے پر ڈالدو. اور کھلانا شروع کردو. مزید مت پکاؤ. امام بخش کی خود حضور نے تسلی کردی کہ خدا اسی میں برکت دیگا. لنگر جاری ہوا تمام برات نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا اور کچھ دیر بعد شاہصاحب نے ارشاد فرمایا کہ امام بخش سے کہدو کہ اس کا جی چاہے جس قدر آدمی اپنی طرف سے بلا کر کھلا دے. چنانچہ ایسا ہی ہوا گرد و نواح کے دہات کو اسنے مدعو کردیا. آدمی دوڑ گئے پھر کیا تھا جو آتا گیا کھاتا گیا. سب کام بخیریت تمام پورا ہوگیا. تین روز برابر یہ ہی عمل رہا. امید سے زیادہ دس گنے آدمیوں نے کھانا کھایا ہوگا. آخر میں رخصت کے وقت امام بخش قدموں پر آگرا اور عرض کیا کہ ایسی شادی کی تمنا تھی جو حضور کی بدولت پوری ہوئی. ورنہ میں کہاں اور یہ سامان کہاں. اللہ ہو اللہ یہ بزرگانہ تصرف تھا کس شان اور کس پایہ کے اس کے مقبول بندے تھے. اللہ ہو اللہ

روایت منقول از حیات خاں سکنہ سوندھ. میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ڈوم والے تالاب پر جو پہاڑ نواح سوندھ میں واقع ہے اکثر پتھر کی بڑی سلا پر شب بیداری کیا کرتے تھے رات کے سناٹے میں ذکر جہر کی آواز دور دور تک جاتی تھی جنگل کے مختلف جانور حضرت قبلہ کے گرد جمع ہوجاتے

اور ذکر الٰہی کے اثر سے ایسے محو ہوتے کہ پاس سے بھی نہ سرکتے. ایک مرتبہ شیر آکر قریب بیٹھ گیا جب آپ فارغ ہوئے تو کہا بھائی جاؤ. اٹھا اور چلا گیا. سچ ہے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ایک مرتبہ رات کے وقت کوئی بارہ بج چکے ہوں گے. میں گھر سے چلا اور کھیت پر جہاں میاں صاحب رکھوالی کیا کرتے تھے پہنچا. ادھر ادھر تلاش کیا میاں صاحب کا پتہ نہ چلا کچھ دیر بیٹھا رہا آخر ذکر جہر کی آواز پہاڑ کی طرف آئی اُس آواز پر ہو لیا اندھیری رات تھی اچانک ایک شعلہ سا نظر آیا خیال کیا میاں صاحب نے آگ جلائی ہے جب آگے بڑھا. تو پے در پے ہزاروں شعلے یکے بعد دیگرے اُبھرتے اور گم ہوتے نظر آئے مجھ پر خوف طاری ہوا. یا مرشد یا مرشد کہتا ہوا آگے بڑھا جب میاں صاحب کی سلا سے میں پانچ قدم کے قریب رہگیا تو میں نے دیکھا کہ میاں صاحب پر ایک عالم محویت طاری ہے اور جوڑ جوڑ سے آواز اللہ اللہ کی آرہی ہے. اور ہر ضرب کے ساتھ ایک نورانی شوشہ جسم کے مختلف حصوں سے نکلتا ہے اور گم ہوجاتا ہے میں ساکت کھڑا ہوگیا. پھر بہت سی مشعلیں یکدم نظر آئیں اور وہ جگہ جگمگا اٹھی اور ان مشعلوں نے میاں صاحب کے چاروں طرف چکر دے لیا. اور کچھ دیر بعد ایک سمت کو جاکر غائب ہوگئیں جب یہ ہنگامہ فرو ہوا تو میں حضور کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ آج میں نے ایسا ایسا دیکھا. حضور نے سنکر فرمایا کہ ایسے وقت مت آیا کرو. عرض کی میں تو حضور کا مرید ہوں مجھے اجازت دیدیجئے کہ میں رات کو جب جی چاہے حاضر ہوجایا کروں. آپ نے فرمایا کہ درود شریف کلمہ اور اسم یا حی. یا قیوم کا ورد کیا کرو. پھر میں نے نماز تہجد حضور کے پاس پڑھی ویسا لطف کبھی تنہائی میں بھی میسر نہ آیا. حضور اسکے بعد کھیت میں اپنی جھونپڑی میں تشریف لے آئے اور میں گاؤں چلا گیا. اللہ ہو اللہ ع اولیا را ہست شانے از اللہ.

روایت از ملا احمد خاں صاحب بستی ضلع بلندشہر. بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرا تبادلہ گورگانوہ سے تھانہ شاہجہاں پور کا ہوگیا. شاہجہاں پور سے قصبہ ریواڑی کو سڑک جاتی ہے. اس سڑک پر شاہجہاں پور سے نکلتے ہوئے ایک پہاڑ ہے اس کے پاس ایک چبوترہ بن رہا ہے جب مجھکو فرصت

ملتی تو اکثر شب کے وقت اس چبوترہ پر بیٹھکر اللہ اللہ کیا کرتا خوب دل لگتا اور ایک حلاوت
ذکر الٰہی سے محسوس ہوتی تھی اور مشاہدہ انوار تجلیات کا ہوتا تھا۔ اسی جگہ تہجد پڑھتا۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ
مرشد کی خدمت میں سوندھ حاضر ہوا اور صبح کے وقت پیر وہانے بیٹھ گیا اور چند مسائل پوچھ رہا تھا
اور وہ ایسے تھے جیسے روحوں کا آنا کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔ قیام میلاد شریف اور اس میں
سرکار دو عالم کا تشریف لانا فرمایا۔ ارواح اپنے ورثار کے مکان پر جمعرات کو اور اکثر دن کے وقت
نیز مسجدوں میں بھی آتی ہیں۔ ثواب عبادت بدنی کا پہنچتا ہے۔ کھانے پر ہاتھ اٹھا کر بھی فاتحہ جائز
ہے کوئی خرابی کھانے میں نہیں ہے بلکہ نیاز بزرگان کا کھانا برکت والا ہوتا ہے میلاد میں قیام
جائز ہے۔ سرور دو عالم تشریف فرما ہوتے ہیں اور پھر فرمایا یہ مسائل علمار کی بحث کے تھے اب
اس کی عام میں بحث چھڑ گئی۔ بعض نے کسی طرح بعض نے کسی طرح سند لیکر عمل کیا۔ اس سے علما
ناخوش ہو کر سب کو برا کہدیتے ہیں۔ تم کرو۔ یہ تو کار ثواب ہے۔ پھر شاہجہاں پور کا واقعہ بیان کیا
کہ لب سڑک والے چبوترہ پر بہت جی لگتا ہے جب میں کوٹ پوتلی جاتا اکثر شب کو قیام کرتا۔ اور
اس چبوترہ پر رات گزارتا۔ ایک مرتبہ کوٹ پوتلی میں داتا کلن شاہ صاحب مجذوب کی خدمت میں
عرض کیا اور اسی چبوترہ کا قصہ سُنایا داتا کلن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا کہ میں
بھی وہاں ٹھیرا تھا۔ جب دہلی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں جاتا وہیں ٹھیرتا میں
نے عرض کیا کہ چبوترہ کے جنوبی کونہ پر زیادہ جی لگتا ہے داتا صاحب نے فرمایا بھائی اسی کونہ پر میں
سویا کرتا تھا۔ پھر حضور قبلہ مرشدنا نے فرمایا کہ احمد خاں۔ اللہ والے جس جگہ جس زمین پر سوئیں بیٹھیں
چلیں پھریں وہاں پر برکت نازل ہوتی ہے خدا بھی اس جگہ کو دوست رکھتا ہے اور ایک مدت
تک مدفن اولیار پر نزول برکات ہوتا ہے اور اسکی میعاد کا تعین نہیں کہیں تھوڑا کہیں بہت
بزرگوں کی صحبت ساتوں کی جھڑ لونکا مزا دیتی ہے مگر انسان جاذب ہو سعید ہو۔ صادق ہو۔ احمد
خاں تم یہ اللہ کا نام پڑھا کرو خدا ایمان اور اسلام میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور قلب غافل
بیدار ہوگا اور دیکھو اگر یہی صحبت خراب مل جائے تو دین دنیا کہیں کا نہیں چھوڑتی عمدہ

کھانا پکا کر مٹی کے تیل کا ہاتھ لگادو پھر دیکھو کون کھاتا ہے کیسا ہی لذیذ ہو سب کچھ بگڑ گیا
بھائی۔ (دوہرہ) سنگت ہی گن اُپجے سنگت ہی گن جائے ؏ بانس پھانس۔ اور مصری ایک ہی بھاؤ بکائے
پھر نفی و اثبات کے طریق بتائے اور ارشاد فرمایا کہ انسان احکام شریعت کا پابند اور فرمان مرشد
پر عامل رہے۔ خدا راضی ہوگا اور محبت دیگا۔ جاؤ آرام کرو۔ غلام کو اس فرمان سے ایسی خوشی ہوئی
کہ تا زیست نہ بھولوں گا۔ عرض کیا حضور کا کرم درکار ہے فرمایا جس پر مرشد کا کرم ہوتا ہے اس پر
خدا اور رسول کا بھی کرم ہے اللہ پاک نے محبت عجب شئے بنائی ہے اس کی اوک چوک بھی معاف
ہے (دوہرہ) بڑے نہ ڈوبن دیت ہیں جا کی پکڑیں بانہہ ؏ جیسے لوہا ناؤ سنگ تیرت ہے جل مانہہ۔ اللہ ہو اللہ
روایت از میر عاشق علی رحمتہ اللہ علیہ۔ مینے عرض کیا حضور سے ایک مخلوق فیضیاب ہو کر جاتی
ہے۔ میں ہی ایک محروم رہا جاتا ہوں۔ فرمایا اللہ اللہ کیا کر۔ عرض کیا۔ آپ سب سے جکی پسواتے
ہیں ایک غلام سید پر یوں ہی کرم ہو جائے گا تو کونسی کمی ہو جائے گی۔ میری اس عرض پر نظر اٹھا کر
دیکھا تو میری حالت عجیب ہو گئی دل میں تڑپ اور درد اس مزے کا اٹھا کہ لطف آگیا اور بے اختیار
زبان سے ؎ من درویش را کشتی بغمزہ ؏ کرم کردی الٰہی زندہ باشی۔ نکلا۔ اسی وقت سرکار دو عالم
کی زیارت ہوئی۔ غوث الاعظم کو دیکھا۔ سب کی نظریں مجھ غریب خستہ پر مہربانی سے پڑ رہی تھیں
جہاں تک نظر جاتی تھی نور ہی نور جلوہ گر تھا تین دن تک یہ ہی سما رہا حجاب پر حجاب آپ ہی آپ
اُٹھ رہا تھا۔ آہ قربان جائیے مرشد کے کیا شان مولا تھی۔ اللہ ہو اللہ
روایت۔ ایک دن چلتے وقت عرض کیا کہ یہ کٹیا مجھے پسند ہے عنایت ہو جائے تو اسکی
خدمت کیا کروں اس کے سہارے دن گذر جائینگے۔ حضور نے مرحمت فرما دی۔ اسے گھر لے گیا
چرانا شروع کیا گابھن ہو گئی نسل در نسل مرے پاس رہی جب ان کے لئے کٹی کاٹنے بیٹھتا ہر ضرب
گنڈاسہ پر اللہ مونھ سے نکلتا آنکھ بند کر لیتا پھر چھ دھڑی کٹی دم بھر میں کوٹ لیتا۔ اس مشغلہ
میں عجیب عجیب مسرتیں ہوئیں وہ نظارہ قابل بیان نہیں ہمیں تو یہ ملا۔ گویا سب کچھ ملا یہ کہکر آہ
کا نعرہ مارا اور چلا کر روئے اور کہا ؎ تلخی غم دی عیش کہا کر ؏ شہد پلایا زہر ملا کر۔

پھر ایک نعرہ مستانہ قلندرانہ طریق پر لگایا۔ اور کہا ؎

دردِ تو می کشد مرا بادِ کرم دوا کنیمش یا قدرے فزوں بران تا نہ کنم دوا طلب

اللہ ھو اللہ اسی کیفیت میں کچھ عرصہ گھومتے رہے۔ اللہ ھو اللہ۔

روایت ایضاً۔ حضور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور ایک آپ کا خادم ہریانہ دریا بار کی جانب ہمسفر تھے ایک گاؤں میں کنوئیں جگت پر لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو رہا تھا آپ نے کولا نامی خادم سے فرمایا کہ جا دیکھ کیا ماجرہ ہے۔ وہ واپس آیا عرض کی کہ ایک عورت بیٹھی ہے اور چپ ہے بولاتے ہیں تو جواب نہیں دیتی۔ آپ تشریف لائے پوچھا۔ جواب ندارد آپ نے کچھ دیر سکوت کیا اور پھر ایک نگاہ ڈالی۔ فوراً گویا ہوئی اور کہا میرا لڑکا مر گیا اس کے غم میں مبتلا ہوں بارہ سال اسی طرح گزر چکے ہیں۔ جب سے آج آپ کو دیکھا ہے تو ذرا تشفی ہوئی ہے۔ مہینوں بھوک پیاس نہیں لگتی آپ نے ایک نام اللہ کا بتایا اور کہا اسے رٹا کر۔ خوشی کا یہ عالم تھا کہ دفعتاً نور آگیا اور قدم چومے۔ پھر جنگل کی راہ لی کیا تھا کیا ہو گیا

روایت۔ از کولا سکنہ سوندھ۔ ایک مرتبہ اساڑھ کے مہینے میں خوب بارش ہوئی لوگوں نے خوب فصلیں بوئیں۔ پھر کچھ ایسی بند ہوئی کہ ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ گرا فصلیں خشک ہونے لگ گئیں مخلوق خدا سخت پریشانی میں مبتلا تھی، ابر کا کوسوں پتہ نہ دارد لوگ باگ جمع ہو کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ فصلیں برباد ہو رہی ہیں آپ دعا فرماویں کہ اللہ بارش کرے آپ اس روز چوپال میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے کچھ نہ بولے اتنے ہی میں ایک بوڑھا بہت ضعیف العمر آدمی آیا اور کہا کہ میاں صاحب یہ دعا کا وقت ہے للہ اب دعا کیجئے۔ جس سے مخلوق کی جیواری ہو جائے خدا کی جناب میں آپ کی دعا مستجاب ہو آپنے فرمایا عاجز بندہ عاجزی کے سوا کیا پیش کرے۔ اچھا بھائی سب ملکر دعا کرو میاں صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا جس قدر آدمی موجود تھے سب نے التجا و زاری سے عرض کیا ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ رعد کی گھور سنائی دی اور ہلکا ہلکا سا ابر آیا اور آناً فاناً میں تمام آسمان پر محیط ہو گیا پھر اس زور سے بارش ہوئی کہ چین آ گئے فصلیں ہری ہو گئیں۔ دور دور سے بارش کی خبریں موصول ہوئیں اللہ نے فضل کیا خاصان خدا کی دعا خالی نہیں جاتی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ۔

اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید۔ اللہ ھو اللہ۔ اللہ ھو اللہ

روایت۔ از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب۔ منشی خیراتی خاں سکنہ جرٹاوک نے بیان کیا کہ منشی صاحب اور ان کے بھائی محبوب خاں صاحب اور چند آدمی منصور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے قصبہ گلاوٹھی میں نیاز حاصل کرنے گئے اور درخواست کی کہ حضور ہمارے یہاں بھی تشریف لیچلیں فرمایا اگر خدا کو منظور ہے تو کل چلیں گے چنانچہ دوسرے دن سواری میں بٹھا کر جرٹاوک لائے اور میاں محبوب خاں کے مکان پر فروکش ہوئے۔ لوگ حضرت قبلہ کی خبر سنکر ارد گرد سے جمع ہونے شروع ہوئے دم بھر میں ایک میلہ سا لگ گیا چند آدمی اور محبوب خاں صاحب حضرت کی حلقہ بگوشی میں آئے برسات کا موسم تھا بارش اس زور سے پڑی کہ پانی اوسان نہیں لینے دیتا تھا۔ اسی حالت میں ایک نجار حاضر ہوا اور اس نے اولاد کے لئے استدعا کی آپ خاموش ہو رہے وہ ایسا پیچھے لگا کہ دن پورا ہو گیا رات آگئی اور وہ نہ گیا نہ آپ سویا نہ حضور کو کچھ آرام کرنے دیا آپ کے التفات کو دیکھیئے کہ بالکل نہ گھبرائے اور نہ ہی سخت جواب دیا آخر کار حضرت قبلہ نماز صبح سے پہلے روانہ ہو گئے تنہا کسی کو ساتھ نہیں لیا۔ اور بارش کا یہ عالم کہ سانس تک لینی نہیں دیا۔ برابر زور زور سے برستا رہا صبح کو جب تلاش کیا حضور نہ تھے ادھر ادھر دیکھا کچھ انتظار کیا جب کوئی پتہ نہ چلا تو ہم چند آدمی پانی کھوندتے گلاوٹی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور ابھی مسجد تشریف لے گئے ہیں جب آپ کو دیکھا تو نہ آپ کے کپڑے تر تھے نہ جوتا۔ مسجد میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے دیکھو خدا اپنے خاص بندوں کو سفر کی تکالیف سے کیسا محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ ھو اللہ۔

روایت۔ نواب محمد شاہ خاں صاحب سکنہ حسن پور ضلع مراد آباد نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور میں حاضر ہوا چند روز قیام کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ محمد شاہ وقت آگیا کمر ہمت باندھو اور بنگالہ کی راہ لو۔ باستماع ارشاد بیرراہی بنگالہ ہوا جب نواح بنگالہ میں پہنچا تو ایک ساحرہ مجھپر عاشق ہو گئی یہ کیفیت میری سات ہفتوں گزری کہ جب اس کے گاؤں سے صبح کو چلتا تو شام کو قطع سفر کے بعد پھر وہیں موجود ہوتا۔ تین دن تو اور بھی زیادہ پریشانی کے گزرے۔ جوں تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس جس کے مکان پر مرا قیام تھا انہوں نے کہا کہ جب یہ عورت تم سے دریافت کرے کدھر جاؤ گے تو جس

طرف جانے کا قصد ہو اس کے خلاف سمت کا نام بتا دینا ورنہ تمام عمر اسی چکر میں رہو گے۔ چنانچہ
مینے ایسا ہی کیا اس دن دوسری طرف کو گیا وہ ہنسی اور کہا کہ مت جا ورنہ پریشان ہوگا۔ میں نے
کہا کہ مرشد کامل ہے تو کیا کر سکتی ہی وہ گھر کو چلی گئی اور ادہر بندہ نے یا مرشد المدد کا نعرہ لگایا اور روانہ
ہوا اس کی سرحد پار تک بھاگا گیا۔ جب اس وہاں سے پیچھا چھوٹا۔ تو منزل دو منزل چلتا دیوہ شریف
حاضر ہوکا ارادہ کیا کہ میاں حاجی وارث علی شاہ صاحب سے ملکر چلیں گے۔ وہاں پہنچا تو ایک ہجوم
پایا۔ لوگ آپ کو ایک پالکی میں سوار کئے لئے جا رہے تھے بندہ نے بھی کندہ دیا اور مکان کے باہر
ٹھیر گیا کیونکہ اندر جانیکی ممانعت تھی۔ احقر نے عرض کیا کہ جاکر عرض کرو کہ ایک شخص خدمت میں نیاز
حاصل کرنا چاہتا ہے حضرت کا خادم بعد اطلاع واپس آیا اور کہا۔ بھائی بڑی قسمت والے ہو آؤ۔ یاد
فرمایا ہے اور تمہیں کو سب سے پہلے پوچھا ہے۔ حاضر خدمت ہوا مصافحہ کیا اور ہاتھ چومے حاجی
صاحب نے فرمایا تم سے ملکر بہت جی خوش ہوا۔ اے حاضرین یہ ایک زبردست شیخ فرد وقت کا
خادم ہے۔ بھائی ہمارا بھی حضرت سے ملنے کو جی چاہتا ہی۔ میں نے رخصت طلب کی فرمایا ہمارے
مہمان ہو عرض کیا مجبور ہوں صرف آپ کی تمنا زیارت تھی جو پوری ہوگئی اس پر حضور نے خادم سے فرمایا
کہ ایک تھان اور پچاس روپے لاؤ اور فرمایا کہ یہ ہدیہ میری جانب سے پیش کر دینا۔ انشاء اللہ عنقریب نیاز
حاصل کروں گا۔ جب میں سوندھ حاضر ہوا مجھکو بتحقیق یاد ہے کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ
علیہ سوندھ تشریف لائے ؎

خوشا وقتے وخرم روزگارے   کہ یارے برخورد از وصل یارے   اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً سفر بنگالہ کی واپسی پر پہلی بیعت میں شیر محمد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قدم
بوس ہوا آپ مکان سے جانب جنگل جا رہے تھے مینے حصول زیارت کے بعد اجازت چاہی۔
فرمایا کہ آج مہمان رہو۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ نووارد کون ہی۔ فرمایا کہ یہ بڑے زبردست
شیر کا خادم ہے اور آپ ایک درخت کے سایہ میں معہ ہمراہیان بیٹھ گئے۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ
علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ اب کہاں سے آرہے ہو عرض کیا بنگال سے پھر فرمایا کہاں کا عزم ہے مینے

کہا دربار مرشد۔ پھر آپ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ سبحان اللہ فرمان بردار عاشق صادق ایسے ہی ہوتے
ہیں خدا جزا دے انشاء اللہ صبح کو میں بھی حاضری سے مشرف ہونگا۔ جب سورج نکلا فرمایا جنگل چلو اور
صرف تنہا مجھکو ہمرکاب لیا۔ اور میدان میں پہنچکر ایک ضرب اللہ کی لگائی اور رونا شروع کیا منہ سوندھ
کی طرف کر لیا۔ اور آن واحد میں آنکھیں کھولدیں اور ایک تھان اور کچھ روپیہ دیکر فرمایا کہ یہ پیش کر دینا۔
اور عنقریب حضوری میں حاضر ہونگا۔ نیز یہ بھی کہدینا کہ وقت آگیا ہے ذرا خیال رہے۔ وہاں سے رخصت
ہوکر سوندھ حاضر ہوا اور نذرانہ و پیام پیش کیا تبسم فرمایا اور خاموش ہو گئے پھر دعا کی اور دیر تک کچھ کلمات
آہستہ آہستہ فرماتے رہے جو کچھ سمجھ میں نہ آئے اللہ ہو اللہ ؎

پس از مدت کہ با من گفت از راہ وفا حرفے   چناں گشتم ز خوشحالی کہ آں نیز ہم نفہمیدم

روایت۔ ایضاً۔ نواب صاحب ممدوح کو میاں صاحب فرد وقت رحمتہ اللہ علیہ نے چار سفر کرائے
پہلا سفر بنگالہ۔ دوسرا سفر مدراس۔ تیسرا پانی پت۔ چوتھا رشی کیش۔ پانی پت مولانا غوث علی شاہ
صاحب کی زیارت کے لئے بھیجا گیا۔ ایک کوچہ میں ایک بزرگ سے حضرت کا پتہ پوچھا۔ فرمایا کہ آپ
جیسے خلاف شرع سے وہ کیوں ملیں گے مینے کہا کہ اس سے کیا حاصل تم پتہ بتاؤ۔ وہ ہنسکر چلے گئے
میں چند قدم چلا تھا کہ ایک شخص اور ملے اور مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو مینے عرض کیا کہ مولانا
غوث علی شاہ صاحب کی خدمت میں۔ فرمایا کہ میں ہی تو ہوں۔ مینے مصافحہ کیا ہاتھ چومے اور ہمرکاب
ہوا۔ ایک مکان میں ٹھیرایا۔ اور کچھ دیر کے بعد ایک خادم کچھ اپلے اور سیر بھر تمباکو رکھ گیا شام کو کھانے
کے لئے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ صاحب خود بلا کر لے گئے بندہ نے عرض کیا کہ حضور نے کیوں
تکلیف فرمائی۔ فرمایا عزیزم تم ایک زبردست فقیر کے خادم ہو۔ یہ انھیں کی خدمت ہی۔ غرض کھانا
کھایا۔ اور معافی چاہی کہ آپ یہیں تشریف رکھیئے مولانا ٹھیر گئے اور میں مکان پر آگیا دو یوم قیام کیا
تیسرے دن رخصت طلب کی اجازت نہ دی فرمایا کہ آج اور رہو۔ آخر بمجبت تمام رخصت ملی چلتے وقت
ارشاد کیا کہ سوندھ شریف کب تک پہنچو گے عرض کیا پندرہ بیس یوم میں۔ فرمایا جب تک تم پہنچو گے
میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ کچھ نذرانہ حضور کے لئے دیا اور رخصت فرمایا۔ سوندھ حاضر ہوکر نذرانہ پیش کیا

اور جو کچھ پیام تھا وہ دیا دعا کی اور فرمایا کہ اچھا بھائی اچھوں سے ملنا اچھا ہے یہی لوگ مردانِ راہ خدا ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از مخدوم صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مظلہٗ۔ ایک مسافر زار و قطار روتا ہوا میاں مولوی محمد عظیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا اور اس شدت سے رویا کہ چیختے چیختے بیہوش ہو گیا کچھ دیر کے بعد طبیعت سنبھلی دریافت کیا کہاں سے آئے ہو کہا بخارا سے حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا تھا۔ عرصہ پانچ ماہ کا ہوا کہ حضور مغفور کو میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا ان سے طالب دعا ہوا تسلی دیکر فرمایا ہمارے پاس آجاؤ نواح دہلی میں گوڑگانوہ کا ضلع اور اس میں ایک موضع سوندھ ہے ہمارا وہاں مکان ہے اور راج شاہ نام ہے اس وقت حضور کے ہمراہ ایک لڑکا بھی تھا کہ جس کی انگلی آپ نے پکڑ رکھی تھی۔ دریافت کیا کہ اس بچہ کا کیا نام تھا کہا محمد عمر اس کو آپ پیار کرتے تھے خواب سے آنکھ کھلی ولولہ پیدا ہوا کہ چلو اس دن سے سفر میں ہوں یہاں پہنچکر حضور کی خبر وصال سنی تو جگر چاک ہو گیا اب کیا کروں۔ جناب مولوی محمد عظیم شاہ صاحب نے فرمایا جو لڑکا میاں صاحب قبلہ کے ہمراہ تھا کیا اسے پہچانتے ہو کہا ہاں۔ چنانچہ چند لڑکوں میں بندہ محمد عمر بلاکر پیش کیا اس نے میرے متعلق کہا کہ یہ لڑکا ہے اور یہی حلیہ ہے۔ پھر اس شخص کو بخدمت جناب مولانا مولوی عبداللہ شاہ صاحب مجددِ وقت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ بھائی آگئے۔ اچھا کیا۔ کیوں گھبراتے ہو؎

زمن پرسید راہِ و رسم شہرستان سودائی ۔۔۔ کہ چوں فرہاد مجنوں نیستم کوہی و صحرائی

سینہ سے لگایا اور بیعت کیا خدا کا نام بتایا۔ اللہ نے اس کا کام پورا کر دیا۔ چند روز قیام کے بعد کامیاب ہو کر اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از میر عاشق علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضور پرنور کو دادا گلاب شاہ صاحب مجذوب علیہ الرحمۃ سے زیادہ عشق تھا۔ بغیر دیدار کے بے چین رہتے تھے اور ہر شب قصبہ ہتین کے متصل موضع کھڑلی کے جنگل میں حاضر ہوتے ایک دن دادا گلاب شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم

کیوں اتنی تکلیف اٹھایا کرتے ہو میاں صاحب نے عرض کیا کہ کیا کروں دل کو قرار نہیں پڑتا فرمایا کہ اب تم گھر سے چلتے وقت اپنی آنکھیں بند کر لیا کرو چنانچہ جب حضور گھر سے چلتے تو آنکھ بند فرما لیتے اور پھر کھولتے تو اپنے کو دادا گلاب شاہ صاحب کے پاس موجود پاتے بارہ سال تک یہی دور رہا بعد اس کے آپ ایک دن دن کے وقت دادا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے پانی کی ڈولچی اور کچھ بتاشے بھی ہمراہ لئے ہوئے تھے دادا گلاب شاہ صاحب ایک رکھیا جنگل میں ملے حضور نے ان کے لئے اپنا کمبل بچھا دیا۔ دادا صاحب کمبل پر بیٹھ گئے میاں صاحب نے شربت بناکر پلایا۔ جو کچھ بچا ہوا تھا وہ میاں صاحب کو پلا دیا اور بغل میں دبا کر وہ کچھ دیا کہ بھرپور کر دیا اور بعد ازاں کچھ شغل بتائے اور فرمایا کہ اب مست آیا کر مخلوق کو وہیں بیٹھے بیٹھے فیض پہنچا؎

بخوبی ہمچو مہتابندہ باشی ۔۔۔ بملکِ دلبری پایندہ باشی ۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از رابعہ ثانی بوا صاحبہ۔ صاحبزادی کلاں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مسماۃ اللہ رکھی۔ سکنہ فریدنگر ضلع میرٹھ روانگی حج کے لئے حضور پرنور سے اجازت لینے آئی ارشاد فرمایا کہ اللہ رکھی حج کسوٹی ہے ایمان کی تو سفر کی تکلیف نہ اٹھا سکے گی کیونکہ ضعیف العمر زیادہ ہے۔ یہیں اللہ اللہ کئے جا۔ عرض کیا کہ حضور زیارت کعبہ کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا میرا طواف کر لے زیارت ہو جائیگی۔ مسماۃ مذکور نے آپ کے ارد گرد پھرنا شروع کیا ساتویں چکر میں زیارت کعبہ نصیب ہوئی چنانچہ ارادہ حج ملتوی کر دیا اور جو زادِ حج پاس تھا اس کو راہ خدا میں صرف کیا اور آپ کی خدمت میں نذرانہ علیحدہ پیش کیا ہے قسمت تصور پیر سے گھر بیٹھے دولت مل گئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب سکنہ موضع میست ضلع گوڑگانوہ۔ آپ میاں صاحب کا ذکر خیر فرما رہے تھے ڈپٹی انور علی صاحب جج نے کہا کہ وہ کون پڑھے ہیں البتہ رجوعات زیادہ ہے یوں ہی لوگ تعریف کر دیتے ہیں۔ میں اسی ضلع میں ہوں ابھی مجھکو ان سے نہیں ملا۔ مولانا قاری حافظ حفیظ الدین صاحب دو جانوی لے جو استاد حافظ عبدالرحمٰن صاحب کے تھے فرمایا نہیں بھائی بغیر ملے جلے ایسا نہ کہنا چاہیئے وہ بڑے بزرگ ہیں بہت لوگ جاکر فیضیاب ہوتے

ہیں ایک روز مولانا صاحب نے احقر سے فرمایا کہ میرا ارادہ میاں صاحب سے ملنے کا ہے تم بھی ساتھ چلو تو بہت اچھا ہے عرض کیا بہتر۔ میں واپس میت چلا آیا پھر دوبارہ دوجانہ مولانا کی خدمت میں گیا۔ تو فرمایا کہ حافظ جی میاں صاحب قبلہ سے مل آیا ہوں الحمد للہ جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ گاؤں کی مسجد میں مینے قیام کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میرے پہنچنے سے پہلے ایک چارپائی میرے لئے بچھوا دی تھی۔ مینے بستر فرش پر کیا اس وقت کولانامی خادم نے کہا کہ یہ چارپائی خاص آپ کے لئے پہلے ہی سے بھیجی گئی ہے رات کا کھانا کھا کر سو گیا تو صبح کو میاں صاحب قبلہ نماز فجر کے لئے تشریف لائے عرض کیا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ فرمایا میں امی ہوں مینے عرض کیا میں بھی پڑھا نہیں ہوں اور مسافر ہوں آخر حضرت کے اصرار سے نماز پڑھائی بعد نماز ظہر عرض کیا کہ ایک مسئلہ کے حل میں پیچیدگی واقع ہو رہی ہے آپ مرے اس وسوسہ کو دور فرما دیں فرمایا کہ آپ حافظ قاری۔ عالم بہمہ صفت موصوف ہیں۔ میں جاہل امی ان پڑھ۔ گوار ہوں باستماع ان الفاظ کے میری طبیعت میں اس انکساری پر جوش آیا۔ اور مجھکو ایک کیفیت و سرور اس وقت ایسا حاصل ہوا جس کا اثر برسوں رہا۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں۔ برسوں اسی خلش میں گزرے ہیں۔ آپ خاموش ہوئے فرمایا کہ جاہل کیا جانے البتہ علماء سے سنا ہے کہ اس کا یہ حل ہے اور فلاں کتاب کے فلاں صفحہ کی فلاں سطر پر جو حاشیہ ہے اس پر اس کا حل درج ہے۔ دیکھ لو میرے دل کو تسکین ہو گئی اور شک رفع ہو گیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیا ذوالکرام کو جو علوم باطنی عطا فرمایا گیا ہے وہ اس علم ظاہری سے علیحدہ ہے اور اس کا اور اس کا تعلق نہیں ہے۔ یہ علم بذریعہ الہام و مکاشفہ کے ان پر صادر ہوتا ہے اس کا تعلق پڑھنے پڑھانے سے نہیں رکھا گیا ہے جیسا کہ اس آیۃ شریفہ میں اشارہ ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اسی طرح دکھانے لگے ہم ابراہیم علیہ السلام کو سلطنت آسمان و زمین کی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی الحمد للہ شیخ زبردست ہے اور یکتائے زمانہ مجھکو بیس برس سے اس مسئلہ کا حل درکار تھا۔ بارہ سال مکہ معظمہ میں سکونت پذیر رہا اور

اس کی ٹٹول میں رہا اور یہاں بھی حضرت میاں صاحب نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے ہندوستان میں نہیں ملی مکہ سے نقل منگائی گئی ہے جو سات سو برس کی تحریر شدہ تھی جس میں حل حاشیہ پر درج ہے ایسی ہی باتیں اہل اللہ کی ہوتی ہیں یہ ذکر مینے ڈپٹی صاحب سے بھی کیا کہ حضرت مولانا صاحب ہمارے پیر مرشد میاں راج شاہ صاحب علیہ الرحمتہ سے مل آئے ہیں جب مولانا گوڑگانوہ ڈپٹی صاحب کے پاس آئے اور خود تذکرہ فرمایا اور کہا کہ بھائی انور علی زبان بند کرو اور توبہ کرو ان کی شان کو تم کیا جانو بڑے بڑے علماء ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں پھر ڈپٹی صاحب نے کہا کہ واقعی اگر یہ امر ہے تو ان کی شان میں مجھ سے ضرور سوئے ادبی ہوئی حافظ عبدالرحمن صاحب سوندھ آئے تو میاں صاحب نے مولانا کے آنے کا تذکرہ فرمایا اور کہا کہ اللہ خوش رکھے بزرگ اور بزرگ زادہ ہیں اللہ ان کے مراتب میں ترقی عطا فرمائے۔

نوٹ:۔ حضرت قبلہ حافظ عبدالرحمن صاحب نہایت برگزیدہ آدمیوں میں سے تھے وقت رحلت آپ نے قرآن پاک طلب کیا اور کہا کہ ۴۵ سال سے تلاوت ناظرہ قضا نہیں کی اب چلتے وقت اسلئے منگاتا ہوں کہ قضا نہ ہو جاوے کلام پاک کھول کر مرے سامنے رکھو اس کے بعد غسل فرمایا اور پھر تلاوت شروع کی اور اپنے بیٹے نور احمد کو بلایا اور کہا کہ پیر اور اولاد پیر کی تعظیم اور خدمتگاری کرنا اور میاں صاحب اور میاں عبداللہ شاہ صاحب کو ایک سمجھنا اور میرا اسلام آخری عرض کرنا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از ملا ننھے خاں ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مینے ایک آدمی سے جھوٹے لڑانے کی بازی لگائی ہے اس کا جھوٹا زبردست اور قوی میرا کمزور ہے آپ دعا کریں کہ میں بازی جیت جاؤں پہلے آپ نے سمجھایا کہ بازی بدھنا گناہ ہے اس نے ہاتھ جوڑ کر قدم پکڑ لئے کہ حضور شرمندگی ہوگی اگر نہ لڑاؤں گا تب بھی بازی دینی پڑے گی میں مفلس ہوں آپ خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا جاؤ جیت جاؤ گے مگر بازی جیتنے کے بعد جھوٹے کو ذبح کرا دینا اس نے منظور کر لیا خدا نے اس کو جتا دیا مالک نے حسب وعدہ جھوٹا ذبح کر دیا اور اس کا گوشت وپوست بطور خیرات دیدیا۔ اللہ ہو اللہ:

روایت از رابعہ ثانیہ جناب بوا صاحبہ غدر کے زمانہ میں حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع سارین ریاست الور میں مقیم تھے ایک دن رسالہ کے سواروں نے گاؤں کو آکر گھیر لیا اور کہا کہ صبح کو جنگل میں جانور چرانے کی اجازت افسر رسالہ سے لینی ہوگی صبح کو حضور بغیر اجازت لئے جانوروں کے ساتھ افسر و سپاہ کے سامنے سے گذر گئے مگر کسی نے کان تک نہ ہلایا حالانکہ چلتے وقت اہل دیہ نے آپ کو جانے سے منع کیا تھا کہ گرفتار ہو جاؤ گے چنانچہ توکلت علی اللہ نکل گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از جناب مولوی محمد عمر شاہ صاحب نبیرہ میاں صاحب فرد وقت رحمۃ اللہ علیہ مرزا نجف علی بیگ ساکن موضع چوموں متصل گوڑگانوہ حضور میاں صاحبؒ کے مرید تھے یہ اور عاجز ایک چھپر میں سو رہے تھے قریب دو بجے شب کے ان کی آنکھ کھلی تو ان کے جسم سے بہت سی نغمہ کرنے والی آوازیں نکلیں اور ان سے اللہ کا نام پیدا ہوتا تھا میں بھی اٹھا اور مرزا صاحب سے دریافت کیا آپ تبسم فرماکر خاموش ہو گئے اور رونے لگے بعدہ فرمایا صاحبزادے مرشد ایسا ملا کہ بیان سے باہر ہے ہم جیسے گناہگاروں پر مہربانی و کرم فرمانے والے مگر ہم نہ کوئی خدمت کرسکے نہ کچھ قدر کی پھر کہا صاحبزادے یہ بات کسی پر ظاہر نہ کرنا آپ سے کیا پردہ ہے حضور پرنور نے بہت کچھ کرم کیا مگر میں کم نصیب تھا محنت نہ کی نہ کچھ خیال کیا جب حاضر ہوا فرمایا یہ پڑھو وہ پڑھو یہ ہو جاویگا وہ ہو جاویگا عرض کیا حضور نا داری نے گھیر لیا ہے فرمایا دل بیدار کرلو ایک مرتبہ عرض کیا حضور گھر سے تو باہر اچھا اپنا ہی بنا لو سنکر کمال مسرور ہوئے اور بیٹھکر شغل سلطان الاذکار کا طریقہ بتلایا فرمایا ابھی کرلیا کرو احقر نے یاد کرکے سنایا سنکر جزاک اللہ فرمایا احقر نے قدم مبارک تھام لئے اور کہا حضور کی ہر دو درکار ہے نظر توجہ سے کام ہوگا بندہ گندہ ہے سنکر فرمایا جاؤ قلب جاری ہو جاویگا اس دن سے یہ حالت ہے کہ خود مجھ سے صدہا آوازیں آتی ہیں سوتے جاگتے ایک حالت رہتی ہے پھر بہت روئے اور کہنے لگے افسوس عرفان نہ کرایا صبح کو حضور انور مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا وہی قصہ دہرایا مولانا صاحب سنتے رہے اور تبسم فرماتے رہے پھر عرض کیا کہ کسر نکال دیجئے حضور مجدد وقت نے سینہ سے لگا کر دبایا اور چھوڑ دیا مرزا صاحب شام تک چھپر میں بیہوش پڑے رہے اور رات بھی اسی حال

میں کٹی صبح کو ہوش ہوا مرزا صاحب نے فرمایا ؎

آن نافۂ مراد کہ می خواستم زغیب　　در چین زلف آن بت مشکین کلالہ بود

صاحبزادے یہ شان وہ ہے کہ دنیا میں تلاش کرو تو نہیں ملیگی کرم مرشد ہے کوڑی پر برسا پھر آہ کا ایک نعرہ مستانہ مار کر فرمایا یہ خدا کا مقبول رسولؐ کا مقبول غوث کا مقبول مرشد کا مقبول سارے جہان کے کاملین و فقرا کا اولیا کا مقبول ہے میاں صاحب قبلہؒ نے وہ نمونہ چھوڑا ہے کہ جس کا ثانی نہیں ہی۔ یہ وہ دریائے عرفان ہے کہ جس کا کنارہ نہیں معدن حقیقت ہے جس کی انتہا نہیں ہی۔ آج کرم کیا۔ صاحبزادے یہ آپ کے ہی گھر کا مال ہے۔ چند شغل اذکار جو حضرت مرشدی مولائی حضرت میاں صاحبؒ قبلہ کے ارشاد فرمائے ہوئے تھے احقر کو بتائے اور حضرت مولانا مجدد وقت کے اکرامات بھی عنایت کئے جن کو احقر تحریر نہیں کرسکتا مرزا صاحب کے بدن پر بقلم جلی لفظ تبارک اللہ لکھا ہوا تھا یہ مرتبہ بعد بیعت کے حاصل ہوا سبحان اللہ کس مرتبہ عالی کے مرشد اور کس پایہ کے راسخ العقیدت لوگ تھے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از عبد الغنی سکنہ بدرکہ ضلع بلند شہر میں دہلی میں ملازم تھا ایک روز کشمیری دروازہ حجامت بنوائی اور غسل کیا وہاں بزرگوں کے تذکرے ہونے لگے ایک شخص نے کہا بھائیو میں نے جیسا بزرگ میاں راج شاہ صاحبؒ کو دیکھا ایسا دنیا میں کہیں نہیں پایا چنانچہ میں سہنہ سے قصبہ جھجھر براہ سوندھ جا رہا تھا راستے میں میاں صاحب سے قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ حضور خادم جھجھر جا رہا ہی اور بھان کی تاکید ہے کہ جلد واپس آیو یہ کمزوری اور اتنا لمبا سفر کیسے طے کروں گا ایسی دعا فرمائیے کہ یہ سفر جلد طے ہو جائے آپ نے ایک اللہ کا نام بتادیا کہ یہ پڑھتے چلے جاؤ چنانچہ سوندھ سے نکلکر اس اسم کا ورد شروع کیا جس سے بدن میں چستی اور پاؤں میں طاقت پیدا ہو گئی ہر قدم کے ساتھ ہمت بڑھتی جاتی تھی گیارہ بجے دن کے جھجھر پہنچا اور دوپہر کا کھانا کھایا اور سو گیا نماز ظہر کے بعد وہاں سے چلدیا اور وہی ورد رکھا عصر کے قریب سوندھ شریف پہنچگیا۔ حضور کی قدمبوسی حاصل کی پھر وہ کلمہ دل سے محو ہو گیا۔ بعد نماز عصر سوندھ شریف سے چلا شام کو سہنہ پہنچ گیا اور

آرام سے لمبی تان کر سویا اللہ اکبر بچیس چھبیس کوس کا سفر میں تو عمر بھر میں بھی پندرہ سولہ کوس سے زیادہ ایک دن میں نہیں چلا۔ جس قدر آدمی موجود تھے سب نے یکزبان ہو کر کہا۔ کہ میاں حضرت میاں صاحب کی نسبت جو کچھ خیال کرو وہ تھوڑا سا ہے۔ احقر نے عرض کیا میں بھی اسی در کا خادم ہوں جس نے اس حجام سے مصافحہ کیا۔ اور بھائی یہ اللہ کی دین ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ

روایت از میر عاشق علی و ہلا احمد خاں و مرزا نجف علی بیگ صاحب کہ حضور میاں صاحب ہر جمعہ کو بعد نماز صبح گائے بھینس کا دودھ دوہ کر دہلی کو روانہ ہوتے اور وہاں جمعہ کی نماز پڑھتے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے وعظ میں شریک ہو کر مغرب کی نماز سوندھ شریف میں آ پڑھتے تھے جو دہلی سے بیس کوس ہے۔ اللہ ھو اللہ

روایت از میر عاشق علی و نواب محمد شاہ خاں صاحب کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے وعظ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کا تذکرہ فرمایا لوگوں پر ایک حالت طاری ہوئی ایک شخص نے بچشم پر آب عرض کیا کہ مولانا صاحب اس زمانہ میں بھی کوئی انسان اس خصلت کا ہے مولانا ممدوح نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں خدا کی خدائی خالی نہیں ایک شخص یہاں تشریف لایا کرتے ہیں اب کے آئینگے تو تم کو دکھائینگے جب حضور میاں صاحب جمعہ کو جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے حوض پر وضو کر رہے تھے مولانا ممدوح نے آپ کو دیکھ کر حوض کے قریب اپنا چادرہ مبارک بچھا دیا میاں صاحبؒ نے مولانا صاحب سے مصافحہ کیا اور تعظیم دی مولانا صاحب نے فرمایا یہاں چادرہ پر تشریف رکھیئے میاں صاحب نے چادرہ اٹھا کر سر پر رکھ لیا اور فرمایا مولانا صاحب آپ ہادی دین متین نائب رسول عالم فاضل ہیں میں ایک گناہگار آدمی گنوار ہوں کیوں مجھے گناہگار کرتے ہیں بندہ عالموں کی پاپوش کی خاک کی برابر بھی نہیں یہ کلمات سنکر ایک بڑے مجمع کے روبرو جو وہاں موجود تھا فرمایا اے لوگو جن بزرگ کے بتانے کا وعدہ تم سے کیا تھا وہ یہی ہیں ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت کے حضرات اب بھی موجود ہیں وہ آپ کی ذات ہے کہ قدرت نے ایسی مقدس روحوں کو پیدا کیا اس پر حاضرین پر ایک رقت طاری ہوئی سب نے

آپ سے مصافحہ کیا پھر جب آپ دہلی تشریف لیجاتے شائقین نیاز حاصل کرنے حاضر ہوتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اللہ ھو اللہ

روایت منقول از حافظ منیر علی صاحب سکنہ الدہن۔ و میر عاشق علی صاحب۔ ہم سوندھ جا رہے تھے۔ بادشاہ پور پہنچے تو دن تھوڑا رہگیا تھا۔ برسات کا موسم تھا گھٹا گھنگور چھائی ہوئی تھی واقف کاروں نے کہا کہ یہ گھٹا برساؤ ہے۔ بادل دو دھیا پڑ چکا۔ رات ہونے کو آئی۔ آج شب یاس میں رہو صبح کو چلے جانا ہم نہ مانے اور چلدیئے پہاڑ پر پہنچے رات جھک آئی تھی اور مینہ شروع ہو گیا تھا اس پر اندھیری ایسی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا راستہ چلنا دشوار ہو گیا جب بجلی چمکتی تو ایک دو قدم اس کی روشنی میں چلتے۔ اس پر درندوں کا خوف۔ سخت پریشان تھے کہ یکایک ایک کملی والے بزرگ نمودار ہوئے۔ پوچھا کہ کہاں جاؤ گے۔ عرض کیا سوندھ۔ فرمایا ہمارے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ ان کا قدم پھسل گیا اور ہاتھ زمین پر ٹکا۔ کیچڑ میں دھنس گیا پھر فرمایا وہ چراغ جو دیکھتے ہو سوندھ میں روشن ہے چلے جاؤ یہ کہکر کملی پوش آنکھوں سے اوجھل ہو گئے جب گاؤں میں پہنچے تو ہمارے ہوش حواس ٹھکانے نہ تھے در دولت پر پہنچے تو بڑی بوا صاحبہ موجود تھیں ان سے بعد سلام دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں فرمایا یہیں ہوں گے مسجد میں جا کر دیکھا تو حضور پر نور وہی کملی اوڑھے حمام کے پاس سنا ہوا ہاتھ دھو رہے تھے سلام کیا فرمایا۔ کہ اس وقت چلنے کے لئے تم کو کس نے کہا تھا۔ بادشاہ پور والوں نے ٹھیرایا تو نہ ٹھیرے۔ مسافر نہ ملتا تو کیسی بنتی۔ میر عاشق علی صاحب نے کہا کہ مسافر کے بھروسہ پر تو ہم چلے ہی تھے۔ میاں صاحب متبسم ہو کر چپ ہو گئے اللہ ھو اللہ

روایت از نواب محمد شاہ خاں صاحب۔ میں سوندھ سے گھر جا رہا تھا۔ لب سڑک گلاؤٹی پر ایک مجذوب کمبل بچھائے ہوئے بیٹھے تھے انہوں نے مجھکو بلایا اور فرمایا کہ تو پرسوں کو یہیں ہو گا۔ میں یہ سمجھکر کہ مسافرت میں مٹی عزیز ہو گی واپس سوندھ کو ہو لیا۔ جب اگلے دن وہاں پہنچا تو حضور نے فرمایا کہ کیسے لوٹ آئے سارا قصہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے یوں کیوں نہ کہدیا

کہ پرسوں تو ہی نہ ہو گا۔ دو روز قیام کر کے اسی راستہ سے پھرا وہاں آ کر دیکھا تو مجذوب صاحب کا
مزار بن رہا ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا پرسوں وصال ہو چکا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از داروغہ ابوالحسن صاحب سکنہ قصبہ سرادہ۔ میں الدہن میں حضور کا مرید ہوا
اس کے بعد حصول قدمبوسی کا اتفاق نہ ہوا۔ میری پنشن کا جب زمانہ قریب آیا تو میری جائے
تعیناتی پر ایک بزرگ تشریف لائے مجھکو خیال ہوا کہ ایک زمانہ مرید ہوئے گذر گیا پیر نے یاد نہ کیا
آؤ دوبارہ ان سے بیعت ہو جاؤں رات کو یہ خیال پیدا ہوا سو گیا۔ تو خواب میں دیکھا حضور تشریف لائے
اور فرمایا کہ انہوں کو کوئی بھولا بھی کرتا ہے آنکھ کھل گئی صبح کو ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
میرے عرض کرنے سے پیشتر فرمایا کہ جس کا باپ زندہ ہو دوسرے باپ کی ضرورت نہیں ہی جب
سے یہ عالم ہے کہ سب کار بار شغل اشغال جاری ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صوفی مخدوم بخش سکنہ الدہن۔ میاں صاحب حکیم مقرب حسین خاں صاحب
کے ہاں میرٹھ میں مقیم تھے کسی کمبوہ صاحب نے آپ کی دعوت کی ایک الدہن والے کو یہ خیال
ہوا کہ حجام بھی اس دسترخوان پر موجود ہے میاں صاحب علیہ الرحمۃ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ دسترخوان
فقیر کا ہے بلا کھائے حکیم صاحب کے ہاں تشریف لے آئے اور فرمایا (دوہرہ)

ذات بھانت پوچھے نہ کوئی ھر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ ایک باشندہ سہی نے بیان کیا کہ حضور سہی میں رونق افروز تھے بارش کی
کشش ہوئی جیٹھ اور اساڑھ بھی گذر گیا لوگوں نے پریشان ہو کر میاں صاحب سے نزول
باران رحمت کی دعا طلب کی دوپہر کے وقت جس جگہ آپ مقیم تھے اس مکان کی چھت پر سر
برہنہ مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کی طرف ٹہلنے لگے تھوڑی دیر میں شمال کی طرف سے
ابر اٹھا اور بارش سے ندی نالے چڑھ گئے آپ سردی سے کانپنے لگے اور دو گھنٹہ کے بعد
کوٹھے سے اترے۔ سبحان اللہ کیسے مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ حضور پر نور موضع سہی میں مہربان خاں سوداگر کے ہاں مقیم تھے اس نے عرض کیا

بھرت پور گھوڑے بھیجے ہیں اس وقت تک کوئی نہیں بکا اور خرچ روزانہ اٹھ رہا ہے۔ حضور
مراقبہ میں گئے اور فرمایا کہ ایک گھوڑا گیارہ سو میں بک گیا دوسرے کا سودا ہو رہا ہی۔ چنانچہ بھرتپور
سے آدمی آیا اور اس کی تصدیق ہوئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از دوندے خاں سکنہ سہی۔ میں اور مسماۃ خانم وغیرہ سہی سے سوندھ آ رہے تھے برسات
کا موسم تھا جب موضع سرائے کے قریب پہنچے تو تلی میں پانی جاری تھا جھٹ پٹا سا وقت ہو گیا
پانی کا اندازہ معلوم نہیں ہوا۔ پار اترنے لگے تو پانی کے زور سے خود بھی بہنا شروع کیا۔ ہم نے
میاں صاحب کا تصور کیا اور پکارے یا مرشد۔ فوراً ایک شخص سیاہ چادر اوڑھے آیا
اور ہم کو پانی سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا اور چند قدم راستہ پر چلکر غائب ہو گیا بیٹھک میں پہنچے
تو حضور نے چادرہ سوکھانے کے لئے پھیلا رکھا ہے۔ عرض کیا آج ڈوب گئے ہوتے فرمایا کہ چلنے
کا وقت تو دیکھ لیا کرو۔ اللہ ہو اللہ

روایت از حبیب اللہ خیاط ہاپوڑی۔ قاری عبدالرحمن صاحب بریلوی حج کے لئے گئے
نویں تاریخ شب حج کو خواب میں حضور سرور دو عالم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی
کہ تمہارا حج قبول ہو گیا۔ اور بعد انفراغ حج راج شاہ نامی ایک فقیر پابند سنت سکنہ سوندھ جو لواح
دہلی میں ہو ملا۔ جب وطن چلنے کے لئے جہاز پر سوار ہوئے۔ تو باد مخالف سے جہاز طوفان میں آگیا اور پھٹ
گیا ایک تختہ پر تین آدمی دوان میں سے بھی غریق رحمت ہوئے بہتا ہوا وہ تختہ ایک پہاڑ سے جا لگا
گھاس لکڑی پکڑتا ہوا اوپر چڑھا تو ایک دروازہ ملا آواز دی کوئی نہ بولا آخر اندر گیا صرف دو کوٹھری
والا دالان تھا۔ بعد مغرب وہ دونوں کوٹھریاں کھلیں اور دو حضرات اس میں سے نکلے۔ ایک نے ذرا ترش
روئی سے کہا کون ہو دوسرا بولا کہ خدا کا مہمان ہے مغرب کی نماز باصرار مجھسے پڑھوائی۔ پھر اک خوان غیب
سے اترا۔ ہم تینوں نے ملکر کھایا۔ تین روز بطور مہمان رہا چوتھے روز کہا کہ مکان کو جاؤ مینے کہا کہ مکان
میرا بریلی ہے کیسے پہنچوں گا کہا اپنا ایک ایک پاؤں ہمارے کندھوں پر رکھو اور آنکھیں بند کر لو۔ پھر کہا کھولدو
تو بریلی کی سرحد میں موجود تھا چلتے وقت مینے عرض کیا کہ اپنا نام تو بتا دو۔ فرمایا ہم کو لیلا مجنوں کہتے ہیں

کہتے ہوئے جلدیئے اور تاکیداً کہہ گئے کہ ہمارا سلام میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کہنا اللہ اکبر کس رتبے اور شان کے بزرگ تھے ۔ اللہ ہو اللہ

روایت از حافظ سکندر خاں صاحب ہاپڑی۔ میاں چھوٹے شاہ صاحب کو ایک مرتبہ خیال ہوا کہ مجھکو کیا ملا ۔ آپنے فوراً فرمایا ؎

اک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیش عشق   رکھی ہے آج لذتِ زخم جگر کہاں

پھر فرمایا آج رات ہمارے ساتھ چلنا شب کے وقت آپ کے ہمراہ گئے جب آپ یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے تو چھوٹے شاہ صاحب نے دیکھا کہ دو شیر زبردست آپ کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور آپ پر ایک جذب کی کیفیت طاری ہے جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ نے نظر بلند کی دونوں درندے قدموں سے سر رگڑ کر چلے گئے اسی حالتمیں چھوٹے شاہ صاحب پر بھی ایک نظر ڈالی جس سے یہ حالت جذب طاری ہو گئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مرزا عنایت اللہ بیگ دہلوی۔ میر عاشق علی صاحب اور میں نواح پورب میں ہم سفر تھے۔ جب گنج مراد آباد کے قریب پہنچے تو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے قدم بوسی کا شوق پیدا ہوا۔ قریب ہی وہاں ایک بزرگ رہتے تھے۔ فرمایا م جیسے خلاف شریعت سے وہ کیا ملیں گے بہرحال ہم دونوں مراد آباد پہنچے اور مولانا صاحب کے یہاں حاضر ہوئے آپ اس وقت حجرہ میں رونق افروز نہ تھے کچھ مٹھائی لیکر ہم مکان پر پہنچے۔ آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے انتظار میں تھے میر صاحب نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور چومنا چاہا۔ اس کش مکش میں دونوں صاحب جھک گئے مولانا نے فرمایا کہ رسالدار میرے لئے دعا کرو۔ میر صاحب نے عرض کیا کہ میں دعا کیلئے نہیں بنایا گیا ہوں ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ پھر دونوں حضرات نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا کہ آپ ایسے بزرگ کے خادم ہیں جن کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے۔ اور ایسے ہی صاحبزادہ میاں مولوی عبد اللہ شاہ صاحب ہیں ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتوِ آں   ہر کجا می نگری انجمن ساختہ اند۔ اللہ ہو اللہ

روایت از حافظ علی حسین صاحب سکنہ الہن۔ مینے اپنے استاد صوفی امتیاز علی صاحب سے سنا کہ حافظ احمد علی صاحب الہن والے کو میاں صاحب نے ایک اللہ کا نام بتایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کو جمنا کے کنارے بیٹھ کر عشا کے وقت پڑھا کرو اور اس کا چلہ پورا کرو چنانچہ چالیسویں دن پڑھتے وقت کانوں میں سین۔ سین کی آواز آنے لگی اور ایسا معلوم ہوا کہ جمنا زور شور سے چڑھی آ رہی ہے اندیشہ ہوا کہ مجھکو بہا نہ لے جاوے عین حالت اضطراب میں حضور مرشد روحی فدا نے میری پشت کو تھپک کر فرمایا کہ احمد علی گھبرا نہیں میں تیرے پاس موجود ہوں بلا خوف پڑھے جا اللہ ہو اللہ۔ دست پیر کوتاہ نیست۔

روایت۔ میری اہلیہ الہن سے قصبہ کھتولی اپنی ہمشیرہ کے یہاں گئی۔ محمد حسین اس کی گود میں تھا۔ آنکھیں اس قدر دکھیں کہ توبہ توبہ پانچ دن گذر چکے بچہ کو چین حرام ہو گیا میں نے خیال کیا کہ کوئی ایسا نہیں جو محمد حسین کے باپ کو بلا لائے خط بھی پانچ روز میں پہنچے گا۔ رات اسی پریشانی میں گذری اسی حالت میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور میاں صاحب میرے سرہانے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مت گھبرا بچہ تیرا اچھا ہو جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو سارا دن یہ بھی تکلیف میں گزرا۔ تیسری شب پھر حضور خواب میں آئے اور الفاظ تسلی آمیز فرمائے۔ مینے عرض کیا کہ یا حضرت ابھی نہ لڑکا اچھا ہوا نہ اس کا باپ آیا فرمایا کیوں گھبراتی ہے لڑکا اچھا ہو جاویگا اور کل اس کا باپ بھی الہن سے آجاویگا۔ چنانچہ میں اسی صبح کو لکھنو سے پہنچ گیا۔ اور اپنے بچہ کو بھی تندرست پایا۔ میری اہلیہ نے یہ سب خواب بیان کئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از میاں سلیمان خاں صاحب سکنہ بیہی۔ حضور میاں صاحب غریب خانہ پر تشریف رکھتے تھے چند روز بعد فرمایا کہ آج ہم سونارہ جاوینگے۔ لوگوں نے ہر چند روکا الا آپ روانہ ہو گئے اس موضع کے پاس ایک لائن ناگ پھن کی تھی اُس کی آڑ میں ہو گئے اور لوگ ان کی تلاش میں چلے جب کچھ پتہ نہ چلا تو تلاش کرتے کرتے سوندھ تک چلے گئے وہاں آپ کو مکان پر لیٹا پایا۔ یہ فاصلہ سات کوس کا ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از دوست محمد خاں ذیلدار موضع سہی۔ میں ایک دن چھاؤنی گوڑگانوہ گیا وہاں ایک فقیر نے مجھ سے پیسہ کا سوال کیا میں نے کہا نہیں ہے۔ اس نے کہا جیب میں ہے مینے پیسہ نہیں دیا۔ جب گھر آکر رات کو سویا تو وہ فقیر درندہ جانوروں کی صورت میں مجھپر حملہ آور ہوا۔ مینے اپنے مرشد میاں صاحب کو یاد کیا تو وہ فوراً بھاگ گیا اور اس کے حملہ سے محفوظ رہا۔ جب سوندھ حاضر ہوا تو قصہ گذشتہ عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ پھر ملے تو اس کی خبر سونٹے سے لینا۔ چنانچہ وہ دوبارہ مجھکو ملا مینے کہا کہ اگر اب تونے کچھ کہا تو سونٹے سے خبر لوں گا۔ چپ ہو کر چلدیا۔ اور آنکھ نہیں ملائی اللہ ہو اللہ۔

روایت از بھورے خاں صاحب نمبردار ڈھینی الٰہی بخش قصاب سوندھ میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اس نے بیان کیا کہ مینے حضور سے عرض کیا۔ کہ کبھی تو مجھے بھی دہلی کا جمعہ پڑھوا دیجئے۔ فرمایا اچھا۔ جب جمعہ آیا اور نماز کا وقت قریب ہو گیا تو مینے عرض کیا کہ آپ نے جمعہ کا وعدہ فرمایا تھا کہ ابکا جمعہ مجھکو دہلی پڑھوا ئینگے۔ پھر خود تیار ہو کر فرمایا کہ آنکھ بند کر اور اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھدے مینے ایسا ہی کیا۔ ایک لمحہ بعد فرمایا کہ کھولدے میاں صاحب کو جامع مسجد کی تیسری سیڑھی پر دیکھا چنانچہ آپ کے ساتھ نماز ادا کی اور اس کے بعد پھر ویسے ہی ارشاد کیا اور مینے آنکھ بند کر کے پشت پر ہاتھ رکھا چشم زدن میں مینے خود کو معہ میاں صاحب کے سوندھ میں پایا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از رابعہ ثانی حضرت بواجی صاحبہ۔ برسات کے ایام میں ہم حضور کے ساتھ گاڑی میں الدہین جا رہے تھے بارش ہونے لگی موضع بجگانوان کے قریب نالہ چڑھ رہا تھا جب پانی تھما تو نالہ بھی اترا گاڑی اس میں ڈالدی الا گاڑی دلدل میں پھنس گئی ہرچند بیلوں نے زور کیا گاڑی نہ کھسکی بلکہ اور پھنستی اور نیچے کو دہنستی چلی گئی حضور نے دعا کی کہ اے جل شانہ یہ مشکل آسان کر قریب ایک گوالیا جاٹ مویشی چرا رہا تھا اس نے طنزاً کہا نعوذ باللہ اللہ بچارا کیا سہارا لگائیگا اس کو یا تو آدمی نکالینگے یا بیل۔ حضور کو یہ کلمات ملحدانہ سنکر جوش آگیا آپ نے اپنے ہاتھ کی لکڑی گاڑی کے پیچھے لگا کر باواز بلند فرمایا۔ یا اللہ فرمانا تھا کہ گاڑی مع بیلوں کے کنارے پر تھی گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اٹھا کر دوسری جگہ رکھدی ہو۔ جب حضور نے اس جاٹ مذکور سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ دیکھا۔ یہ اللہ

نے نکالی یا کس نے۔ وہ جاٹ قدموں پر آگرا اور معافی چاہی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت چاند خاں سکنہ سوندھ نے بیان کیا کہ میں قصبہ مٹین کی طرف سے آرہا تھا کہ بڑے زور شور سے آندھی آئی اور اس قدر تیرہ تار تھی کہ راہ نظر نہ آتی تھی اسی حالت میں دیکھا کہ میاں صاحب کمبل سیاہ اوڑھے آگے آگے چل رہے ہیں مینے پہچان کر آواز دی کہ دادا۔ راہ نظر نہیں آتی اور خوف سے دل کانپتا ہے۔ فرمایا آنکھ بند کر لے پھر کہا کھولدے۔ دیکھا تو سوندھ میں موجود تھا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از حافظ منیر علی صاحب الدہین۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے مجھ سے کہا کہ میاں کس کے مرید ہوئے میو کے اس سے تو یہ بہتر تھا کہ کسی سید کے تو ہوتے۔ جب میں سوندھ پہنچا حضور نے از راہ کشفِ باطنی فرمایا کہ ہم ایک دفعہ دہلی جمعہ پڑھنے جا رہے تھے راہ میں ایک سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے اور وہ بھی گھوڑے کو میرے ساتھ چلا رہا تھا۔ اور میں پیدل تھا ہر چند اس نے آگے نکلنے کی کوشش کی مگر نہ نکل سکا۔ جب دہلی قریب آگئی تو مینے کہا۔ لو اب ہم جاتے ہیں تم آجانا یہ سنکر اُس نے گھوڑا برابر لائیکی پھر بے سود کوشش کی۔ پھر اس نے کہا کہ کیا آپ سوندھ والے میو میاں صاحب ہو۔ خدا کے لئے ٹھیریئے اور مجھکو قدمبوسی حاصل کرنے دیجئے۔ پھر مجھے بیعت کی اللہ ہو۔

روایت از قاری حافظ عبد الرحمٰن صاحب سکنہ مسیت موضع کلیا کا کے دو تین آدمی پلٹن میں ملازم تھے جنگِ کابل جو ۱۸۷۸ء میں ہوئی تھی وہ بھی اسمیں شریک تھے بغرض حملہ پلٹن سرکاری آگے بڑھ رہی تھی۔ جب شہر کے دروازہ پر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک بزرگ درویش کھڑے ہیں ہم میں سے ایک نے پہچان کر کہا کہ یہ تو ہمارے میاں صاحب ہیں۔ پھر کسی وجہ سے فوج کو پلٹنے کا حکم ہوا اور جنگ دوسرے روز پر ملتوی ہو گئی۔ جب ہم لوگ اپنے اپنے قیام گاہ پر پہنچے تو آپس میں یہ باتیں ہوئیں کہ کل بڑی سخت جنگ واقع ہو گی پٹھانوں سے مقابلہ ہے یہ قوم بھی بہادر ہے اور ہم نے ایسا سنا ہے کہ اس پہاڑ پر کوئی بزرگ رہتا ہے چلو اس سے بھی ملیں وہ فقیر عام لوگوں سے نہیں ملتے تھے اور جو کوئی جاتا برا بھلا کہتے تھے۔ جب ہم گئے تو بہت مہربانی سے پیش آئے اور

ہماری جائے سکونت پوچھی جب یہ معلوم ہوا کہ ہم سوندھ کے متصل رہتے ہیں تو ہمیں پاس بلا کر
کہا کہ تم کیوں گھبراتے ہو۔ میاں راج شاہ صاحب تو ابھی ابھی یہیں تھے یہ صاحب خدمت
ہیں اور ان کے صاحبزادہ مولانا عبداللہ شاہ صاحب کل دروازہ پر تعینات تھے اس کے بعد ہم
کو چھ چھ ماہ کی رخصت ملی جب سوندھ حاضر ہوئے تو ایک تسبیح جو شاہ صاحب نے دی تھی وہ میاں
صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از میاں غازی الدین شاہ صاحب سکنہ سہنہ۔ یہ بزرگ اپنے وقت کے بڑے
پایہ کے درویش تھے اور درجہ فنا فی الشیخ کا رکھتے تھے اور حضرت میاں صاحب فرد وقت کے نہایت
چہیتے مریدوں میں سے تھے۔ حالت جذب و سلوک ملی ہوئی تھیں۔ نہایت پابند شریعت اور مطیع
سنت تھے۔ حضور سے بیعت ہونے کے بعد آپ کا یہ دستور تھا کہ سہنہ سے عشا کے بعد چلتے
پہاڑی راستہ گھنا جنگل اور درندوں کا خوف کسی کی پروا نہ کرتے سوندھ رات کو پہنچے اور میاں
صاحب کے حجرہ کے سامنے صبح تک کھڑے رہتے۔ اور ذکر اشغال میاں صاحب کے بغور سنتے جب
حضرت قبلہ میاں صاحب نماز تہجد کے لئے باہر تشریف لاتے جمال پر نور کی زیارت کر کے اُسی
وقت سہنہ کو واپس چلے جاتے۔ عرصہ تک یہ حالت رہی۔ آخر تاب کے دریا، محبت مرشد جوش میں آیا
میاں صاحب چپکے چپکے دبے پیر تشریف لائے اور بے اختیار چمٹ گئے پیار کیا۔ چھاتی سے لگایا
سینہ بے کینہ کو نور سے معمور کر دیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از صاحبزادہ مولوی محمد عظیم صاحبؒ ایک دفعہ مقام میرٹھ حضور دادا صاحب قبلہ
فرد وقت کے سامنے بیٹھا ہوا حدیث شریف پڑھ رہا تھا اور حضور پرنور غور سے سن رہے تھے میرے
دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید حضور کو حدیثوں کا مطلب سمجھ میں نہ آوے کیونکہ آپ امی تھے تشریح
شروع کر دی آپ بار بار فرماتے تھے کہ ہاں آگے چلو میں خوب سمجھ رہا ہوں تم صرف پڑھتے چلے جاؤ
میں نے یہ خیال کر کے کہ آپ نے ویسے ہی ارشاد فرما دیا ہے اس لئے آگے چلکر چند ایسی حدیثوں کی
تشریح جو نہایت مشکل تھیں حضور دادا صاحب قبلہ سے دریافت کیں جب آپ نے ان کی مدلل

اور شرح ان کے معانی اور مطالب بیان فرمائے تو میں حیران رہگیا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے ایسی
تشریح تو علماء سے بھی سننے میں نہیں آئی۔ ؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
سچ ہے جب یہ معمہ سمجھ میں آیا (دوہرہ) کہ ڈہائی اچھر پریم کے پڑھے سو ئی پنڈت ہوئے۔

روایت ایسی ہی حاجی کولے شاہ صاحب سکنہ موضع چوکھانے جو سہنہ میں مدرس تھے بیان
کیا کہ ایک مرتبہ حضور میاں صاحب نے ایک حدیث شریف کو جو سہو سے کسی مولوی صاحب
نے اس وقت غلط بیان کر دیا تھا۔ تصحیح فرمائی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از کرم علی صاحب نمبردار الدہن۔ جب حضور میاں صاحب قبلہ کا آوازہ بزرگی اطراف
میں مشہور ہوا اور ہر شخص کی زبان پر حضور کا تذکرہ تھا تو قصبہ الدہن کے چار شخصوں نے سوندھ جانیکا
اس لئے ارادہ کیا کہ معلوم کریں کہ آپ کس شان کے بزرگ ہیں اثنا راہ میں رات کو ٹھہرنے کا اتفاق
ہوا تو چاروں کو کھانا شب کا میسر نہ آیا اور صبح کو اٹھکر بھوکے سوندھ پہنچ گئے اور حضور سے نیاز حاصل کیا
میاں صاحب نے چارپائی کے نیچے سے ایک پیالہ سالن کا اور چار روٹیاں نکال کر دیں اور فرمایا
کہ میاں رات بھر کے بھوکے ہو پہلے کھانا کھالو ہماری طبیعت اس ارشاد پر کھٹکی اور پھر یہ خیال
پیدا ہوا کہ چار آدمی اور چار روٹی۔ بھوک کی زیادتی اور بے تابی نے مجبور کر رکھا تھا کیسے گزر ہوگی آپ
نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بھائی کچھ فکر نہ کرو بسم اللہ پڑھکر کھاؤ اللہ برکت دیگا اور سفر کی ماندگی کو بھی دور
کر دیگا چنانچہ کھانا شروع کیا تو چاروں شکم سیر ہو گئے اور روٹی سالن پھر اس میں سے بھی بچ گیا اس
مشاہدہ کے بعد قدمبوس ہوئے اور حلقہ غلامی میں داخل ہوئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایک مرتبہ میاں صاحب الدہن میں تشریف فرما تھے کہ موضع گوٹا مدافرہ جو ہاپوڑ کے
قریب ہے اس میں ایک نوجوان لڑکا پاگل ہو گیا اور بہت عرصہ تک جنگل میں رہا بعد تلاش
جب اس کا پتہ ملا اور اس کے لواحقین کو یہ معلوم ہوا کہ الدہن میں ایک بزرگ تشریف لائے ہوئے
ہیں اس لڑکے کو رسیوں سے باندھکر الدہن میں لانے لگے تو وہ چھوٹ کر بھاگ گیا پھر اس کو پکڑ اور
پابزنجیر لائے لڑکا چلاتا تھا کہ مجھے کہاں لئے جا رہے ہو اس کشمکش میں الدہن حضرت کی اقامت

شور سنکر آپ باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ نوجوان لڑکا پا بہ زنجیر جھکڑے میں پڑا ہے آپ نے پوچھا کہ بھائی اسے کیوں باندھا ہے کہا کہ یا حضرت یہ کچھ عرصہ سے پاگل ہو گیا ہے اور رسی تک توڑ ڈالتا ہے آپ نے فرمایا کہ بھائی دکھ پا رہا ہے اس غریب کو کھولدو اسے کھولا گیا تو لڑکا خود گاڑی سے اترا اور میاں صاحب کے قدموں پر جا گرا اور خاموش ہو کر مودب بیٹھ گیا۔ اسی روز سے تندرست ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ میں ایک روز موضع آملی سے آرہا تھا کہ رائسینہ کے پہاڑ کے قریب یہ خیال آیا کہ لوگ یہاں آسیب بتاتے ہیں وقت غیر ہو گیا ہے ہمت کر کے آگے بڑھا تو دفعتہً کسی نے دبا لیا اور منہ کے بل زمین پر دے مارا اچانک میرے منہ سے یا مرشد راج شاہ نکلا۔ فوراً مرا جسم ہلکا ہو گیا اور ایک عجیب الخلقت جانور جھاڑیوں میں سے بھاگتا ہوا دیکھا۔ پھر کبھی میرے مقابل نہ آیا

روایت ایک زمیندار حضور میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کفاف اندک و عیال بسیار۔ زمین ناکافی سامان نہ دارد کھیتی کے سوا اور کوئی کام نہیں آتا ننھے ننھے بچے فاقہ کی تاب نہیں لاتے بلک بلک کر روتے ہیں۔ میاں صاحب نے اس کی تسلی فرمائی لیکن اس نے اپنا خستہ حال کچھ ایسے لفظوں میں بیان کیا کہ سننے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے پھر حضور نے اپنے دست مبارک سے پانچ سیر اناج اس کو دیا اور فرمایا کہ اسے اپنی کوٹھی میں ڈال دیجؤ اور اس کا منہ بند کر دیجو پھر منہ نہ کھولیو نیچے سے بسم اللہ پڑھ کر ناج نکال لیا کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور یہ قصہ اپنی عورت سے بھی ظاہر کر دیا حضور میاں صاحب کے ارشاد کے مطابق ایک عرصہ تک اس کام کو کرتا رہا سب بال بچے اللہ کے فضل سے شکم سیر ہو کر کھاتے اور جو کوئی مہمان آجاتا اسے کھلاتا آخر ایک دن بہری عورت نے اس کا منہ کھولدیا کہ کیا بات ہے کہ اس کا اڈر نہیں آتا اسی دن سے وہ بات جاتی رہی پانچ سیر کے سوا اور ناج نہ نکلا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از احمد خاں صاحب سوندھ۔ ایک دفعہ مینے میاں صاحب کا کھیت آدھے بانٹے پر بو یا تھا۔ باجرہ کا پیر بڑا ہوا تھا رات کو اس کی حفاظت کرتا ایک دن میاں صاحب بھی رات کے

وقت پیر میں تشریف لے آئے ہم دونوں باتیں کرنے لگے پھر کہا کہ میاں صاحب کچھ تو ہمیں بھی دکھا دیجیے آپ نے فرمایا جا رضائی اوڑھ کر جھونپڑی میں لیٹ جا جب میں تیرے ہاتھ لگاؤں تو بیٹھا ہو جائیو اور جھونپڑی ہی میں رہیو۔ میں رضائی اوڑھکر لیٹ گیا تو صدہا مشعلیں جلتی ہوئی دیکھیں میاں صاحب نے میرے ہاتھ لگایا تو مینے ڈر کر موتھ ڈھانپ لیا میاں صاحب نے فرمایا کہ اُٹھ کھڑا ہو جا اس وقت کچھ نہ تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از نور احمد سکنہ موضع مسیت۔ میں اور مولوی محمد عمر شاہ صاحب موضع جبڑا اوک ضلع بلندشہر سے مولوی محمد عمر صاحب کے بال بچوں کو لائے شام کو سہنہ پہنچے اور سرائے سر پہنچی جو قصبہ سے باہر ہے ٹھیرے رات ہو گئی جنگل کا معاملہ چوروں کا خوف ہوا۔ ہم نے دعا کی کہ الٰہی فرد وقت و مجدد وقت رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں ہمیں محفوظ رکھیو اتنے ہی میں ایک پنجابی مجذوب آیا اور رات کو چار گھنٹے کے قریب سرائے میں قیام کیا اور پھر ہم سے یہ کہکر کہ کوئی فکر نہ کرو۔ اجازت ہے جاتا ہوں ہم نے کہا بہت اچھا پھر شب کے دو بجے کے قریب دوسرا مجذوب سرائے میں آیا اور پانی پینے کو طلب کیا ہم نے پانی پلایا اور روٹی کھلائی پھر چلا گیا۔ ہم نے بھٹیاری سے پوچھا کہ پھاٹک سرائے کا بند کر دیا ہے اس نے کہا کہ شام کو قفل لگا دیا تھا خود اٹھکر دیکھ لو۔ دیکھا تو قفل بند پایا ہم نے یہ قصہ بھٹیاری سے کہا اس نے سنکر جواب دیا کہ یہ جی پست دس برس سے سہنہ میں ہے ہماری سرائے میں تو آج آیا ہے اور ایسے ہی دوسرا مست بھی کبھی نہیں آیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از عبدل خاں سکنہ ڈبگیر ہیری۔ ایک دفعہ میرا بھائی ابراہیم میاں صاحب کی کے ہمراہ الدہن گیا تھا نماز عشا سے پہلے چند آدمی حلقہ کئے ذکر جہر کر رہے تھے آپ باہر چارپائی پر لیٹے پڑے تھے دفعتہً اٹھ بیٹھے اور غصہ سے فرمایا کہ کیا اللہ اللہ لگائی ہے لا الہ لیری کا یار کبھی نہ اترے پار یہ فرما کر چار ضرب لگائیں۔ سب پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اور دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب ملان احمد خاں صاحب خلیفہ عبداللہ شاہ صاحب بسی بگراسی
صوفی مخدوم بخش صاحب حجام خلیفہ رح نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سوندھ میں حاضر ہوئے تو
حضرت قبلہ کے پاس چند آدمی اور بیٹھے تھے اور مسماۃ اللہ رکھی صاحب کی تعریف بابت محبت
پیر ہو رہی تھی آپنے فرمایا نیک عورت ہی ضعیفہ ہے خدا اس کو برکت دے۔ مگران کے مرد خدا
ان کو نیک توفیق دے سچی محبت والے بندہ بہت کم ہیں پھر رستم خاں کا ذکر آیا فرمایا کہ ہاں شاہ
سلیمان صاحب کا مرید ہے ہم سے بھی محبت رکھتا ہے اچھا ہے۔ پھر بہادر خاں کا ذکر آیا فرمایا
خود نیک ہے الا اس سے بوئے نقص آتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ
بھائی امیر معاویہ کا قصہ یاد ہے پھر فرمایا مولوی عبداللہ میرا دل ہے میرا فرزند ہے اس کا دوست میرا
دوست اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔ اللہ نے اس کو مرتبہ عالی عطا کیا ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از کولا خاں صاحب سکنہ سوندھ۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مجدد وقت میاں عبداللہ شاہ
صاحبؒ کے پاس حویلی پر آیا۔ اور کہا کہ ایک مرتبہ میں بڑے میاں صاحب فرد وقت کے پیر
دبا رہا تھا کچھ دیر بعد میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ ولایتی کیا کر رہے ہیں۔ عرض کیا دن بھر جھاڑ ا
پھونکی میں لگے رہتے ہیں۔ فرمایا تو بھائی اللہ اللہ ان سے گئی۔ دنیا ہی کی غرض سے آئے تھے سو
دنیا ہی ان کو مل گئی۔ میں اک آگ سی نکلتی دیکھتا ہوں۔ یہ لوگ میرے مولوی عبداللہ کے ساتھ اچھا
برتاؤ نہیں کرینگے۔ مگر اللہ کا فضل مولوی عبداللہ کے ساتھ ہوگا اور کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ وہ
مولوی ہے فقیر ہے درویش ہے۔ میری اولاد ہے۔ اللہ نے مجھپر فضل کیا ہے کہ میری اولاد سے
ایک کو مولوی اور دوسرے کو حاجی بنایا۔ اپنے اور اپنے حبیب کے راستے پر ان کو چلایا اور اُس کے
کاموں میں برکت دی اس سے اتنا کہدیجو کہ سارے دن حجرہ میں گھسا رہتا ہے گھر کیوں نہیں آتا ایسا
کہاں کا مولوا بن گیا۔ آخر تو کولا بیوی بچے ہیں۔ کھیت کیار گھر کا دھندا کچھ تو خیال ہونا چاہیئے
ان باتوں کو مولوی صاحب پچیس برس سے زیادہ گزرے وا کی وہ سب باتیں پوری ہو رہی ہیں۔

روایت۔ بھورا ولد ملا سکنہ سوندھ ایک دن میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ سے عرض کیا

کہ مولوی صاحب گھر بار کا دہندا کچھ نہیں کرتے دن بھر اللہ ہی اللہ میں لگے رہتے ہیں۔ جب
تک آپ زندہ ہیں ان کو کچھ فکر نہیں ہے۔ پھر بھی گھر کا فکر ان کو اپنے ذمہ لینا چاہیئے۔ اب تو
آپ موجود ہیں پھر کیسے گزرے گی۔ فرمایا کہ بیٹا بھورا۔ کچھ فکر مت کر۔ مولوی کی تو اب بھی زیادہ
اچھی گزرے گی اللہ کے فضل اور بزرگوں کی عنایت سے مولوی کے سامنے کسی کا چراغ نہیں
جلے گا۔ وہ میرا لخت جگر ہے اور خدا کا اس پر بہت بڑا پیار ہے۔ دشمنوں کی جماعت اکٹھی ہو جاوے
گی سینکڑوں شوشے پیدا کرینگے اللہ اپنے فضل سے اس کو اپنے امن میں رکھیگا اُس کا ساتھی
میرا ساتھی ہے اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔ بس اللہ اس کی برائی کرنے والوں کے ساتھ نہیں
رہیگا۔ بھورا تو میرے مولوی سے مت پھرِیو۔ میاں صاحب کے بعد آج وہ بہت باتیں ظہور میں
آ رہی ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ بھائی مینے کسی کی کوئی خطا کی ہو تو بتا دے۔ آگے ان
کی مرضی جو چاہیں سو کریں میرا بھروسہ تو اسی ذات باری پر ہے (جس کو راکھے سائیاں اس کو
مار سکے نا کوئی)۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از حضرت قبلہ چاچا حاجی حیدر حسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔ میں رات کے
وقت سہنہ جا رہا تھا راستے میں پہاڑ کے اندر شیر مل گیا۔ اندھیرا زیادہ تھا کچھ معلوم نہ ہوا۔ جب قریب
پہنچا تو معلوم ہوا کہ راہ روکے ہوئے کھڑا غرا رہا ہے نہایت خوف معلوم ہوا فوراً حضرت قبلہ کا خیال
آیا کچھ دیر تک تو آمنے سامنے کھڑے رہے پھر ایک آواز آئی کہ علیحدہ ہٹ جا راستہ چھوڑ دے۔ پھر
آواز آئی کہ اب چلا جا کوئی نہیں ہے جب میں دل مضبوط کر کے آگے بڑھا تو دیکھا کہ راہ چھوڑے دور
کھڑا ہے۔ جب دوسرے روز واپس آیا تو میاں صاحب نے فرمایا کہ لالہ رات کو چلنا اچھا نہیں اگر جاؤ
تو پچھلی رات کو سفر کیا کرو۔ خدا کے سوا کسی سے مت ڈرو۔ اگر ڈر لگے تو یہ پڑھ لیا کرو سَلَامٌ قَوْلًا
مِن رَّبٍّ الرَّحِيمِ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از قبلہ پھوپی صاحبہ۔ بیان کیا کہ میں پندرہ سولہ سال کی تھی۔ جب بابا ہرچی والے
کھیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور یہ چلہ ایک سال کا تھا دن کو روزہ رکھتے اور پولوں کے چھوڑ

میں چھپے رہتے اس کا علم کسی کو نہ تھا رات کو ڈوم والے تالاب پر ایک سلا پڑی ہے اس پر بیٹھے
پڑھتے رہتے پھوپی رات کو بارہ بجے روٹی لیجاتیں ایک روز بھائی عبداللہ کو بخار چڑھ گیا جب
رات کو روٹی لیکر گئیں تو بابا نے پوچھا کہ عبداللہ کو بخار ہو گیا ہے مینے عرض کیا کہ بابا آپ سے کون
کہہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی دنیا فقیر کی نظر کے سامنے رہتی ہے پھر جب دوسرے دن پہنچی تو کہا
عبداللہ کا بخار اتر گیا مینے عرض کیا کہ بابا بھائی کا تو اس قدر خیال ہے کہ چلّے کے اندر بھی یاد ہے
میاں صاحب نے تبسم فرمایا اور کہا کہ باؤلی بیٹی مجھے تمہارا سب کا خیال ہے مگر عبداللہ تو اس
گھر کا نور ہے وہ عالم ہوگا میرے خاندان کا فخر ہے۔ اس سے میرا سلسلہ جاری ہوگا۔ اللہ کا
شکر کیا کرو کہ خدا نے تم کو ایسا بھائی عطا کیا کہ جس پر اس نے اپنی نعمتیں بے دریغ صرف کی ہیں۔ وہ
عالم ہوگا۔ فقیر ہوگا۔ اور بڑے پائے کا درویش ہوگا ملکوں کی خدمت اس کے سپرد ہوگی۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از پھوپی صاحبہ قبلہ مرحومہ۔ ایک دن عاجز محمد عمر شاہ اور کولا اور مسماۃ سیدانی
رشید النسا ساکنہ ضلع بلند شہر کے روبرو بیان فرمایا کہ مینے خود دو چار مرتبہ جنوں کو بصورت
انسان حضور بابا سے مصافحہ کرتے دیکھا ہے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ سب اہل جنات سے
ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک عالم بہت زیادہ عمر کے میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے
بابا نے خود ان کے پاس بیٹھکر کھانا کھلایا۔ دوسرے دن دیکھا تو میاں صاحب سے مولوی صاحب
بیعت کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے بسبیل تذکرہ فرمایا کہ میں اقصار عالم میں پھرا ہوں اور مرشد
کی تلاش ہر جگہ کی مگر جن سے ملا سب نے میاں صاحب کا پتہ دیا۔ اور کہا کہ تم اس درجہ کے شخص
نہیں ہو جو تمہارا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں آئے۔ تمہارا حصہ میاں راج شاہ صاحب فرد وقت کے
پاس ہے۔ وہاں جاؤ اور اپنا حصہ لو۔ ان پڑھ ہیں۔ الافرد وقت ہیں۔ فقرا میں بلند پایہ رکھتے ہیں
اور اتباع شریعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ پھرتا پھرتا یہاں آیا ہوں اور جیسا سنا تھا اس سے زیادہ
پایا۔ الحمد للہ کہ مرشد کامل ہاتھ آیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک مرتبہ بابا نے فرمایا کہ بیٹی تو میرے پاس زیادہ آتی ہے فقر کی حالت کسی
پر ظاہر نہیں کرنی چاہیئے یہ ایک قسم کا گناہ ہے۔ مینے چند مرتبہ دیکھا کہ ابھی ابھی میاں صاحب لیٹ
رہے تھے پھر جو دیکھا تو صرف چادرہ پڑا ہوا خالی چارپائی موجود ہے تو باہر سے دروازہ بند کر دیتی پھر جب
کھولتی تو میاں صاحب کو موجود پاتی دریافت پر فرمایا کہ بیٹی جب جی چاہتا ہے تو مدینہ منورہ چلا جاتا ہوں
اور کبھی مکہ شریف اور کبھی بغداد بعض اوقات احکام خدا جو میرے متعلق ہیں ان کے انصرام کے لئے اس سے
بھی زیادہ دور دور جانا پڑتا ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب۔ میں اور قبلہ چچا حاجی سید حسین شاہ صاحب کوئیں
کے نال کے لیے چاہکا کے پہاڑ کے پتھر نکال رہے تھے اس وقت نسخہ جات کا ذکر آگیا اور اس کے
بعد عملیات کا ذکر ہونے لگا۔ اول آپنے وہ ارشادات فرمائے جو طریقہ صوفیہ میں بہت باریک ہیں۔
اور نیز ایسے طریقہ کہ دنیا کو بطریق دین کیسے برتنا چاہیئے اس وقت عاجز کے حال پر خاص کرم و لطف تھا
اس کے بعد حضرت فرد وقت کے خرق عادات کا ذکر آگیا اور نیز آپ کے مریدوں کا بھی تذکرہ شروع
ہوا اس وقت جناب نے حضرت میاں صاحب کے ارشادات فرمائے پھر احقر نے عرض کیا کہ آپ نے میرٹھ
میں سید ابراہیم مدنی عرب کی خدمت کی فرمایا ہاں عاجز نے عرض کیا کہ یہ خدمت تو آپ نے کیمیا کے لالچ
میں کی تھی اس کو سنکر ہنسے اور فرمایا کہ کیا تجھکو یقین ہے کہ اس لالچ میں میں خدمت کرتا عرض کیا کہ
مینے تو آپ کو ہر حال میں صابر و شاکر پایا ہے پھر پوچھا یہ بات کس سے سُنی۔ جب میں چپ ہوا تو کہا
کہ کیوں نہیں بولتا اس وقت مینے عرض کیا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹھی نے ایسا ذکر فرمایا تھا کہ لوگوں
میں اس قسم کا ذکر تھا کہ حاجی صاحب نے کیمیا کی خاطر میاں ابراہیم صاحب مدنی کی خدمت اپنے ذمہ
لی ہے میاں صاحب کے بیٹے دنیا کے واسطے پھرتے ہیں اس سے ہم کو بھی شرم آتی ہے کیا کیا جاوے
بزرگ ہیں۔ بڑے ہیں کچھ عرض نہیں کر سکتے۔ اس پر چچا صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب کے ساتھ جو کچھ
اُن کے والدین نے کیا ہے وہ ظاہر ہے اور اب یہ خیال بنایا ہے خدا معلوم کس قسم کے لوگ ہیں اللہ
رحم کرے ان کے اور ہمارے قصوروں سے درگزرے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً قریب پٹنہ شہر کے ایک گاؤں ہے اس میں ایک شخص میاں صاحب کا مرید تھا
اس نے بیان کیا کہ میری لڑکی جوان ہوگئی تھی تو میں حضور میاں صاحب فرد وقت کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ حضور میری لڑکی جوان ہوگئی اور میرے پاس سامان کچھ بھی نہیں ہے دعا کرو کہ شادی
ہو جاوے اس وقت آپ نے اپنی چادر مبارک مجھے دیدی اور فرمایا کہ جب کھانا تیار ہو جائے
یہ چادر اس پر ڈالدینا اور جو آدمی باہر سے آویں ان کو بھی کھلا دینا میں چادر مبارک کو لیکر چلا گیا اور
جب کھانا تیار ہوا تو مینے چادر مبارک اس پر ڈال دی اس وقت چند مسافر باہر سے آئے ان کو کھانا
کھلایا اور پھر کل بارات کو کھلادیا حضور کی دعا سے شادی اچھی طرح ہوگئی۔ اور سامان بھی بچ گیا اللہ ہو اللہ

روایت از محمد صدیق سکنہ سہی۔ مساۃ عزیزاً صاحبہ مجذوبہ حضرت میاں صاحب قبلہ کی مرید تھیں اور
حضرت میاں صاحب قبلہ سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں میاں صاحب کی زیارت کے لئے آرہی
تھیں جب پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچیں تو اتفاقاً شیر سامنے سے نظر آیا خوفزدہ ہوگئیں۔ یا و مرشد میں ایک نعرہ
لگایا۔ فوراً بھاگ گیا جب سوندھ آئیں تو میاں صاحب سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ تری عوض ہم نے
بھی تو اپنا لوٹا اس کے سر میں دے مارا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ مولوی محمد عمر شاہ صاحب۔ تیس سال کا عرصہ ہوا کہ میں مولوی عبدالرحیم
صاحب میرٹھی کے مکان پر ٹھیرا ہوا تھا جب دو تین یوم گذر چکے تو ایک شب کو پچھلے وقت کسی نے
میرا ہاتھ پکڑ کر جگا دیا ڈر کے مارے آنکھ کھل گئی پلنگ پر بیٹھ گیا تو دیکھا میاں صاحب فرد وقت موجود
ہیں ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور لیجا کر یہ فرمایا کہ بیٹا آجاؤ نظر سے غائب ہوگئے میں اسی پلنگ پر پھر
آلیٹا کچھ دیر بعد مولوی عبدالرحیم صاحب آگئے صبح تک ان سے باتیں کرتا رہا اور گھر پہنچا دینے کو کہا فرمایا
تو چندی کا تماشا دیکھکر جانا دوسرے ہو پی صاحبہ بھی یہاں نہیں ہیں وہ سراوہ سے آجاویں گی میرا جی
کچھ ایسا اچاٹ ہوا کہ دن کاٹنا مشکل پڑ گیا ضد کر کر ریل میں سوار ہو لیا اس سے پہلے کوئی سفر تنہا نہیں
کیا تھا چشم پر آب تھا ریل میں ایک قد آور شکیل شخص نے پوچھا کہ میاں کہاں رہتے ہو اور کہاں جاؤ گے
کس کے صاحبزادہ ہو۔ کہا سوندھ رہتا ہوں۔ مولوی محمد امیر شاہ صاحب کا لڑکا ہوں۔ وہ بولے عزیزم

میں میاں راج شاہ صاحب کا غلام ہوں۔ جہانتک تم کہو وہاں تک پہنچا دونگا اسٹیشن گوڑگانوہ
پر کہا کہ یہ تمہارا اسٹیشن آگیا ہے اگر خوف معلوم ہو تو میں تمہارے ساتھ چلوں میں نے کہا کہ بس اب
چلا جاؤں گا۔ اپنا جنگل آگیا ہے۔

روایت ایضاً میں چٹاوک میں ٹھیرا ہوا تھا۔ وہاں سے آم کھانے ہاڑ چلا گیا وہاں ایک بزرگ
کو دیکھا جو قاضی اسمٰعیل صاحبؒ منگلوری کے مرید تھے۔ دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اناج کے سوا سب
چیزیں کھاتے۔ سیر بھر دودھ چاہ میں پی جاتے اور رات کو تین سیر دودھ پیڑوں سے میٹھا کر کے پی جاتے
پھر میں صوفی مخدوم بخش صاحب حجام جو حضرت قبلہ کے خلیفہ تھے ان سے ملنے کے لئے گیا۔ نہایت
ضعیف ہوگئے تھے میرا نام سنکر کھڑے ہوگئے چھاتی سے لگایا پیار کیا۔ بار بار کہتے تھے یہ میرے مرشد
کی اولاد ہے۔ اپنے بیٹے چھجوا کو بلا کر کہا کہ دولت کونین گھر میں آگئی ہے ان کی خدمت کر۔ پھر میاں صاحب
کا حال پوچھا اور اپنی عدم حاضری کا عذر ضعیفی اور بیٹے کی نالائقی کے پیرایہ میں بیان کیا۔ اور کہا کہ مولوی
عبدالرحیم لیجایا کرتے تھے اب انہوں نے بھی دست شفقت اٹھالیا۔ لڑکے سے خرچ مانگا تو اس نے نہ دیا
غرض عرس کی تاریخ کو مسجد میں جا بیٹھا۔ اور رو یا کیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ آج گیارہ ہے سب ختم میں شریک
ہوں گے۔ میں ایسا بدبخت ہوں کہ یہاں پڑا کراہ رہا ہوں تھوڑی دیر کے بعد کسی نے میرے سر پر ہاتھ
رکھا دیکھا تو مرشدی میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور صاحبزادہ عبداللہ شاہ صاحب دونوں
موجود ہیں مجھ سے مصافحہ کیا مینے قدم چومے اس دن سے یہ کرم ہے کہ روزانہ زیارت ہو جاتی ہے
سچ ہے ؎ جات جمات پوچھے نا کوئی ✦ ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ حدیث شریف ترمذی باب مفارقت۔ اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ
مِنْ تُرَابٍ۔ مشکوٰۃ شریف تمام انسان آدم کی اولاد ہے اور آدم مٹی سے بنا ہے۔

روایت قاضی محمد یحییٰ صاحب سکنہ سہنہ۔ ایک دن میں اپنے دادا صاحب مرحوم سے قرآن
شریف کا سبق پڑھ رہا تھا کہ قصبہ سہنہ کے لوگ جن میں پٹھان واڑہ کے لوگ زیادہ تھے تشریف لائے
اور اولیاء کرام کے تذکرے ہونے لگے جس میں نے جو بزرگ کسی جگہ دیکھا تھا یا سنا تھا اس کا ذکر کرنے

لگا۔ آخر ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ تو حضرت میاں صاحب کی خدمت میں زیادہ رہے ہیں
کچھ حال ان کا بھی تو بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بجانب بھین نکاح خوانی کے لئے گیا
تھا عصر کی نماز کے بعد جلال پور کی مسجد میں بیٹھ گیا کہ دفعۃً خیال آیا کہ کل مقدمہ کی تاریخ ہے اور
یہاں آج کی شادی۔ کیسے پہنچوں گا اس پریشانی میں طبیعت بےچین ہو گئی۔ حضرت میاں صاحب
کا جو مجھ سے بہت محبت کرتے تھے خیال آیا۔ اسم گرامی کی رٹ لگا دی کچھ دیر کے بعد پشت کی جانب
سے آواز آئی کہ لے چل اگر چلتا ہے ہم تو سہنہ کو جا رہے ہیں۔ میں نے اپنی گھوڑی تیار کی فرمایا سوار
ہو لے اور آنکھ بند کر۔ پھر کچھ دیر کے بعد ارشاد ہوا کہ کھول دے۔ جب آنکھ کھولی تو سر بھنگی والی پیاؤ
پر مع گھوڑی کے موجود ہوں۔ جب ان کی خدمت میں پہنچا تو ہنسکر فرمایا کہ شادی کی فکر میں مقدمہ
کی تاریخ بھی بھول گیا تھا۔

روایت ایضاً حضرت میاں صاحب قبلہ نے مسجد تنبولیان اور گرم کنڈوں والی مسجد اور یہ گنبد
جو ہمارے مکان کے سامنے ہے اس میں کئی چلہ کئے ہیں۔ ایک مرتبہ بارش اس زور سے ہوئی کہ تمام
گلی کوچوں میں پانی بھر گیا اور تنبولیوں کی مسجد کا جو کنواں تھا اس کی کوٹھی ٹیڑھی پڑ گئی۔ ہر چند کوشش
کی سیدھی نہ ہوئی۔ کاریگر جس قدر کوشش کرتے ٹیڑھی پڑتی۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میاں صاحب
سے دعا کراؤ۔ جب مجھکو زیادہ مجبور کیا تو میں حاضر ہوا آپ اس وقت مراقب تھے۔ ایک گھنٹہ بعد آپ
نے فرمایا کہ کیسے آئے۔ عرض کیا کہ کوٹھی ٹیڑھی پڑ گئی فرمایا فقیر کو کوٹھی سے کیا نسبت کاریگروں سے
درست کراؤ جب زیادہ عرض کیا تو آپ نے پانی طلب کرایا وضو کیا اور مجھے بھی حکم دیا پھر دو رکعت
نماز ادا کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور مسجد کے جنوبی مینار کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ اور فرمایا
کاریگروں سے کہو اپنا کام شروع کریں پھر آپ نے کہا کہ لے مائی اب سیدھی ہو جا ٹھیک اپنی اصلی
حالت پر آ کر رک گئی اس کے بعد آپ بہت روئے اور فرمایا کہ کنواں تو سیدھا ہو گیا الا آدمی سیدھے
نہیں ہوتے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ کنڈوں والی مسجد میں جانب کنڈہ ایسا ہی ایک دروازہ تھا جیسا کنوئیں کے نزدیک

والا ہے۔ نمازی اسی دروازہ سے آمد و رفت رکھتے تھے دادا صاحب مرحوم نے فرمایا کہ یہ قصہ چچا
حسام الدین نے سنایا تھا کہ میاں صاحب نے مسجد میں لیٹے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر اس جانب کا
دروازہ بڑا بنجائے تو بہت آرام ہو جاویگا۔ عرض کیا کہ آپ دعا کریں۔ فرمایا کہ اللہ نے ہم کو تو اسی کے
لئے پیدا کیا ہے۔ کوئی گھڑا تو ہوا اس پر چچا صاحب نے مشورہ کیا اور تعمیر کے لئے سامان جمع ہونے لگا
تو میاں صاحب سے عرض کیا گیا کہ غریب مسلمانوں کی حالت ایسی ہی ہے کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو خدا
نگہبان ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ لوگ اس کے بنانے میں ہارج ضرور ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا
نام لیکر شروع کر دو اور اس مستعدی کے ساتھ کرو کہ ڈاٹ دار دروازہ بنے اور اس کا لداؤ صبح کی نماز سے
پیشتر کھولدیا جائے اور فورا لپائی وغیرہ سے مکمل کر دیا جائے چچا صاحب نے عرض کیا کہ میاں صاحب یہ کام
تو جنوں کا ہے اس قدر دلیری میں دیگر خوف بھی دامن گیر ہے میاں صاحب نے فرمایا کام تو شروع
کرو اللہ سب فضل کریگا۔ محلہ کے آدمی مسجد میں جمع ہو گئے بعد نماز عشا آپ نے فرمایا کہ سب کام کرنے
والے باوضو ہیں اور دو رکعت پہلے پڑھکر کام شروع کریں سب نے ملکر دعا کی آپ نے فرمایا چپ
چاپ رہنا کوئی ایک دوسرے سے نہ بولنا اشارہ سے چیز مانگنا دیکھو خدا کیا کرتا ہے یہ کہکر میاں صاحب
ایک حجرہ کے سامنے جو ایک سل پتھر کی پڑی ہے اس پر آپ نے اور کچھ پڑھکر تین دفعہ تالی بجائی
تو دیکھا کہ بیسیوں آدمی کاریگر جمع ہیں روشنی بھی کافی ہے کام شروع کر دیا گیا۔ ادھر ادھر لوگ پھرتے
نظر آئے لیکن کوئی جائے تعمیر تک نہ پہنچا اور دروازہ مع کواڑ وغیرہ مکمل ہو کر صبح کی نماز سے پہلے مکمل
ہو گیا اور نماز سے پہلے کل ملبہ تعمیر اٹھا دیا گیا۔ صبح کو جب لوگوں نے یہ دروازہ دیکھا تو سب حیران پریشان
تھے آپنے یہ بھی فرما دیا تھا کہ مسجد میں بیٹھے رہو نہ کوئی کسی سے لڑے نہ جھگڑا کرے انہدام کی جو تدابیر
کی گئیں وہ کارگر نہ ہوئیں۔ حاکم وقت نے بھی آکر دیکھا تو چند مسلمان مسجد میں بیٹھے ہیں ان سے پوچھا
تو انہوں نے کہا کہ حضور اس بدر رو کی نالی بنانا چاہتے ہیں حاکم نے اس کی بھی اجازت دیدی
اللہ ہو اللہ ایسے ہی اذان پر جھگڑے پیدا ہوئے۔ آخر بدعا حضور سب کے سب ٹھیک ہو گئے اور انجام اس کا اس
آیۃ شریفہ قرآن پاک کے مطابق ظہور میں آیا اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ

اَلَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (پارہ ۲۴۔ سورہ مومن رکوع ۱۲)

کیا زمین میں پھر کر ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے قوت میں زیادہ تھے خدا نے ان کے گناہوں کے بدلہ ان کو پکڑ لیا اور خدا سے کوئی بچانے والا نہیں

روایت سید محسن شاہ صاحب لفٹنٹ وخلیفہ حضرت مجدد وقت رح نے اپنی بیعت کا مختصر حال اس طرح بیان کیا کہ حقیر کے والد اور تایا مرحوم حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی دہلوی سے شرف بیعت حاصل تھا موخر الذکر خلیفہ بھی تھے تایا صاحب نے سات سال خانقاہ دہلی میں رہکر فیضان باطنی کا اکتساب کیا وہاں سے اجازت رخصت لیکر چند پیر بھائیوں کے ہمراہ ہمراہ اپنے وطن تشریف لائے اس کو ریاست کے متفرق کاموں میں لگا دیا مولوی محمد ابراہیم صاحب کہ وہ بھی شاہ صاحب رح کے خلفا میں سے تھے ان کو اپنی مصاحبت میں لیا اور حافظ محمد عظیم صاحب کو بچوں کی تعلیم سپرد کی جیسا کہ اکثر اکابرین کا قاعدہ تھا کہ اوائل عمر ہی سے اپنے بچوں کو اہل اللہ کی خدمت میں رکھکر استفادہ حاصل کرایا کرتے تھے حافظ صاحب تعلیم کے ساتھ اکثر صالحین سلف کے حالات سنا سنا کر بچوں کا دل بہلاتے مجکو ان حالات سے متاثر ہو کر سن بلوغ پر کسی بزرگ کامل کی تلاش ہوئی حافظ احمد اللہ بوڑہانوی جو ہمارے یہاں ملازم تھے اور ان کو حضور اقدس میاں راج شاہ صاحب رح سے شرف بیعت حاصل تھا وہ اکثر حضور کے خرق عادات سنایا کرتے تھے اس لئے میرے دل میں حضرت کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور جب میں باجازت والد ماجد حضرت خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں اجمیر شریف سے گوڑ گانوہ جانے لگا حافظ احمد اللہ صاحب سے سوندھ شریف کا مفصل پتہ دریافت کر لیا واپسی پر اجمیر شریف سے گوڑ گانوہ کا ٹکٹ لیا وہاں اترا تو ملازم کے پاس صرف دو روپے تحویل سے بچے تھے جو اس سفر کے اختتام تک کسی حالت میں کافی نہیں ہو سکتے تھے بہر حال میں نے ایک روپیہ میں سہنہ تک یکہ کرایہ کیا اور وہاں سے آٹھ آنہ میں سوندھ تک ٹٹو کیا سوندھ پہنچکر حضور اقدس سے قدمبوس ہوا تھوڑی دیر بعد حکم ملا کہ چھوٹے

شاہ کے پاس جاؤ وہاں آرام ملے گا میں ان کی خدمت میں گیا وہ دیکھکر بہت خوش ہوئے پوچھا کیسے آئے میں نے عرض کیا بیعت ہونے شب کو گاؤں کی مسجد میں آرام کیا صبح کو پھر خدمت والا میں حاضر ہوا اور بیعت ہونے کی تمنا ظاہر کی ارشاد ہوا کہ بھائی بیعت میں کیا رکھا ہے ؎

دررہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں ؎ شرط اول قدم آن است کہ مجنوں باشی

اس دہندے میں کیوں پڑتے ہو پھر عرض کیا مسموع نہ ہوا مایوس ہو کر چھوٹے شاہ صاحب کے پاس آیا اور اپنی ناکامی کا اظہار کیا آپ کچھ دیر چپ رہے پھر کہا اب جاؤ بیعت سے محروم نہ رہو گے اس مرتبہ حضور نے میرے دونوں ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیکر بیعت فرمایا اس وقت بہت رقت طاری ہوئی پھر ذکر وشغل تلقین کئے اور فرمایا کہ ہم نے تم کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا میرے پاس ایک اٹھنی باقی تھی اس کے بتاشے خرید کر کے خدمت میں لے گیا حضور نے فاتحہ پڑھی کچھ بتاشے مجھ کو دیئے کہ شربت کر لو میں نے شربت بنایا آپ نے دو گھونٹ نوش فرما کر مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو کر پی جاؤ دوسرا مرحلہ باقی تھا وہ یہ ایک حبہ پاس نہیں مکان کیسے پہنچونگا کہ اتنے میں حضرت نے خادم کو بھیجا کہ اس سید زادہ کو بلا لاؤ میں حاضر ہوا فرمایا ہمارے پوتے محمد عظیم مدرسہ عربیہ میرٹھ میں پڑہنے جاتے ہیں یہ ٹکٹ دلا دینگے چنانچہ آپ کے ہمراہ گیا اور وطن پہنچا۔ الله ہو الله

روایت۔ الیضاً۔ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ محسن شاہ اس طرح ذکر وشغل کیا کرو ؎

چشم بندو لب بندو گوش بند ؎ گر نہ بینی سرحق بر ما بخند

اور اپنی رائے کو دخل مت دو۔

جن بیٹھن تم جات ہو ان بیٹھیں ہیں دور ؎ ست نام سیتل پوری جو سن بھر رہے حضور

اس کے بعد ایک اور شغل تعلیم فرمایا اور اس کے فوائد وسیر سے آگاہ کیا۔ الله ہو الله۔

روایت الیضاً۔ فرمایا کہ محسن شاہ رات دن میں کم سے کم اللہ الصمد سوا لاکھ مرتبہ پڑھ لیا کر جب حساب لگایا گھنٹہ بھر میں چھ ہزار مرتبہ پڑھ سکا بہت فکر ہوا کہ اگر رات دن بھی رٹوں گا تو بھی اس تعداد کو پورا نہیں کر سکتا عرض کیا باقی کاروبار کے لئے کوئی وقت نہیں نکلتا فرمایا کہ بھائی ایسے بھی لوگ ہیں جو

لاکھوں کی تعداد میں پڑھتے ہیں اچھا جتنا ہوسکے اتنا کر لیا کرو جب اس کی مزاولت شروع
کی خواہش بھوک کم ہونی شروع ہوگئی۔ مزاج میں استغنا آگیا اور خواہشات تابع نفس نہ رہیں۔

روایت۔ ایضاً۔ ایک مرتبہ حضور نے یہ شعر پڑھا ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی ؎ باید اوّل طالب مرد شوی

پھر فرمایا محسن شاہ جہاں کہیں جایا کرو فقراء کو تلاش کر کے ان سے ملو اور ادب سے ملو یہ حضور
کا ارشاد دل پر ایسا نقش کالحجر ہو گیا کہ آج چھتیس ۳۶ سال کا زمانہ گزرا جب سے اس پر عامل ہوں
اور عجیب لطف پاتا ہوں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ حضور جمعہ کے روز صبح کے وقت اصلاح بنوا رہے تھے میں نے ادب سے سلام
عرض کیا اور زمین پر بیٹھ گیا فرمایا ہیں ہیں محسن شاہ کیا کرتے ہو چوکی پر بیٹھو عرض کی یہ کام
غلام کا نہیں ہے فرمایا کہ بھائی تم اولاد فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہو اوپر بیٹھو کیسا پاس
ادب سب تمہارے گھر کا ظہور ہے ورنہ من آنم کہ من دانم ؎

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق ؎ تحسیں کنند او خجل از زشت پائے خویش

میں نے عرض کیا کہ یا حضرت بقیامت خواہند پرسید کہ عملت چیست نخواہند پرسید کہ پدرش کیست

روایت ایضاً۔ جمعہ کا دن تھا نماز سے پہلے مسمات ہنو خادمہ کے ہاتھ مسجد میں میرے لئے
اپنا الوش بھیجا اور فرمایا کہ اگر تیرا دل چاہے تو اسے کھالے خوشا نصیب میرے اول دو نفل
شکرانہ ادا کیا پھر کھایا ایک دم بے ہوشی طاری ہوگئی اور چند گھنٹہ تک باقی رہی جس میں کئی منازل
طے کرائے گئے جب ہوش آیا تو موجود پایا۔ ؏ قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے۔
تبسم فرما کر خاموش ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ میرے ہمراہ سید زمرد علی شاہ مرحوم جب پہاڑ کی گھاٹی سے تالاب پر
پہنچے ذرا آرام کیا زمرد علی بولے کہ اگر آج بینی روٹی کھانے کے لئے اور ٹھنڈا پانی پینے کو ملے تو کیا ہی
خوب ہو جب سونڈہ پہنچے اور مسجد میں اترے تو خادم در حضور جب ارشاد میاں صاحب یہی چیزیں ہمراہ

لایا سبحان اللہ بحمدہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ بھائی جو اہل اللہ ہوتے ہیں ان کے سامنے تمام
جڑی بوٹیاں بولتی ہیں کہ ہم فلاں کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ بس اگر اس پر لات مار دے
تو سب کچھ مل گیا ورنہ اس دھندے میں پھنس گیا پھر کیا رکھا تھا ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ؎ این خیال است و محال است و جنوں

اس سے بچنا چاہیئے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ محسن اندر کے سانس میں لا الٰہ اور باہر کے سانس میں اللہ
کہا کر اور اگر یہ بڑا معلوم ہو تو اندر کے سانس میں اللہ اور باہر کے سانس میں ہو کا ورد رکھو تا کہ کوئی
دم یاد اللہ سے خالی نہ گزرے اور رات کو سوتے وقت اکیس مرتبہ الجبار و پڑھ کر دل پر دم کر کے
سو جایا کرو تا کہ خواب پریشان تجھکو نہ ستائیں۔ یہ مہر یہ کرم اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ پہلی مرتبہ بیعت فرما کر پیار سے ارشاد فرمایا کہ بعد نماز عشا ایک تسبیح لا الٰہ الا اللہ
خواہ جہر سے یا خفی اور ایک تسبیح درود شریف کی اور ایک استغفار کی پڑھا کر اور جیسا جیسا شوق
بڑھتا جائے جتنا تم سے ہو سکے لا لا بڑھاتا جا اور چونکہ تیری بیعت سلسلہ قادریہ میں ہے
اس کا پاس ادب رہے شریعت غرا سے باہر نہ ہونا۔ جب حاضر ہوتا یا رخصت ہوتا تو مصافحہ
فرما کر ہاتھ پکڑ لیتے ایک حدیث شریف پڑھتے اور کہتے کہ کہو میں نے قبول کیا میں عرض کرتا کہ میں نے
قبول کیا جب رخصت فرماتے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا والد صاحب مقروض تھے مجھ سے کہا کہ حضرت
صاحب سے میرے واسطے برائے ادائے قرض کوئی وظیفہ پوچھتے آنا میں نے عرض کیا فرمایا کہ اپنے باپ
کو کہد ینا کہ یہ دعا پڑھ لیا کرو اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ
اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر
کوئی شخص ان پہاڑوں کے برابر مقروض ہو اور اس دعا کی مزاولت کرتا رہے تو خدا وند تعالےٰ اس کا

قرض ادا کرو گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایک روز فقیر ابو احمد المدعو محمد علی حسین سجادہ نشین اشرف السمنانی ساکن سکنہ کچھوچھہ شریف خدمت میں برائے زیارت حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہوا چند ساعت خدمت میں شرف باریابی حاصل کرنے کے بعد ارشاد ہوا کہ اچھا آرام کیجئے درِ دولت سے مرخص ہو کر گاؤں کی مسجد میں آیا جہاں کہ صاحبزادے صاحب حضرت عبد اللہ شاہ صاحب مقیم تھے ٹھیر اصحبت گرم ہوئی عجیب پایہ کا شخص دیکھا خدا عمر میں برکت کرے نہایت منکسر المزاج مہمان نواز محبت کرنے والا پایا صبح کو جب اٹھے اور میں حجرہ سے نکلا تو صاحبزادے صاحب نے میری صورت غور سے دیکھکر کہا کہ قبلہ پیر جی صاحب جناب کا گردن سے اوپر یہ چہرہ کا حصہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بالکل مشابہ ہے مینے کہا کہ جزاک اللہ پھر کہا گردن سے نیچے کا حصہ نہیں ملتا مینے کہا کہ درست ہی اور پھر کہا کہ یہ عمامہ بھی ویسا نہیں مینے کہا کہ بالکل صحیح ہے میں ان کی اولاد سے ہوں اور مینے دوسری نشانی اپنی ریش بلند کر کے بتائی کہ یہ حصہ بالکل ان کے مطابق ہے سر مو فرق نہیں شاباش سینہ سے لپٹ گیا اور کہا کیوں نہ ہو گوہ کے جائے تو کھر درے ہی ہوں گے نان بعد میں حضور قبلہ میاں راج شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ اللہ کی خواہش ظاہر کی نہایت شفقت اور کمال محبت سے جو کچھ عطا فرمانا تھا وہ دیا مینے شجرہ طیبہ سلسلہ قادریہ کا طلب کیا فرمایا مولانا سے لکھا لو صاحبزادے صاحب سے حسب ارشاد شجرہ لیا گیا اور میں نے اپنا شجرہ مع اشغال معمولی و مخصوصی انہیں دیکر مجاز مختار سلسلہ قادریہ رزاقیہ کا کیا اور خواہش اجازت طلبی کی صاحبزادے نے غلوئے محبت سے مجھے ٹھیرانا چاہا اصرار پر کہا کہ حضور قبلہ سے اجازت لے لیجئے اگر وہ ارشاد فرما دیں تو تشریف لیجائیے چنانچہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی فرمایا کہ حق مہمانی ابھی ادا نہیں ہوا آج اور ٹھیریئے مجبور تعمیل ارشاد کرنی پڑی واپس گاؤں کی مسجد میں آیا صاحب زادے صاحب انتظار میں تھے مینے دیکھتے ہی کہا ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ؎ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بھائی باوا بیٹوں کی تار برقی کھڑک گئی۔ کون جانے دیتا ہے غرض اس روز ٹھیرا اور علی الصباح با ہزاران درود انبساط روانہ ہوا۔ سبحان اللہ مردان راہ خدا ایسے ہی ہوتے ہیں انہیں نفوس قدسیہ کی برکت سے اس عالم کی عالم آرائی ہو رہی ہے۔

نقل شجرہ جناب حضرت قبلہ پیر جی علی حسین صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ جو خود حضرت کی دستِ مبارک کا تحریر شدہ ہے اس جگہ من عن نقل کیا گیا۔ اصل کاپی حضرت قبلہ مجددی کے خاندان میں بطور تبرک و اجازت موجود ہی۔ وھو ھذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علے رسولہ والہ وصحبہ اجمعین۔

بعد ہذا۔ فقیر سراپا جرم و تقصیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین حسنی القادری سجادہ نشین درگاہ حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ارادت و اجازت در سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ از حضرت اخوی الاعظم سید حاجی ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی۔ عن جدہ حضرت سید شاہ نیاز اشرف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن عمہ حضرت سید شاہ داود علی عرف پلٹ شاہ رحمتہ اللہ علیہ عن خالہ حضرت سید شاہ توکل علی رحمتہ اللہ علیہ۔ عن اخیہ حضرت سید شاہ بہاؤ الدین عامل رحمتہ اللہ علیہ۔ عن والدہ حضرت سید شاہ احمد رحمتہ اللہ علیہ۔ عن والدہ۔ حضرت سید شاہ راجو رحمتہ اللہ علیہ۔ عن اخیہ حضرت سید شاہ محمود شمس الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ حاجی چراغ جہاں رحمتہ اللہ علیہ عن ابیہ حضرت سید شاہ جعفر عرف لاڈلے کٹھ نواز رحمتہ اللہ علیہ عن ابیہ حضرت سید شاہ حسین قتال رحمتہ اللہ علیہ عن ابیہ۔ حضرت سید شاہ حاجی بالحرمین سید عبد الرزاق ثانی مخاطب بخطاب نور العین رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ عبد الغفور حسن جیلی رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ احمد شریف رحمتہ اللہ

علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ ابوالحسن شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ موسےٰ شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ علی شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ سید شاہ حسن شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید احمد شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت شاہ محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ ابی نصر محی الدین رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ ابی صالح رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی۔ غوث الاعظم سرتاج بنی آدم سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ ابی صالح رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ ابی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سیدغاہ یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ محمد رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ داؤد رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت شاہ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت شاہ عبداللہ محض رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سید شاہ حسن المثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ۔ عن ابیہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ عن ابیہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ عن ابیہ حضرت سید عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

معلوم ارباب طریقت واصحاب حقیقت باد کہ درین سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ حسب درخواست برادر اعزا سلمہ مولوی عبداللہ صاحب خلفِ اعظم حضرت مخدومی راج شاہ صاحب را اجازت دادم و باشغال معمولی ومخصوصی مجاز نمودم اللہ تعالیٰ امراو ایشاں راہدایت صراط مستقیم عطا فرماید یوم بعث ونشور در زمرہ قادریان براگیزد۔ آمین یا مجیب السائلین۔

راقم فقیر ابو احمد المدعو محمد علی حسن سجادہ نشین اشرف السمنانی ساکن مقام کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد ڈاک خانہ لکھاری۔ المرقوم لبست ویکم ماہ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ ہجری۔

روایت ازجناب محمد عمر شاہ صاحب صاحبزادہ حضرت مجددوقت رحمتہ اللہ علیہ۔

• ایک روز حضرت قبلہ والد ماجد صاحب مولوی عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے

فرمایا کہ حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خاندان چشتیہ بین بیعت کرنیکی اجازت باضابطہ حضرت دادا پیر مولوی محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بھی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں سے تھی۔ اور نیز اسی طرح کل سلسلوں میں تحریری اجازت علیحدہ علیحدہ حضرت اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خود دست خاص سے تحریر فرما کردی تھی۔ غدر کی افراتفری میں دیگر تبرکات کے ساتھ وہ بھی گم ہو گئے۔ بعد میں ایک نقل شجرہ خاندان چشتیہ کی مولوی شاہ عبدالغنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ صاحبزادہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب وگواہ شدہ شاہ رمضان شاہ صاحب بھی نے اپنے قلم سے تحریر فرما کر بھیجی تھی جواب بھی موجود ہے اور یہ معاملہ اس طرح پیش آیا کہ ایک مرتبہ شیخ غلام محمد حضور میاں صاحب کی خدمت میں بغرض بیعت چشتیہ حاضر ہوئے آپ نے انکار فرمایا جب یہ معاملہ شیخ شریف میں پہنچا تو مولوی شاہ عبدالغنی صاحب زندہ تھے۔ فرمایا کہ کیوں اس سلسلہ میں طالبان حق کو ہدایت کر کے سیراب نہیں کیا جاتا۔ ہمارے یہاں تو مولانا محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کی خود قلم کا تحریر شدہ ہے کہ چاروں خاندان کی اجازت معہ تبرکات حضرت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سوندھوی کو دیکر باضابطہ مجاز ومختار بنایا گیا ہے۔ چنانچہ اس کی بجنسہ نقل ذیل میں کی جاتی ہے۔

شجرہ عالیہ طیبہ چشتیہ

پس بغیر از توسل اینان	مشکل بندہ کے شود آساں
بطفیل محمد عربی	باعث افتخار جملہ نبی
بطفیل علی عالی جاہ	فلکِ عزو معرفت را ماہ
از پے خواجہ حسن بصری	رہبر جملہ سامی ومصری
از پے عبد واحد زاہد	درعبادات ایزدی جاہد
از پے خواجہ فضیل ایاز	درعرفاں شدہ بروئش باز

بہر راز و نیاز ابراہیم　　ادہم بلخ عرف است بالتعظیم
بہرِ روح حذیفۃ المرعشی　　ہم براہ ہبیرۃ البصری
از پے خواجہ علو ممشاد　　چمن زہد و فقر را شمشاد
از پے خواجہ ابو اسحاق　　آنکہ بودہ یگانۂ آفاق
از پے بو محمد چشتی　　دلِ خود پاک کرد از زشتی
بہر راز و نیاز مردِ خدا　　ناصر الدین خواجۂ دنیا
بہرِ ارواح خواجہ مودود　　خاصہ بارگاہِ ربِ ودود
بہرِ حاجی شریف بے ہمتا　　کامل الزہد زبدۂ ملجا
بہرِ ارواح خواجۂ عثماں　　عرف ہا روشن شدہ بجہاں
از پے پیشوائے اہلِ یقین　　خواجۂ خواجگان معین الدین
فلکِ فقر را چہ ماہِ مبین　　قطبِ اقطاب یعنی قطب الدین
بہرِ بابا فرید گنج شکر　　بندۂ خاص خالق اکبر
ہم پے خواجہ نظام الدین　　آنکہ شد فخر و احتشام الدین
بہرِ ارواح شاہ با تمکین　　حضرتِ خواجہ نصیر الدین
بہرِ ارواح پاک صدر الدین　　قدم اوشش بعرش برین
بہرِ راز و نیاز زہد پناہ　　معرفت دستگاہ فتح اللہ
بہرِ روح محمد عیسٰے　　عابد با طہارت و تقوے
از پے حضرت بہار الدین　　آنکہ شد ہادیٔ کہین و مہین
بہرِ سالارِ عالم کامل　　ہم رمز فقر عالم کامل
از برائے جہانیاں مخدوم　　ہم بنام جہانیاں موسوم
بہرِ راز و نیاز شیخ جمال　　آنکہ بودہ یکے ز اہل کمال

بہر ارواح عالم و عامل　　بہر سید محمد کامل
بہرِ زہد محمد افضل　　آنکہ در علم فقر شد اکمل
بعبادات معرفت آگاہ　　یعنی از بہرِ شاہ خوب اللہ
بہرِ شاہِ محمد فاخر　　باطنش بکل ظاہرش ظاہر
بہرِ راز و نیاز شاہِ احد　　خاصہ بارگاہِ رب الصمد
بہرِ شاہِ غلام جیلانی　　سالک مسلکِ خدا دانی
از پے مولوی اسمٰعیل　　طالبِ صادق خدار خلیل
ہم پے راج شاہ فقیر　　آنکہ از بندگان تست حقیر
از پے عجز فقیر بے نوا　　یعنی عبد اللہ مسکین تر گدا

روایت از قاضی محمد یحییٰ صاحب سکنہ سہنہ۔ دادا صاحب قاضی وحید الدین مرحوم نے مسجد کنڈون والی کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت قبلہ مرشدی میاں راج شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شخص پیر دبا رہا تھا اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا وہ پیر دباتے دباتے چونکا۔ اور عرض کیا کہ کلمہ کون پڑھ رہا ہے پیروں پر جب دبانے کے لئے ہاتھ رکھتا ہوں تو یہ آواز زور زور سے محسوس ہوتی ہے۔ پیر چھوڑ کر کمر دبائی تو وہاں سے اللہ الصمد کی آواز سنائی دی دونوں متعجب ہوئے تو حضرت قبلہ لیٹے لیٹے اُٹھ بیٹھے اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ قاضی صاحب اولیاء اللہ اور تمام اچھے فقراؤں کے حال پر اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور یہ وہی جان سکتا ہے جو صاحب خبر ہو۔ اس کا افشا نہیں کیا جاتا۔ آج تم دونوں کو بتاتے ہیں یہ فرماکر میرے سینہ پر داہنے ہاتھ کی انگلی سے بتلانا شروع کیا۔ اور فرمایا کہ یادداشت لکھ لینا۔ ہم اجازت دیتے ہیں کام آئے گی۔ پھر فرمایا کہ جب مرید مرشد کامل کی صحبت میں جاتا ہے تو مرشد سامنے بیٹھا کر توجہ دیتا ہے اگر دل مرید نرم اور گداختہ ہے تو ایک دو نظروں ہی میں قلب ذاکر ہو جاتا ہے اگر سخت ہے تو ایسے مرید کو مرشد کی توجہ اور صحبت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ دیکھو اس کا مقام ہائیں

چھاتی کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے جس کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے سپرد ہے
اس کے بعد مرشد کامل روح کو ذاکر کرتا ہے اس کی جگہ داہنی چھاتی کے نیچے ہے اور اس کا نور سرخ
ہے اس کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد ہے اس کے بعد سر کو جاری کرتا ہے جسکی جگہ
بائیں چھاتی کے اوپر ہے اس کا نور سفید اور اس کی ولایت حضرت موسٰی علیہ السلام کے سپرد ہے پھر خفی کو
جاری کرتا ہے جس کی جگہ داہنی چھاتی کے اوپر ہے اس کا نور سیاہ اور اسکی ولایت حضرت عیسٰے علیہ السلام
کی سپردگی میں ہے۔ بعدہ اخفی کو جاری کرتا ہے اس کا مقام سینہ کے درمیان ہے اس کا نور سبز ہے اور اس
کی ولایت حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے یہ ذکر فرما کر آپ رو پڑے اور ارشاد کیا کہ بھائی
میں بے پڑھا آدمی ہوں تم علم والے ہو اگر مرید سچا ہے اور اپنے پیر کی محبت رکھتا ہے تو آناً فاناً میں یہ سب باتیں
طے کرا دیتا ہے جتنی محبت مرید کو پیر سے ہوتی ہے اتنا ہی اس کو جلد فائدہ پہنچتا ہے اور پھر فرمایا کہ اس کے
بعد اس کے تمام بدن اور رگ رگ میں سے ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے اب مرید جس چیز پر اور جس
جگہ نظر ڈالتا ہے سب میں سے اس کو اللہ کے ذکر کی آواز آتی ہے۔ دادا صاحب فرماتے تھے کہ حضرت
قبلۂ عالم میاں صاحب یہ فرماتے جاتے تھے اور میرے پر تمام حال کھلتا جاتا تھا آپ کو مجھ سے خاص محبت
تھی جب تک سہنہ میں رہتے بغیر میرے ایک وقت کھانا نہ کھاتے اور کوئی بات بلا میرے نہ کرتے
پھر فرمایا یہ کامل درویشوں کے نزدیک ادنٰی درجہ کا کام ہے جو مرید سیدھے راستہ پر لگا چلا جاتا ہے
وہ جلدی منزلیں طے کرتا جاتا ہے اور جو گڑبڑ میں پڑ گیا یا پیر کی طرف سے بداعتقاد ہو جاتا ہے اور پیر
کی برائی بھلائی پر نظر کرنے لگ جاتا ہے وہ اپنے اصلی مقصود سے گر جاتا ہے۔ جس سے پیر خوش اس سے
خدا خوش جو شخص ایسا ہو جائے اور جس کے رگ رگ سے ذکر جاری ہو جاوے پھر ہم نہیں جانتے کہ
وہ اور کیا چاہتا ہے اللہ سے بڑھکر اور کیا شے ہے جس کی طلب میں کامل فقیروں کو ستاتے ہیں اور ان
کی عبادت میں خلل انداز ہوتے ہیں اللہ اسم اعظم ہے اس سے ہی سب چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں دنیا مثل
سایہ کے ہے جب انسان اس کو چھوڑ کر اللہ کی جانب رجوع کر جاتا ہے تو یہ دنیا سایہ کی طرح پیچھے پیچھے
ہو لیتی ہے اور جب انسان خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف چلتا ہے تو سایہ کی طرح ہاتھ نہیں آتی اور جتنا آدمی

اسکے پیچھے دوڑتا ہے اتنی ہی وہ آگے دوڑتی ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ جب پیر کے پاس آوے تو دنیا
کا کوئی خدشہ خرخشہ دلمیں لیکر نہ آوے مرشد کامل کو مانند آئینہ تمام حال ہر ایک کا معلوم رہتا
ہے مرشد کامل مرید کرنے کے قابل جب ہوتا ہے کہ مغرب یا عصر کے وقت اس کے چار ہزار یا
اس سے زیادہ مریدوں کی جان نکلتی ہو اور وہ سب کا حال معلوم کرلے اگر ایسا نہیں ہو تو ایسے
پیروں سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ فقیری مشکل چیز ہے یہ فرما کر آپ رو پڑے اور مسجد کنڈ کے اندر تشریف
لے گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضًا۔ ایک روز حضرت قبلہ میاں صاحب رح مسجد کنڈ میں نماز فجر پڑھکر بیٹھے تھے
دو چار آدمی بھی صحبت میں حاضر تھے فرمانے لگے بھائیو میں بے علم ہوں لوگ یہ خیال کرتے ہیں
کہ بے علم کا مرید ہونا ٹھیک نہیں ہے اور ہے بھی یہی کہ بے علم خدا کو بھی نہیں جانتا پھر فرمایا کہ سنو
ایک بات کہتے ہیں آدمی کا دل جو ہے نیلوفر کے پھول کے مانند ہے اور اسکے چار پہلو اور چار خانے
ہوتے ہیں ہر خانہ میں زمین و آسمان کی بہت بڑی ولایت ہے۔ ہر دل کے گرد سے یعنی نیچے کی
طرف ایک خانہ ہے جو لامکاں کی جگہ ہے اور پھر ہر خانہ میں اللہ پاک کا خزانہ ہے اور ہر خزانہ پر پردہ
ہے اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک شاگرد قائم ہے۔ پہلا پردہ غفلت کا ہے اور دوسرا پردہ موت
کو بھول جانے کا ہے اور اس پر حرص قابض ہے اور تیسرے پردہ پر حسد قابض ہے اور چوتھے
پردہ پر غرور اور ہر ایک کے ساتھ خناس و خرطوم خطرات وسوسہ شامل ہیں اور ہر خانہ میں اللہ کے
پہلے خانہ میں علم دوسرے میں فکر تیسرے میں معرفت چوتھے میں فقر فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور
مرشد ہر ایک کے دفعیہ کا علاج بتاتا ہے پہلے کے لئے شریعت دوسرے کے لئے طریقت تیسرے
کے لئے حقیقت و معرفت اور نفس کو مارنا چوتھے کے لئے گناہوں سے ڈرنا اور دنیا کی صحبت
چھوڑنا پھر فرمایا یہ پردہ نہیں اٹھ سکتا مگر مرشد کامل کی نظر سے پھر فرمایا بندہ اور اللہ کے درمیان
کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے اور اس سے کیا ملتا ہے۔ فرمایا بندہ اور خدا کے درمیان مرشد وسیلہ ہوتا
ہے اور اسی کے ذریعہ خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے خدا کے بھید اور ڈر اور موت اور مرنے سے پہلے

مرنا حاصل ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں پہلے ارشاد کیا کہ پیغمبر تو مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ان کو پھر موت آجاتی تھی اور ہمارے پیغمبر صاحب صلعم کی امت کے سرداروں میں وہ بات عطا کی ہے کہ مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں اور وہ قیامت تک نہیں مرتے ان کی مٹی تک خراب نہیں ہوتی یہ فرماکر آپ بہت روئے اور فرمایا کہ میں بے علم ہوں خدا نے مجھے سہنہ میں ایک خاص کام کے واسطے رکھ رکھا ہے میں اللہ پاک کے حکم کا منتظر ہوں جب وہ کام پورا ہو جائیگا پھر نہیں معلوم کہاں جاؤں اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کیا کام ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از محمد شاہ خاں صاحب۔ ایک دفعہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ ہندو فقراؤں کو بھی ٹٹولنا چاہیئے اس خیال سے بن کو روانہ ہوا دور جاکر ایک فقیر سوا سو برس کی عمر کا مجھے ملا کچھ دن ان کی خدمت میں رہا ہوا حد اور بڑی یاد بود والا تھا اس نے کہا کہ تمہارا شیخ زبردست ہی ہر وقت تمہارے ساتھ ہے یہ بات ہم کو بھی نصیب نہیں البتہ ایک سادھو یہاں سے چار روز کی راہ پر فلانے غار میں مقیم ہے اس کی عمر قریب دو سو برس کی ہو گی وہاں جاؤ چنانچہ بہزار وقت وہاں پہنچا اور اس سے ملا بڑی کرپا کی اور پاس بٹھایا اور کہا کہ میرا گرو یہاں سے پانچ دن کی راہ پر ہے اور اس کی عمر تین سو سال کی ہو چکی ہے اُس پہاڑ میں اس سے زیادہ کوئی عابد نہیں ملیگا میرا نام لیجیو وہ کچھ تمہیں بتائینگے۔ چنانچہ پانچ دن کا سامان خورونوش وہاں سے لیا اور ان کے پاس پہنچا ایک کھو میں مقیم تھے ان کی پلکیں سفید ہو چکیں تھیں اور سات سات انگشت بڑھی ہوئی تھیں قوا صحیح سالم تھے ملے بہت خوش ہوئے اور حضرت قبلہ میاں راج شاہ صاحب کی تعریف و توصیف کرنے لگے اور فرمایا کہ تمہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے تھا۔ مینے عرض کیا کہ میں انھیں کا خادم ہوں فرمایا الحمدللہ۔ مینے عرض کیا کہ آپ مسلمان ہیں کہا ہاں پھر بہت محبت سے ملے اور رخصت ہونے پر کچھ پھل عنایت کئے اور ایک پھل میں سے کچھ حصہ لیکر منصوری پیسوں کو ملا اور آگ کے کرٹیل میں ڈال دیا کچھ دیر بعد نکالا تو سب طلاء احمر تھا کہا یہ پھل تم کو دیتا ہوں اس میں سے کچھ حصہ کوڑھی کو کھلا دوگے تو اچھا ہو جائیگا اور اگر نامرد کو دوگے تو مرد بنجائیگا یہ کام لوگے تو سونا تیار ہو جائیگا۔ وہاں سے چلکر سوندھ حاضر ہوا حضرت کی خدمت میں پھل پیش کئے

قصہ سنایا فرمایا کہ بھائی اس کو فقیری سے کیا تعلق خدا کا بھروسہ چھوڑ کر اس پر نگاہ رکھنی فقیر کا کام نہیں ہے حدیث شریف میں ہی عِزُّ الدُّنْیَا بِالْمَالِ وَعِزُّ الْاٰخِرَۃِ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ عزت دنیا میں مال سے ہے اور عزت آخرت میں اعمال صالح سے ہے اور اسی وقت سب ضائع کر دیئے اور توبہ کی پھر فرمایا کہ آنکھ بند کر لے اور کھولدے ہر چیز طلاء احمر کی تھی فرمایا اسے لے لے عرض کیا کہ جب توبہ ہی کر چکے تو خاک اور مٹی اور پتھر اور سونا سب ہیچ ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت چھوٹے شاہ صاحب ۳۵ سال تک حضرت کی خدمت میں برابر رہے اور اس قدر مؤدب تھے کہ جب گاؤں سے حضور میں حاضر ہوتے تو چوکھٹ کو بوسہ دیکر خاموش بیٹھ جاتے اور واپسی پر الٹے پیر پھرتے جب حویلی نظر سے غائب ہو جاتی تب کمر پھیرتے اور اولاد پیر کی اس قدر تعظیم کرتے تھے کہ جب تک صبح کو مولانا عبداللہ شاہ صاحب کی زیارت نہ کر لیتے کوئی کام نہ کرتے اور حضور کے پوتوں تک کے قدم چومتے۔ اور جنگل میں جہانتک حضور کا مکان نظر آتا وہانتک بھی پیشاب پاخانہ کو بھی نہ بیٹھتے۔ ایک مرتبہ پٹھانوں کی بارہ بستی میں نکاح ثانی کے متعلق جو واقعات پیش آئے اس نواح میں مشہور ہیں آپ بموجب حکم حضور اپنے پیر و مرشد میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وہاں پہنچے اور وہ کچھ کیا جو آجتک یادگار ہیں بوجہ آداب اپنے پیر کے ساری عمر میں کسی کو مرید نہیں کیا باوجود اسکے کہ آجتک صدہا معتقدین ان کے موجود ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مولانا۔ ڈہولاوٹ تشریف لے گئے چھوٹے شاہ صاحب حجرہ میں نہ تھے مولانا مسجد میں آگئے شاہ صاحب جب باہر سے آئے تو مولانا کے ہاتھ اور قدم چومے دست بستہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ بادشاہ مجھ سے قصور ہوا معاف کر دو اور اس کی بار بار تکرار کرتے تھے جب آپ کا وصال ہوا تو فرمایا میری اطلاع سوندھ میں کر دینا۔ اللہ ہو اللہ۔

فہرست خلفاے حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

(۱) حضرت پر نور مرشدی مولائی مجدد وقت آیت من آیات اللہ مولانا مولوی محمد عبداللہ شاہ صاحب نور اللہ تربتہ سجادہ نشین سوندھ۔

(۲) حاجی حیدر شاہ صاحب خلف اصغر رح

(۳) غازی الدین شاہ صاحب سکنہ تھنہ رح ضلع گوڑگانوہ۔

(۴) حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی ضلع سہارن پور۔

(۵) میر محمد تقی تھانہ بھون ضلع مظفر نگر رح

فہرست ان اشخاص کی جو حضرت فرد وقت کی توجہ سے مجذوب ہو کر صاحب خلعت ہوئے

(۱) حافظ میر احمد علی صاحب اکیڑہ رح (۲) میاں زمان شاہ صاحب ولایتی میرٹھ خیر نگر دروازہ رح (۳) میاں خان محمد شاہ صاحب ولایتی رحمتہ اللہ متعینہ کابل (۴) میاں چھچو شاہ صاحب رح صدر بازار میرٹھ (۵) شاہ صاحب رح سیدم پور علاقہ بھرت پور (۶) مسماۃ مھنہ رح سکنہ سہی (۶) مسمات والدہ سلطان سکنہ کھوڑیہ علاقہ نارنول رح (۷) حضرت بواجی صاحبہ والدہ میاں ولی محمد جی صاحب رح صاحبزادی (۸) عبد المجید شاہ صاحب مجذوب الہدہن (۹) دھری میٹہ رح مجذوب فیروز پور جھرکہ (۱۰) پیر جی فیاض علی میرٹھ۔

اللہ اللہ اس کی قدرت کے کارخانے کیسے عجیب و غریب ہیں۔ اس مکان دنیا کو کیسے کیسے بیش بہا پردوں اور نفیس سے نفیس شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہیں اس کے جمال جہاں آرا کی سیر سے سیر نہیں ہوتیں جو ان میں پھنس گئیں ٹکرا کر چور چور ہو گئیں اور جنھوں نے تکلف چاہا اندازے کے مطابق گلاس شیشہ سے دو جرعہ حلق سے اتارے پیالہ رکھا اور چلدیئے۔ کون ایسا ہے جس نے اس دنیا میں آکر جام حیات سے شربت فنا نہیں پیا۔ رمضان المبارک کی ۸ تاریخ تھی اور تیرہ سو چھ سال ۱۳۰۶ ہجرت سے گذر چکے تھے کہ حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس جہان فانی کو چھوڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

1885ء

ہاتف سبز پوش کرد رقم
شاہ عرفاں چو شد فنا فی اللہ

بندۂ مقبول کا بندہ بنا مجھکو خدا ؎ مولوی عبد اللہ شاہ با رضا کے واسطے

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اتی الانبیاء والاولیاء بذکر ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمن الرحیم۔ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی۔ یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما تحب و ترضی

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ؎ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اللہ۔ اللہ آج وہ دن آگیا جس کے انتظار میں زندگی نے عمر کے باون سال پورے کئے تھے۔ اب ان اوراق پراگندہ کو جو میرے اور میرے پیر بھائیوں کی عمر گذشتہ کا سرمایہ ناز تھا جمع کیا جاوے اور حضرتِ پرنور مرشدی مولائی روحی فدا۔ مجدد وقت آیت من آیات اللہ میاں عبد اللہ شاہ صاحب نور اللہ تربتہ کے اقوال گرانمایہ اور کچھ حالات قلمبند کئے جاویں ؎

زباں پہ بارِ ہا الٰہا یہ کس کا نام آیا ؎ کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

فرد وقت دادا پیر میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چار فرزند ارجمند تھے جن کا شجرہ دوسرے حصہ میں لکھا جا چکا ہے ان میں سے بڑے فرزند ارجمند حضرت مجدد وقت مولوی عبد اللہ شاہ صاحب خلیفہ مجاز و سجادہ نشین تھے۔ قدرت کے اس انتخاب کا تماشہ دیکھو جس کو ازل سے اس کام کے لئے تیار کیا گیا اور جگہ جگہ کی ودیعتیں جو حضرت قبلہ فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اکٹھی کیں تھیں خدا نے وہ حصہ حضرت کو پہنچا دیا۔ باقی امور باطنیہ کا تعلق براہ راست دربار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے تھا۔ حضرت قبلہ کا کوئی سانس بلا یاد الٰہی کے نہیں گزرتا تھا مجدد وقت ہونے کے علاوہ عالم باعمل تھے شب و روز مجاہدہ و ریاضت و تزکیہ نفس میں مشغول و

ومشاہدہ جمال حق میں مستغرق رہتے تھے۔ بسا اوقات دو انگلیوں کے اشارہ سے کچھ لکھتے رہتے تھے اور یہ شغل سوتے جاگتے برابر جاری تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں ؎ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ اس آیہ میں ایسے ہی نیک بندوں کی طرف اشارہ ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے جاگتے اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

۱۲۸۲ ہجری میں حضرت مجدد وقت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس کاشانہ عالی کو عزت بخشی اور اپنے پرنور چہرہ سے اس گھر کو منور فرمایا۔ باپ کا دل اس جمال جہاں آرا کو دیکھکر باغ باغ ہوا۔ اور ماں کی گود ثمر مقصود سے لبریز ہوئی کیسی مبارک ومقدس روح کہ ایسی ماں کی گود پرورش کے لئے اور ایسے باپ کی آغوش تربیت کے لئے میسر آئی جب سن شریف چھ سات سال کا ہوا تو آپ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ گائیں بکریں چرانے پہاڑ پر جاتے اور بچے تو اپنے کھیل میں مصروف ہو جاتے اور آپ کسی سایہ دار درخت کے نیچے پہاڑ کی صاف سی چٹان پر بیٹھکر اللہ اللہ کیا کرتے نماز روزہ کا شوق بچپن سے دامن گیر تھا ہمیشہ ٹھیک وقت پر نماز سفر اور حضر میں پڑہتے ایک روز ارشاد ہوا کہ گھر والوں نے مجھکو بکریاں لانیکے لئے پہاڑ میں بھیجا میرے ساتھ اور بھی لڑکے تھے وہ سب لکڑیاں توڑنے میں مصروف ہو گئے اور مینے نفلیں پڑھنی شروع کر دیں اور شام تک پڑہتا رہا جب چلنے کا وقت آیا تو سب کے پاس لکڑیاں تہیں اور میں خالی ہاتھ تھا میرے ساتھیوں نے آپسمیں مشورہ کیا کہ سب اپنی اپنی لکڑیوں میں سے تھوڑی تھوڑی عبداللہ کو دیدو ورنہ یہ گھر جاکر پیٹیگا چنانچہ سب نے ملکر ایک بار میرے لئے بھی تیار کر دیا ؎ خدا خود میر سامان است ارباب توکل را۔

چونکہ حضور کی تربیت حضرت قبلہ فرد وقت کے تحت میں تھی اس لئے بچپن ہی سے تربیت مدارج بہترین طریقہ پر کی گئی اور دس بارہ سال تک یہ نونہال گلشن باغ قدس اپنی سبز خوشنما پتیوں اور ہری ہری ڈالیوں اور رنگارنگ پہولوں اور گوناگون ثمرات سے لبریز ہو گیا باپ نے جب دیکھا کہ علوم

باطنہ کی تکمیل ہو چکی ہے تو علوم ظاہری سیکھنے کے لئے بمقام الدہن ضلع میرٹھ بخدمت جناب مولوی تبارک اللہ صاحب خلیفہ شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ روانہ کیا وہاں پہنچکر جناب نے منشی عبدالحکیم صاحب جو حضرت قبلہ فرد وقت کے مریدین میں سے تھے قیام فرمایا حضور کو مولانا موصوف نے سینہ سے لگایا اور علوم ظاہری کی شروع کی آپکو اور بچوں کے ساتھ نہیں پڑھاتے بلکہ اس طرح پڑھانا شروع کیا کہ کتاب کے مضامین زبانی بتاتے جب کل کتاب اس نہج پر ختم ہو جاتی تو ایک مرتبہ کتاب کی عبارت پر غور کرا دیا جاتا بس وہ کتاب ایسی یاد ہو جاتی جیسے کسی شفیق استاد کی پڑھائی ہوئی اور بہترین شاگرد کی یاد کی ہوئی ہو۔ دیگر طلباان کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے اور خود بھی ویسا ہی ہونے کی کوشش کرتے تو مولانا فرماتے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

صرف دو سال کے عرصہ میں وہ بات پیدا ہو گئی کہ عالم آ آکر مسائل دریافت کرتے دراصل یہ پڑھنا پڑھانا محض ایک ظاہری اسباب وسیلہ حصول علم تھا ورنہ ایسے نفوس کی تعلیم جس کو قدرت خود انتخاب کرتی ہے آپ سکہلاتی ہے۔ انبیاء علیہ السلام کو بذریعہ وحی اور رویا صادقہ کی تعلیم دیجاتی ہے اور اولیائے کرام کو بذریعہ مکاشفات الہام قلبی معاملات کو ان کے دل پر منقش کر دیا جاتا ہے پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کی اصل عرش معلےٰ سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اس آیہ شریفہ میں اشارہ ہے وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرَاہِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی طرح دکہلانے لگے ہم ابراہیم کو سلطنت آسمان وزمین کی۔ ان دنوں میں شب برات کا تہوار الدہن میں بڑے زور شور سے منایا جاتا تھا آتشبازی لڑکے بوڑھے سب چھوڑتے اور اس میں ایک دوسرے پر سکہ جمانے کے لئے بہترین ہوائیں اور انار ایک دوسرے کی طرف پھینکی جاتیں۔ اتفاق سے ایک فریق نے ہمارے حضرت قبلہ مجدد وقت کو انار دیا کہ تم ہماری طرف سے ہو کر دوسرے فریق کی جانب چھوڑو چنانچہ آپ نے ایک انار سیدھا کر کے کسی شخص کی جانب چھوڑا ہر چند اس کے روکنے کی کوشش کی گئی نہ رکا اور کمر پر جاکر پڑا۔ دونوں فریق اکھٹے ہوئے اور بالاتفاق سب نے کہا کہ اس کہیل میں مولانا صاحب کو شریک نہ کرو ان کا نشانہ خالی نہیں جائیگا۔ جب سے کوئی لڑکا

آپ کو کسی کھیل میں بھی شریک نہیں کرتا تھا۔ علوم سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک الدمن اور
نواح میرٹھ میں قیام فرمایا اور اکثر اسی اثنا میں ہمراہ چھوٹے شاہ صاحب میرٹھ و آگرہ کے اطراف و
جوانب کی سیر کی۔ اتفاق سے ایک دفعہ امروہہ میں گذر ہوا وہاں کسی صاحب کا عرس تھا۔ چھوٹے
شاہ صاحب کو حال آیا اور ایسا آیا کہ شام سے شروع ہو کر اگلے دن تک کھڑے کھڑے گذری اس سے
تمام مخلوق اس جلسہ کی تتر بتر ہو گئی اور حالی موالی اس عرس کے دم توڑ کر بھاگ گئے۔

آپ غدر سے کچھ دن پہلے موضع سوندھ میں آ گئے تھے اس وقت عمر شریف قریب بائیس یا چوبیس
کی ہو گی سر پر بال۔ میرٹھی ٹوپی۔ انگہ اور پاجامہ یہ جناب کی پوشش تھی۔ آپ نے خطہ میوات میں بارہ
سال تک تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کیا۔ کسی کے یہاں کھانا نہ کھاتے بلکہ اپنی محنت کردہ مزدوری سے
شکم بھرتے۔ بعد ازاں حضرت فرد وقت کے حکم سے موضع سوندھ کی مسجد تیار کرائی گئی اور عرصہ تک اس
میں قیام فرما کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور جو مہمان اور مسافر و فقرا حضور فرد وقت کے یہاں
آتے ان کی خدمت کرتے اداب مہمانی بجا لاتے جو کچھ اللہ پاک نے گھر میں روکھی سوکھی عنایت کی اُس
کے سامنے پیش کرتے ایک عرصہ تک مخلوق خدا کی اسی طرح خدمت میں مشغول رہے ہے ؎

بلا ناغہ ترے گھر دوست اور دشمن کی دعوت ہے ۔۔۔ کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے

ایک دفعہ آپ کو حج کا خیال آیا اس کے شوق میں بلا اطلاع اجمیر کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا
جب یہ حال حضرت فرد وقت کو میر عاشق علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا تو حضور کو طلب کیا اور ارشاد
فرمایا کہ ہم نے تو تم کو یہاں کا قطب کیا ہے بلا ہماری رضامندی کے کیسے حج کرنے جا رہے ہو ؎

حاجی بروکعبہ رواں کیں رہ دین است ۔۔۔ خوش میرو و امار و مقصود نہ این است

پھر ارشاد ہوا کہ **رباعی**

درکوئے نیاز ہر دلے را دریاب ۔۔۔ درکوئے حضور مقبلے را دریاب

فوراً وہ ارادہ ترک کیا۔ پھر یہاں سے کسی جگہ جانے کا قصد نہ فرمایا۔
جب حضرت مولانا کے وعظ کا شہرہ عام ہو گیا اور لوگ باگ گرد و نواح سے آ آ کر وعظ میں اور نماز کی جماعت

میں شریک ہونے لگے تو مسجد محلہ کی ناکافی ثابت ہوئی تو وہاں سے دوسرے محلہ کی مسجد میں جو
اس سے بڑی تھی نماز ہونے لگی جب نمازیوں کی تعداد اس قدر بڑھی کہ گنجائش نہ ملتی تھی تو موضع
بامن کہیڑی (رام ٹرولی) کی مسجد میں نماز جمعہ اور نیز عیدین کی ادا فرماتے اس پر میاں صاحب کے ارشاد
کے مطابق جدید مسجد کی سوندھ میں بنیاد ڈالی اور پھر یہیں پر نماز جمعہ ہونے لگی۔ دینیات کا چشمہ قدرت
ایزدی سے اُبلا اور خدا کی پیاسی مخلوق سیراب ہونے لگی۔

روایت حضرت شاہ فضل الدین احمد صاحب سجادہ نشین سید محمد صاحب کالپوی رحمتہ اللہ
علیہ حضور انور میاں صاحبؒ کی زیارت کو سوندھ شریف تشریف لائے اور کچھ روز رہکر چلے گئے
وہ اپنی کتاب جعفر العرفان میں لکھتے ہیں کہ مجھکو سیر و سیاحت کے دوران میں اکثر بزرگان دین سے
ملنے کا اتفاق ہوا اس زمانہ میں حضرت قبلہ میاں راج شاہ صاحب جیسا بزرگ اور صاحب تصرف
نظر سے نہیں گزرا۔ اور نہ مولوی عبداللہ صاحب جیسا کاسب بلاریب دونوں حضرات کی ایسی شان
تھی مولانا ممدوح بعد وصال پدر بزرگوار تقریباً ۳۵ سال تک مسند ارشاد پر جلوہ افروز اور میاں
صاحب کے حجرہ میں متمکن رہے اور تا زمانہ حال وہی سلسلہ برکت مسافر و مہمان نوازی کا جاری رکھا
اور تا ایندم جاری ہے اللہم زد فزد۔ باوجود اس قدر خلیق اور منکسر المزاج ہونے کے آپ کے چہرۂ مبارک
سے ایسا رعب ظاہر تھا کہ یکایک کسی کو تاب تکلم نہ تھی۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مریدوں کے ساتھ نہایت
ملاطفت اور محبت سے پیش آتے اور نظر عزت سے دیکھتے اور جبکو لائق اور قابل سمجھتے اجازت اجرا سلسلہ
عطا فرماتے اور ہر ایک عرضداشت کے جوابات بقلم خاص لکھتے مستغنی المزاج۔ متوکل باللہ۔ صاحب
تسلیم و رضا تھے نظیر نے کیا خوب کہا ہے ؎

جو فقر میں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں ۔۔۔ ہر کام میں ہر دام میں۔ ہر حال میں خوش ہیں
چہرہ پہ ملالت نہ جگر میں اثر غم ۔۔۔ ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر نہ کبھی چشم ہوئی نم ۔۔۔ غم میں بھی وہی عیش الم میں بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات۔ ہر احوال میں خوش ہیں

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

ان کے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظیرآہ
اب ایسے تو دنیا میں ولی کم ہیں نظیرآہ

کیا جانیں فرشتہ ہیں کہ آدم ہیں نظیرآہ
ہر وقت میں ہر حال میں خورم ہیں نظیرآہ

جس ڈہال میں رکھے وہ اُسی ڈہال میں خوش ہیں

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

روایت۔ سید محسن شاہ صاحب خلیفہ حضرت نے بیان کیا کہ مجھکو فوجی ملازمت کا بڑا شوق تھا بجد بشری خود کوشش کی اور والد صاحب سے بھی کرائی مگر ناکامی رہی۔ ناچار حضور سے درخواست کی ارشاد ہوا نوکر ہو جاؤ گے چنانچہ گیارہویں دن ملازم رسالہ ہو گیا۔

روایت۔ میں رسالہ مذکور میں جمعدار تھا رسائداری کی جگہ خالی ہوئی افسروں نے جواب دے دیا حضور میں عریضہ لکھا فرمایا صبر سے کام لو خدا چاہے اس رسالہ پر تمہارا ہی تقرر ہو گا چنانچہ اس جگہ پر رسائدار ہو گیا یہ خط اب تک میرے پاس موجود ہے۔

روایت ایضاً ہماری ریاست زیادتی اخراجات کے باعث بہت مقروض ہو گئی قرضخواہوں نے عدالتوں سے ڈگریاں اور گرفتاریاں جاری کرا دیں ریاست کورٹ کرانیکی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ رہی کیونکہ حساب سے آمدنی کم اور قرضہ زاید تھا اس اثنا میں میرا ارادہ سوندھ جانیکا ہوا چلتے وقت والد صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت قبلہ سے عرض کرنا کہ کورٹ ہو جائے تو بہتر ہے۔ قرضہ کے بار غم سے اس ضعیفی میں دبا جا رہا ہوں۔ سوندھ پہنچکر پیغام عرض کیا بعد تامل فرمایا۔ اللہ کارساز ہو دعا کرتا ہوں عرض کیا کہ یا حضرت قرضہ کی کوئی انتہا بھی ہو اٹھارہ لاکھ ہے۔ فرمایا خدا کو سب آسان ہے چنانچہ اسی ماہ میں کورٹ منظور ہو گیا اور ۲۵ فی صدی قرضخواہوں نے بھی چھوڑ دیا۔ اور ایک لاکھ سے اوپر گورنمنٹ نے معاف کر دیا۔ یہ افضال اپنے خادمان کے حال پر تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً جس رسالہ میں یہ عاجز جمعدار تھا اس کے کمان افسر سے چشمک سی ہو گئی۔ بڑا خیال تھا حضور میں عرض کیا کہ تبادلہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ سنکر خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر عرض کیا فرمایا

انشاء اللہ ہو جاویگا۔ بعد عصر حضوری میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ محسن شاہ تمہارا تبادلہ کیا عجب ہے کہ ہو گیا ہو مجھے اس ارشاد سے بالکلیہ اطمینان ہو گیا حضور سے رخصت ہو کر میرٹھ پہنچا۔ وہاں والد مرحوم سنوہنہ سے آئے ہوئے تھے مجھے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اپنے تبادلہ کے متعلق کوئی درخواست دے رکھی تھی عرض کیا نہیں فرمایا رسالدار میر حیدر شاہ کا خط چمن سے تمہارے نام آیا ہے اس میں تحریر ہے کہ تمہارا تبادلہ کمان افسر منظور کرتا ہے۔ عرض کیا کہ حضور انور سے تو بیشک تبادلہ کی خواہش کی تھی اور حضور نے فرمایا تھا کہ تبادلہ ہو جائیگا۔ یا ہو گیا ہو گا۔ والد صاحب چونکہ درویشوں کی فیضانِ صحبت سے مستفیض تھے فوراً یہ شعر پڑھا ؎

اولیا راہست قدرت از الہٰ ؛ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

بار بار اس کی تکرار کرتے اور جھوم جھوم کے لطف اٹھاتے رہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از قاضی محمد یحییٰ صاحب سکنہ سہنہ۔ میرے دادا قاضی وحید الدین صاحب کے پاس ایک زمیندار جاٹ بھوت سنگھ نامی چھپیڑا تحصیل نوح سے آیا۔ اس وقت میں ان کی خدمت میں موجود تھا۔ اس نے کہا قاضی جی بھائی کو مرے ہوئے ایک سال گزرا اس کی بیوہ عورت نے میرا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ دھن دولت سب بگاڑ چکی اب زمین کی باری آئی ہے۔ بدچلن ہو گئی میں اس سے کراؤ کرنا چاہتا ہوں وہ نہیں کرتی ایسا ہو جاوے تو سب کچھ بچ جاوے۔ چاروں کھونٹ اور گرد کی جوگی اور فقیر سب ٹٹول لئے سیانوں نے باولا بنا دیا کچھ پلے نہ پڑا ہار جھک مار کر تمہارے پاس آیا ہوں کوئی راہ بتاؤ۔ دادا صاحب نے فرمایا آج رات ٹہیر جا کل ہمارے گرو کو بھی دیکھیو۔ صبح کو میاں صاحب کی خدمت میں وہ جاٹ اور دادا صاحب اور میں حاضر ہوئے۔ قاضی جی نے سرگذشت بیان کی میاں صاحب نے فرمایا کہ جا اور کوری ٹھیکری لے آ وہ لایا اور آپ نے اس پر کچھ لکھا اور اسے دیا اور فرمایا اپنی بیوہ بھاوج کو دکھا کر اپنے مکان کے صحن میں گاڑ دیجو۔ وہ لیکر چلا جب سہنہ پہنچا تو اس کی بھاوج مل گئی اُس نے وہ ٹھیکری دکھائی۔ عورت بیتاب ہو گئی اور اس کا دامن پکڑ لیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اس عورت نے کہا کہ میں تو اس کی چوڑی پہنوں گی یہ انکار کرتا تھا اور وہ اپنی طرف کھینچتی تھی۔ آخر لوگوں کے سمجھانے

بجانے سے منہار کے ہاں لے گیا اور اسے چوڑی پہنا دیں۔ جب تک زندہ رہی اسی کا کلمہ بھرتی رہی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ۔از سید محسن شاہ۔ فوج میں ایک عہدہ رسالداری خالی ہوا تو مینے حضور میں عریضہ بھیجا کوئی جواب نہ ملا۔ بجائے میرے ایک دوسرا شخص جس کا نمبر بالاں تھا وہ ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ کا خط آیا کہ مبارک ہو آج حضور کی زبان سے ایسے الفاظ نکلے ہیں جس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ تم عنقریب رسالدار ہو جاؤ گے مینے جواب میں عرض کیا کہ سروست کوئی موقع نہیں امداد غیبی کا منتظر ہوں چنانچہ اسی ماہ میں ایک رسالدار دوسرے رسالہ میں ترقی پر گیا اور مجھے اس کی جگہ دیگئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً فتح محمد خاں ذیلدار چدینی کی ذیلداری ٹوٹ گئی مجھ سے سفارش چاہی۔ میں نے حضور میں عرض کیا اور فتح خاں موجود تھا فرمایا اپیل کر عرض کیا یہ سب کچھ کر چکا۔ فرمایا کہ پھر کر اسی دن سے ذیلداری کی تنخواہ ملی اور اصلی عہدہ پر بحال ہو گیا اور پھر تا حیات ذیلدار رہا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایضاً۔ بندہ زادہ محمد فاخر شاہ مرحوم چار برس کا تھا اس کی والدہ حضور سے بیعت تھی عرسوں پر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بچہ کو پڑھانے کا ارادہ ہے قاعدہ بغدادی لائی ہوں آپ بسم اللہ شروع کرا دیں۔ حضور نے بسم اللہ پڑھائی اور اپنا لعاب دہن بچہ کے منہ میں لگا دیا۔ جس کی یہ برکت ہوئی کہ تھوڑے سے عرصہ میں اپنے ذہن خداداد کے باعث کلام مجید ختم کر لیا اور کچھ اردو لکھنا پڑھنا بھی سیکھ گیا یہ اثر حضور کے فیضان کا تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ والدہ محمد فاخر کو کچھ ایسا شوق دامنگیر ہوا کہ دن میں رات کو جب اس کے جی میں آتی شجرہ پڑھتی۔ میں نے جب سبب پوچھا تو کہا کہ حضور کا نام جب آتا ہے تو دل کو ایک تسکین سی حاصل ہوتی ہے اور درد بیماری میں کمی آخر کار وہ وقت آگیا کہ جان شیریں جان آفریں کو سونپی کوئی ملال چہرہ پر نہ تھا اور نہ کسی کی محبت دل میں یا مرشدی یا مولائی کہا اور کلمہ پڑھتے پڑھتے راہی ملک بقا ہوئی اس کی اطلاع حضور میں دیگئی جواب ملا کہ مرحومہ کے انتقال پر ملال سے جو کچھ ہمارے دل

پر گزرا خدا مغفرت کرے۔ نعم البدل کے لئے تیار رہو میں حیران کہ اس قدر ڈھونڈھنے پر رشتہ نہ ملا اس وقت ہمارا رسالہ لاہور میں تھا تو معلوم ہوا کہ رسالدار میجر ہمارے عزیزوں میں ہیں ان کی پھوپی کی دختر بیوہ ہے اور اس وقت رسالدار صاحب کے ساتھ ہے۔ مینے حضور میں عریضہ لکھا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ مذہبا شیعہ ہیں پھر خط آیا اور لکھا کہ کچھ مضائقہ نہیں شادی کر لو۔ گھر بس جائیگا۔ چنانچہ التجا کی گئی منظور ہوگی

روایت ایضاً۔ چودھری مہتاب خاں شمس آبادی نے حضور میں لکھا کہ محمد اسمٰعیل ذیلدار ہو جلئے درخواست منظور ہوئی فرمایا دعا کرتا ہوں انشاء اللہ ذیلدار ہو جائیگا چودھری مہتاب خاں نے خفیہ طور پر کوشش کی اور سفارشیں بھی کرائیں تاریخ معینہ پر دونوں امیدوار گوڑگانوہ آئے اور وکیل بھی کیا افسر ضلع نے اسمٰعیل خاں کو ذیلدار کر دیا۔ اسکے بعد چند آدمی سوندھ آئے اور عرض کیا کہ مہتاب خاں کے لئے دعا فرمایئے ارشاد کیا کہ تم نے پہلے خود ہی تو لکھا تھا کہ اسمٰعیل خاں ذیلدار ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس کے متعلق نصف شب تک گفتگو رہی۔ حضور نے مہتاب خاں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم کو سفارشیوں پر قوی امید تھی اور ہم سے یہ راز چھپایا تمہاری خواہش کے مطابق حکم خدا سے اسمٰعیل خاں ذیلدار ہو گیا۔ اب کیا ہو سکتا ہے جاؤ آرام کرو۔ واللہ علی کل شئی قدیر۔

عجب پر پیچ ہے کچھ منشئ تقدیر کا خط بھی ؎ نہ کھلتا ہے نہ مٹتا ہے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے

روایت از محسن شاہ صاحب والدہ محمد فاخر میرے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اولاد کے واسطے دعا چاہی حضور نے بستر کے نیچے سے دو سیب کاشمیری عطا کئے اور فرمایا لو یہ تمہارا حصہ ہے چنانچہ وہ سیب کھائے اسی ماہ میں حمل قرار پایا اور بفضلہ تعالےٰ دو بندہ زادہ موجود ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایضاً۔ ایک شخص نے عداوتاً مجھپر اقدام قتل کا جھوٹا الزام لگایا اور خرچ کر کے خوب ہی مقدمہ کو ترتیب دلایا۔ مینے اپنے انتشار کی حضور قبلہ کے یہاں اطلاع دی اور خود بھی حاضر ہوا فرمایا خداوند جھوٹے کو جھوٹا کرے گا اور سچے کو سچا مت گھبراؤ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ تم سچ پہ قائم رہو جھوٹ جھوٹ ہو کر رہے گا۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ نتیجہ آخری مقدمہ کا یہ نکلا کہ مدعی پر دفعہ ۱۸۲ کی رو سے ایک ہزار روپے

جرمانہ ہوا جس میں سے نو سو روپے ہم ہر سہ برادران کو ملے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ حمزہ علی شاہ اور اس کے والدین عرس میاں صاحب قبلہ فرد وقت میں بحضور حضرت قبلہ مجدد وقت صاحب رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ عزیز حمزہ علی شاہ اور عزیز طیب علی شاہ دونوں نے عرض کیا۔ حمزہ علی شاہ سے فرمایا کہ اچھا بھائی تو رسالدار ہو جاویگا دعا کرتے ہیں عزیز سید طیب علی نے بھی عرض کیا تو جواب نہ ملا۔ مایوس ہو کر مجھ سے کہا کہ چچا صبح کو جاؤں گا میں چپ ہو رہا۔ جب علی الصباح جانے لگے تو مینے کہا کہ اچھا حضور کو سلام عرض کرتے جاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ بھائی نہ گھبراؤ انشاء اللہ تم بھی رسالدار ہو جاؤ گے۔ جس کا یہ ظہور ہوا کہ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں دونوں رسالدار ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از قاضی محمد یحییٰ صاحب سکنہ سہنہ۔ بحوالہ تحریر اپنے دادا قاضی وحید الدین صاحب بیان کیا۔ کہ قصبہ سکندر آباد ضلع بلند شہر کے ایک رئیس مسمی عبدالرشید صاحب سے میری ملاقات ہوئی یہ صاحب بڑے نیکو کار اور عالموں اور درویشوں کے خدمت گزار تھے جب کبھی ملتے سوا بزرگوں کے ذکر کے اور کوئی بات درمیان نہ آتی۔ اثنائے گفتگو میں عبدالرشید صاحب نے کہا کہ میرا ایک عزیز عرصہ دراز سے مفقود الخبر ہو گیا ہے اس کی بیوی جوان بیٹھی ہے ہر چند تلاش کیا کوئی پتہ نہیں چلتا عامل کامل بھی ڈھونڈ سے ہنوز وہی روز اول ہے کیا کروں سخت پریشان ہوں ایک صاحب نے کسی بزرگ کا پتہ دیا ہے کہ نواح گوڑگانوہ میں کوئی موضع سوندھ ہے وہاں کوئی شخص صاحب دل ہیں ان کے دروازہ سے ایسا فیض الٰہی جاری ہے کہ سائل مایوس نہیں جاتا قصد کیا وہاں پہنچا رستہ پہاڑی ہے جب حاضر ہوا تو چاشت کا وقت تھا اور حضرت شاہ صاحب نماز میں مصروف تھے میں حجرہ کے باہر زمین پر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد حضرت صاحب نے ایک شخص کے ہاتھ مجھے بلایا جب حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو تبسم فرمایا اور سکندر آباد کا حال بہت دیر تک پوچھتے رہے مینے عرض کیا کہ کیا حضور کبھی سکندر آباد تشریف لے گئے ہیں فرمایا بھائی میں نہیں گیا۔ میں کچھ اور عرض کرنے کو تھا کہ آپ نے فرمایا کہ جس مطلب کے لئے آئے ہو وہ تو کہو۔ عرض کیا کہ فلاں عزیز میرا مفقود الخبر ہے۔ زیادتی پریشانی

کی یہ وجہ ہے۔ فرمایا کہ اپنی بیوی کی حرکتوں سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے اللہ کو منظور ہے تو آجاوے گا تم ایک کھونٹی بیری کی لکڑی کی بالشت بھر کی لاؤ۔ میں کھاتی سے حسب الارشاد کھونٹی تیار کرا کر لایا۔ تو آپ نے اس پر کچھ پڑھکر دم کیا اور تین چار مرتبہ ہاتھ میں الٹ پلٹ کیا اور فرمایا کہ جا کر اس کو مکان کے تاریک گوشہ میں گاڑ دو اور سورہ والضحیٰ پڑھتے جانا اور اس کے پڑھنے کی ترکیب بھی فرمائی۔ میں سیدھا مکان پر پہنچا۔ اور اس عمل کو کیا دوسرے روز دس بجے کی گاڑی سے وہ میرا عزیز مکان پر آگیا۔ پوچھنے پر اس نے کہا کہ میں کسی شخص کے ہاں ملازم تھا ایک شخص بصورت فقیرانہ میرے پاس پہنچا اور کہا کہ سکندر آباد کو جاتا ہوں کیا تو نہیں چلے گا یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور آنکھ بند کر دی۔ پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔ ریل میں اپنے آپ کو سوار پایا جب اسٹیشن سکندر آباد آگیا گاڑی سے اترا تو وہ شخص ندارد تھا۔ اب اسٹیشن سے چلا آرہا ہوں۔ ان کے سوا اور کسیکو ایسا نہ دیکھا وہ کھونٹی اب تک ہمارے ہاں موجود ہے اس کو بڑی احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ ۱۸۷۹ء کا بیان کرتا تھا اور مجھ سے ان کی ملاقات ۱۹۵۶ء میں ہوئی تھی

یہ ہے تصرف بزرگانہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از محسن شاہ صاحب۔ والدہ محمد فاخر نے وراثت حق پدری کا دعویٰ کیا پندرہ سال تک بے نتیجہ مقدمہ چلتا رہا۔ بعد وفات ان کے والد بزرگوار مرحوم کے ان کا نام درج کھیوٹ نہ تھا ان کا انتقال ۱۹۰۷ء میں اور محمد فاخر کا ۱۹۱۸ء میں ہوا۔ اس کے متعلق حضور میں عرض کیا گیا تو فرمایا انشاء اللہ مل جاوے گی دعا کرتے ہیں۔ محمد فاخر کے نانا کی وفات کے چالیس برس بعد وراثت مجھکو ملی جو تا ایندم میرے قبضہ میں ہے یہ حضور کی دعا کا نتیجہ ہے۔

روایت۔ ایضاً مسماۃ عمدہ پنواڑن سود پر لین دین کرتی تھی سر دہنہ میں سید سبز علی شاہ مرحوم نے مسماۃ عمدہ کو حضور میں پیش کر کے بیعت کرایا۔ اس کی سود خواری سے مجھے نفرت تھی کہ اس کی بیعت ٹھیک نہ تھی مگر یہ کیا معلوم تھا کہ ایسا رنگ بدل جائیگا کہ سود کیا اور بھی سب منہیات سے تائب ہو جائے گی۔ اب برکت کا یہ عالم ہے کہ مسماۃ مذکور آٹھ بیلوں کی کھیتی کرتی ہے اور پہلے سے بہت زائد مال ہے۔ یہ نظر عنایت تھی کہ وزد را ابدال کردند۔ رہزناں را رہنما۔ دوہرہ

ساوہو مرے رام نام دہن کھیتی ؎ کھیتی میں بڑا نفع ہے کھیتی کرواگیتی۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از محسن شاہ صاحب۔ جب میرا بچہ محمد فاخر پیدا ہوا۔ تو اس کی ماں کے دودھ نہ تھا اور تین ماہ پیدا ہوئے کو ہو چکے تھے۔ اسی اثنار میں زمانہ عرس حضرت فرد وقت میاں صاحب کا قریب آیا تو خاکسار معہ والدہ محمد فاخر مشارکت عرس کے لئے روانہ ہوئے۔ مغرب کے وقت سہنہ سے پہاڑی پر چلے بچہ بھوک سے تڑپ گیا دودھ نہ تھا۔ دبے ساختہ زبان سے نکلا۔ کہ یہ عاجزہ مولانا کے سلام اور فرد وقت میاں صاحب کے عرس میں جارہی ہے الٰہی میرے بچہ کو تسکین ہو جائے فوراً بچہ چپ ہو گیا اور چاند سے کھیلتا ہوا مکان حضور تک جو سہنہ سے قریب تین کوس ہے پہنچا جب بچہ کو لیکر مقبرہ شریف میں داخل ہوئی تو پستانوں سے اس قدر دودھ جاری ہوا کہ تمام کرتہ تر بتر ہو گیا۔ دوسرے دن بچہ کو پھر بے چینی ہوئی اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا۔ ان کی والدہ حضرت قبلہ کی خدمت میں لائی حضور نے دو انگلیاں بچہ کی پشت پر پھیر دیں۔ بچہ ہشاش بشاش ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ۔ اپنے خادموں کے حال پر کس قدر شفقت تھی۔

روایت۔ ایضاً ۱۹۱۴ء میں عاجز نے درخواست پنشن پیش کی اور ادھر حضور کو لکھا کہ یہ منظور ہو جاوے تو بہتر ہے جواب میں ہدایت فرمائی کہ ابھی ملازمت کئے جاؤ پنشن نامنظور ہوئی۔ آخر ۱۹۱۴ء میں جنگ فرانس میں گیا اور وہاں نہایت نیک نام رہا تمام حکام خوش رہے اور کل افواج کی نگرانی سپرد ہوئی بظاہر وہاں سے واپسی ہندوستان کی کوئی امید نہ تھی۔ ۱۴۔ دسمبر ۱۵ء کو صاحب زادہ مولوی محمد عمر صاحب مدظلہ کا والا نامہ پہنچا لکھا تھا کہ حضور فرماتے ہیں کہ محمد محسن شاہ صاحب کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ تعجب ہوا کہ کیسے جانا ہو گا۔ دوسرے روز جرنیل صاحب نے بلا کر حکم دیا کہ تم کو ہندوستان روانہ کرتے ہیں چنانچہ اس کے چھ یوم بعد ہندوستان آگیا۔ اور جو کچھ مجھ سے اس عہدہ لفٹیننٹی میں کارہائے نمایاں ہوئے ان کو بخوف طوالت بیان نہیں کرتا اور نظر انداز کرتا ہوں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از قاضی وجیہ الدین صاحب۔ ساکنہ سہنہ۔ ایک شخص پنجابی علاقہ کھنڈ کا میرے پاس

آیا اس کو میں نے ٹھیرالیا اس کی حالت دیوانوں جیسی تھی کبھی ہنستا تھا۔ اور کبھی بیتابانہ رونے لگ جاتا تھا جب اُس سے پوچھا کہ یہ حالت تمہاری کب سے ہے۔ اور کس سلسلہ میں تم داخل ہو تو جواب دیا کہ سلسلہ قادریہ عالیہ رکھتا ہوں۔ یہ کہا اور پھر مصروف فغاں ہو گیا میں نے تسلی کی اور کہا کہ کچھ اپنا حال بیان کرو اس نے کہا کہ میرے مرشد کا وصال ہو گیا ہے میں ان کی خدمت میں رہتا تھا میری منزلیں طے نہیں ہوئیں۔ پھر پوچھا کہ اب یہاں کس ارادہ سے آئے ہو کہا کہ مجھے بشارت ہوئی ہے کہ اس پہاڑ میں ایک گاؤں ہے جس کا نام میں بھول گیا ہوں وہاں کوئی صاحب ولی رہتے ہیں۔ ڈھونڈھتا ہوا چلا جا وہاں تیرا مقصد پورا ہو جاویگا۔ لوگوں نے یہاں آکر آپ کا پتہ دیا اور کہا کہ یہاں سوندھ میں میاں صاحب رہتے ہیں تو قاضی صاحب کے پاس چلا جا یا تجھکو وہ ساتھ لے جاوینگے یا کسی کے ساتھ پہنچا دیں گے میں نے کہا کہ صبر کرو۔ کل انشاراللہ چلیں گے۔ اور تمہارا کام خدا نے چاہا تو پورا ہو جاوے گا مجھے دوسرے روز سوندھ نکاح خوانی میں جانا تھا وہ شخص بھی ساتھ گیا اور میرے ہمراہ میرا پوتہ یحییٰ بھی تھا جب سوندھ پہنچے تو حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب حجرہ میں نماز عصر سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے دور سے مجھکو دیکھکر بہت ہنسے کہ تم قاضی صاحب ایسے ہی مریضوں کو ہمراہ لئے پھرتے ہو میں نے عرض کیا کہ خداوند کریم نے آپ لوگوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے۔ حضرت نے ایک آہ سرد کے بعد فرمایا کہ بھائی قاضی صاحب کوئی آتا ہی نہیں ہے۔ اور جو آیا اپنے ساتھ غبار دنیا ساتھ لایا۔ پھر کچھ دیر خاموشی فرمائی اور وہ بھی میرے ہمراہ بیٹھا رہا اور اس کی وہی حالت بدستور تھی۔ میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا میاں مسجد میں جاؤ وضو کر کے بیٹھو بعد نماز مغرب ہمارے پاس آنا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص منزل سلوک میں فنا کے اندر الجھ رہا ہے خدا مالک ہے۔ یہاں بھیجا گیا ہے تو اللہ اپنا فضل بھی کرے گا۔ اس کے بعد حضور مجھ سے باتیں فرماتے رہے جو عجب لطف کی تھیں۔ پھر میں نے اپنے پوتہ یحییٰ کو پیش کیا کہ آپ اس کے لئے دعا فرماویں نماز مغرب کا وقت آگیا اور مسجد میں اذان ہو گئی۔ حضور بھی

معہ دیگر ہمراہیوں کے مسجد میں تشریف لے آئے بعد انفراغ نماز مینے اس مست کو پیش کیا
حضرت نے اول اس کو مرید کیا اور بہت دیر تک اس کے دونوں ہاتھ تھامے بیٹھے رہے
اور حاضرین پر بھی سکوت کا عالم طاری تھا۔ دو گھنٹہ کے بعد حضور نے سر بلند کیا اور دعا مانگی اور
پھر اس کو شربت پلایا تو حالت ایسی بہتر ہو گئی کہ خوشی کے آثار اس کے رگ وپے سے ظاہر ہو رہے
تھے پھر میاں صاحب نے فرمایا کہ بھائی ضبط سے کام لیجیو اور زبان کو بے ہودہ گوئی سے بچائیو
اور مخلوق خدا کو راہ بتانا اور جو طریقہ تم کو اب بتایا جائیگا اس پر عمل کرنا۔ انشاء اللہ کامیاب
ہو جاؤ گے پھر مسجد سے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ یحیٰی اس وقت بھی میرے ہمراہ تھا حضور
نے اپنے پاس برخوردار یحیٰی کو بٹھا لیا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا فقیروں کی خدمت کرنا۔ ہمارا تمہارا
یہ ہی کام ہے۔ اسکے بعد کھانا آیا اس سے فارغ ہو کر اس شخص سے کہا کہ ابھی مت جانا پھر
پوچھا کہ تم کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ عرض کیا کہ درسی کتابیں تمام کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ میاں خواہ مولوی
ہو یا درویش۔ حافظ ہو خواہ ملا جب تک خلق خدا کی خدمت نہیں کرتا آدمی نہیں بنتا۔ خدمت میں
ہی عزت ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد + ہر کہ خود را دید او محروم شد۔

پھر میں ایک نکاح میں چلا گیا۔ صبح کے وقت واپس آیا اور نماز صبح حضرت کے پیچھے ادا کی
اور اشراق تک بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ قاضی جی تم لکھتے جاؤ اور پنجابی سے کہا تم سمجھتے جاؤ اور
اسی طرح عمل کرنا۔

مراقبہ اول۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ در ہر جائیکہ وہمہ وقت بدانکہ باشماست ہر جائیکہ
شما اید۔ مراقبہ دویم۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ۔ مراقبہ سوم۔ اَللهُ حَاضِرِیْ۔
نَاظِرِیْ اَللهُ شَاهِدِیْ۔ اَللهُ مَعِیْ۔ مراقبہ چہارم۔ اسم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بخط نقرہ در دل
بنویسد۔ مراقبہ پنجم۔ تصور فنا خود و اثبات ذات حق ہمہ حال وہمہ جا کہ باشد بکند۔ انواریکہ در
وقت مراقبہ و ذکر کہ ظاہر شود از کدام طرف باشد و چہ رنگ دارد۔ اگر کتف راست متصلے نور سفید ظاہر
گردد آن نور کراماً کاتبین است و آن رفیق راہ است۔ اگر نور از طرف راست ظاہر گردد آن بے

اتصال نور مرشد است و آن رفیق است۔ و اگر نور از طرف پیش ظاہر شود یعنی از جانب قبلہ آن نور
روحی فداہ محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و اگر از جانب چپ ظاہر شود آن نور ملائکہ است کہ
کاتب اعمال سیآت است اگر نور بے اتصال کتف چپ ظاہر گردد و از ظہور آن بخاطر راہ
یابد از شر شیطان است و اگر نور بے جہت پیدا شود و بعد از رفتن آن حضوری و فرحتے پیدا نہ
شود و رنگ آتش دود دارد۔ آن نور خناس است۔ و اگر نورے از دل ظاہر شود برنگ سفید مائل
بزردی۔ آن نور دل است۔ و اگر ابیض خالص باشد۔ آن را توابع روح بداں و نوریکہ مانند
آفتاب باشد او از قلب روح است و اگر مانند قمر و زہرہ باشد آن نور نور دل است۔ سالک
را باید کہ اول در آیات قرآنی نظر کند۔ اسم مبارک اللہ کہ مورد است تامل نماید إِنَّ اللهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُحِيطٌ و ہمچنیں إِنَّ اللهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ۔ اللہ۔
إِنَّ اللهَ
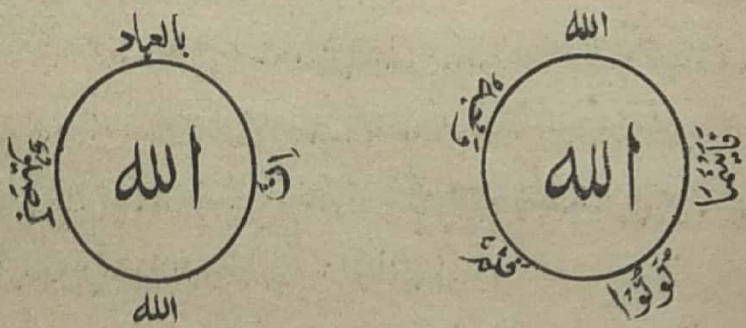
ہر صبح و مسا بخواہش دل سہ چہار ساعت نظر کند۔ بعد از چشم دل نگاہ کند و ببیند لیکن کہ این حروف ہا
از آب طلا مجلی بقلب کندہ اند۔ بریں نمط چندے مداومت نماید تا جرم آفتاب بقلب در آید و در
او لفظ اللہ را مجلے از یں تماہا بیند۔ و دریں اوقات گاہے چشم را بندد و گاہے بکشاید و بہر ہر شے
کہ نظر کند ہمیں نقش را یابد۔ بعدہ رفتہ رفتہ نقش اللہ را تمثیل گردد و بصورت انسان صاحب
جمال ہویدا شود فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَىٰ صُورَتِهِ فَاعْرِفْ نَفْسَكَ يَا إِنْسَانُ تَعْرِفْ
رَبَّكَ ہمیں حقیقت سالک است کہ متصرف است در سائر عالم کہ از مشاہدہ او ہمیں سالک محو شود

ونتائج وثمرات ازیں بیش از بیش معلوم خواہند شد۔
نفی واثبات۔ ایں است کہ شاغل را باید کہ جلسہ معہود کند۔ با فکر و تصور نگہ دارد۔ وتصور
صدا۔ ہاؤ۔ ہو۔ حی۔ بیشتر کن یعنی تصور آواز نادرہ کہ از مرتبہ کن برائے ایجاد لفظ کن برآمدہ بود
بیشتر وآواز ہا۔ ازاں او۔ ازظاہر شدہ۔ ایں چنیں صدار دراز و شنیدن ایں را۔ جان گداز نادرہ
باشد نزد صوفیان صافیہ۔ ایں را صدائے مطلقہ گویند وانتہائش را سلطان الاذکار خوانند
وقدیم دانند۔ وایں آواز باواز جوش دیگ ماند۔ یا۔ باواز زنبور وگاہے مثل آواز جرس بود
وازیں شغل شغل الجد را جا گرداں۔ وبداں کہ ہمراہ ایں لبسا خوف مقید است۔ وایں سار ئیس
الاشغال است۔ بر زبان قفل است ودر دل۔ راز ہا۔ لب خموش ودل پر از آواز ہا۔ تصور الجد
آن است کہ دو زانو نشستہ کلمہ را۔ ام الدماغ رسانیدہ منتظر ظہور آوازے کہ از آواز ہا باشد
کہ کے ظاہر شود۔ خوف متوجہ شدہ یا آوازِ جرس نماید۔

مراقبہ اسم ذات این است کہ نقش اللہ برنگ زرد یا برنگ نقرہ۔ برنگ آفتاب
وزرد مانند۔ ماہتاب بدل صنوبری تصور کند وبحدے تصور باشد کہ بغیر تصور نقش چیزے دیگر
بہ نظر نیاید و شکل سالک بنقش اسم ذات گردد۔ ماکِ وجودِ سالک در عین مسمی کہ اللہ است
مضل ومتلاشی گردد چشم تو افتاد۔ وجودم ہمہ خاک شد۔

چوں ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد۔ تصور در مراقباتِ ذات آنست سالک را باید کہ
چشم بستہ درام الدماغ گلی زرد مثل نسبت فراخ کلاں تصور کند۔ وبراں گل تختے از مروارید
نیز تصور نماید۔ وبرآن تخت امرد خوبروئے نشستہ ملاحظہ کند۔ دریں عمل چناں خوض کند کہ آن
امرد با سالک در تکلم آید۔ ودیرا از ماکان ومایکون۔ اختیار دہد۔ وآن مرد حقیقت طالب است
وایں مراقبہ را۔ ہا۔ ہویت کہ

ذکر نفی اثبات ایں است کہ اول حرف لا را کہ مراد احدیت است از جانب چپ کہ
ہم مرتبہ احد است برگیرد وجانب راست کہ واحدیت است در آورد باز حرف الا اللہ را در

احدیت آوردہ قرار گیرد وضرب دہد تا زمانیکہ دم کامل شود۔ خطرہ پیدا آید۔ وقتیکہ خطرہ بگذرد
وتا دم حائل شود نفس را آہستہ آہستہ فرو گذارد۔ بعدہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را کہ صورت
بستہ خفی است اثبات کند۔ وجانب ہمیں ہویت توجہ آوردہ صلار مطلق را تصور کند ایں ذکرہا
خاص الخاص اند۔ سر بود۔ ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود۔ اللہ ہو اللہ۔

نقشہ دائرہ خمسہ عالم امر

وسط سینہ

پستان راست	وسط سینہ	پستان چپ
خفی		سر
	اخفی	
روح		قلب
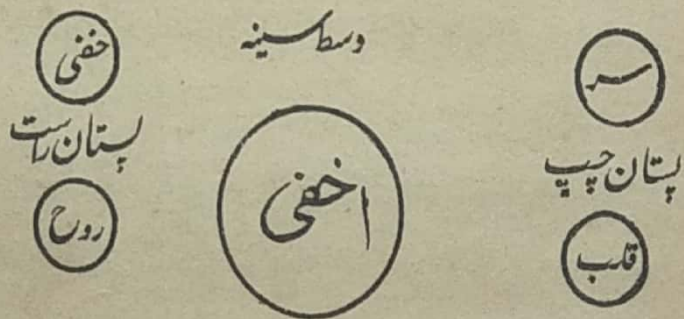
روایت از محسن شاہ صاحب۔ بروقت روانگی فرانس غلام نے دریافت کیا کہ وہاں
کا اہل خدمت کون ہے۔ فرمایا ہمیں کیا خبر جو ہو گا مل جاوے گا۔ جب مارسلز پہنچا تو اکثر سپاہیوں
سے معلوم ہوا۔ کہ رسالہ ۱۵ کے سید محمد شاہ صاحب شتر سوار بہت بزرگ ہیں چنانچہ بعد نماز
عصر میں اور رسالدار اعظم خاں علی ان کی تلاش میں نکلے اور خیمہ بخیمہ پتہ لگاتے ہوئے ان کی خدمت
میں پہنچے وہ بیٹھے ہوئے تھے دور سے میرا نام لیکر کہا محسن شاہ آپ آگئے ہمارے رسالہ کی مدد
کو۔ میں نے کہا کہ حاضر ہو گیا ہوں متبسم ہو کر فرمایا کہ فرنٹ کو نہیں جاؤ گے۔ اعظم علی خاں نے کہا
کہ صاحب میں بیمار رہتا ہوں میرے واسطے بھی دعا کیجئے میں فرنٹ کو نہ جاؤں کچھ جواب نہ دیا
ایک دو ماہ کے بعد شوق پیدا ہوا کہ آئے بھی اور لڑائی نہ دیکھی۔ ان کے پاس گیا۔ فرمایا کہ لڑائی دیکھنے
کو دل چاہتا ہے۔ اچھا جاؤ گے مگر جلدی واپس آؤ گے چنانچہ لڑائی پر گیا اور انیس روز
کے بعد پھر مارسیلز واپس آگیا چونکہ شاہ صاحب کو لوگوں نے بہت تنگ کیا ایک دن میرے
خیمہ میں آئے کچھ میوہ لائے۔ اور کہا کہ شاہ صاحب میں تو ہندوستان کو جاتا ہوں عرض کیا

کہ پھر کیا ہوگا۔ کہا کہ تم تو ہو۔ میں نے اپنی ناقابلیت کا عذر کیا۔ فرمایا نہیں تم ہو۔ پھر مولانا صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ اب اہل خدمت کون ہے۔ جواب میں تحریر فرمایا کہ تم خود ہو۔ میں حیران ہوگیا اور وہی مثل یاد آئی کہ برعکس نہند نام زنگی کافور ؎

کیمیائیست عجب معرفتِ درگہِ یار ؛ خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

منِ درویش را کشتی بغمزہ ؛ کرم کردی الٰہی زندہ باشی

نوٹ:۔ مذکورہ بالا حکایت سے مسرت ہوئی کہ میرے معزز پیر بھائی سید محسن شاہ صاحب کو شتر سوار صاحب کا اول ملاقات میں یہ فرمانا کہ آپ ہمارے رسالہ کی مدد کو آئے ہیں پھر لشکر گاہ کو چھوڑتے وقت یہ سنانا کہ اب آپ میری جگہ ہیں اس پر تائید مرشدی دستارِ خلافت پر مہر تصدیق ہے۔ الہم زد فزد۔

روایت۔ ایک مرتبہ قریب عصر سہنہ پہنچا۔ جناب قاضی وحیدالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا کہ آج ٹھیر و صبح جانا مجھکو شوق زیارت از حد تھا چلدیا پہاڑ پر راستہ بھول گیا دیر تک بھٹکتا پھرا۔ اندھیرا مسلط ہوگیا۔ ایک جگہ کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ حضور بہت دیر ہوگئی راستہ مل جانا چاہیئے یہ کہکر چند قدم آگے چلا۔ پہاڑ سے آواز آئی کون ہے۔ مینے کہا مسافر۔ اس شخص نے میرا نام لیکر کہا کہ محسن شاہ تو یہاں کیا کر رہا ہے مینے کہا کہ راستہ بھول گیا ہوں۔ اس نے کہا کہ ادہر کو آجا۔ جب آگے پہنچا تو اس نے کہا کہ پانی پی لے اور سو جا صبح کو جانا۔ مینے کہا کہ ابھی جاؤنگا اُس نے اپنے لڑکے کو ساتھ کیا قریب گیارہ بجے سوندھ پہنچا حضور انور چارپائی پر لیٹے تھے حاضر ہو کر سلام کیا۔ فرمایا کہ بھائی رات میں ایسی کیا مصیبت تھی قاضی جی کے پاس ٹھیر جاتے یا راہ میں جہاں پانی پیا تھا۔ پہاڑ میں درندوں کا بھی خطرہ ہے۔ عرض کیا کہ شوق زیارت نے آرام نہ لینے دیا۔ فرمایا اچھا جاؤ آرام کرو۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ جب میں حضور کو سوندھ سے سرہنہ لانے لگا تو گوڑگانوہ سے پالکی گاڑی سواری کے لئے منگائی گئی تھی قریب گیارہ بجے سوندھ سے سونہ پہنچے اور سوار ہوگئے ریل گاڑی بارہ پر چھوٹتی

تھی اندیشہ کامل تھا کہ وقت پر نہیں پہنچ سکتے میں عرض نہیں کر سکتا کہ گیارہ کوس کا سفر کیسے طے ہوا اور اس قدر جلدی اسٹیشن گوڑگانوہ کیسے پہنچ گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ سید اسرائیل شاہ کا بیان ہے کہ میرے بڑے بھائی سید امام علی شاہ مقیم بصرہ کا عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا تھا جس سے سب گھر کے لوگ پریشان تھے۔ شب کو ایک بزرگ میری چارپائی کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ امام علی شاہ آگیا ہے پریشان نہ ہو صبح مینے اپنی والدہ سے بیان کیا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ڈاکیہ نے آواز دی تار لیجاؤ۔ پڑھا تو بھائی نے لکھا تھا کہ میں بمبئی سے روانہ ہوگیا ہوں۔ کل میرٹھ پہنچوں گا۔ جب عرصہ کے بعد والدہ صاحبہ کے ہمراہ سوندھ شریف گیا۔ حضور کو مشاہدہ کرتے ہی مینے والدہ سے کہا کہ وہ تو یہی بزرگ تھے جنہوں نے مجھے خواب میں بھائی کی آمد کی بشارت دی تھی۔ اسی روز حضور انور سے بیعت ہوگیا۔

روایت۔ از محفوظ علی۔ موضع بلک بادل پور جہاں سید محسن شاہ صاحب لفٹنٹ میجر کی کوٹھی کی نبی ہوئی ہے وہاں کے پٹواری اور گاؤں والوں کے مابین مقدمہ قائم ہوگیا۔ میں اُس پٹواری کو حضور میں لایا جو ضمانت پر رہا تھا۔ اس نے عرض معروض کی حضور نے فرمایا اچھا دُعا کرتے ہیں خدا فضل کرے گا تو چھوٹ جاؤ گے اور تمہارے ساتھی بھی عرض کیا کہ حضور صاف طور سے فرمادیں فرمایا کہ "لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ" چنانچہ حضور کی دُعا سے پٹواری مع ساتھیوں کے چھوٹ گیا الا اس کا تبادلہ اس موضع سے کر دیا گیا وہ پھر حاضر ہوا اور عرض کیا فرمایا اللہ رحم کرے گا۔ تبادلہ منسوخ ہو جاویگا۔ تم بدستور بادل پور میں رہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا

روایت از محسن شاہ صاحب۔ بھائی محمد صدیق صاحب تحصیلدار نے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور نے ایک وظیفہ تعلیم فرمایا۔ میاں صاحب فرماتے تھے کہ جس کام کے لئے پڑھتا ہوں۔ برکت والا سے بخیر و خوبی وہ انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از محسن شاہ صاحب۔ ایک مرتبہ بعد نماز مغرب حاضر خدمت ہوا۔ حضور انور چارپائی پر چت لیٹے ہوئے تھے غلام خاموش دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔ کانوں میں ہلکی ہلکی سی آواز محسوس

ہوئی اور اس آواز سے ذکر اللہ اللہ محسوس ہونے لگا۔ جب مینے اپنے تمام خیالات اور توجہ اس جانب مبذول کی اور حضور انور نے پہلو بدلا تو وہ آواز بند ہوگئی۔

روایت۔ ایک دفعہ غلام نے عرض کیا کہ اگر بے ادبی معاف ہو تو کچھ عرض کروں۔ فرمایا پوچھو عرض کیا۔ کہ حضور انور سوائے حضرت فرد وقت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اور کس کس سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ فرمایا بھائی ہم تو فیض ویض جانتے نہیں مگر جو کچھ بھی ہے وہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہی ہے اور نیز میں غازی الدین شاہ صاحب جو حضرت کے خلیفہ تھے ان کا بھی منظور نظر تھا اور کسی سے نہیں۔ اس کے بعد غلام نے پوچھا کہ روحانیت کے ساتھ کس سے تعلق ہے حضور کروٹ سے لیٹے ہوئے تھے۔ چت ہوگئے۔ اور چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا بڑے پیر صاحب سے اس وقت آپ پر ایک جذبی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا کہ محسن شاہ ؏

کام تھے عشق میں بہت پر میر ٭ ہم تو فارغ ہوئے شتابی سے

یہ فضل مولا ہے۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ محسن شاہ صاحب نے بیان کیا کہ بحصول رخصت گھر ہوتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مزار شریف کی مسجد میں حضور نے نماز مغرب پڑھائی بعد الفراغ نماز حضور کے سامنے مودب بیٹھ گیا۔ فرمایا محسن شاہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرحدی پہاڑیوں پر انگریزی فوج کے دو دو، تین تین سوار پھر رہے ہیں۔ دوران بیان میں آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ تمام مقامات گویا میری نظر کے سامنے پھر گئے۔ اور مجھپر کچھ غفلت سی طاری ہوگئی۔ جب میں رخصت سے ملتان پہنچا مجھکو کمان افسر نے حکم دیا کہ ایک دستہ سواروں کا لیکر آپوزی جاؤ حکم ملتے ہی روانہ ہوگیا۔ جب میں ڈیرہ غازی خاں سے آگے گیا۔ تو مقام سخی سرور سے پہاڑ کا سلسلہ شروع ہوا۔ انیسویں دن آپوزی پہنچا جیسا ارشاد حضور تھا اور جو نظارہ اس وقت ذہن نشین کرایا گیا تھا وہ ہو بہو سامنے۔ دو، دو تین تین سوار پہاڑیوں پر پھر رہے تھے اس سے دو پیشین گوئیاں نکلیں۔ میری روانگی اور جا وقوع کا اس معاملہ سے پیشتر ارشاد فرمانا۔ اللہ ہو اللہ۔ واقعی مامور من اللہ یہ ہی لوگ ہیں اور ایسے ہی نفوس

قدسیہ سالار اہل خدمت ہیں۔

روایت۔ ایک مرتبہ عرض کیا کہ جو الہام بزرگوں کو ہوتا ہے اس کی کیا نوعیت ہے۔ فرمایا الہام تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک خواب جو دکھلایا جاتا ہے وہ شدنی ہوتا ہے۔ دوم جیسے کوئی دیوار یا پردہ کے پیچھے سے کسی کو مخاطب کر کے کچھ کہتا ہے اور صرف وہی شخص متکلم کا کلام سنتا ہے جس سے بات کی جا رہی ہے۔ سوم بیداری میں ہوتا ہے۔ ایک آواز وجود کے اندر سے بطور گھنٹہ کے آتی ہے اس آواز کو وہی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے جس کے جسم سے آواز آتی ہو۔ اللہ ہو اللہ

روایت از محسن شاہ۔ مینے ایک دن حضور میں عرض کیا کہ بزرگوں کو اجنہ یا ملایک نظر آتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ مگر جن اور فرشتوں کو خداوند تعالے نے تبدیل صورت و لباس کی قدرت بخشی ہے۔ جس برزخ میں وہ تبدیل ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں جیسے انسان جتنی مرتبہ چاہے کوئی روپ بدل کر بہروپیہ بن سکتا ہے اللہ ہو اللہ

روایت مینے عرض کیا کہ حضور غوث و قطب میں کیا فرق ہے ارشاد ہوا قطب بہت سے ہوتے ہیں اور غوث صرف ایک ہوتا ہے۔ اس کو خدا نے فرش سے عرش تک کا اختیار دیا ہے سورج بھی غوث وقت سے دریافت کر کے نکلتا ہے۔ غرضیکہ تمام امور دنیاوی وابستہ حکم غوث منجانب اللہ ہوتے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ فرد کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ فرد اس کو کہتے ہیں کہ وہ کسی کے ماتحت نہو۔ یہانتک کہ غوث کی ماتحتی سے بھی وہ آزاد ہے۔ چنانچہ یہ ہی ارشاد میں نے ملفوظات شیخ عبد الرزاق صاحب خیانحوی میں تحریر شدہ دیکھا ہے۔

روایت ایضاً۔ ایک دن حضور میں حاضر تھا اور ادھر ادھر کی گفتگو ہو رہی تھی موقعہ پا کر عرض کیا کہ یا حضرت دنیا کی محبت قطعی دل سے جاتی رہے اور خوشی و غم ایک نظر آدیں۔ فرمایا کہ بھائی دنیا کی محبت جگر میں ہوتی ہے اور خدا کی محبت دل میں۔ اس لئے بشریت تو جا ہی نہیں سکتی البتہ خیال بڑہانے سے خدا کی محبت غالب آجاتی ہے وہ دنیا کی محبت کو دبا لیتی ہے اور مغلوب کر لیتی ہے انسان سب کاموں کو خدا کا کام سمجھ کر کرے تو وہ سب کام عبادت میں

داخل ہوں گے کسی کام کو اپنا کام نہ سمجھے۔ پیروی شریعت کسی حالت میں نہ چھوڑے۔ ؎

گر کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست　　ور نیز بود بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بری　　چوں نیک و بد جہاں بہ تدبیر تو نیست

جب سب سے رشتہ و تعلق چھوڑ کر اپنے تئیں بالکل خدا کے قبضہ و اختیار میں چھوڑ دیا جاتا ہے تو کچھ اور ہی لطف آنے لگ جاتا ہے غور کرو وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ اللہ ہو اللہ۔

ایضاً ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ محسن شاہ مرید جس قدر اللہ اللہ کرتا ہے اس کا پیر جب تک رات دن میں دو چند سہ چند نہ کر لے تو کام نہیں چلتا اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مرشد زیادہ ذکر اللہ کرنے والا ڈھونڈنا چاہئیے۔ جب تک خوب دیکھ بھال نہ لے ہرگز ہاتھ میں ہاتھ نہ دے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نہ باید داد دست

روایت موضع سیہی کے پٹھانوں میں باہمی کچھ رنج تھا۔ سلیمان اور نذر محمد کے مابین کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ الا ایک دوسرے کے دل صاف نہ تھے۔ حضور نے فرمایا کہ بھائی تم ایک دوسرے سے معافی چاہ کر خلوص دل سے صلح کر لو اگر ایسا نہ ہوگا تو تم دونوں دکھ اٹھاؤ گے۔ چنانچہ نذر محمد نے پیش قدمی کی اور حضور نے نذر محمد کے حق میں دعائے خیر کی کہ تیرے باغ اور باغیچہ کنواں اور دودھ سب کچھ ہو۔ چنانچہ دیکھتے دیکھتے یہ ہوا کہ اللہ نے سب کچھ دیا اور ان میں سے ایک ایک چیز پوری ہو کر رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد کسی بات پر سیہی پہنچکر دونوں کا تکرار ہوا حضور نے اسمٰعیل کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ یا تو تم دونوں باہم صلح کر لو ورنہ قدرت تم دونوں کو ایسی سزا دے گی کہ تم اس کو یاد رکھو گے۔ نذر محمد کی آبرو میں فرق آئیگا اور سلیمان کی ذلیلداری جاتی رہے گی۔ چنانچہ یہ لوگ نہ مانے اور اس کا نتیجہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا حضور نے فرما دیا تھا۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ سید ضامن علی شاہ صاحب نے بیان کیا کہ میری لڑکیاں اور بیگم ہمشیرہ نواب احمد سعید خاں صاحب سوندھ شریف جا رہی تھیں۔ بیگم پہاڑ پر تھک گئیں اور کہا کہ راستہ بڑا دشوار ہے جس وقت حضور میں پہنچے فرمایا راستہ تکلیف کا ہے تو کیوں آتی ہو۔ یہ پتہ کی بات سنکر سب حیران ہو گئے

روایت ایضاً حضور کے یہاں جا رہے تھے دھوپ تیز تھی گرمی کا موسم پانی کا کہیں پتہ نہیں ہم لوگ پیاس کے مارے تڑپ گئے ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ کیا پانی پیو گے سب کے منہ سے ہاں ہاں نکلا وہ ایک گھر سے پانی لایا ہم نے خوب سیر ہو کر پیا تھوڑی دور جا کر وہ شخص نظروں سے غائب ہو گیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ اپنے خادموں کی خبر کہاں کہاں رکھتے ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت منشی منصب علی صاحب پیشکار کلکٹری میرٹھ رئیس ہاپڑ کا بیان ہے کہ جن دنوں حضور انور میرٹھ میں تعلیم پاتے تھے آپ کا جسم شیشہ کی طرح چمکتا تھا عین شباب میں بھی حضور کے جسم سے انوارات نکلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ شاہ بہار الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ امروہی کے خلیفہ اعظم تھے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ سید محسن شاہ صاحب۔ غلام۔ اور حضور اقدس اور میاں چھوٹے شاہ صاحب سوندھ میں چھوٹے شاہ صاحب کی جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے وہاں پر دو قبریں بنی ہوئی ہیں۔ چھوٹے شاہ صاحب نے عرض کیا کہ دونوں شہید معلوم ہوتے ہیں حضور نے کچھ دیر سکوت کے بعد فرمایا کہ شاہ جی مجھے تو ایک قبر شہید کی اور دوسری بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ شاہ جی نے کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ حضور سچ فرماتے ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ سید معظم علی شاہ میرے تایازاد بھائی ایک جعلی مقدمہ میں ماخوذ ہو گئے اس وقت خاندان میں آتش نفاق زور شور سے پھیلی ہوئی تھی اکثر افراد اس کوشش میں تھے کہ سزا ہو جاوے میں بحصول رخصت سردھنہ آیا پھر میرٹھ پہنچکر سارے معاملات سنے اور پھر سیدھا حضور میں پہنچا اور بے کم و کاست کل حال عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ جعل ثابت کر دیا گیا ہے کوئی گنجائش بظاہر معلوم نہیں ہوتی معظم علی شاہ سخت پریشان ہے اور سارا گھر اگر سزا ہو گئی تو سارا خاندان بدنام ہو جاوے گا حضور دعا فرماویں فرمایا اچھا بھائی ہم بھی دعا کرتے ہیں تم بھی دعا کرو اور معظم علی شاہ بھی انشاء اللہ بری ہو گا کیونکہ ادمت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ

اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ صبر کرو۔ خدا فضل کریگا۔ چنانچہ صاف بری ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ۱۷ رمضان المبارک کو غلام درد قولنج کے عارضہ میں مبتلا ہوا۔ متواتر دورے پڑے۔ ڈاکٹری علاج کیا کچھ نفع مرتب نہ ہوا۔ عرس شریف میں حاضری کے لئے معہ بال بچوں کے روانہ ہو گیا۔ ریل میں پانچواں دورہ پڑا۔ تمام رات شدت درد سے تکلیف رہی شام کو سوندھ پہنچا زیارت سے بہرہ ور ہوا دس شوال کو چھٹا دورہ پڑا جو سابقہ دوروں سے سخت تر تھا غلام نے محفوظ علی کو بلا کر کہا کہ حضور انور کی خدمت میں جاؤ اور حال بیان کرو اور کوئی دوا پوچھو محفوظ علی نے عرض کیا فرمایا کہ انگریزی ادویات تو ساتھ لئے پھرتا ہے اس سے کچھ نفع نہ ہوا ہم کیا دوا بتائیں بعدہ آپنے چار پانچ گولیاں دیں اور فرمایا کہ گرم پانی کے ساتھ کھاوے اس سے درد میں تخفیف ہو گئی الا کسک باقی تھی نقاہت بڑھ گئی صبح کو خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ درد پر دم کر دیجئے حضور نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور دست حق پرست پھیر دیا۔ جب سے آجتک اس بلائے عظیم سے محفوظ ہوں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایک مرتبہ نزلہ کے درد نے اس قدر ستایا کہ بیتاب ہو گیا عرض کیا فرمایا کہ چند سیاہ مرچ اور چند دانے مویز منقے اور دس پانچ بتاشے پانی میں جوش دیکر پی لو۔ ایسا کیا فوراً آرام ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایضاً والانامہ مولوی محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ محررہ ۱۷ دسمبر ۱۸۹۴ء جو غلام کے نام چھاؤنی سیالکوٹ میں پہنچا مضمون اس کا یہ تھا کہ احمد حسین نائب تحصیلدار حسب کو میر عاشق علی نے موقوف کرایا تھا۔ بحال ہو گیا۔ سید احمد حسین اسسٹنٹ مہتمم بندوبست جو دہپوری کے لئے کونسل کی ممبری تجویز ہوئی حکم ہو گیا تقرری عمل میں نہیں آئی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نے درخواست تبادلہ کرنال سے دہلی کے لئے دی تھی اس پر حکم ہو گیا۔ ابھی تک نہیں آئے یہ جملہ احکام مسل قبل از وقت حضور انور کی پیشگاہ سے صادر ہوئے اور ایسا ہی ہوا۔ خط اس وقت تک محفوظ ہے

یہ ہے درویشوں کی باطنی حکومت۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از محمد انور خاں سکنہ بخارا کا۔ میں چھوٹا تھا قصبہ نوح میں پڑھتا تھا۔ منشی نصیب احمد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر تھے وہ عرسوں میں یا جب ان کا جی چاہتا سوندھ جایا کرتے میں نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا کہ بڑا ہو کر ضرور میاں صاحب سوندھ والوں کا مرید ہوں گا ۱۹۱۴ء میں مڈل پاس کیا اور ۱۹۱۵ء میں ۳۴ ایرن پورہ پلٹن میں ملازم ہو گیا اور ۱۹۱۶ء میں مرا تبادلہ انگل میں ہوا۔ اس پلٹن میں پنجابی مدراسی بنگالی ڈوگرے پوربئے ایسے لوگ ملازم تھے نہ ان کی زبان سمجھ میں آوے نہ جی لگے سخت پریشان تھا۔ آخر ذہن نے اس طرف رجوع کیا کہ سوندھ والے میاں صاحب کو لکھ چنانچہ عریضہ لکھا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ $\frac{2}{18}$ ۱۸ کو ڈرافٹ میں بصرہ چلا گیا دو ماہ بعد بغداد شریف پہنچ گیا روضہ پاک کی زیارت کی کیمپ سمارہ پہنچنے پر مولوی محمد عمر شاہ صاحب کا والانامہ ملا کہ تم کو غلامی میں منظور کر لیا گیا ہے اس شجرہ کو پڑھتے رہو اور فلاں فلاں ورد جاری رکھو۔ تعمیل حکم کی گئی دیکھا کہ ایک شب میں بغداد شریف میں ہوں روضہ اقدس کے دروازہ پر دو بزرگ گیروا کپڑے پہنے کھڑے ہیں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور جانب جنوب جہاں فرش مکلف بچھا ہوا تھا لے گئے وہاں دو بزرگ سفید پوش مصروف بگفت و شنید تھے۔ عاجز کے ہمراہی بزرگوں نے ان کو سلام کیا اور مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت غوث الاعظم ہیں مینے عرض کیا کہ ان کو وصال فرمائے کتنا عرصہ گذرا فرمایا بزرگ مرا نہیں کرتے صرف دنیا سے پردہ کرتے ہیں اتنے میں آنکھ کھل گئی ۱۹۲۰ء میں ہندوستان آیا حضور کی خدمت میں بارادہ بیعت حاضر ہوا اور وہ خواب یاد آیا یہی دونوں وہ بزرگ تھے۔ دست حق پرست پر بیعت کی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ۱۹۲۱ء میں مشارکت عرس کے لئے سوندھ حاضر ہوا شام کا وقت تھا چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے دفعتہً اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ پلنگ اندر لیچلو آندھی زور سے آوے گی۔ حالانکہ اس وقت تک کوئی ایسا آثار موجود نہ تھا مطلع بالکل صاف تھا غبار نام

کو نہ تھا سب چارپائیں مطابق حکم اندر کر دیگئیں۔ کوئی چیز باہر پڑی رہنے نہ دی بعد ایک گھنٹہ کے اس قدر زور سے آندھی آئی کہ توبہ ہے اور پھر اتنا پانی پڑا کہ الامان۔ میں نے عرض کیا کہ ارشاد حضور تو آندھی کا تھا یہ تو خوب برسا بھی فرمایا کیا سب ہی بتا دیا جاتا ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایضاً ۲۲ء میں عاجز کو گھٹنوں کے درد نے لاچار کر دیا۔ سینگی بھی لگوائی۔ ڈاکٹری علاج بھی کئے کوئی فائدہ نہوا۔ عرس کے موقعہ پر سوندھ حاضر ہوا۔ دو شخص سیہی کے بھی آئے ایک بولا میرے زیر ناف درد ہے آپ نے پڑھ کر دم کیا اور اس جگہ تھو تھو کر دیا۔ جبھی آرام ہوگیا ایک نے کسی اور خاطر راکھ پڑھی ہوئی مانگی اس کو وہ دیدی میںنے عرض کیا کہ گھٹنوں میں درد ہے فرمایا کہ ڈاکٹری دوا اور سینگیوں سے آرام نہیں ہوا۔ میں شرما کر خاموش ہوگیا۔

روایت ایضاً جبکہ میں اسی ڈویزنل سنگل کمپنی چھاونی میں نوکر تھا چند لوگوں نے سرداروں سے چغلی کی معاملہ طول پکڑ گیا۔ میںنے کل حالات عرض کردیئے جوں جوں دن زیادہ گذرتے تھے صورت معاملہ زیادہ خطرناک ہوتی جاتی تھے پھر عرض کیا جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا دشمنوں کو دوست کر دیگا مت گھبراؤ۔ "ان اللہ علی کل شی قدیر"۔ اور چلتے پھرتے۔ المدد یا غوث الاعظم۔ انور پر انوار ہادی کا فیض جاری کر میںنے یہ کام شروع کر دیا۔ دوسرے دن خود بخود صلح صفائی کے خیالات شروع ہونے لگے اور مجھ سے معافی چاہی اور کل معاملہ رائی کائی ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ ایضاً میری درخواست رخصت مولوی محمد عمر صاحب نے کمان افسر کے پاس بھیجدی رخصت منظور ہوگئی مخالف گروہ نے صاحب کو بہکا دیا۔ رخصت پھر نامنظور ہوگئی بڑا افسوس ہوا شب بھر بے تابی رہی بزرگوں کو یاد کرتا تھا۔ کہ آنکھ لگ گئی دیکھا کہ مولوی محمد عمر صاحب مقبرہ میں گئے ہیں اور دادا پیر کے مزار سے چادر اٹھائی تو حضور دادا پیر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا کہ انور کا درد کیوں نہیں کاٹ دیا۔ چھوٹے مولوی صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مسجد میں لائے نزاں بعد دروازہ مسجد والے رخ کا مقبرہ شریف سے کھلا میاں صاحب ایک پیازی رنگ کی چادر بطور احرام لپیٹے ننگے سر اور ننگے پاؤں بابان کنہ ہا کھلا ہوا تشریف لائے اور میرے سر پر دست

شفقت رکھا میں نے قدم چومے فرمایا مت گھبرا آج حکم ہوگیا ہے کہ انور کی مدد کریں۔ مجھکو بھول والی مائیں نے کہا تھا۔ سو میں تو چلا آیا۔ اس دلکش نظارہ کے بعد آنکھ کھلی۔ بیداری پر میرے تمام جسم اور کپڑوں سے وہی خوشبو آرہی تھی جو حضور کی چادر سے آرہی تھی۔ اس وقت حضور کا حلیہ رنگ سانولا۔ آنکھیں مائل بہ سرخی ریش مبارک کچھ سفید و سیاہ لبیں درمیان سے منڈی ہوئیں۔ اپنے بستر سے اٹھا اور صبح ہی پریڈ پر چلا گیا۔ دو بجے مخالفوں کا گروہ میرے پاس آیا کہ بھائی ہم سے کیوں ملنا رلنا چھوڑ دیا معاف کرو اور آئندہ کے لئے صفائی کرلو۔ میرے دل کا رنج نہ نکلا اخیر شام کو ۱۳ یوم کی رخصت مل گئی۔ فوراً برائے مشارکت عرس روانہ سوندھ ہوا جب حضور میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو تبسم فرمایا اور کہا کہ جب وہ لوگ تم سے ہاتھ ملاتے تھے تو تم نے کیوں نہ ملائے۔ بھائی ؎

جو اپنے سے ملے اس سے مل جائیے　　جو اپنے سے رکے اس سے رک جائیے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ میں نے ایک روز عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ میں حوالدار ہو جاؤں۔ فرمایا اس خیال کو دل سے نکالدو۔ عرض کیا دعا، کس طرح کی جاوے۔ فرمایا دعا نہ مانگو شکرانہ ادا کردیجیے خدا رکھے ویسے رہو اسکی مرضی میں دخل نہ دو عقل کا دخل خراب ہے۔

روایت از انور خاں صاحب کیمپ کھیری ضلع ہوشیارپور ۲۱ء ۱۹ میںنے خواب دیکھا کہ سوندھ شریف گیا ہوں حویلی مزار پاک مسجد موجود ہیں۔ مکانوں کی جگہ باغ لمبا چوڑا لگان ہے اسکے چاروں طرف عالی شان مکانات بنے ہوئے ہیں اور بے مثل صفائی ہے۔ باغ میں سنگ مرمر کا چبوترہ بیس گز مربع گول اس پر تخت بچھا ہوا ہے۔ گرد اسکے قالینوں کا فرش حضور انور چوکی پر بیٹھے ہیں مولوی محمد عمر صاحب نے مجھکو حضور انور میں پیش کیا اور عرض کیا کہ محمد انور فریادی ہے اس کو اپنا بنا لو حضور انور نے ہاتھ پکڑا اور چھاتی سے لگایا۔ اور فرمایا کہ کلمہ طیب کو تالوسے زبان لگاکر پڑھا کرو اور یوں دعا کیا کرو اے اللہ عبداللہ شاہ کی دعا قبول کر اور عبداللہ شاہ کے طفیل میری دعا قبول کر آنکھ کھل گئی اور یہ الفاظ نقش کالحجر ہیں۔ عاجز اسی پر کاربند ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ منشی عبدالحکیم اہلمد کلکٹری سکنہ میرٹھ محلہ نوگزہ۔ میرا تبادلہ سہارنپور کا ہو گیا تھا سوندہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تبادلہ میں میرا نقصان ہے ارشاد فرمایا کہ خدا دہیں رکھیگا تبادلہ منسوخ ہو گیا ایسے ہی ایک سال بعد پہر تبادلہ ہوا مینے دعا کرائی۔ کامیاب ہوا۔ اس کے بعد پہر بلندشہر کا تبادلہ ہوا پہر حاضر ہوا فرمایا کہ اگر اب کہیں نہیں جاؤ گے تو سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے چنانچہ تبادلہ باحکام سخت ہوا بلندشہر آکر چارج لے لیا۔ پندرہ یوم بعد جو اہلمد ان کی جگہ کام کر رہا تھا اس سے ایک مثل گم ہو گئی اور اس قصور میں کچھ ایسا پیچ اگر پڑا کہ محرر کو سزائے قید بھگتنی پڑی پہر جب سوندہ حاضر ہوا سارا قصہ عرض کیا فرمایا اگر تم رہتے تو یہ بلا تمہارے سر پڑتی خدا نے بڑا فضل کیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب سرادہ۔ بیان کیا کہ میرے اور میری اہلیہ کے ایسا درد شکم میں ہوتا تھا کہ اس کے انفراغ کے بعد دو ڈہائی ماہ تک چلنے پہرنیکی طاقت جاتی رہتی تھی مولوی محمد عمر شاہ صاحب کی شادی میں حضور بھی تشریف لائے اور اسی موقعہ پر وہ درد پہر اٹھا حضور قبلہ نے تہوڑا سا پانی دم کر کے پلایا۔ جب سے پہر وہ درد نہ اٹھا زین خدمت چومی اور حلقہ بگوشی میں داخل ہوئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از مصطفٰے خاں باشندہ سیہی بگراسی۔ ایک مرتبہ ثمر بیل کا مقدمہ چلا اور فریق مخالف نے کوئی دقیقہ میری بے ابروئی کا اٹھا نہ رکھا سخت پریشان ہوا ایک روز خواب میں زیارت ہوئی فرمایا فکر نہ کر خدا سب مصیبتوں کو آسان کر دیگا۔ اب صرف جانے آنے کی دیر ہے مقدمہ شیر محمد خاں صاحب دولت پور والوں کے سپرد ہوا انہوں نے فوراً مجھکو ضمانت پر چھوڑ دیا اسی روز فریق ثانی نے راضی نامہ کی کوشش کی مگر مینے منظور نہ کیا۔ جب فیصلہ کے لئے مثل پیش ہوئی تو صاحب فیصلہ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ مکان اس پر گر پڑیگا فیصلہ لکھنے سے رکا اور لوگوں کو بیچ میں ڈال کر مجھ سے راضی نامہ کیا۔ اس وقت اس فیصلہ کو لکھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضًا۔ میں حضور کو پنکھا جھل رہا تھا۔ مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس بہینس ہے مینے عرض کیا کہ ہے پہر کچھ دیر بعد فرمایا کہ تمہارے پاس بہینس ہے مین نے عرض کیا کہ ہے یہ فرما کر پہر خاموش ہو گئے۔ مینے تاریخ اور وقت ذہن میں یاد رکھا جب گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسی روز بھینس کانجی ہوس میں کسی نے پہنچا دی جسکو ماری نے چھوڑا کر ہمارے گھر پہنچائی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضًا میرے پاس دو چھوٹے چھوٹے بیل ہلاوڑ تھے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میرے یہاں شادی ہے چھ سات من لکڑیاں لانی ہیں تم اپنی گاڑی میں لا دو تو بڑا احسان ہو گا لکڑیاں وزن میں زیادہ تھیں مینے سب بھر لیں کہ پھر اس بیچارہ غریب کو کون لاکر دے گا زیادتی وزن کے باعث سخت دقت پیش آئی۔ تمام دن ضایع ہوا اندہیرا چھا گیا گاڑی جوڑ دی بیل الگ کر دیئے اتنے میں گویا مجھے حضور نے آواز دی کہ مصطفٰے خاں بیل لاکر تانگہ جوڑ لو مینے تعمیل حکم کی فرمایا کہ اس پر بیٹھ جا۔ عرض کی کہ حضور یہ تو چلتے نہیں ہیں فرمایا ہم کہتے ہیں کہ تو اس پر بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا پہر فرمایا کونسا بیل دق کرتا ہے مینے بتایا آپ نے دو تین ہاتھ اسکے مارے اور کہا چل۔ پہر تو ایسے چلے کہ آناً فاناً میں گھر پہنچ گئے اور حضور تہوڑی دیر بعد نظر سے غائب ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از محمد حسین صاحب پسر داروغہ نبی بخش صاحب سکنہ سردہنہ۔ مجھ سے عبدالعزیز خاں سکنہ موضع ڈاہوڑی ضلع علی گڈھ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک شاہ بہاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چوندہیڑہ والوں کی خدمت میں رہا بعد وصال شاہ صاحب موصوف حضور کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ عبدالعزیز نامی ایک شخص اس آڑ میں بیٹھا ہے اُسے کھانا کھلاؤ بعد انفراغ طعام خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی آرزو ظاہر کی۔ فرمایا تمہارے گھر میں قطب الاقطاب موجود ہے۔ عرض کیا کہ اگر میرے گھر میں کوئی ایسا شخص موجود ہوتا تو میں یہاں کیوں آتا۔ اور شاہ بہاؤالدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کیوں رہتا۔ فرمایا۔ میاں تم نے اپنی بیوی کے کہنے سے ماں کو نکال رکھا ہے پہلے ان کو راضی کرو تب آنا۔ مینے اقرار کیا اور واپس چلا گیا اور والدہ سے

معافی چاہی پھر حاضر ہوا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از نور شاہ سکنہ کھجاتان تحصیل فیروز پور جھرکہ۔ میں ایک دفعہ بقصد زیارت حضور انور سوندھ شریف جانے کو گھر سے نکلا۔ جب میں ڈالا داس سے آگے بڑھا تو ایک روشنی طلائی ایک ہاتھ کے فاصلہ سے نظر آئی وہ آگے آگے چلتی رہی جب میں حاضر ہوا تو حجرہ شریف اسی روشنی سے منور پایا اور دیکھا کہ حضرت کا سینہ مانند کھڑکی کے کھل گیا اور ایک ایسی تیز روشنی ظاہر ہوئی کہ حجرہ مبارک زیادہ درخشاں ہو گیا۔ مجھپر اس وقت ایک غنودگی کا عالم طاری ہو گیا اسی حالت میں نسبت سے عجائب وغرائب نظر سے گزرے وہ نور ایک مدت تک میرے ہمراہ رہا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از جناب خاں صاحب شمس آباد کنبجاتان۔ ایک مرتبہ زیارت حضور کے لئے گھوڑی پر سوار ہو کر چلدیا موضع ٹھرنگا کا میں پہنچا رات وہاں بسر کی صبح کو میں اور میرا سالہ فتر سوار نوح تک آئے نوح سے رسول خاں کو جانا تھا مینے سہولت راستہ دیکھکر اونٹنی ان سے لے لی اور دہولاوٹ پہنچا اونٹنی وہاں چھوڑ کر سوندھ پہنچا ایک یوم ٹھیرا واپسی پر دہولاوٹ پہنچا۔ اونٹنی پر سوار تھا۔ اتفاق سے راہ بھول گیا اور تنگ نالہ میں جا گھسا وہاں اونٹنی کے پیر ایسے گھسے کہ بے حس وحرکت ہو گئی اور یہ خیال ہوا کہ اگر اونٹنی مر گئی تو بڑی شرمندگی اٹھانی پڑے گی پرائی چیز ہے اتنے ہی میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ میں گاؤں سے پھاوڑے والوں کو بلاتا ہوں جب تک راہ چوڑی نہ ہوگی یہ نکلنی دشوار ہے گھبرا کر میں نالہ کے اوپر آیا اور حضور کو یاد کیا۔ کچھ دیر بعد دیکھا کہ اونٹنی خود بخود نکل گئی سوار ہو کر گھر پہنچا کچھ دن بعد پھر سوندھ آیا تو مولوی محمد عمر صاحب نے پوچھا کہ پہلی دفعہ تم کیا سواری لائے تھے مینے عرض کیا کہ پہلے آپ سنائیے کیا مطلب ہے۔ فرمایا جس روز تم روانہ ہو کر غالبًا دہولاوٹ سے کچھ پرے گئے ہو گے تو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجرہ سے بیٹھک میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جہابت خاں کیا سواری لایا تھا عرض کیا کہ اونٹنی پھر غلام نے سب قصہ سُنایا یہ کرم ہے حضور کا اپنے غلاموں کے ساتھ۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ عرصہ چودہ پندرہ سال کا ہوا ہو گا کہ کرنال سے ایک شخص مسمیٰ قاضی محمد عمر نامی حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی مر گئی ہے اور میں اس پر عاشق ہوں میرا گمان ہے کہ وہ جادو سے مار دیگئی ہے۔ آہ حضرت مولانا اب کس کی خدمت کروں گا آپ دعا کریں اللہ یا مجھے اس تک پہنچا دیں۔ یا جس طرح بن پڑے اسے مجھ تک بلا دو بخدا۔ ایک دم آرام سے نہیں گزرتا اب یہ تمنا ہے۔ کہ۔ یا جاں برسد بجاناں یا جاں زتن برآید۔ ؎

تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی ۔ چوں کام بجاں آمد زیں پس من و رسوائی

میں نے زمین کو امانت دی ہوئی ہے۔ حضور نے اس کو نصیحت کی کہ بھائی جس طرح بھی مری مر گئی تم صبر کرو۔ عرض کیا۔ کیا کروں۔ ؎

درزاویہ الفت و راز تو چو مجبوراں ۔ تنہا منم وآہے۔ آہ از غم تنہائی

حضور نے ایک وظیفہ ارشاد فرمایا کہ مخدوم شاہ ولایت صاحب کرنال کے مزار پر پڑھو۔ اور پھر آؤ واپس گیا اور پڑھا دوسرے ہفتہ حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کام نہ ہوا۔ پھر منت سماجت کی آپ نے پہلے قاضی کو مرید کیا۔ پھر ایک شغل لفظ اللہ کا بتایا اور کہا کہ بو علی شاہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کرو۔ ہفتہ کے بعد پھر واپس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اول شاہ ولایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سامنے آئے اور فرمایا۔ کہ جس کو وہ حکم دیں کر سکتا ہے اپنے وقت کے بامجاز مالک ہیں۔ پھر حضرت بو علی شاہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ انہیں کے پاس جاؤ جس کو وہ حکم دیں کر سکتا ہے۔ ایک مست حضرت شاہ ولایت صاحب کے دروازہ پر پڑا ہوا ملا۔ اور دوسرا قلندر صاحب کے مزار کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی مجھ سے یہ ہی کہا۔ کہ جس کو وہ حکم دینگے کر دیگا۔ ایک ہی جواب سب جگہ سے سنتا سنتا تھک گیا۔ سب کا اشارہ حضور ہی کی جانب ہے۔ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ یہ امر آپ کے اختیار میں ہے۔ ؎

نیفتند کارسازاں راکس درکار خود حاجت ۔ بخاریدن نباشد احتیاجے پشت ناخن را

آپ کو خدا نے حاکم مجاز کا عہدہ دیا ہے۔ میرا معشوق مجھ سے چھوٹ گیا۔ اس کے خلاف کوئی بات میرے دل کو اچھی نہیں لگتی بلکہ جو نصیحت صبر کی کرتا ہے بُری لگتی ہے ؎

خیالے نازکم را نیست تابِ ناخن دخلے　　غنی ہرگز نباشد طاقت نشتر رگ گل را

کیا کروں کسی پہلو چین نہیں پڑتا۔

حضور نے تبسم فرمایا اور پھر تسلی دی۔ الا عاشق کو بلا صورتِ جاناں کہاں چین ؎

چوٹ ایسی لگ گئی ہے جو بھولتی نہیں ہے　　وردِ زباں ہے ہر دم اے جان نام تیرا

دیوانہ وار نعرہ ہائے مستانہ لگا رہا تھا حجرہ شریف سے اٹھکر عاجز کے پاس بیٹھک میں آیا میں نے سارا حال دریافت کیا۔ بڑے مزے لے لیکر دو تین گھنٹہ میں کچھہ حال بیان کیا۔ پھر ایک آہ کا نعرہ مار اتڑپتا تھا اور کہتا تھا ؎

نہ کرتا کاش نالہ مجھکو کیا معلوم تھا ہمدم　　کہ ہوگا باعثِ افزائش دردِ دروں یہ بھی

پھر عاجز کسی کام کو اٹھکر چلا گیا۔ قاضی صاحب پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے ایک منزل روزانہ تلاوت قرآن مجید کے لئے فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور ارشاد کیا کہ دن کو روزہ رکھو پھر ایک شغل ارشاد فرمایا۔ اور واپس کرنال چلا گیا۔ تیسری مرتبہ پھر آیا۔ اور عاجز سے محمد عمر نے بیان کیا کہ ایک میرا دوست زمیندار کا لڑکا دیہقانی ہے نہ کبھی سوندھ آیا اور نہ حضرت کے نام سے واقف گاؤں کا باشندہ تھا۔ ان دنوں میرے والد نواب گنج پورہ کے یہاں ملازم تھے ان کے پاس آنے سے میرا دوستانہ ہو گیا۔ کاشتکار کا لڑکا مُطلق جاہل اس کا خواب سنئے کہ ایک جلسہ بہت بڑا ہو رہا ہے ہزاروں اولیاءاللہ اس میں موجود ہیں حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بڑے پیر صاحب اور نیز خود سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں کہ قضیہ قاضی اس جلسہ عالیہ میں پیش ہوا سب بزرگوں میں ذکر ہوا کہ کون ہیں کچھہ دیر میں سرورِ کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ان کو مجاز ہی

کہدو۔ بڑے پیر صاحب نے فرمایا کہ تم کو حکم ملا ہے کہ با مجاز ہو۔ سب بزرگوں کی نظریں ان کی طرف اٹھیں زمیندار کا لڑکا کہتا ہے کہ ان بزرگ کو میں نے دیکھا آنکھ کھلی تو سارا حلیہ پیش نظر تھا دوسرے روز اس نے یہ حال مجھ سے بیان کیا اور ان بزرگ کا حلیہ مفصل بتایا۔ قاضی صاحب نے حلف سے بیان کیا کہ یہ حلیہ حضور مرشدی مولائی عبداللہ شاہ صاحب کا ہی۔ پھر اس خواب کے تذکرہ کو حضور میں عرض کیا اور پھر تصدیقاً وہ لڑکا پیش کیا گیا۔ پھر کہا تھا قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت تاریخ امانت قریب ہی۔ اب نکالوں گا۔ حضور نے منع فرمایا عشق کا جن سر پر سوار تھا نہ مانا۔ تو فرمایا کہ اچھا کھودلو۔ یہ سُنکر قاضی چلدیا اور اپنے مکان پر پہنچا اور گھر سے ایک عریضہ حضرت کے نام تحریر کیا کہ یہ دریافت کرنا بھول گیا کہ کپڑے زنانہ لیجاؤں یا اسی لباس سے لاؤں۔ نیز قبر کو مرد کھودیں یا عورتیں حضور سے عاجز نے عرض کیا فرمایا کہ عشق کی زیادتی ہی۔ خدا بدل کر دے اس کی مرضی چاہے عورت لیجائے یا کپڑے۔ وقت گیا۔ اب کھود نہیں سکتا۔ خدا رحم کریگا بدل کر دیگا۔ اس میں سب طاقت ہی "ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر" عاجز نے ارشاد حضور من وعن تحریر کر دیا۔ اور اپنی طرف سے لکھدیا کہ عقل خراب ہو گئی ہی تاریخ امانت گذر چکی ہے خاموش رہو۔ جب کوئی رشتہ دار ہمراہ نہ گیا تو چپ ہو گیا پھر قاضی صاحب کے والد نے ایک آدمی کے ہمراہ بھیجا اور ایک عریضہ لکھا کہ میرا یہی ایک لڑکا ہے جو بالکل پاگل ہو گیا ہے حضور خدا کے لئے نظر کرم اور توجہ سے دعا فرماویں آپ کا غلام ہے کہ محمد عمر خاں کا خیال بدل جاوے اور نکاح کرلے۔ حضور نے محمد عمر سے نکاح کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ عرض کیا ؎

سیراب نہ ہو جس سے کوئی تشنہ مقصود　　اے ذوق جو وہ آب لقا ہے تو کیا ہی

پھر عرض کیا وہی آرام جاں دو یا دلا دو۔ فرمایا کہ تم پیغام نکاح دو خدا مسبب الاسباب ہے وہی آجائے گی۔ اس امر پر قاضی نے اصرار کیا۔ پیغام نکاح کے بعد جھٹ پٹ ان کے باپ نے نکاح کر دیا۔ بعد نکاح قاضی صاحب یہاں آئے تو بہت سے لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ لوگو میری بیوی وہی سابقہ بیوی ہے۔ رفتار گفتار صورت شکل وجود کے نشانات خفیہ

بعینہ اسی جیسی ہیں۔ گذشتہ امورات اور راز کی باتیں اس نے سب مجھکو ایک ایک کرکے
بتائیں وہی پیار ہے اور ویساہی اخلاص۔ حضور نے مجھکو اس قدر پریشان کرکے اب دی
ہے اب تک قاضی محمد عمر پشاور گنج میں مقیم ہیں۔ ایک دفعہ حضور نے خود یہ ارشاد فرمایا کہ
بڑے حضرت صاحب کے تو سب ملنے والے بہترین ہیں میں اپنے ملنے والوں میں کس کو بتاؤں
میرے قاضی کو دیکھو میرے پاس تو یہ ایک صورت ہے۔ واقعی قاضی محمد عمر ذاکر و شاغل مشغول
بشغل روحی و قلبی میں فنا ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از منشی مہتاب خاں سکنہ شمس آباد۔ میں سوندھ شریف جارہا تھا میرا گذر قبرستان
کے قریب سے ہوا۔ مینے تکبیر پڑھنا شروع کردیا اور تمام راستہ اسی خیال میں تمام کیا جب
حضور انور کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ قبرستان میں تکبیر پڑھنا ثواب ہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از منشی محمد حسین خاں شمس آبادی۔ ایک مرتبہ والد صاحب کو بخار سخت ہوا اور
اس کے ساتھ پسلی میں درد بھی علاج جو کچھ بھی کیا گیا اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مرض ترقی
پکڑ گیا۔ حتیٰ کہ تھوک میں خون بکثرت آنے لگا۔ رات کو اسی شدت درد میں ان کو کچھ غنودگی
سی آئی اور والدہ صاحبہ کی بھی آنکھ لگ گئی جو ان کی تیمار داری میں کئی دن سے جاگ رہی
تھیں۔ اچانک ان کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص نیلا تہمت باندھے ان کی چارپائی کے
پاس سے گذر کر کوٹھری میں داخل ہوا والدہ بھی گھبرا کر اٹھیں اور کوٹھری میں گئیں۔ اور پوچھا
کہ کیا حال ہے اور یہ کون تھا والد صاحب نے جواب دیا کہ مجھے ابھی ابھی ایسا معلوم ہوا جیسے
کسی شخص نے میرے سر پر ہاتھ رکھکر کہا ہو کہ گھبراؤ مت خدا نے چاہا اچھے ہوجاؤگے جب
سے اس وقت تک نہ کھانسی اٹھی ہے اور نہ سر میں درد ہے گویا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے
مرض جاتا رہا ہو۔ یہ شفقت حضور کے سوا اور کس میں ہے۔ صرف کمزوری باقی رہگئی وہ
چند ایام میں دور ہوگئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت شمس الدین پونہ ہانہ تحصیل فیروزپور جھرکہ۔ ایک دن قریب دوپہر کے سوندھ

شریف پہنچا حضور خواب راحت میں تھے قدم بوسی کے بعد پاؤں دبانے بیٹھ گیا عرصہ کے بعد
حضور نے کروٹ بدلی اور اللہ اللہ کہا۔ اور تھوکا۔ تمام حجرہ خوشبو سے معطر ہوگیا۔ اس وقت دہن
مبارک میں تماکو تھا۔ تھوک کے ساتھ تماکو کا ایک ٹکڑا میرے کپڑے پر آپڑا۔ اس کو اٹھاکر مینے
منہ میں رکھ لیا۔ دل و دماغ میں ایسی پاکیزہ خوشبو سمائی جسکا اثر قریب ایک سال کے رہا
ہر وقت ہر جگہ اس خوشبو سے مست رہتا تھا۔ راقم۔ اصل میں وہ خوشبو تماکو کے ٹکڑے کی نہ
تھی وہ تو بات ہی الگ ہے۔ ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔ اللہ ہو اللہ

روایت از جناب منشی نصیب احمد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر بلب گڈھ سکنہ شمس آباد تحصیل
فیروزپور جھرکہ۔ مینے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور انور مرشدی مولائی تشریف لائے ہیں اور مجھکو کوئی
عجیب چیز عطا فرمائی ہے چند روز کے بعد سوندھ شریف گیا قدم بوسی کے بعد بیٹھ گیا۔ اپنا خواب بیان کرنا
چاہا۔ میری زبان سے لفظ نکلنا چاہتا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ درست
ہے اور انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از محمد صدیق سکنہ سہی۔ میں ۱۹۱۵ء میں سرحد پشاور پر تھا اور رسالہ رسالپور میں ملازم
تھا میری نماز وغیرہ سب کچھ چھوٹ گئی اور حالت بد سے بدتر ہوگئی۔ حضور انور متواتر خواب میں نظر
آتے رہے۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ کیا سوتا ہی رہیگا۔ ایسا اثر قلب پر پڑا کہ فوراً کھڑا ہوگیا اور نماز روزہ
کی پابندی اہتمام کے ساتھ شروع کردی اور اب تک اس کا پابند ہوں۔

روایت ایضاً ہمارا رسالہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں تھا وہاں ایک مجذوب سید نور شاہ نامی
صاحب تصرف رہتے تھے ان سے ملنے گیا اور مینے اپنے حضور کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ ان کا پایہ زبردست
ہے وہ تو اپنے وقت کے بادشاہ ہیں۔ ملازمت سے بحصول رخصت دہلی آیا مینے سنا کہ مولوی
محمد عمر صاحب توپخانہ کی سرائے میں ٹھہرے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو نہیں ہیں
ایک اور بزرگ غلام حسین شاہ صاحب ہیں۔ میں گیا تو وہ پانی بھر رہے تھے۔ سلام علیک کی آج

پرسی کے بعد پوچھا کہ آپ کس سے بیعت ہیں میںنے حضور انور کا نام لیا بہت خوش ہوئے اور بڑی دیر تک تعریف فرماتے رہے اور کہا کہ عزیز مولانا اپنے وقت کے قطب ہیں۔ الله ہو الله۔

روایت۔ قاضی زین الدین صاحب سکنہ تاوڑو۔ بیان کیا کہ مولوی عبدالرحیم تنزل ہوکر حسن پور سے تاوڑو کے مدرسہ سرکاری میں تبدیل ہوکر آئے وہ دہریہ خیال رکھتے تھے الاتنزل کی دکھہ نے طبیعت کا بل کچھ نہ کچھ ضرور نکالدیا تھا۔ سخت پریشان تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میاں سیدھے رستہ چلو سوندھہ شریف میاں صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ پریشانی و بے اطمینانی خاطر بری بلا ہی سننے کے ساتھ ہی چلدیئے وہاں پہنچے حضور مولانا نے دعا کی۔ اور دس پانچ دن بعد ہی لکھدیا کہ ہم نے تم کو تیس روپے ماہوار پر کرنال ہائی سکول میں مدرس فارسی مقرر کیا۔ اس کے چند ماہ بعد ان کو سرشتہ تعلیم سے ایسا ہی حکم ملا۔ اور تا دم اخیر کرنال ہی میں رہے۔ پھر تو حضرت قبلہ مولانا سے بیعت کی اور اپنے خیالات پریشان سے پشیمانی کے ساتھ توبہ پر قائم رہے۔ اچھے ذاکرو شاغل لوگوں میں تھے۔ الله ہو الله۔

روایت از سید محسن شاہ صاحب۔ عاجز۔ اور محفوظ علی۔ داؤد خاں۔ بارادہ قدمبوسی کوٹھی مالک علاقہ میرٹھ سے چلے تو سہنہ پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی۔ لوگوں نے روکا بھی کہ یہ وقت جانے کا نہیں ہے اور آجکل پہاڑ میں درندہ گھوم رہا ہے رات کو ٹھیرو صبح جانا ایک نہ سنی اور چلدیئے پہاڑ اتر کر راستہ بھول گئے باجرہ کے کھیت ایسے کھڑے تھے کہ قدم رکھنا بھی دشوار تھا ایک بال باجرہ ایسی آنکھ پر لگی یہ معلوم ہوا کہ آنکھ ضایع ہوگئی۔ پٹی باندھی اور توکل باللہ چلدیئے تو آگے جاکر خود راستہ مل گیا دیکھا تو حضور انور ڈول پر کھڑے انتظار فرما رہے تھے مولوی محمد عمر صاحب سے فرمایا کہ بھائی ان کے لئے کھانا لاؤ میںنے آنکھ دکھلائی اور درد کی شدت بیان کی فرمایا میاں پٹی دو کھول دو آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا درد بالکل جاتا رہا اور صبح تک آنکھ بھی کھلنے لگی۔ پھر شیر کی آمد کا ذکر کیا فرمایا شوق سے آؤ جاؤ کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ الله ہو الله۔

روایت از سردار محمد خاں صوبہ دار سکنہ ہیوڈن۔ میں ۱۸۹۷ء میں اول لائسرز میں ملازم تھا

خواب میں ایک میدان لق و دق نظر آیا جس میں زمین سے لیکر آسمان تک آگ برس رہی تھی اور اس آگ نے مجھکو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اس پریشانی میں حضرت مرشدی مولانا کو یاد کیا فوراً شبیہ اقدس سامنے آئی دل کو تسکین ہوئی آگ اپنی جگہ پر قائم ہوگئی اور اس سے مجھکو کوئی ایذا نہ پہنچی کچھ دیر بعد آنکھ کھلی اُسی وقت کیفیت خواب تحریر کرکے عریضہ روانہ کیا اس واقعہ کے دو ماہ بعد شب قدر کا معرکہ پیش آیا ہم کو دہاوے کا حکم ہوا شب قدر پہنچکر جنگ شروع ہوئی۔ سرحدی پٹھان اور زور شور کے ساتھ حملہ آور ہوئے چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بے تعداد جگنو جگمگا رہے ہیں۔ سوار۔ پیدل۔ گھوڑے زخمی ہو ہوکر میرے ارد گرد گرتے جاتے تھے اس خوفناک حالت میں حضرت مرشد کا خیال آیا میںنے دیکھا کہ حضور کی شبیہ میرے گھوڑے کی گردن پر سامنے موجود ہے سب خوف و اضطراب جاتا رہا اور یہ غلام اس گولیوں کی بارش میں خوب کام کرتا رہا اور بہ تصرف پیر و مرشد ہر طرح مامون رہا

روایت از منشی نصیب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر تاوڑو سے ۱۸۹۱ء میں میرا تبادلہ نوح کا ہوا ایک مہاجن سے اس شرط پر اس کا کوٹھا لیا کہ حسب دلخواہ مرمت کراکر میں بلا کرایہ اس میں آباد ہوں گا جب مرمت کے بعد اس کی حالت درست ہوئی تو ڈاکٹر عبدالعزیز نے تحصیلدار کی معرفت مہاجن پر دباؤ ڈالکر مجھسے مکان خالی کرانا چاہا۔ ڈاکٹر فقرا سے عقیدت رکھتا تھا لیکھا مجذوب اور بواجی صاحبہ والدہ میاں ولی جی صاحب اسکے طرفدار تھے میںنے بواجی صاحبہ سے کہ وہ بھی نوح میں تھیں عرض کیا کہ ڈاکٹر بنئے پر دباؤ ڈال کر مجھ سے مکان خالی کرانا چاہتا ہی بواجی صاحبہ نے بھی یہ ہی فرمایا کہ لالہ اس مکان میں تو ڈاکٹر ہی رہے گا میںنے مایوس ہوکر اپنے پیر مرشد کو یاد کیا اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ بابا لیکھا منہ میں جھاگ بھرے میرے اوپر چڑھ رہا ہے حضور انور داہنی جانب میری مدد کو موجود تھے میںنے بابا لیکھا کو پکڑ کر اس کی ہڈی پسلی توڑ ڈالی صبح کو میںنے شب کا واقعہ بواجی صاحبہ سے کہا تو وہ دم بخود رہ گئیں اور علی الصباح شتر سوار ڈاکٹر کے تبادلہ کا حکم لایا وہ جبھی نوح سے روانہ ہوگئے اور میں اسی مکان میں رہا جب

بابا لیکھا مجھکو دیکھتا تھا تو بھاگ جاتا تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از غلام در حضور معین کرانوی۔ اور ایک خواب کا ظہور۔ میرے ایک عزیز پر سرکاری طور سے مقدمہ چلایا گیا اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اہل کار نے اس غریب الجان کی قلم سے بد دیانتی کرائی اور اپنا ناجائز نفع اس سے نکالا۔ مینے کل واقعات بلاکم وکاست حضور میں بیان کر دیئے چونکہ تحریر قلم عزیز مذکور کی تھی اس لئے وہ بھی بچارہ عدالت کے کٹھرے میں تنہا کھڑا نظر آیا جس روز اس کا فیصلہ سنایا جانا تھا اس صبح کو مینے خواب دیکھا اور سب سے پہلے مخدومی منشی نصیب خاں سے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ ایک چھوٹی سی مسجد سے وضو کر کرکے ایک میدان میں چپ چاپ جا جاکر بیٹھتے تھے اور سب کی گردنیں خمیدہ ہیں اور اس مجمع کے بیچ میں ایک ستون ہے اور ارد گرد کے لوگ کسی کے انتظار میں لگ رہے ہیں ایک شخص جسیم تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے اور ستون پر چڑھکر فیصلہ سناتا ہے۔ جرم خفیف ہے صرف تادیباً سزا دیگی جب یہ شخص اس ستون سے اترا تو مینے دیکھا کہ خود حضور میاں صاحب تھے مینے منشی جی سے عرض کیا کہ بلا سزا نہیں چھوٹے گا۔ اس شام کو گوڑ گانوہ سے نوح میں خبر پہنچی کہ پندرہ یوم قید محض تادیباً دی گئی عدالت اس فیصلہ پر مجبور ہے۔ اللہ ہو اللہ۔ ان لوگوں کا حشر جو اس میں ساعی تھے نہایت خراب ہوا۔ ایک پیروی کنندہ اندھا ہوگیا جو کہتل کا باشندہ تھا دوسرے پر مقدمہ چلا اور گھوڑے سے گر کر لنگڑا ہوگیا اور تیسرا اہلکار موت کا شکار ہوا۔ ہر قسم کی خانہ ویرانی اس کو نصیب ہوئی اور یہ سب کچھ ایک دو ماہ کے قلیل عرصہ میں ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت الضا ایک دفعہ میرے دوست نصیب احمد خاں نے کھیر پکائی اور تنہا کھالی جب مجھکو معلوم ہوا تو مینے گلہ اور شکوہ کے تو تار باندھ دیئے اور کہا کہ میرے بدون کیسے حلق سے نیچے اتری جبکہ میری محبت ایسا گوارا نہیں کرتی کچھ روز بعد دونوں کو سوندھ حاضر ہونے کا اتفاق ہوا قدم بوسی کے بعد ہم دونوں پیر دبانے لگے کچھ دیر بعد ارشاد ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی محبت کا لحاظ رکھنا چاہیئے جس سے جس قدر میل ہوتا ہے اسی قدر اس کا شکوہ ہوتا ہے نصب احمد مجھکو

ایسا نہیں چاہیئے تھا۔ اسی وقت ہم دونوں نے ایک دوسرے سے معافی چاہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از جیون خاں سکنہ گوگجا کا۔ ایک روز حضرت مولانا کے پیر دبا رہا تہا کہ چھوٹے مولانا صاحب نے آکر مجھے دہمکایا کہ گاؤں میں فساد ہو رہا ہے جس کا بانی تو ہے۔ کسی نہ کسی دن مارا جائیگا اور مارے جانے کا بار بار تکرار کیا حضرت مولانا مرشدی نے فرمایا کہ بھائی کہانتک مارا جائیگا۔ آگے بھی کوئی کھڑا نظر آئیگا چاہے لڑانے والے آپ ہی تہس نہس ہو جائیں۔ سر پر ہاتھ رکھا واپس آیا تو دو تین یوم بعد گاؤں میں لڑائی ہوئی مجھپر متواتر حملے کئے گئے فضل خدا اور دعار مرشد سے ایک بھی کارگر نہ ہوا۔ اکثر لوگ زخمی ہوئے میں بچا رہا۔ دوران مقدمہ میں بھی کوئی الزام مجھ پر نہ آیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایضاً۔ ایک عورت کے بچہ کو مسان کی بیماری تھی وہ مالب سے جہڑوانے کے واسطے مائی کے پاس لائی تھی اس مرض کے باعث کسی نے بستی میں ٹھیرنے نہ دیا مینے ٹھیرایا وہ پھر چلی گئی کچھ دنوں کے بعد میرے بچہ کو بھی یہ مرض لاحق ہوا۔ میں اسے سوندھ لایا راستہ میں بچہ ہاتھوں میں آگیا۔ حضور میں پیش کیا دعا فرمائی اور اس پر تہوک دیا اور فرمایا کہ دوسرے راستے سے جانا مرض دفع ہوا۔ خدا نے فضل کیا دعار مرشد سے بچہ زندہ رہا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت الضاً۔ میری نسبت ایک جگہ قرار پائی بعد میں والد کو معلوم ہوا کہ لڑکی والوں کے کوڑھ ہے رائے پلٹ گئی حاضر خدمت حضور ہوکر مشورہ لیا۔ فرمایا۔ دوہا

سلا سو ملا کھے بھائی اونچی کر کے ڈیٹھ   جا کائیکی بانہ پکڑے واکو نہ دیجے پیٹھ

شادی کر لو تعمیل حکم کی گئی مرض تا ایندم لاحق نہیں ہوا۔ اللہ ہو اللہ

روایت سمت ۵۳ء میں مجھپر اس قدر تنگی آئی کہ فاقوں پر نوبت آگئی اور کچھ ایسی بے اعتباری میری پھیلی کہ جس سے مانگا انکار کیا سوندھ آیا اور حضور سے عرض کیا کہ بچہ بیوی سب فاقہ سے ہیں۔ کیا کروں ان کی کرلاہٹ (کرب) نہیں دیکھی جاتی فرمایا یہ وقت خدا آسان کریگا۔ جاؤ۔ گاؤں میں پہنچا تو گھر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ پانی سی پتلی چیز بھی کوئی ہو وہ بھی نہ تھا کہ ایک ملجن

کی حالت دریافت کیا مینے کہا اناج پانی کی فکر میں ہوں۔ کہا میرے ساتھ چل۔ میں دوں گا چنانچہ گیا اور اس سے اشیاء خوردنی لایا۔ اس روز سے ایسا فضل ہوا کہ اب سب کچھ موجود ہے۔ الله ہو الله

روایت۔ از نور احمد باشندہ سیت۔ میں اور مولوی محمد عمر صاحب چرٹاوک سے آرہے تھے اسٹیشن دہلی پر ایک مجذوب ملا۔ اس نے پیسہ مانگا مولوی محمد عمر صاحب نے پیسہ نہیں دیا ایک مسافر بولا کہ میاں مجھ سے پیسہ لیکر دیدو۔ آپ نے پھر انکار کیا اس مسافر نے جیب سے پیسہ نکالکر دیا۔ مست نے نہیں لیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم اہل خدمت اسٹیشن ہو۔ اس پر مسکرایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ تمہاری شکایت کروں گا کہ اسٹیشن کا انتظام خراب ہی اور سنو اس شرط پر پیسہ دیتا ہوں کہ ہم ہنٹنڈہ لین کے دروازے پر سے گزرینگے اگر کسی نے روکا تو پیسہ واپس لے لیا جائیگا چنانچہ ہم دونوں اسی دروازہ سے گزرے۔ کسی نے نہیں روکا جب ریل پر سوار ہوئے تو اس مجذوب نے دیوار پر چڑھکر کہا کہ اب تو شکایت نہیں کروگے ہم نے کہا نہیں پھر اس مجذوب نے کہا کہ میرا سلام حضور میاں صاحب کی خدمت میں عرض کردینا چنانچہ جب سوندھ آئے۔ تو سارا قصہ عرض کیا۔ فرمایا کہ ایسے آدمی کو پیسہ دیدیا کرو محبت سے مانگتا تھا۔ وہ اہل خدمت تھا

روایت۔ از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ بعد وصال حضرت فرد وقت کے حافظ میر احمد علی شاہ صاحب خلیفہ حضرت فرد وقت سوندھ آئے اور شیرنی لیکر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہاتھ چومے اور نذر پیش کی اور عرض کیا کہ مزار مبارک پر چلکر فاتحہ دیدیں۔ میر صاحب نے مزار مبارک پر بوسہ دیا اور مولانا صاحب کے قدم چومے دست مبارک سر پر رکھوایا۔ اور عرض کیا کہ آپ ہمارے رہنما ہیں۔ ہمارے حق میں میاں راج شاہ ہیں۔ ہمارا خیال اگر ہماری حفاظت کہنا آپ مالک ہیں حضور نے سر پر ہاتھ رکھا اور ایک شعر پڑھا۔ دس بارہ روز قیام پذیر رہے الله اکبر کیسے مرید صادق تھے۔ آداب اولاد پیر کس درجہ ملحوظ خاطر تھا۔ الله ہو الله۔

روایت ایضًا۔ منشی بسم الله خاں مدرس گوڑ گانوہ نے مجھ سے کہا کہ عزیزم تم میرے پاس رہے اور پڑھے ہو۔ اس امید پر لکھتا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب سے عرض کرنا کہ میرا تبادلہ

نوح یا سہنہ کا ہوجاوے۔ احقر نے حضور میں عرض کیا فرمایا دعا کرتے ہیں۔ کیوں گھبراتا ہی نوح اور سہنہ نہیں بلکہ فیروزپور جھرکہ ہی خدا بدل دیگا۔ میں نے ارشاد عالی منشی جی کو لکھدیا اس کا جواب مجھکو دیا فیروزپور میرا وطن ہے۔ وہاں کا تبادلہ خلاف قانون سررشتہ تعلیم کے ہے پھر دوبارہ عرض کیا حضور اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ لکھدو کہ تبادلہ فیروزپور ہی کا ہوگا۔ خدا مسبب الاسباب ہی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد منشی بسم الله خاں صاحب سلسلہ غلامی میں داخل ہوگئے اور تا ایندم وہیں ہیں۔ الله ہو الله

روایت۔ ولی الله خان سکنہ لسبی۔ ضلع بلند شہر۔ ملاں احمد خاں صاحب رحمتہ الله علیہ نے اپنے پوتہ مصطفٰے کو خط دیکر حضور کی خدمت میں روانہ کیا اس میں لکھا تھا کہ غلام پیش کرتا ہوں قبول فرما کر نظر کرم کریں۔ آپنے مصطفٰے خاں کو مرید کرلیا اور توجہ دی وہ لسبی پہنچکر مدہوش ہوگیا۔ اکثر دریا گنگا پر چلا جاتا اور کبھی کئی دن تک واپس نہ آتا۔ مجذوبانہ حالت ترقی پکڑنے لگی۔ دو ماہ بعد ملاں جی نے مصطفٰے خاں کو ایک شخص کی ہمراہ حضور میں باین استدعا روانہ کیا میں ضعیف ہوں گھر پر کوئی ہاتھ بٹانے والا کام کاج کرنے والا نہیں ہے اس قابل ہوجاوے کہ سودا سلف گھر کا لادیا کرے حضور نے مصطفٰے خاں سے فرمایا کہ بھائی کام کاج کرلیا کرو کچھ دیر روبرو بٹھایا فرمایا جاؤ آرام کرو اس روز سے تا ایندم ہوش میں ہے۔ راز مسکین معین الدین یہ اثر قلبی حضور مرشدی مولائی رحمتہ الله علیہ کا تھا انسان پر ایسے اثرات دل کی توجہ سے پڑتے ہیں رب العزت نے جو جو قوتیں انسان کے اس دل میں رکھی ہیں جسکو اولیاء الله قلب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اگر ان قوتوں کا اثر پیغمبروں کی جانب سے ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اگر اولیاء الله سے ظاہر ہو تو کرامت ہے۔ عام لوگوں میں سے بھی جن کی یہ قوت تیز ہوتی ہے ایسے اثرات ظہور میں آتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص حسد کرتا ہی اگر اس کی یہ طاقت قوی ہی تو وہ نظر بد کی صورت میں ظاہر ہوگی اگر کسی خوبصورت جانور پر لگی تو ہلاک ہوگا۔ کھانے پر پڑیگی تو زہر ہوجاویگا دیکھو اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ (یعنی نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو دیگ میں ڈالتی ہے اگر ایسی خاصیت والا انسان نیک سیرت پیرو سنت الله اور اُسکے رسول کی اوامر نواہی کا ماننے والا ہو تو اسے ولی کہتے ہیں اگر برے کاموں میں پھنسا ہو تو جادوگر ہے اُن

سمجھ لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ان میں ہم میں کیا فرق ہے یہ سب ڈھکوسلے ہیں اصل میں انکی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اور اپنے برتے سے زیادہ بات کہہ گزرتے ہیں۔ صورت ہندسہ سے کو نا آشنا ہیں اور علم ہندسہ کو غلط بتاتے ہیں۔ اللہ کی شان۔ اگر فوٹوگراف کے ظہور سے پہلے کوئی یہ کہتا کہ لکڑی میں سے آدمی جیسی آواز نکلتی ہے اور جوڑی ہر ایسے آواز بول سکتی ہے جیسا کہ میں تم بولتے ہیں تو کون مانتا۔ جھوٹا ہے پاگل ہے عقل کم ہو گئی ہے یہ ہی کہتے اور اب علم ہو جانے پر سب نے تسلیم کر لیا۔ سبحان اللہ۔ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ؕ یعنی جھٹلانے لگے ہیں جن کے سمجھنے پر قابو نہ پایا۔ اور انہیں آئی نہیں اس کی حقیقت کیا تھی وہ ہی ایک نگاہ تھی جس نے مدہوشی کا عالم مصطفےٰ خاں پر طاری کر دیا تھا اور وہی وہ نگاہ تھی جس نے جذب سے پھر سلوک میں لا ڈالا یہ شخص زندہ موجود ہے اور نہایت پابند صوم وصلوٰۃ ذاکر شاغل ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ از میاں محمد عمر شاہ صاحب دام ظلہ۔ بیان کیا کہ ایک شخص پنجاب سے آیا حضور سے ملا چند روز قیام کر کے کہا۔ کہ میں ہندوستان بھر میں پھرا ہوں بجز اس شان کا بزرگ نظر سے نہیں گزرا ایک بزرگ عبداللہ شاہ نامی ضلع فیروزپور پنجاب میں رہتے ہیں یہ عجیب بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضرت کی شکل وصورت لباس وغیرہ بالکل ان سے ملتا ہے سرِمو فرق نہیں ہے پھر صبح جانے کی تمنا ظاہر کی حضور نے فرمایا کہ جاؤ کہا خرچ نہیں ہے فرمایا اللہ مالک ہے سب ہو جائے گا بمبئی سے اس کا خط آیا کہ تمام سفر ریل میں کیا اور کسی نے یہ نہ پوچھا کہاں سے آرہے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین غلام حضور معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ خواب سے خیال اچھا سب دین ودنیا کی عدالتیں اور ان کے معاملات سب خیال سے وابستہ ہیں سزا اور جزا بھی خیال ہی پر مرتب ہوتی ہے۔ "انما الاعمال بالنیات" انسان ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ اور دیگر رشتہ داروں کے پیار جس محبت سے لیتا ہے سب جانتے ہیں کہ اس کی لذت علیحدہ علیحدہ کیسی ہے جب یہ ہی پیار بیوی تک پہنچتا ہے وہاں اس کا اور ہی رنگ ہے پیار تو وہی ہے چونکہ خیال جدا جدا ہے اس سے

حسب مراتب جگہ ومقام جدا جدا لذت دے رہا ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ماسٹر عبدالرزاق دہلوی اور نور احمد ساکنہ مسیت دہلی سے گوڑگانوہ آئے وہاں سے یکہ پر سوار ہوئے۔ جب بھونڈسی سے آگے چلے تو ایسی سخت آندھی آئی کہ درخت تک ہل گئے بادل گرجنے لگا اور اولے پڑنے لگے جب جی گھبرایا تو بے اختیار المدد یا شیخ المدد زبان سے نکلا۔ فضل خدا اور برکت پیر سے اس کی تمام تکالیف سے محفوظ رہے جب سوندھ پہنچے تو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ بھائی وقت بے وقت چلنا درست نہیں ہے اور ہر بات پر امداد مرشد طلب کرنی نہیں چاہیئے یہ فرمایا اور تبسم کر کے خاموش ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از مسمی چاندو ساکنہ ڈہینی۔ مینے بیعت ہونے کے بعد حضور سے عرض کیا کہ مجھکو کوڑھ کا مرض شروع ہے ہاتھ پیر خراب ہونے لگے۔ حضور نے سر پر دست مبارک رکھا اور دم کیا۔ اور ایک دوا بتائی مینے عرض کیا حضور دوائیں بے حد کر چکا ہوں فرمایا دوا تو بہانہ ہے خدا شافی مطلق ہے۔ چنانچہ اللہ نے ایسا فضل کیا کہ اس مرض کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ یہ تاثیر زبان اور نظر فیض اثر کا نتیجہ تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت سکندر خاں ساکنہ گھاتی داس۔ بیان کیا کہ میری بھینس کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور اس کو جھاڑ دیں فرمایا کہ بھائی میں تو جھاڑنا نہیں جانتا۔ مینے عرض کیا کہ حضور مالک ہیں جو دل چاہے دیدیں حضور نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ گولر کے پتے توڑ لے مینے حضور کے دروازہ پر جو گولر ہے اس کے پتے توڑ لئے آپ نے اسی پتوں پر دم کر دیا اور ایک روٹی کا ٹکڑا دیا کہ جاؤ اسے کھلا دو خدا فضل کریگا خدا نے یہ فضل فرمایا کہ مطلق اثر نہ رہا اور بھینس اچھی ہو گئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً میرا نکاح ہو گیا۔ اور چالہ کی نوبت آئی۔ حضور سے اپنے ناکارہ ہونے کا ذکر کیا فرمایا چالہ کر لو۔ اور ایک نام اللہ کا بتایا کہ "چھوہاروں پر دم کر کے دودھ میں پکا کر کچھ دن پی لو اس عمل سے اس قدر قوت پیدا ہوئی کہ دوسری بیوہ بھاوج سے بھی نکاح کر لیا اور فضل ایزد سے

دونوں کے اولاد موجود ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت منقول از زبان فیض ترجمان حضرت مولانا عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ غدر ۵۷ء میں ہمارے موضع کے آدمی قصبہ تاؤڑو کو لوٹنے چلے چچا میاں غریب اللہ بھی باوجود کبر سن کے اس گروہ میں شامل ہو گئے۔ ہم سے بھی کہا ہم نے انکار کیا ہمارے گھر سے کوئی نہیں گیا۔ اور دو چار شخص بھی نہ گئے۔ بغیر لوٹ کی اشیاء خوردنی ہم نے خرید کر رکھ لیں کہ حرام روزی سے بچیں۔ چچا صاحب کے بھی لوٹ کا بال ہاتھ نہ آیا ان کو بھی خدا نے بچایا۔ ہم نے ناکامی پر مذاق اڑایا جو شخص لوٹ کر لائے تھے انہوں نے حصہ دینا چاہا ہم نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ جو جو لوٹ کر لائے تھے تھوڑے دنوں کے بعد سبھی بہو کے ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت امرت خاں سکنہ بسیرو ایک روز مینے خواب میں دیکھا کہ حضور ایک مجمع کثیر کے ساتھ جس میں ہاتھی۔ گھوڑے۔ شتر۔ بہلی۔ رتھ وغیرہ کی سواریاں تھیں موضع بسیرو کی شمالی سمت سے آرہے ہیں تالاب پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ امرت خاں کی بیٹھک پر چلو۔ لوگوں کے لباس کچھ سرکاری وردی جیسے کچھ فقیری اور بہت سے سادہ لباس میں تھے میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا کہ حضور غریب خانہ پر تشریف لائے۔ جو کچھ دال دلیا مجھے میسر آسکا وہ پیش کیا سب نے کھایا۔ بعد ازاں ایک بڑے سے کھیت میں سب جمع ہو گئے۔ بہت سی صورتیں ایسی نورانی نظر پڑیں جسے میں اپنے دل میں فرشتہ سمجھ رہا تھا پھر آنکھ کھل گئی مینے اس کی اطلاع حضور انور کو دی۔ اور پھر میاں محمد عمر شاہ صاحب سے زبانی کہا۔ فرمایا خواب اچھا ہے بات گئی گذری ہوئی۔ اس کے چند ماہ بعد حضور کے پوتے خلیل الرحمن کی شادی امراؤ خاں سکنہ بہاین کہیڑہ کے یہاں ہوئی اور جو کچھ مینے خواب میں دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے شادی کے جلوس میں دیکھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسمی گھوسی سکنہ بہاکرس۔ ہمارے موضع کے پاس ایک شخص نے کنواں بنوانے کیلئے جھرہ لہدوایا کہ اس کو پختہ بنانے کا ارادہ تھا جب جھرہ پانی کے قریب پہنچا تو اس میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے سے مکان نکلے اور کچھ اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ ایک بڑا سا ہڈ نکلا۔ اس کو علیحدہ ڈال دیا

لوگوں میں تذکرہ ہوا کہ یہاں جنات کی آبادی معلوم ہوتی ہے جھیر کو بند کر دو وہ شخص غیر مقلد تھا نہ مانا جبھی اسکے مکان میں آگ لگ گئی۔ دوبارہ چھپر بند ہوا یا پھر آگ لگی پھر کپڑوں میں آگ رکھے رکھے لگنی شروع ہوئی۔ ابھی اچھا خاصا کپڑا رکھا ہے دیکھتے دیکھتے اس میں دھواں نکلا۔ اور شعلہ مشتعل ہو گیا اخیر مجبور اور تنگ ہو کر میرے ہمراہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا گذشتہ بیان کیا حضور نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بھائی سوا خدا کے اور کوئی کیا کر سکتا ہے۔ تمہارے عقیدے کے موافق دعا کوئی چیز نہیں حالانکہ "لایرد القضاء الا الدعاء" اب استدعا کیوں کرتے ہو۔ اب دعا سے کیا بنے گا عرض کیا اور کہا توبہ کرتا ہوں آپ دعا فرماویں کہ اس وبال سے نجات پاؤں کپڑا پہننے کو اور چھپر رہنے کو نہ رہا جب بنوایا آگ نے خاکستر کر دیا۔ حضور نے فرمایا اچھا جاؤ دعا کرتا ہوں اب خدا تکلیف نہ دیگا یاد رکھو تم جیسی مخلوق خدا اور بہت سی ہیں انسانی علم۔ علم الٰہی پر محیط نہیں ہو سکتا کسی کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔ عرض کیا مجھکو کیا خبر تھی فرمایا جب سب لوگوں نے منع کیا تھا مان جاتے یہ جو کچھ تمہارے ساتھ گذرا۔ اس کو بھی تو خدا نے ہی کرایا۔ اعمال کی سزا و جزا لازمی ہے یوں خدا جسے چاہے بے حساب معاف کر دے "وہو علیٰ کل شیٔ قدیر" یہ اور بات ہے "قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ" اس سے پہلے آداب آیات الٰہی تمہاری نظروں میں نہیں رہا تھا ادب عجیب چیز ہے ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ابر برناید پے منع زکات — ور زنا افتد وبا اندر جہات
ہر چہ بر تو آید از ظلمات غم — آں ز بیباکی و گستاخیست ہم
ہر کہ بے باکی کند در راہ دوست — رہزن مرداں شد و نامرد اوست
از ادب پر نور گشت است ایں فلک — در ادب معصوم و پاک آمد ملک
بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلے ز جرأت رد باب

روایت از ایل۔ سکنہ ڈنگر ہیڑی۔ میری چھوٹی لڑکی سوندھ کے میلے میں اپنی ماں کے

ساتھ آئی تھی وہ گم ہوگئی۔ باوجود تلاش نہ ملی حضور سے عرض کیا۔ فرمایا مت گھبراؤ اللہ پر بھروسہ رکھو کل خود تمہارے گھر آجاوے گی جاؤ۔ چنانچہ دوسرے دن ایک شخص اس کو ہمارے گاؤں میں پہنچا گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً ایسے ہی ہمارے فقیر کے سمدھی کا لڑکا ساکنہ جیلہیڑ تحصیل پواڑی گم ہوگیا دو تین ماہ گذر چکے وہ فقیر ہمارے گاؤں میں آیا اور کہا سوندھ والے یہاں صاحب سے چلکر دعا کراؤں گا میں تو ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا بالکل پاگل ہوگیا سوندھ حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر۔ عرض کیا کہ حضور دعا فرماویں اور تعویذ دیں جب یہاں سے جاؤں گا کچھ عرصہ کے بعد حضور نے ایک تعویذ مکان میں دبانے کو دیا اور فرمایا جاؤ آجاویگا۔ چنانچہ اس عمل کے تیسرے دن بعد اچانک لڑکا آگیا پوچھا کہاں تھا کہا دہلی سے پرے ایک جاٹ کے یہاں رہتا تھا۔ آج ساری رات بےچین رہا اور گھر یاد آتا رہا جب رات سے دن ہوا تو وہاں سے چلدیا۔ فقیر نے اس کو حضور میں پیش کیا۔ اور مرید کرایا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از معین الدین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ بھائی اللہ جل جلالہ کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اگر ذاتِ پاک کا ظہور نہ ہوتا۔ تو آج دنیا میں کون جانتا۔ کہ خدا کون ہے اور کیا ہے ایک شخص حاجتمند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ضرورت بیان کی۔ حکم دیا کہ عثمان غنی کے پاس جاؤ۔ جب یہ شخص ان کے پاس پہنچا تو عرض کیا کہ خدا کے واسطے کچھ دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کچھ زر نقد اسکے حوالہ کیا وہ لیکر واپس حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ رقم میری ضروریات کے پورا کرنے کو کافی نہیں ہے فرمایا کہ دوبارہ جاؤ اور یہ کہدینا کہ وہ تو جو کچھ دیا اللہ کے واسطے تھا۔ اب کچھ رسول کے واسطے دو چنانچہ جب یہ شخص واپس گیا اور یہی عرض کیا تو حضرت عثمان غنیؓ فوراً دروازہ سے نکل آئے اور جیب سے کنجیاں نکالکر اس کے حوالہ کردیں اور کہا کہ سب کچھ تیرا ہے چنانچہ وہ شخص اندر گیا اور تالا کھولا اور اپنی ضرورت کے مطابق لیا اور پھر تالیاں حضرت عثمان غنی کے حوالہ کردیں جب حضرت عثمان غنیؓ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جناب نے دریافت فرمایا۔ کہ عثمانؓ اللہ کے نام پر تو اس قدر دیا کہ اسکی ضرورت کو بھی ناکافی تھا اور میرے نام پر سب کچھ اس کے حوالہ کردیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ امی ابی فدا اللہ کو تو تم نے بتایا ہے ورنہ ہم کیا جانتے تھے کہ خدا کیا ہے۔ حضور کے نام پر تو سب کچھ نثار ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ منی رام پٹواری حلقہ سوندھ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ گاؤں میں نم کہار ہے نہ برہمن بچوں کو یہاں آباد کروں تو پانی کی سخت تکلیف ہے۔ چند مہاجنوں نے کوئیں کھدوائیں تو پانی کھاری نکلا فرمایا۔ جاؤ کھدواؤ خدا پانی میٹھا نکالیگا۔ پٹواری نے قدم پکڑ کر عرض کیا کہ اگر کھدوایا اور پانی کھاری نکلا تو دنیا طعنہ دیگی کہ منع کرنے پر بھی نہ مانا فرمایا جاؤ خدا میٹھا پانی نکالیگا چنانچہ پٹواری نے اپنے مکان کے پاس کنوئیں کھودی لوگ ہنستے تھے کہ بیوقوف ہوگیا ہے بیسیوں کنوئیں کھودیں اور پانی کھاری نکلا۔ یہ کیسے آپ سے آپ میٹھی ہوجاویگی جب تیار ہوگئی اور پانی نکل آیا تو خدا کے فضل سے ایسا شیریں نکلا کہ لوگ تعجب میں رہ گئے پٹواری گڑوے یعنی پانی بھر کر حضور کی خدمت میں لایا آپ نے پیا وہ شیریں کوئیں اب تک موجود ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از دلپت میو ساکنہ ارجن باس۔ حضور میں آیا اور عرض کیا کہ دادا تم کہدو تو ایک پختہ کنواں بنالوں فرمایا اچھا۔ چنانچہ اُس نے چاہ بنا کر گلائی شروع کردی جب گلائی قریب گئی تو دو آثار نیچے والے کے گوے ٹوٹ گئے گلائی بند کردی حضور میں آکر عرض کیا کہ دادا کوٹھی ٹوٹ گئی پانی پر نہ لگی کام بند کردیا۔ فرمایا کہ جاؤ دیکھو شاید رات کو درز مل گئی ہو۔ صبح کام شروع کردو۔ خدا فضل کرے گا۔ پانی نکلے گا میں نے مدد لگادی۔ صبح کو جب دیکھا کہ جو جوڑی ٹوٹ گئی تھی اسکی درزیں مل گئیں۔ اور وہ کنواں اب موجود ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از ملا جہاں خاں۔ ہم چراوک ضلع بلند شہر سے آرہے تھے جب جعفر پور سے آگے چلے تو بلند شہر سے آنے والی ریل نے سیٹی دی میں نے اپنے ماموں سے کہا کہ ریل آگئی ہم نے بھاگنا شروع کیا موضع عیسی پور کی برابر آئے تو ریل نظر آئی۔ ماموں نے کہا کہ اب بھاگنا فضول ہے واپس

چلو ریل ہاتھ نہیں آسکتی اور ارادہ یہ تھا کہ آج ہی کی ریل میں سوار ہو کر حضور میاں صاحب کے پاس سوندھ پہونچونگا۔ دیکھا کہ ریل اتنی لگا ہی سے ٹھہر گئی اور اس قدر وقت ہمکو ملا کہ ٹکٹ لیکر آرام سے سوار ہو گئے بظاہر کوئی سبب ریل کے ٹھہرنے کا اسٹیشن والے اور نہ انجن والے بتا سکے۔ یہ حضرت کا تصرف تھا اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ ایک عالم مسجد فتحپوری دہلی سے حضور میں آئے۔ اور عرض کیا کہ آپکی شہرت سُنکر آیا ہوں اور ان مسائل میں میری تسلی نہیں ہوتی۔ دو یوم مہمان رہا اور اپنے شبہے ایک ایک کرکے رفع کئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا اللہ اکبر بڑی شان کے درویش ہیں آپ ایسے متبحر ہو کر اپنی شہرت کو پسند نہیں فرماتے اور اپنے جائے قیام سے باہر نہیں جاتے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت معین الدین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ اس زمانہ کے مولویوں نے اس قدر خدا کی گرفت سے ڈرایا۔ کہ لوگ باگ اپنے اپنے اعمالوں پر نظر کرتے ہوئے جنت سے قطعی مایوس ہوگئے اور لاتقنطوا من الرحمۃ اللہ کے وسیع اثر کے باوجود مارے خوف کے نکل گئے اور دوزخی ہونے کا اسی دنیا میں رہتے ہوئے فیصلہ کر لیا ورنہ رب العزت عم نوالہ تو اپنی مخلوق پر بہت ہی مہربان ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ۔ تحقیق اللہ ساتھ لوگوں کے البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہی (پارہ سیقول) اور ایسی ہی دیکھو سپارہ فمن اظلم سورہ زمر قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ اے بندوں میرے جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت نا امید ہو رحمت اللہ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے گناہ سارے تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ ہارے کا سودا سمجھکر نافرمانی ان کے اندر جم گئی۔ کوئی ان سے پوچھے کہ وہ خدا جس کو اپنی مخلوق اس سے زیادہ پیاری ہے جیسا کہ والدین کو اپنی اولاد بجائے قریب کرنے کے اور دور کرتے جارہے ہیں ضرورت تو آجکل اس امر کی ہو کہ خود بہترین اخلاق کا نمونہ بنکر بچھڑے ہوؤں کو اپنے میں ملاؤ۔ مثل ہے زبان شیریں ملک گیری زبان ٹیڑھی ملک بانکا صوفیاء کرام نے یہ خدمت ادا کی ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا بچھڑے ہوؤں کو ملایا آپکے نفوس کی تعلیم نے رفتہ رفتہ قبیح عادات کو چھڑا کر سچا اور پکا مسلمان بنا دیا اسلئے لوگ ادھر آتے ہیں ادھر نہیں جاتے

ان کو بہترین اخلاق سے کام لینا چاہیئے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس فرقہ میں بھی اب افراط و تفریط اس قدر ہوگئی ہے کہ اصلی مقصد کو لوگوں نے گم کردیا اس لئے انسان کو پیر دیکھ بھال کے کرنا چاہیئے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست ۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے دوزخ "ہل من مزید" پکار رہی ہے یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ اور کسی چیز سے اس کا پیٹ نہ بھریگا۔ تو خداوند کریم اپنا پاؤں رکھدیگا تو یہ آواز بند ہو جاوے گی۔ دیکھو تو سہی جہاں خدا کا قدم پہنچ جاوے وہاں اس کی برکتیں کا کیا ٹھکانا ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ عید کا دن آیا ڈھاکہ پر نماز کی تجویز ہوئی جانماز وغیرہ بھیجدی گئی۔ جب قریب وقت دوگانہ کا آیا عرض کیا تشریف لیچلئے فرمایا چلو سب لوگ چلے حضور راستہ کے درمیان سے واپس آگئے سب حیران تھے کہ واپسی کا کیا سبب ہے میں آیا حضور مزار شریف کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ یہیں نماز پڑھو میں نے عرض کیا کہ جگہ ٹھیک نہیں ہے فرمایا سب ٹھیک ہو تقاضہ کیا کہ جلدی نماز سے فارغ ہو جاؤ نماز و دعا میں سرعت فرمائی حیران ہوا کہ اس عجلت کا کیا باعث ہے۔ فرمایا جلد جاؤ۔ غرضکہ ہر امر میں جلدی فرماتے تھے لوگ مصافحہ کو رُکے فرمایا جلدی جاؤ لوگ واپس ہوگئے اور گاؤں کے مغرب سمت لوگ جانے لگے لاٹھی چلی سر پھوٹے ہزاروں آدمی تھا بیچ بچاؤ ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت فضل دین پنجابی دہلوی حضور میں حاضری کا ارادہ کیا مگر پورا نہ ہو سکا اور اپنے وطن لاہور چلا گیا اب جب دہلی جانے کا قصد کرتا ہوں بیمار ہو جاتا ہوں جب سفر ملتوی کرتا ہوں صحت ہو جاتی ہے غیر حاضری سے ملازمت جاتی رہی بمشکل دوبارہ حضور میں حاضر ہوا اور روکر موقوفی کا حال عرض کیا حضور نے کچھ وظیفہ بتلایا اور فرمایا کہ خدا فضل کریگا ایک تعویذ بھی دیا لاہور چلا گیا دس روز بعد ڈہائی سو کا ملازم ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از محمد بخش سکنہ نجن پور ضلع بجنور نے حضور میں عرض کیا کہ لڑکی جوان ہے اور روپیہ

پاس نہیں برادری کو کھانا کھلانے کے واسطے کہاں سے لاؤں ایک لڑکا کا جوان ہے حضور نے مجھے اپنا چادر اعطا کیا اور فرمایا کہ جاؤ شادی کرو جو سامان ممکن ہو کر لو اور سب سامان ایک جگہ کر لو اور یہ چادر اس پر ڈالدو تم کو جس سامان کی ضرورت پڑے تم خود ہی دیتے جانا خدا برکت دیگا یہ بات کسی پر ظاہر نہ کرنا اپنے گھر پہنچکر شادی کا پیغام دیا جنس حسب حیثیت بیس دھڑی وہاں سترہ دھڑی شکر چودہ سیر گھی ایک کوٹھی میں جمع کر کے اس پر چادر اڈہانک دیا سات آٹھ سو گھر مومنوں کے اور اس کے علاوہ بارات و مہمان جدا تھے تین روز تک سب کو کھلاتا رہا شادی سے فارغ ہونے کے بعد بھی پندرہ سیر دہان تین سیر شکر ڈہائی سیر گھی بچ رہا شادی سے انفراغ حاصل کر کے حاضر حضور ہوا اور چادر پیش کر دیا تبسم سے فرمایا اب تو بھائی خوش رہے مینے حضور کے قدم چومے اور عرض کیا آپ کی دعا سے شادی کی شہرت ہوگئی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از امراؤ خاں صاحب سکنہ پیمان کیٹرہ۔ میں خفیہ طور پر ایک آدمی کو لیکر سوندہ آیا اور اپنے ساتھی سے کہدیا۔ کہ میرا اصل نام اور گاؤں کسی کو نہ بتائیو کیونکہ مجھے خلیل کو دیکھنا ہے اس کو دیکھکر واپس چلد بنگے۔ میں تو ایک طرف کھڑا ہو گیا اور میرا ساتھی میانصاحب کے حجرہ کے سامنے کھڑا تھا اور حضور بھی حجرہ کے باہر دروازہ کے پاس چارپائی تھی کہ ہمراہی سے پوچھا کہ یہ دوسرا کون ہے۔ اس نے کہا کہ یہ موضع جوڑ یار ریاست الور کا باشندہ ہے تعویذ کے لئے آیا ہے حضور نے خود خلیل کو آواز دی وہ حاضر ہوا عرض کیا اباجی کیا حکم ہے فرمایا کچھ نہیں جاؤ کھیلو۔ پھر ایک تعویذ لکھکر مجھکو دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کچھ باتیں کان میں کیں تب میں نے دل میں کہا کہ ایسی جگہ چھپنے سے کیا فائدہ گھر چلا گیا اور اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھ سے چند باتیں کیں مینے ان پر عمل کیا اور ملہو خاں کا توسل چھوڑ کر امرت خاں سکنہ بیسرو کی معرفت عزیز خلیل الرحمن کیلئے نشانی وغیرہ بھیجی اور سگائی پختہ کر دی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از ملا جہان خاں۔ میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ باوجود تلاش و تجسس نہ ملا مایوس ہو کر بیٹھ گیا پھر حضور میں عرض کیا کہ میاں صاحب گھوڑا کھونے سے تکلیف بڑی ہوگئی فرمایا کہ بھائی موضع سرائے

کی طرف ڈہونڈو مل جاویگا۔ ابھی چلا جا میں اسی وقت روانہ ہو گیا۔ جب اس موضع کی سرحد میں پہنچا۔ تو دیکھا کہ ایک اجنبی آدمی میرا گھوڑا لئے چلا آرہا ہے۔ اور کہا کہ ملاجی یہ گھوڑا تمہارا ہے میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ لے جاؤ۔ میں جاتا ہوں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت تاجو ولد بدنا سکنہ سوندہ حضور کا ایسا معتقد تھا کہ کوئی کام بلا مشورہ حضور کے نہ کرتا ایک دفعہ وزیر خاں کا بھائی بہادر بیمار ہو گیا۔ اور سخت تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ تاجو حضور کو لیکر اپنے مکان پر گیا۔ اور دم کرایا اسی دن شفا کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور پھر بالکل بلا دوا دارو فضل مولا ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از سید محسن شاہ صاحب خلیفہ حضرت مجدد وقت۔ وزیر خاں نے مجھ سے کہا کہ مجھے بھی مرید کرادو۔ مینے بہت سے حاضرین کے روبرو عرض کیا کہ اس کو بھی سلسلہ میں داخل فرما لیا جائے۔ فرمایا کہ بھائی گاؤں والے تو سارے ہی مرید ہیں۔ تم کو ان کی ایسی کیا جلدی ہے ابھی تو اس کا سوا من سن۔ سوت الجھ رہا ہے اور نیز یہ تو سود بھی لیتا ہے یہ کیسے چھوڑے گا۔ اللہ ہو فرمایا اور کہا۔ حسن ز بصرہ بلال از حبش سہیل از روم۔ ز خاکِ پاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیت۔

روایت از ملا جہان خاں۔ ایک دفعہ ہمارے گرد و نواح کے دہات میں سخت بیماری پہلی اور مرض ہیضہ کا کلیا کے میں تو بہت زور ہوا مینے حضور سے عرض کیا فرمایا کہ ہماری املی کے پتے لیجاؤ چھاچھ میں گھولو اور پلاؤ جس نے پیا اس کو آرام ہو گیا۔ ہزاروں مریض شفا پا گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہ۔ ایک دن اباجی نے فرمایا کہ کیا لکھتے ہو مینے کہا کہ بڑے بابا اور آپ کے حالات لکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ لکھکر کیا کروگے اور کیا بات لکھوگے پھر فرمایا کہ یہ بھی تو لکھو کہ سینکڑوں آدمی روزانہ آتے ہیں اور شفا پا جاتے ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از ملا جہان خاں۔ عبوض خاں۔ نور خاں۔ نمبرداران سے حضور نے فرمایا کہ جو گاؤں میں دنگہ فساد ہو رہا ہے۔ اس کو مٹاؤ۔ اور لوگوں کی صفائی آپس میں کراؤ۔ یہ فتنہ و فساد اچھا نہیں ورنہ نقصان اٹھاؤگے مگر وہ نہ مانے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ گھر گھر لڑائی شروع ہو گئی۔ بہت

آدمیوں کے مچلکہ ہو گئے اور بہتوں کو سزائیں ملیں اور دونوں نمبردار بھی معطل ہو گئے
اعوذ باللہ من غضب الاولیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین حیین الدین کرانوی ضلع مظفر نگر۔ ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ فرقہ فقرا میں جنت نام اس کا ہے کہ خواہش جنت اور خوفِ دوزخ دونوں جاتے رہیں۔ اور اپنا فرض صرف احکام کی بجا آوری شمار کرے۔ اور اسکی خواہش کو صرف اس وجہ سے ترک کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں اپنے اختیار سے باہر ہیں یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ دیکھو جب ینہ نہیں برستا تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا کی مرضی یہ ایسا کہتے ہیں اس پر اپنا تصرف نہیں جس کسی کو دنیا میں جس قدر فکر و پریشانی کم ہیں اسی قدر وہ آرام میں ہے۔ یہاں کی جنت یہ ہے۔ اور جس قدر افکار و پریشانی میں مبتلا اور جمعیت خاطر سے دور ہے یہ ہی دوزخ ہے جس قدر یہاں کم بار ہے وہاں بھی سبک بار ہے ایک مرتبہ حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر دہوپ میں ڈالوا دیا جو شخص اس وقت موجود تھے۔ ان کو حکم دیا کہ جو کچھ آج ملا ہے اس کی تفصیل بیان کرو اور اس پتھر پر کھڑے ہو کر کہو باری باری سب نے اپنا حال کہا جب مولا علی کی باری آئی تو آپنے ایک قدم پتھر پر رکھا اور فرمایا کہ نصف کھایا اور نصف خدا کے نام دیدیا یہ کہکر فوراً اتر آئے۔ حضور روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جس قدر حساب زیادہ ہے اسی قدر اسکی تفصیل طویل ہے اسے علی قیامت میں بھی حساب کا یہ ہی حال ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از ملا حیات خاں۔ ایک عورت اپنے بیمار بچہ کی دوا اور دعا کو حاضر ہوئی حضور خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر بعد مجبوراً واپس چلی گئی۔ گھر جاکر دیکھا تو اس کا لڑکا مر چکا تھا۔

روایت از نور احمد سکنہ مسیت۔ دہلی میں ایک مجذوب سے مینے تعویذ مانگا اُس نے چار آنہ مانگے اور شیرینی۔ مینے دونوں سے انکار کیا۔ اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تو زبردست پیر کا مرید ہے اچھا اپنے پیر سے کہدینا کہ اب تو بہت دن ہو گئے۔ چھٹی چاہتا ہوں۔ میں نے

حاضر ہو کر عرض کیا۔ فرمایا۔ کہ اچھا۔ جاؤ۔ چھٹی۔ رخصت اللہ کے حوالہ جب میں پھر دہلی آیا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ مولانا مولوی محمد عبد العزیز ساکن موضع محمود آباد و سرحد افغانستان۔ مجھکو ہمیشہ فقرا عظام و صوفیہ کرام سے ملنے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہونے کا اشتیاق رہتا ہے چنانچہ میں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت عبد اللہ شاہ صاحب قادری دام فیضہ کے اوصاف حمیدہ سنا کرتا تھا لیکن شنیدہ کے بود مانند دیدہ حسن اتفاق سے میں ایک روز سوندھ شریف جاکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا زمانہ حال کی خرابیوں اور مخالفین طریقت کی افترا پردازیوں کا ذکر کرتے ہوئے مینے عرض کیا مانجم اللہ والوسول معًا من لسان الوریٰ فکیف انا فصبر جمیل۔ آپ نے فرمایا واللہ المستعان علی ما تصفون رخصت ہونیکے آپ نے اپنا دست مبارک جیب میں ڈال کر چند روپے نکالے اور مجھے عطا فرمائے وہ روپے مینے بطور تبرک اپنے پاس رکھلئے اس روز سے میں یہ دیکھتا ہوں کہ جہاں کہیں جاتا ہوں پہلے سے پہلے لوگ خدمت کرتے ہیں اللہ ہو اللہ یہ حضور کا تصرف ہے میں ہمیشہ سے تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں جو جو باتیں مینے تصوف کی کتابوں میں اولیاء اللہ کی دیکھیں وہ آپ کی ذات بابرکات میں پائیں یکے از ہزار و مشتے نمونہ خروارے علوم میں مینے آپ کو یکتا پایا اور جتنے صوفیا دیکھے اکثر علوم ظاہری سے بے بہرہ ہوتے ہیں مگر آپ کو ہر طرح سے کامل و عامل پایا۔

روایت۔ از منشی سلیم خاں۔ میری بائیں آنکھ آگئی۔ تیسرے دن عشا کے وقت درد اس قدر شدت سے ہوا کہ مینے چلانا اور رونا شروع کیا۔ میرے چچا پکڑ کر حضور میں لے گئے۔ آپ نے دم کیا اور آنکھ میں تھوکدیا۔ ساری تکلیف رفع ہو گئی اور صبح تک آرام سے سویا۔

روایت از منشی سلیم خاں سکنہ سوندھ۔ مجھے دہلی میں ایک آدمی ملا اور اس نے یہ معلوم کرکے کہ یہ سوندھ کا باشندہ ہو پانچ سیب دیکر کہا کہ مولانا صاحب کی نذر کر دینا۔ میں نے راستہ

میں ایک سیب کہا لیا اور جب حضور کی خدمت میں پہنچا تو چادر کے پلہ سے چار سیب نکال کر نذر کئے اور عرض کیا کہ یہ دہلی سے ایک آدمی نے حضور کو دیئے تھے۔ فرمایا کہ لالہ یہ تو پانچ تھے میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور معافی چاہی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از فتح خاں سکنہ بیوان علاقہ نوح۔ مینے اپنی ذیلداری سے استعفےٰ دیدیا ان دنوں ڈپٹی مجھ سے سخت ناراض تھا۔ گوڑ گانوہ سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ تو نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے کیوں ضد کی۔ عرض کیا کہ آپ کے بھروسہ پر۔ فرمایا کہ نادان ایسے کام کیوں کیا کرتا ہے دو یوم تک ٹھہرا رہا۔ بھر فرمایا جا درخواست واپسی دیدے۔ عرض کیا کہ صاحب نے تو یہ کہا ہے کہ اب میرے سامنے مت آنا ورنہ بہتر نہ ہوگا۔ دادا میں گوڑ گانوہ تو چلا جاؤں گا۔ مگر صاحب مجھے خود بلائے تو اچھا ہے۔ فرمایا جا صاحب خود واپس دیدے گا۔ گوڑ گانوہ پہنچا کوٹھی کے آگے سے نکلا ہوا جا رہا تھا صاحب نے اندر سے دیکھا اپنے بہرے سے پوچھا کہ یہ کون جا رہا ہے اس کو پکڑو۔ میں تیز چلا صاحب بہادر کوٹھی سے باہر نکل آئے اور کہا کہ اسے جلد پکڑ کر لاؤ۔ بہرے نے پکڑ لیا کہ صاحب بلاتے ہیں۔ مینے باآواز بلند کہا کہ میں نہیں جاتا صاحب مجھے ضرور مارے گا اور اب میں کچھ نوکر تو ہوں ہی نہیں۔ صاحب نے سُنکر کہا کہ پکڑ لو نوکر ہے۔ بھر ہنس پڑا اور کہا کہ کل حکم جاری کر دیا ہے بدستور ذیلدار رہیگا۔ میں صاحب کو سلام کر کے خاموش کھڑا ہو گیا۔ بہرے سے کہا کہ اس کا استعفےٰ میز پر سے لاؤ اس میں جہاں منظور ہے لکھا تھا۔ وہاں استعفا نامنظور لکھدیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین کرانوی۔ ایک روز چند خدامان حضور میں حاضر تھے اور میں بھی اسی زمرہ میں شریک تھا۔ یوم الحساب کا ذکر آگیا فرمایا کہ حساب تو ضرور لیگا اور کوڑی کوڑی کا لیگا جو کچھ دیا گیا ہے اس سے انکار کی مجال کس کو ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے یہ ہی تمہارے اعضا ایک ایک بات کھول کر کہدینگے۔ ان کو تم اپنا نہ سمجھو۔ کہاں کی نکالی ہے کہ میرے، ہاتھ میرے پاؤں میری جان سے یہ تو بھائی خفیہ پولیس کے سپاہی ہیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی کا محکمہ سب کے ساتھ

لگا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ کوئی صورت خلاصی کی بھی نکل سکتی ہے فرمایا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہم تم سب اسی کی طرف رجوع کریں جو کھاؤ وہ خدا کے لئے اور جس کسی کو بھی کھلاؤ خدا کے لئے اسی کے نام پر کھلاؤ جو کچھ کرو اسی کا کام سمجھکر کرو کم سے کم یہ کہنے کو تو ہو جائیگا کہ تیری دی ہوئی نعمت کو تیرے نام سے کھایا اور تیرے ہی نام پر کھلایا۔ اور جو کچھ کیا تیری رضاجوئی کے لئے کیا۔ جس قدر بندے اپنی مخلوق سے تو نے ہمارے سپرد کئے ہم سے جتنا بن سکا ان کی خدمت کی تو مالک و خالق ہے۔ ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ؏ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

روایت ایضًا۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا کے سب جھگڑے امید سے پیدا ہوتے ہیں اگر انسان ماسوا خدا کے سب اپنی امیدیں منقطع کر دے تو دشمنی اور دوستی کا وجود مٹ جائیگا یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کسی سے خلاف توقع کوئی امر ظہور پذیر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی گلے شکوے جھگڑا ہے اور فساد۔ جب تمنا ہی مٹ گئی تو بھر رونا کیسا جو مرنے پر کمر باندھے بیٹھا ہو اس کی امید اس کے دل میں ہو اسکی ناامیدی کیا ہوگی سچ ہے ؎

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے

اس کے چھوڑنے سے تسلیم و رضا کا میدان سامنے آجاتا ہے جب تم اپنا کام سمجھکر کسی کام کو نہ کروگے تو وہی بات ہو جائے گی۔ یوں سمجھو ؎

گر کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست ؎ ور شر بر و نیز بہ تقصیر تو نیست

تسلیم رضا پیش کن و شاد بری ؎ چوں نیک و بد جہاں بتدبیر تو نیست

روایت ایضًا ایک روز ارشاد ہوا کہ وہ شہدا جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دی ہیں اور وہ عشاق جو اسکی محبت میں ساری عمر خاک بسر رہے ہیں نہ تن کا ہوش نہ جان کی پروا۔ لذائذ دنیوی سے محروم یہ سب لوگ بے حساب ہیں اور عشاق کا درجہ افضل تر ہے شہید سر جدا ہونے سے پیشتر لذائذ دنیوی سے محروم نہ تھا چند ساعتوں کی محبت اسے کام دیگئی

آنکھ بند کی اور بر لے پار۔ ساری عمر کے راگ روگ اک آن واحد میں رحمت الٰہی نے صفحۂ نامۂ اعمال سے محو کر دیئے اور گوناگوں اکرامہائے بے پایان سے سرفراز فرمایا اور اب اس کو دیکھئے کہ جیتا ہے اور پھر مردہ۔ دیکھتا ہے اور دنیا سے اندھا۔ ساری عمر کرب میں گزاری اور اُف نہ کی ؎

غازی برہ شہادت اندر تگ و پو است ٭ غافل کہ شہید عشق فاضل تر از اوست
در روز قیامت ایں بداں کے ماند ٭ کہ ایں کشتہ دشمن است و آں کشتہ دوست۔ الحمدللہ

روایت از معین کرانوی۔ ایک روز عصر کے وقت خدمت میں حاضر تھا حجرہ کے سامنے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تماکو کھا رہے تھے مجھے اتفاق سے جو موقع تنہائی کا ملا تو اپنا درد دُکھ سب کچھ کہہ سُنایا میرا یہ حال کہ طبیعت پژمردہ۔ دل نڈھال کچھ دیر تامل فرمایا پھر ایک ایسی الا اللہ کی ضرب لگائی کہ سب درد کلیجہ سے نکل گئے اور ایک راحت سی محسوس ہوئی پھر کچھ ارشاد کیا جس سے بالکل ہی تسکین قلب ہو گئی۔ رباعی

رفتم بہ طبیب و گفتم از درد نہاں ٭ گفت کہ زغیر دوست بربند زبان
گفتم کہ غذا گفت ہمیں خونِ جگر ٭ گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہاں۔ الحمدللہ

روایت ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تک توفیق حق مساعدت نہ کرے کیا بنتا ہے انسان تو من و تو کے دھندے میں پھنسا ہوا ہے ؎

بسے منزل آمد زمن تا بتو ٭ نہ شاید ترا یافت الا بتو

جب یافت پر پہنچے گا تو منزلوں کا خاتمہ۔ آپ سے آپ ہو جاوے گا۔ اس سے فقرا جو کچھ کرتے اور کراتے ہیں۔ سب میں اسی کی رضا جوئی مدنظر رکھتے ہیں اور جس سے وہ راضی ہو جائے پھر کیا تھا۔ سرکار اس کی اور وہ سرکار کے جو چاہے خرچ کرو۔ لٹاؤ۔ بخشو۔ وہاں کیا کمی۔ الحمدللہ

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ راہ صوفیا میں محبت سے زیادہ کوئی چیز قیمتی اور قابل قدر نہیں شعر

جز محبت ہرچہ بردم سود در محشر نداشت ٭ دین و دانش عرض کردم کس بچیزے بر نداشت

کسی نے کسی سے پوچھا کہ تو مجھکو کس قدر چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ اپنے دل سے پوچھ ؎

دل را بدل رہیست دریں گنبد سپہر ٭ از سوئے کینہ کینہ وز سوئے مہر مہر

یہ ہی حال رب العزت کا ہے اگر تم اس کی جانب ایک تل برابر سرکو گے وہ ہاتھ بھر۔ ایسی ہی فقرا کا حال ہے۔ اینجا تا عقیدتے نیاوری۔ ہیچ نبری۔ خوب سمجھ لو ؎

کبوتر نیستم مرغِ دلم صیاد من بشنو ٭ نہ بند و ہیچ کس جز رشتۂ الفت پر و بالم

اس پر ایک تذکرہ کسی شکستہ دل کا یاد آیا کہ موضع جہارسہ تحصیل گوڑ گانوہ میں ایک قاضی صاحب خادم فقرا رہتے تھے ایک روز اپنے دروازہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فقیر ان کے سامنے سے گزرا جس کی کمر سے ایک کتا بندھا ہوا صدہا پیوندوں کی کفنی گلے میں۔ ہاتھ میں زیل سٹر سٹر کرتا جا رہا تھا۔ قاضی صاحب نے سلام کیا محبت سے بٹھایا۔ چلم بھر کر دی۔ پوچھا کہاں سے آرہے ہو کہا پاک پٹن سے عرض کیا خوب سیر کی ہو گی کہا۔ ہاں۔ قاضی جی نے کہا وہاں ایک بہشتی دروازہ ہے اس میں سے بھی نکلے۔ کہا۔ دیکھا ضرور تھا پر اس میں سے نہیں گزرا۔ پوچھا۔ کیوں بعد اصرار بسیار بتایا کہ میاں قاضی صاحب جو شبیہ تم ہماری دیکھ رہے ہو یہ دوزخیوں کی سی ہے چونکہ ہم نے اپنے پیر کو اسی رنگ میں دیکھا تھا اس لئے ان کی یادگار میں یہ روش اختیار کی۔ اگر اس سے نکلتا اور جنتی ہو جاتا اور پیر دوزخی رہتا۔ تو مجھ میں اور پیر میں جدائی ہو جاتی دل نے گوارا نہ کیا۔ ایک نعرہ مستانہ لگایا اور یہ کہتا ہوا چل دیا ؎

ہمرہے کو تو شتاب کند ہمرہے تو نیست ٭ دل در کسے مبند کہ دل بستۂ تو نیست

کم سے کم انسان کو اتنی محبت اور خیال تو ہو۔ ورنہ عشق جس کا نام ہے بھائی وہ تو چیزے دیگر است۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از فتح خاں صاحب ذیلدار چدینی۔ میں نے ایک دن بھنگی کو دھمکایا دو چار تھپڑ مار دیئے اتفاق کی بات کہ اس کے چند روز بعد وہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا میرے مخالفوں نے مشورہ کر کے

اس کی بیوہ کو کچھ دے دلا کر بھنگی مردہ کی پسلیاں توڑ دیں جگہ جگہ زخم لگا کر پولیس میں رپورٹ کرا دی کہ فتح خاں نے بھنگی کو جان سے مار ڈالا۔ تھانہ دار صاحب نے بعد تحقیقات گرفتار کر لیا ڈاکٹری معائنہ لاش سے بھی آلات سے مارنے کا ثبوت پایا گیا۔ حکام ناراض ہو گئے شہادت قلمبند ہوتے ہی ضلع کو چالان ہو گیا۔ میری بوڑھی ماں پریشان و مضطر حضور میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا لال آپ کا غلام ہے اور حضور دادا پیر کی دعا سے پیدا ہوا میرا بچہ دشمنوں نے دار پر چڑھوا دیا۔ آج صاحب سہنہ مزید تحقیقات کیلئے آئیگا خدا سے دعا کر کے چھوڑا دو ورنہ قدم نہ چھوڑوں گی۔ بیوہ ہوں ضعیفہ ہوں اس وقت جگر میں تیر لگا ہوا ہے۔ للہ اس کو نکالو۔ حضور دیر تک خاموش رہے۔ پھر سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا پیر چھوڑ دے۔ تیرا بیٹا چھوٹ جائیگا۔ حضور نے ایک تعویذ دیا اور یہ درود شریف پڑھنے کو بتائی۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اغثنا یا رسول الثقلین انت حق منیب اللہ یہ درود شریف اور تعویذ والدہ نے ایک آدی کے ہاتھ سہنہ بھیجا دوسرے دن مقدمہ پیش ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے بیان لیکر مجھکو بری کر دیا۔ اور گواہوں کی نسبت لکھا کہ محض جھوٹی شہادت دیکر چالان کرایا گیا ہے۔ حضور کے تمام غلاموں میں مجھ جیسا نالائق شاید ہی کوئی ہو مگر جس کام کو حضور کے تصور سے کیا وہ کام سدھ ہو گیا۔ جس کے پاس گیا عزت سے پیش آیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت منقول از نواز خاں ولد الٰہی بخش سکنہ موضع دینگر ہیڑی۔ جب ہماری پلٹن جنگ افریقہ میں تھی مینے اکثر خطرناک موقع پر حضور کو بچشم خود دیکھا اور اکثر غیر قوم کے سپاہیوں نے بھی مجھ سے کہا کہ ایک ایسے کپڑے والے فقیر کو ہم اکثر خطرناک موقعوں پر دیکھتے ہیں حلیہ بھی حضور کا بعینہ بتلایا مینے کہا کہ یہ تو ہمارے دادا مولانا عبداللہ شاہ صاحب کا حلیہ ہے۔ لام سے پلٹ کر ان سے مرید ہوں گا۔ تمام سپاہیوں نے ارادہ کیا۔ اکثر اسی پلٹن کے ہندوستانیوں کے خطوط شجرہ کے طلب کے لئے آئے۔ امرت خاں وجاہت خاں کے پانچ خطوط جنگ سے آئے کہ فرنٹ لائن میں حضور کو پھرتا ہوا دیکھتے ہیں اور آپ اکثر گولیاں ہاتھ سے ہٹا دیتے ہیں۔ ہم سب لوگ آپ سے مرید ہوں گے شجرے بھیجدیجئے اور اللہ کا نام بتا دیجئے۔ چنانچہ اس کا نام بتا دیا فرمایا تم کو اجازت ہے۔ سب کو

اللہ کا نام بتا دو یہ خط مصر سے آیا اور وہیں جواب دیا گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از سفید خاں سکنہ دینگر ہیڑی پلٹن ۱۲۱ پانیر میں ملازم تھا۔ ایک سپاہی نے میرے باپ کو خبر کر دی کہ تیرا لڑکا مر گیا یہ سنکر گھر میں کہرام مچ گیا میرے والدین حاضر حضور ہوئے اور گریہ وزاری کرنے لگے حضور نے فرمایا یہ خبر غلط ہے۔ سفید خاں زندہ و خوش و خرم ہے۔ مگر ان کو یقین نہیں ہوا۔ عرض کیا دادا خط آجائے تو پوری تسکین ہو۔ فرمایا گھر جاؤ خط بھی آجائیگا۔ چنانچہ تیسرے دن خط بھی آگیا۔ اللہ کے فضل سے میں زندہ سلامت تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت رحیم خاں سکنہ چاہلکا۔ ہماری پلٹن ۱۰۷ جب موضع السنی علاقہ فرانس میں پہنچی۔ اور جس روز فرنٹ لائن میں ہمارا نمبر آیا اس روز دشمن بڑے زور پر تھا چاروں طرف سے گھر گئے۔ پریشان ہو کر پیچھے ہٹ رہے تھے اور لڑائی نہایت زور سے ہو رہی تھی چاروں طرف گولے گولیاں اولوں کی طرح برس رہی تھیں بمشکل تمام ہمنے اپنی خندق لی سب پناہ مانگ رہے تھے مینے اسی وقت اپنے مرشد کو یاد کیا چند ساتھیوں نے کہا کہ کیا وہ ایسے پیر ہیں۔ مینے کہا کہ سب ملکر کہو یا پیر عبداللہ شاہ۔ ایکدم سب نے کہا کچھ دیر بعد مینے حضور کو خندق پر کھڑے دیکھا کہ ہم کو جھانک رہے ہیں۔ مینے سلام کیا اور سب سے کہا کہ لو دیکھ لو یہ ہیں میرے پیر سب نے دیکھا اور پکارے کہ حضور دشمن نے گھیر لیا۔ اب کیا کریں دشمن سب کو مار ڈالے گا۔ فرمایا جاؤ بھاگ جاؤ اور اس خندق میں چلے جاؤ۔ میں یہاں کھڑا ہوں دشمن وہاں نہیں جائیگا ہم سب وہاں سے نکل کر اپنے سپاہیوں میں جا ملے اور دشمن وہاں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ پھر تو پلٹن نے کہا کہ ہم بھی انہیں کے مرید ہوں گے۔ یہ واقعہ افسروں کو بھی معلوم ہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از محمد عثمان خاں سکنہ سیہی ضلع گوڑ گانوہ ۱۹۵۱ء میں ہمارا رسالہ چین کی لڑائی میں گیا پیکن کے قریب جنگ کا محاذ تھا۔ میں اور کرنیل صاحب رسالہ سے جدا ہو گئے۔ ایک مقام پر چند چینی ملے جن پر ہم دونوں افسر ماتحتوں نے حملہ کر دیا چند آدمیوں کو زخمی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مکئی اور جوار کے کھیتوں میں سے بہت سے چینی نکلے اور طرفین سے بندوقیں چلنے لگیں جس وقت چینیوں کی جانب سے ایک گولی میرے سامنے آئی مینے دیکھا کہ ایک ہاتھ میرے سینہ کے آگے

ہے وہ ہاتھ میرے پیرومرشد حضور انور کا تھا۔ گولی سے میری کاٹھی کا .... پھرنا ٹوٹ گیا۔ دوسری گولی میرے گھوڑے کے سینہ پر لگی گھوڑا گرا۔ اور میں کود کر علیحدہ ہوا۔ اور پاپیادہ گولی پر گولی چلا رہا تھا۔ کرنیل بڑا بہادر تھا بولا جوان شاباش۔ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا حضور نے آواز دی کہ لوٹ جانا بہتر ہے نوبیل اپنی جگہ سے بڑھ گئے ہو۔ صاحب نے پوچھا یہ پیر باوری کون ہے میں نے کہا میرا پیر ہے۔ کہا لوٹ چلو۔ حضور کی دعا سے بخیریت تمام گولیوں کی بوچھاڑ میں سے ہم صاف نکل گئے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از نرائن داس برہمن سکنہ علاد لپور تحصیل پلول۔ میں حضور انور کا چیلا ہوں۔ کوڑھ میں مبتلا ہو گیا سب لوگ نفرت کرنے لگے حضور میں گردجی کے حاضر ہوا۔ آپ نے اپنا ہاتھ سب جگہ پھیرا اور دو پیسہ کی دوا بتائی ایک ہفتہ پی بالکل تندرست ہو گیا اور اب تک زندہ ہوں گرو ہو تو ایسا تو ہو جو سکھ دیوین۔ دکھ کو ہون کریں دور اپرادہ۔

ہے پیران داتا آپ برم سینہی سادہ۔ ہری ہر ہری ہر۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از محفوظ خاں نمبردار ہاندنکا۔ مجھے بھی جذام کا مرض تھا۔ عرض کیا میرے اوپر بھی کرم ہو۔ آپ نے دعا فرمائی اور ایک نسخہ لکھ دیا چند یوم کے استعمال سے بالکل اچھا ہو گیا میرے ہی سامنے ایک مریض غریب آدمی زمیندار سکنہ کلیا کا آیا بہت بیمار تھا آپ نے اس پر دم کر دیا اور دو دوا کا غذ پر لکھدی کہ اسے پی لیجیو اللہ شفا دیگا۔ اُسنے گھر جا کر وہی کاغذ جوش دیکر پی لیا اور دوسرے دن آیا کہ تکلیف تو جاتی رہی بھوک بہت لگ رہی ہے کیا دیا جاوے فرمایا کہ دوا پی تھی۔ کہا ہم نے تو وہی نسخہ اوٹا کر پلا دیا فرمایا کہ خوب کیا اب جو گھر میں خدا نے دیا ہے وہی کھلا دو۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت حضور نے کھوڑلبسی کے جھرنوں میں جو سوندھ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک چلہ کیا تھا۔ درمیان نصف شب کے جبکہ بیس یوم گذر چکے تھے ایک بڑی سل پتھر کی اوپر سے لڑھکتی ہوئی حضور کی جانب چلی۔ آپ نے ایک نگاہ گردن بلند کر کے دیکھا بفضل خدا اسی جگہ رک گئی حضرت فرد وقت زندہ تھے آپ مضطرب ٹہلنے لگے فرمایا خدا نے خیر کی گھر والوں نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ فرمایا میرے

مولوی عبد اللہ کو اللہ نے بچا لیا جنات نے ایک بہت بڑی گرڑ پہاڑ کی اوپر سے لڑھکا دی یکس نے کہا تھا کہ بلا اطلاع چلا جائے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از فقیر عباس علی سکنہ نزگیا ورنس۔ میری زندگی زیادہ تر فسق و فجور گذری تھی جوانی دیوانی کے ولولوں نے اندھا کر دیا تھا بارے شکر ہے کہ جلدی اس خواب بیداری سے آنکھ کھلی حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایسا حال ہو گیا ہے آپ دعا کریں تاکہ اس سے نجات ملے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ اس کا ورد کرنے سے بہ برکت ارشاد حضور منہیات سے تائب ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً میرے والد میر محمد علی صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب وہ تحصیل نوح میں چپراسی تھے میر احمد علی شاہ صاحب حافظ میرے پیر بھائی موضع اکیرڑہ تحصیل نوح میں قیام پذیر تھے میرے والد اکثر ان کی خدمت میں جایا کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میر صاحب تم سوندھ جاؤ اور حضور مولوی صاحب سے عرض کرنا کہ میں آتا ہوں میرے لئے وردی اور مکان تیار رہے چنانچہ اسی روز سوندھ آئے اور پیغام پہنچا دیا۔ حضور نے فرمایا کہ سلام کہنا اور کہدینا کہ بہت اچھا۔ سب کچھ تیار ہے۔ یہی جواب میر صاحب کو لا کر دیا۔ میر صاحب نوح سے سہنہ سہنہ سے گوڑ گانوہ اور پھر واپس سہنہ ہو کر موضع کلیا کا میں تشریف لائے کچھ دن قیام فرمایا اور بہمراہی چھوٹے شاہ صاحب اور چند دیگر ہمراہیان سمت سوندھ شریف روانہ ہوئے راستہ میں چھوٹے شاہ صاحب سے کہا کہ ہم گرودوارہ چلتے ہیں تم چلو گے فرمایا کہ سید بادشاہ کا حکم۔ پھر فرمایا کہ شاہ جی ہم کعبہ مقصود کو جا رہے ہیں چلو گے۔ چھوٹے شاہ صاحب نے وہی جواب دیا پھر فرمایا کہ لو شاہ جی ہم تو جاتے ہیں چلو گے۔ فرمایا سید بادشاہ کا حکم۔ آخر شاہ صاحب کو یہیں سے رخصت کر دیا اور خود چل پڑے حضور نے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد عظیم شاہ صاحب اور میاں محمد عمر شاہ صاحب کو کچھ دور تک میر صاحب حافظ جی اکیڑ والوں کے استقبال کے لئے بھیجا۔ کہ بھائی تم دونوں

بھائی جاؤ پیر صاحب آرہے ہیں ان سے ملو۔ بوجہ ریتلی زمین کے گھوڑا رُکا تو آپ نے اس کے کان میں کچھ کہا اور ایک ڈنڈا رسید کیا اور کہا کہ بیٹا ابراہیم چلو۔ گھوڑا سرپٹ چلا اور سوندھ آکر دم لیا گاؤں کی چوپال میں آکر اترے اور حاضر ہو کر مولانا سے مصافحہ کیا اور حضرت مجدد وقت کا دستِ مبارک سر پر رکھ لیا اور پھر ہاتھ چومے اور قدم چومے اور پھر مزار اقدس میاں صاحب قبلہ پر حاضر ہو کر بوسہ دیا۔ وہاں سے پلٹ کر چوپال میں آئے رات کو آلتی پالتی مارے دیوار کے سہارے بیٹھے بیٹھے واصل حق ہوئے صبح کو مولوی محمد عظیم صاحب آئے دیکھا تو روح مقدس پرواز کر گئی تھی خدا جانے کس وقت واقعہ گذرا۔ جسم بالکل ریشم کی طرح ملائم تھا۔ نہلایا وردی پہنا کر تجہیز و تکفین کی۔ سوندھ میں ڈہاکہ کے پاس مزار ہے جو بعد میں پختہ بنوا دیا گیا۔ اللہ اللہ مرتے دم تک بھی اولاد پیر کا کس قدر ادب ملحوظ خاطر باوجود مست ہونے کے تھا۔ اللہ ھو اللہ۔

روایت از مسکین معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ جس کو راکھے سائیاں اس کو مار سکے نا کوئی۔ سکندر صاحب کے بیٹے کی دو بیویاں تھیں۔ ایک میم اور دوسری بیگم وہ مسلمان تھی بیگم نے ایک کنواں تیار کرایا اتفاقاً کنواں بیٹھ گیا کچھ آدمی تو نکال لئے گئے اور ایک غریب مزدور اس میں رہگیا بہت ڈھونڈا کچھ پتہ نہ چلا۔ خیال کیا کہ مر گیا ہوگا اور غریب کی کون غور کرے بیگم کو دو سال بعد پھر خیال آیا کہ اس کنوئیں کو از سر نو بنوانا چاہیئے۔ وہ کنواں پھر کھدنا شروع ہوا جب جھیر گہرا کھد گیا تو ایک آواز آئی کہ آہستہ کھودنا۔ اور مٹی آہستہ اٹھانا۔ مزدور ڈرے لوگوں نے کہا کہ کیا کھا جائیگا۔ غرض بہت سہولت کے ساتھ مٹی ہٹائی گئی تو دیکھا کہ وہ مزدور آثار کے نیچے آرام سے بیٹھا ہے اس کو نکالا اور حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ یہ آثار جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو میرے آگے آگیا اور میں اسکے نیچے بیٹھ گیا پہلے تو طبیعت گھبرائی پھر ہوا آپ سے آپ آنے لگی کوئی شخص آتا تھا اور مجھکو مزیدار حلوا کھلا جاتا تھا۔ نہ بھوک نہ پیاس نہ پیشاب نہ پاخانہ۔ ایک غنودگی سی ہر وقت رہتی تھی آج تمہاری آواز آئی تو میں چلایا۔ اب صحیح و سالم موجود ہوں یہ ہیں اس کی قدرت کے کرشمے۔ اللہ ھو اللہ۔

روایت۔ از سید محسن شاہ صاحب۔ ایک روز یہ غلام خدمت میں حضرت فرد وقت کے بیٹھا ہوا تھا فرمایا کہ محسن شاہ۔ جہاں جایا کرو فقراء کی تلاش کر کے ان سے ملا کرو اس وقت اس کا باعث معلوم نہ ہوا۔ اور یہ ارشاد ایسا نقش کالحجر ہوا کہ ۳۶ سال تک میرا یہی شغل رہا جہاں جاتا فقیروں کی تلاش کرتا اور ان سے ملتا وہ بھی نہایت محبت سے پیش آتے تھے کیونکہ بلا امید کسی مطلب کے ان کی خدمت میں صرف خدا کے واسطے ملتا اور سلام کے لئے حاضر ہوتا ایام ملازمت میں بھی یہ شغل ترک نہ ہوا اور میری ایک عادت ثانیہ بنگئی بڑے بڑے فقراء ملے ۱۹۱۹ء میں جب میرا رسالہ کوہاٹ میں تھا مینے بخدمت حضرت مجدد وقت مولانا مولوی عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ اور استدعا کی کہ یہاں سے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام مکھڈ شریف ہے وہاں پر حضرت غوث الاعظم کی اولاد کے چند مزارات ہیں اگر اجازت ہو تو زیارت کر آؤں۔ عریضہ کا جواب ملا کہ محسن شاہ یہ تو ایک دہت ہوئی ہم تو اسے ناپسند کرتے ہیں کہاں کا آنا کہاں کا جانا لگایا ہے کام کرو کام اسی روز سے اس کو ترک کیا اور یہ عادت ایسی چھوٹی کہ اب بھول کے بھی خیال نہیں آتا اس چھتیس سال کے عرصہ میں حسب ذیل بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جن کے نام یاد ہیں وہ تحریر کرتا ہوں اور بہتوں کے نام بھول بھی گیا۔ خواجہ خدا بخش صاحب چشتی سنگڑی رح قاضی سلطان محمود صاحب قادری گجراتی خلیفہ اخون صاحب صاحب۔ سید احمد قادری باجوڑی خلیفہ اخون صاحب رح حکیم محمد صدیق صاحب چشتی قادری قندہاری۔ مولوی رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دیوبندی شیخ عبد الحق عرف خاموش شاہ قادری کاندہلوی۔ نیک عالم شاہ صاحب نقشبندی مجددی نظام الدین حسین صاحب چشتی بریلوی۔ شاہ بہاؤالدین صاحب نقشبندی مجددی امروہی مہاجر مکی۔ آغا سید محمد جان صاحب نقشبندی مجددی قندہاری۔ آغا میر جان صاحب نقشبندی مجددی پشینی مولوی عبد الحق رح صاحب نقشبندی ابو العلائی پٹنی۔ سید محمود رح بغدادی قادری چشتی سید احمد شاہ رح صاحب نقشبندی پغمانی۔ عبد اللہ شاہ صاحب قادری چشتی لاہوری رح

مولوی نبی بخش صاحب قادری چشتی ملتانی رح مولوی عبدالغفور قادری سندھی۔ میاں شاہ جی صاحب اللہ آبادی۔ شاہ محمد بشیر صاحب الہ آبادی۔ قاضی محمد اسمٰعیل صاحب چشتی منگلوری۔ حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی قادری چشتی۔ شاہ بہارالدین صاحب قادری رح شاہ عبدالغفور صاحب نقشبندی ابوالعلائی یوسف پوری۔ شاہ ابوالخیر صاحب نقشبندی مجددی دہلوی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب افغان نقشبندی مجددی۔ مولوی وجیہ الدین صاحب افغان چشتی۔ حافظ یار محمد صاحب قادری سہارنپوری۔ جناب سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نقشبندی انبالوی۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی رح عین القضا صاحب نقشبندی لکھنوی شاہ نجم الدین شاہ صاحب رح نقشبندی فتحپوری۔ شاہ ظہورالاسلام صاحب نقشبندی فتحپوری مولوی نور احمد صاحب ملتانی فتحپوری۔ حافظ ممتاز صاحب قادری میرٹھی۔ حافظ عظمت اللہ صاحب بڈہانوی نقشبندی مجددی۔ سائیں یونس علی شاہ صاحب رسول شاہی۔ سید حیدر شاہ صاحب چشتی شاہ پوری۔ عبدالرحمٰن صاحب رح قادری کچھوی۔ میر علی حسین صاحب رح چشتی کچھوچوی مولوی رشید احمد صاحب انبیٹھوی۔ میانجی محمد یعقوب صاحب خان پوری۔ حافظ محمد عظیم صاحب نقشبندی مجددی دہلوی۔ محمد احمد صاحب سہروردی اٹاوی۔ بستان شاہ صاحب رح چشتی کابلی۔ بستان شاہ صاحب رح نقشبندی مجذوب ہاپڑی۔ شیر خاں صاحب چشتی ہوشیارپوری بابا پیر ماہی صاحب رح قادری سیالکوٹی۔ رسالدار میجر بہادر مرزا عبداللہ خاں صاحب نقشبندی مجددی وزیرآبادی۔ ابراہیم شاہ صاحب مجذوب میرٹھی۔ علی بخش صاحب رح مجذوب دہلوی مولوی محمد یعقوب صاحب رح دیوبندی مولانا صغیر حسین صاحب رح دیوبندی قادری۔ مولانا شیرازی صاحب نقشبندی مجددی سومیروی رح سید ابراہیم صاحب قادری بغدادی رح۔ معصوم افغان صاحب رح اجمیری۔ مجذوب داتا کلن شاہ صاحب رح سہنوی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رح گولڑوی چشتی رح سید جماعت علی شاہ صاحب رح مجددی نقشبندی سیالکوٹی۔ مجذوب خوشیابی صاحب مجذوب جہلمی رح ناظر محمد یحییٰ صاحب میرٹھی رح اور بہت سے بزرگوں اور مجذوبوں سے ملا ہوں

افسوس ان کے اسمار گرامی یاد نہیں رہے اللہ پاک ان سب پر اور ان پر جن کے اسمار یاد نہیں ہیں رحم کرے اور اپنے فضل و کرم سے داخل دارالسلام کرے آمین۔ بعد وصال حضرت مجدد وقت جہلم تک یہ غلام سوندہ شریف میں مقیم رہا۔ اس وقت خود بخود اس ارشاد کا عقدہ کھلا اللہ و غنی۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ ایک مرتبہ سوندہ شریف حاضر ہوا۔ حضور حجرہ کے سامنے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے مینے سلام عرض کیا اٹھ بیٹھے۔ ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں کچھ دیر بعد فرمایا کہ محسن شاہ

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

اور اپنا چادرہ مبارک پیٹھ کے پیچھے سے گذار کر فرمایا کہ ایک تسمہ بنوالو یا چادر اس طرح سے باندھ لیا کرو۔ اور پھر ایک شغل افضل الشغل تعلیم فرمایا۔ اور کہا کہ بھائی خالی پیٹ اور ٹھنڈ کے وقت کرنا ورنہ بھرے پیٹ پر اگر کروگے تو خون آنے لگیگا۔ اس تعمیل ارشاد عالی میں بہت سے واقعات ایسے پیش آئے جس کو یہ حقیر برائے از دیاد رزق و شوق لکھتا ہی اگرچہ یہ لاشئہ محض کسی قسم کی قابلیت نہیں رکھتا مگر بصورت انما الاعمال بالنیات۔ میں تو جیسا ناکارہ ہوں۔ ہوں۔ ممکن ہو کہ طالب حق کو شوق طلب ہو اور یہ عاجز داخل ثواب ہو۔ سید نیک عالم شاہ صاحب مجددی نقشبندی سے پہلے میری ملاقات بمقام وزیرآباد پنجاب میں ہوئی۔ بموقعہ انتقال رسالدار میجر بہادر عبداللہ خاں مجددی نقشبندی رح سید صاحب مجھ سے بہت محبت کرنے لگے اور مجھکو بھی ایک قسم کا انس پیدا ہوگیا جس سے اسی اثنار میں رخصت لی اور سید صاحب کو اپنے ہمراہ سرونہ لے آیا کچھ دنوں قیام فرماکر وطن مالوف کو تشریف لے گئے۔ بزمانہ قیام سرونہ میرے استاد حافظ عظمت اللہ صاحب بڈہانوی نقشبندی مجددی نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ تیس سال سے لطیفہ نفس میں گھرا ہوا ہوں عروج بند ہے شاہ صاحب نے عصر سے مغرب تک بقاعدہ نقشبندیہ توجہ دینی شروع کی اور حافظ صاحب کو درجہ ولایت کبرٰی تک کا سلوک طے کرادیا اور خلافت اور اجازت لکھدی۔ دو سال بعد سید نیک علی شاہ صاحب کا محبت نامہ ان کے وطن سے

اپنی علالت کی اطلاع اور میری طلبی میں آیا چونکہ سر دہنہ سے ان کا وطن بہت دور تھا اس سے وہاں جانا اور دشوار امر معلوم ہوا پھر دوسرا خط آیا اور لکھا کہ میں تم کو کسی دنیاوی غرض سے نہیں بلاتا اللہ کے واسطے بلاتا ہوں تم فوراً چلے آؤ والد صاحب سے میں نے مشورہ کیا چونکہ والد مرحوم درویشوں کے صحبت یافتہ تھے فرمایا کہ فوراً چلے جاؤ چنانچہ میرٹھ سے ریل میں سوار ہوکر جہلم پہنچا اور جہلم سے سواری پایا ہو اس کوہستانی ملک میں کبھی پیادہ پا کبھی سواری پر سولہ کوس کا فاصلہ طے کرکے قبل از نماز مغرب گوہڑوا شاہ صاحب کے گاؤں میں پہنچ گیا شاہ صاحب اپنے مکان میں علیل تھے میں نے اطلاع کرائی شاہ صاحب اندر سے اٹھکر آئے اور مجھ سے بغلگیر ہوکر ملے اور یہ شعر پڑھا ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

کچھ دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر اپنے چھوٹے بھائی رکن عالم شاہ صاحب کو فرمایا کہ ایک جزدان میں ایک کتاب رکھی ہوئی ہے اور ایک ہیرا سبز کنٹوپ جو اس جزدان پر رکھا ہے لے آؤ۔ وہ لائے آپ نے جزدان میں سے وہ کتاب نکالی اور مجھکو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس کتاب کا نام مرصاد العباد ہے کہ جو تمہارے مورث اعلیٰ میر نجم الدین کبریٰؒ کی تصنیف ہے کہ جس کو محض تمہاری خاطر کشمیر سے نقل کرکے لایا ہوں تم کو دیتا ہوں اور نیز تمہارے جدی طریقہ کے اشغال واذکار بھی تم کو بتلاتا ہوں اس کو سیکھلو اور اجازت بھی تم کو دیتا ہوں اگر کوئی طالب ہو تو اس کو بتلا دیا کرو چنانچہ میرے جدی طریقہ کے اشغال ایک ایک کرکے مجھے بتلائے اور خود کرکے دکھائے اور پھر مجھ سے کرائے اور سلسلہ کبرویہ کا شجرہ بھی عنایت فرمایا اور وہ سبز کنٹوپ بھی عطا کیا اور ایک چادر سفید والد صاحب مرحوم کے لئے دیا کہ جب کبھی دربار وغیرہ میں جایا کریں کمر سے باندھ لیا کریں۔ شب کو قیام کرکے وطن واپس آیا اور چند روز ٹھیر کر سونڈھ شریف حاضر ہوا اور ان تمام معاملات کی اطلاع زبانی حضور مجدد وقت سے عرض کی اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ان اشغال کو کروں ورنہ نہیں حضور نے خوش ہوکر فرمایا کرو۔ یہ تم کو سید صاحب

کی جانب سے فیض ہوا ہے۔ عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیسا فیض ہے کہ کچھ محسوس نہیں ہوتا تبسم فرماکر یہ فرمایا کہ اسی طرح پہنچتا ہے کوئی بوجھ کی پوٹ نہیں ہوتی جو معلوم ہو۔ جب کروگے اسکی برکات تمہارے شامل ہوں گی۔ پھر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اشغال کو لکھکر دربار میں دیدوں فرمایا اچھا لکھکر دیدو۔ تفصیل اشغال معہ شجرہ طیبہ کبرویہ ذیل میں عرض کرتا ہوں اس کو کبرویہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت میر نجم الدین صاحبؒ کبریٰ خازمی علاقہ بخارا مورث اعلیٰ فقیر محسن شاہ کے ہیں۔ وہو ہذا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شغل اول۔ بلا حرکتِ زبان لفظ مبارک اللہ را بحرکت سر بر دل ضرب زند۔

دوم۔ بلحاظ پاس انفاس لفظ مبارک اللہ وقتیکہ دم فرو رود بر دل ضرب زند و وقتیکہ دم بالا کشد لفظ مبارک ہو برآید بلا لحاظ معنی۔

سوم بطریق بالا۔ اللہ حاضری اللہ ناظری۔ اللہ معی بکند تا کہ ذکر استیلا یابد۔

چہارم۔ چار زانو نشستہ ہر دو کفان دست را بر زانوہا چو نشستی نہادہ زنخداں را بر زانوئے چپ چپانیدہ بزبان خیال لا را۔ از زانوئے چپ کشیدہ بر زانوئے راست بخط مستقیم آرد و اِلٰہ را سر از زانوئے راست برداشتہ بر دوش راست آرد و اِلَّا اللہ را بر دل ضرب زند بلا لحاظ معنے۔

پنجم۔ بہ نشستِ بالا۔ لا۔ نیست۔ اِلٰہ۔ ہیچ معبودے کہ لائق پرستش باشد اِلَّا اللہ مگر معبودے برحق۔

ششم۔ بہ نشست بالا۔ لا۔ نیست اِلٰہ۔ ہیچ مقصودے و مطلوبے اِلَّا اللہ۔ مگر اللہ

ہفتم بہ نشستِ بالا۔ لا۔ نیست اِلٰہ از سر تا پا۔ ہیچ متحرک اِلَّا اللہ مگر اللہ۔

ہشتم۔ بہ نشست بالا۔ لا۔ نیست اِلٰہ از قاف تا قاف ہیچ موجودے اِلَّا اللہ مگر اللہ ب۔ م۔ ث۔ ا۔ لا۔ د۔ ر۔ ی۔ ا۔ +

نہم۔ لا۔ نیست۔ اِلٰہ۔ از تحت الثریٰ تا عرش کے موجود اِلَّا اللہ مگر اللہ۔ ب۔ م۔ ث

ا۔لا۔د۔ر۔ی۔ا+

دھم۔ بطریق نقشبندیہ لا را از زیر ناف کشیدہ تا دماغ رساند و الّا را از دماغ تا دوش راست آرد و اِلّا اللہ را بر دل ضرب زند۔

یازدھم بجلسہ نیم حدادی یعنی اکڑوں نشستہ لفظ مبارک اِلّا اللہ را از زیر زمین کشیدہ بالا آورد۔

دوازدھم در جلسہ حدادی تام لفظ مبارک الّا اللہ را از زیر زمین خمیدہ شدہ کشد چنانکہ اندر رکوع روند و باز بصورت قیام راست شود و از بالا پائیں برد از تحت الثریٰ تا بالا عرش و از عرش تا تحت الثریٰ۔

سیزدھم۔ نیست ہیچ موجودے مگر اللہ موجود است بلا لحاظ۔ معنے تصور صورت مکتوبی لفظ مبارک محمد صلے اللہ علیہ وسلم را در جمیع موجودات و در ذات خود تصور کند خصوصًا وقت سجدہ درین شغل حاجت ہیچ جلسہ و نشست نیست۔

پانزدھم۔ چہار زانو نشستہ بطریق مذکور۔ زنخداں را بر زانوئے چپ چسپانیدہ "ھو الاول" بر زانوئے راست "ھو الآخر" بر دوش راست "ھو الظاہر" و بر دل ھو الباطن را ضرب زند۔

شانزدھم۔ بطریق مذکورہ بجلسہ نشستہ زنخداں را بر زانوئے چپ چسپانیدہ اللہ بر زانوئے راست اللہ بر دوش راست اللہ بر دل اللہ ضرب زند۔

ہفتدہم۔ بطریق قادریہ بجلسہ مذکورہ نشستہ زنخدان بر زانوئے چپ چسپانیدہ لاکون بر زانوئے راست ولا مکان بر دوش راست ولا اَنَا اِلّا اللہ بر دل ضرب زند۔

ھشتدھم۔ بجلسہ مذکورہ نشستہ بطریق چشتیہ زنخدان را بطریق بالا بر زانوئے چپ چسپانیدہ کجا ہے بر زانوئے راست اِجا ہے بر دوش راست کہاں ہے۔ یہاں ہے بر دل ضرب زند۔

یہ سب اشغال تخیلی ہیں زبانی نہیں ہیں۔ خیال سے کرنا چاہیئے۔ زبان نہ ہلائے۔

شجرہ طیبہ

عاجز محسن شاہ۔ از سید نیک عالم شاہ گوہڑوی ماذون و مجاز میاں محمد صاحب ترانی کشمیری وایشاں از میاں احمد صاحب ترانی وایشاں از شاہ ابو سعید صاحب دہلوی وایشاں از سید منور وایشاں از فرح الدین قلندر وایشاں از شیخ عبدالسلام قلندر وایشاں از مرزا کمال الدین بدخشی وایشاں از حبیب اللہ عطار۔ وایشاں از شیخ یعقوب داد وردی۔ وایشاں از شاہ قاسم حقانی۔ وایشاں از سید علی بید واری وایشاں از شیخ رشید الدین بید واری۔ وایشاں از شیخ عبداللہ برزش آبادی۔ وایشاں از شیخ اسحاق قسطلانی وایشاں از سید علی ہمدانی وایشاں از شرف الدین محمود مزدقانی۔ وایشاں از علاؤ الدولہ سمنانی وایشاں از شیخ عبدالرحمن ثقرانی وایشاں از شیخ احمد ذاکر جور فانی وایشاں از شیخ رضی الدین علی لالا وایشاں از مجد دین وایشاں از حضرت شیخ نجم الدین کبرا وایشاں از شیخ اسمٰعیل قصری وایشاں از محمد مال کیتل محمد بن داؤد۔ وایشاں از ابو العباس ادریس ابو القاسم وایشاں از یعقوب طبری وایشاں از عبداللہ ابن عثمان وایشاں از یعقوب نہر جوری۔ وایشاں از ابو یعقوب تموثی وایشاں از عبد الواحد ابن زید وایشاں از کمیل بن زیاد وایشاں از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ وایشاں از رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الحمد ہو اللہ۔

روایت از سید محسن شاہ صاحب۔ ایک دفعہ حضور میں حاضر ہوا بڑی شفقت سے ارشاد فرمایا کہ محسن شاہ رات کو اندھیرے میں بیٹھ کر شغل سلطان محمود کیا کر۔ وہ میدان سیر بے حد وسیع ہو جاویگا اور صبح کو بارہ تسبیح لا الہ الا اللہ اور چار تسبیح اللہ۔ اور چھ تسبیح اللہ ہو کی پڑھا کر و اور حزب البحر جسکو میں ایک عرصہ سے پڑھتا تھا شومیٔ قسمت سے وہ چھوٹ گئی تھی۔ جس وقت ۱۹۱۴ء میں جنگ فرانس کو جانے لگا فرمایا کہ بھائی حزب البحر کیوں چھوڑ دی اسے بھی پڑھتے رہو آجکل ضروری ہے۔ جب سے تا ایندم قضا نہیں ہوئی۔ غلام کے حال پر کس قدر کرم تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضًا جنگ فرانس کا جب میرے لئے حکم ہو چکا تو خود بخود طبیعت پر ایک قسم کا حزن

ملال سا محسوس ہوا۔ ایک ہفتہ کی رخصت لیکر حضور میں حاضر ہوا۔ صاحبزادہ میاں محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کہ بعد از مغرب چلیں گے۔ صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا حضور دعا فرمائیں کہ یہ حکم منسوخ ہو جائے۔ فرمایا کہ بھائی جہاں کا آب و دانہ ہے اور قدم جانے ہیں ضرور کھائیگا اور وہاں جائیگا۔ بعد از ان ایک نظر توجہ اس عاجز کے حال پر فرمائی اس سے غنودگی سی طاری ہوئی۔ پندرہ منٹ اس حالت میں گزرے آنکھ کھولی تو کوئی غم و حزن دل پر نہ پایا۔ اور یہ دل میں آیا کہ جنگ میں صف اول میں شریک ہوں دوسرے روز حضور سے دریافت کیا کہ جنگ کا اہل خدمت بتایا جائے تاکہ وقتاً فوقتاً اس سے ملتا رہوں فرمایا ہمیں معلوم نہیں کوئی ہوگا جو تم کو مل جاویگا۔ بعد اختتام رخصت چھاؤنی جالندھر پہنچا رات کو عشا کے بعد چارپائی پر لیٹا ہوا جاگ رہا تھا کہ ایک صورت نظر آئی اور کان میں یہ آواز محسوس ہوئی کہ یہ صورت جو دکھلائی گئی ہے جنگ کا اہل خدمت ہے۔ آخر دسمبر ۱۹۱۴ء میں فرانس کو روانہ ہو گیا جس وقت ریل میں سوار ہوا خیال آیا تو اپنی عیال و اطفال کی محبت میں بہت منہمک تھا اور ایک دم ان کو نہیں بھولتا تھا۔ یہ تازیانہ عبرت ہے۔ تیرا توکل ذات باری پر نہ تھا اب وہ گھر کہاں اور اس کے متعلقین کہاں۔ پیاری بیوی جان سے زیادہ عزیز بچہ فاخر کہاں ہے غرض ایسا حال ہو گیا کہ اس کو بھلاؤں موت کا خیال کیا اور تیسرے دن بمبئی پہنچا تو خیال گزرا کہ آج تیجا ہے چوتھے دن جہاز پر سوار ہوا اور پانچویں دن لنگر اٹھا دیا گیا۔ سوا اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا کہ اوپر ہوا کا سمندر اور نیچے پانی کا پچیس دن بعد مارسیلز پہنچا کیمپ میں گیا دوسرے ڈاکٹری ملاحظہ ہوا ہسپتال میں دو ہندوستانی سپاہی کچھ دلچسپ ذکر کر رہے تھے کہ اس کیمپ میں ایک بہت بڑا درویش ہے اوصیف زبان سب اس کی تعظیم کرتے ہیں مینے ان سے دریافت کیا کہ کہاں ہیں اور کون ہیں جواب دیا کہ رسالہ ۵ کے نمبر سوار ہیں۔ دوسرے روز میں اور رسالدار اعظم خاں رسالہ ۲۲ سکنہ نگر گوہانہ فقیر صاحب کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ شاہ صاحب اپنے ڈیرہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ معتقدین اردگرد تھے جب میں قریب پہنچا سلام کیا وعلیکم السلام کہکر میرا نام لیا اور کہا کہ محسن شاہ

تم ہی ہمارے رسالہ کی مدد کو آئے ہو عرض کیا جی ہاں۔ بہت تپاک سے مجھے بٹھایا اور کمر پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ فرنٹ پر نہیں جائیگا۔ اعظم علی خاں نے عرض کیا کہ میں ایک پیر سے لنگ کرتا ہوں اور پیدل نہیں چل سکتا میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ میں بھی فرنٹ پر نہ جاؤں کچھ جواب نہیں دیا تھوڑی دیر بیٹھکر ہم چلے آئے۔ اس ملک میں میوہ جات کی کثرت سے پیداوار ہوتی ہے خصوصاً بادام و انگور کی تو بہت ہی کثرت ہے اس لئے لوگ باگ تحفہ میں ان کو یہ ہی چیزیں پیش کرتے تھے اسلئے ان کے پاس ڈھیر رہتا تھا۔ ہر تیسرے چوتھے روز بہت سا میوہ دیجا سکتے دو تین ماہ بعد دل میں یہ امنگ پیدا ہوئی کہ فیلڈ میں آئے بھی اور لڑائی کا لطف نہ دیکھا۔ کوئی پوچھیگا تو کیا بتائینگے شام کو شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا بلا میرے اظہار کے فرمایا فرنٹ وچن نوں تینڈا دل منگدا ہے۔ ہلاوے سین پر بیلا دل آسین کیا آپ کا دل فرنٹ پر جانے کو چاہتا ہے بہت اچھا جلد بلالیں گے دوسرے روز فرنٹ کو ایک دستہ جا رہا تھا ایک انگریز نے جو میرے ساتھ جہاز میں تھا کرنیل سے درخواست کی کہ رسالدار محسن شاہ کو میرے ساتھ کر دیا جاوے کرنیل نے انکار کیا کہ تم رسالہ دیگر کے ہو تمہارا اس سے کیا تعلق ہے اس انگریز نے اور دو تین انگریزوں کی سفارش اٹھائی۔ کرنیل صاحب نے ایک بجے دن کے مجھے بنگلہ پر بلایا کہ فلاں صاحب تم کو اپنے ہمراہ فرنٹ پر لیجانا چاہتا ہے ہمارا ارادہ نہ تھا۔ خیر ہم تم کو بھیجتے ہیں۔ جلد واپس آجاؤ گے اور یہ چٹھی اس کرنیل کو دینا تاکہ وہ تم کو جلد واپس کر دے۔ مارسیلز سے دوسرے روز روانہ ہوا۔ تو اس انگریز نے ہنسکر کہا کہ رسالدار صاحب اب مارسیلز کی شکل نہ دیکھو گے اور واقعی ان ایام میں یہ ہی حال ہو رہا تھا۔ کانزا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔ شبانہ روز سفر ریل کے بعد منزل مقصود پر پہنچا۔ ریل سے اتر کر ۵ میل اور سفر کیا عین میدان جنگ میں پہنچ گیا چوبیس گھنٹہ برابر دنا دن توپوں کی آوازیں کانوں میں گونجتی تھیں۔ اور بندوق کی آوازوں کا تو ان میں کہیں پتہ نہ چلتا تھا۔ آٹھ یوم تک یہ ہی گرم بازاری دیکھی العظمت للہ بڑی سخت جنگ وقوع میں آرہی تھی وہ چٹھی کمان افسر کو دیکر بعد میں جرنل صاحب کو خبر کی انہوں نے حکم دیا کہ محسن شاہ کو واپس کر دو

جب مورچوں سے بغرض آرام واپس آئے تو اسی روز ہم کو مارسیلز واپس کر دیا۔ اس میدان جنگ اور آنے جانے میں صرف انیس روز صرف ہوئے ایک روز شاہ صاحب تشریف لائے اور کہا کہ بھائی لوگوں نے تنگ کر دیا میں واپس ہندوستان کو جاتا ہوں۔ مینے کہا آپ تشریف نہ لیجائیں آپ کے رہنے سے تو یہاں برکت ہے۔ فرمایا تو جو یہاں ہے مینے اپنی ناقابلیت کا اظہار کیا فرمایا نہیں اب تم کام کروگے۔ تیسرے دن وہ ہندوستان واپس چلے گئے۔ بفحوائے قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند۔ اسی روز سے تمام کاربار کیمپ کا میرے سپرد کیا گیا۔ لاکھوں مخلوق خدا کا انتظام اور یہ عاجز غلام پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ جو دل میں آیا وہ کیا اور ہو گیا۔ جو زبان سے نکل گیا وہ ہو گیا بڑے انگریز ملنے آتے اور خوشنودی مزاج کا ذکر کرتے اور بڑے بڑے فوجی انتظامات بلا میرے مشورہ کے طے نہ ہوتے۔ اور سرکاری طور سے ایسا معتبر اس حقیر کو سمجھتے تھے کہ فوجی رازوں کو جو کسی کے سامنے بھی بیان نہیں کئے جاتے ان کو مجھ سے کہا جاتا۔ اس وقت تک یہ سارا کھیل میری سمجھ سے باہر ہے گویا یہ ایک خواب تھا جس کو بیداری میں دیکھا مجھے ہندوستان آنیکی کوئی امید نہ تھی ۱۵ دسمبر سنہ چھوٹے میاں صاحب محمد عمر شاہ مدظلہٗ کا والانامہ پہنچا جس میں تحریر تھا کہ آج حضرت قبلہ مجدد وقت صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ محسن شاہ سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ صحیفہ کو پڑھتے ہی طبیعت پر ایک شگفتگی سی پیدا ہوئی کہ اب تو ضرور واپس ہندوستان جائے گا دوسرے ہی دن کرنیل صاحب نے مجھے بلایا اور خود بخود کہا کہ ہم تم کو ہندوستان بھیجنا چاہتے ہیں۔ مینے عرض کیا کہ جب تک جنگ ختم نہ ہوگی میں ہندوستان نہیں جاؤں گا کرنیل صاحب نے کہا کہ نہیں تم نے یہاں سرکار کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے دوسرے تم ضعیف ہو ہندوستان جاکر آرام کرو۔ دوسرے روز جرنیل صاحب نے بعد ملاحظہ ہندوستان جانے والوں میں میرا نام درج کر دیا۔ بہ برکت دعا حضور ہر ایک بلا سے محفوظ رہا۔ اور تمام نظم و نسق کا کام مجھ سے لیا گیا اور باعزت تمام ہندوستان بھیجا گیا یہ سب کچھ حضرت کا تصرف تھا ورنہ من آنم کہ من دانم۔ خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اور ماجرائے گذشتہ عرض کیا۔ سینہ سے لگایا اور کرم بخش

از بیش فرمایا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ ایک مرتبہ عرس حضرت فرد وقت میں حاضر ہوا دسویں تاریخ کو بعد از ظہر دیکھا کہ ایک شخص حاجی سلیمان مجذوب بھاگا چلا آرہا ہے جب وہ مہمان خانہ کے پاس پہنچا تو دریافت کیا کہ حضور مولانا صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں میں نے کہا کہ حجرہ مبارک میں مجھ سے کہا کہ لیچلو چنانچہ آپ کو حضور میں لے گیا اس نے سلام علیک کی حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ حاجی سلیمان نے عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں ایک فیصلہ کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ فرمایا کہ کیا۔ کہا کہ میرٹھ کی چھاؤنی کے رسالہ میں میرے بھائی بند ہیں میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں وہاں پر ایک مجذوب پڑا رہتا ہے وہ مجھکو نہیں گھسنے دیتا گالیاں دیتا ہے حضور چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کا عصا آپ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اٹھاکر اس کی نوک سے زمین میں کھود لگائی اور یہ فرمایا یوں ٹھیس دیجو نکل جاویگا۔ حاجی سلیمان مجذوب بہت خوش ہوا اور چارپائی کی برابر لیٹ گیا شام کو پھر عرض کیا اس کی تسلی کر دی شب کو قریب دو بجے حاجی سلیمان نے مجھکو اٹھایا اور کہا کہ جو باتیں حضور نے مجھ سے فرمائی تھیں اس کو مینے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اور مجھکو میرٹھ کا حاکم بھی بنا دیا ہے اب میں نہیں ڈروں گا۔ صبح ہی حاجی سلیمان رخصت ہو گئے اور وہ مجذوب جب سے حضور نے لکڑی کی ٹھیس دی تھی نکل گیا۔

روایت۔ ایضاً۔ ایک مرتبہ دہلی سے ہاپڑ کو جا رہا تھا اس گاڑی میں مولوی عبدالحی صاحب جو پٹنہ کے باشندہ تھے سوار تھے اور رام پور کو جا رہے تھے۔ ہاپڑ تک انہوں نے ایسی توجہ ڈالی کہ مجھے کچھ ایک ہفتہ تک سدھ بدھ نہ رہی۔ اس معاملہ کی اطلاع حضور میں دی ارشاد ہوا کہ یہ تو ایک قسم کا فیض ہی کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً: ایک مرتبہ حضور سے رخصت ہو کر دہلی پہنچا اور سائیں یونس شاہ صاحب خلف شاہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلی سے ملا آپ کی تعریف مجھ سے چھوٹے میاں محمد عمر شاہ مدظلہ نے بہت کی تھی کچھ آم بطور تحفہ کے لئے گیا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج ہمارے

پاس پیسے نہ تھے اور بچے آم مانگ رہے تھے خدا نے بھجوا دیئے۔ پھر خادم سے فرمایا کہ حقہ بھر کر لاؤ اور میری تواضع کی میں بدیں خیال کہ سائیں صاحب میرے دادا پیر کے صاحبزادے تھے ان کے روبرو حقہ پینے سے معافی چاہی۔ تھوڑی دیر بعد خادم سے پانی مانگا۔ اس میں سے آدھا پیکر باقی کے لئے مجھ سے کہا کہ پی جاؤ۔ مینے کھڑے ہو کر تین گھونٹ میں وہ پانی پی لیا میرے ادب کرنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے خادم سے فرمایا کہ دیکھو یہ ہمارے باپ کے مرید کے مرید ہیں کیسا مودب ہے اور ان کے پیر کی کیسی عمدہ تعلیم ہے یہ فرماکر سائیں صاحب آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ ہمارے گھر کا تھا وہ تو سوندھ پہنچگیا۔ ہم تو یوہیں معرا ہیں ہمارے پاس کیا رہگیا ایک شجرہ ہمارے پاس ہے جو ہم کو بہت عزیز ہے اگر تمہارا دل چاہے تو وہ ہم تم کو دیسکتے ہیں عرض کیا بہت بہتر پھر طریقہ چشتیہ کا شجرہ عطا فرمایا اور محبت سے رخصت کیا۔ وہاں سے میرٹھ آیا اور اپنی گذشتہ کیفیت حضور میں لکھکر روانہ کی تحریر فرمایا کہ یہ بزرگوں کا فیض ہے اور ان کا انعام اس کی برکتیں تمہارے شامل حال ہوں۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ میرے چھوٹے بھائی کالپی میں نائب تحصیلدار تھے۔ ان سے ملنے کے لئے جانے کا اتفاق کالپی میں ہوا۔ چونکہ حضرت قطب اکمل جناب میر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کالپی میں ہے اس لئے فاتحہ کے واسطے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ میر سید محمد صاحبؒ اور ان کے صاحبزادہ میر سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار برابر برابر ہیں بعد فاتحہ درمیان میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ غنودگی طاری ہوئی اور اسکے بعد ایک جھٹکا سا لگا۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک شخص سانولے رنگ نحیف الاندام کھڑے ہوئے فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ بعد انصراغ مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ کہا میرٹھ سے یہاں کیسے آنا ہوا۔ کہا میرا بھائی یہاں پر نائب تحصیلدار ہے ان سے ملنے آیا ہوں اور چونکہ یہ حضرات میرے سلسلہ قادریہ کے بزرگ ہیں اسلئے فاتحہ کو حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے اپنا نام میاںجی عیسٰے بتایا اور کہا میں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ پھر یہ کرم کیا کہ مکان پر مجھ سے ملے اور ایک کتاب سے ایک نسخہ نکال کر دیا جس پر آفتاب لکھا

ہوا تھا اور کہا کہ یہ سونا بنانے کا نسخہ ہے یہ میں تم کو بخوشی خود دیتا ہوں مینے امداد غیبی سمجھ کر لے لیا اور اسکے اجزا جمع کرنے چاہے کہ اتنے ہی میں کوئٹہ بلوچستان سے خبر علالت حضرت قبلہ والد صاحب ملی گھبرا کر جلد یا دہلی سٹیشن پر ہینڈ بیگ میں حمائل شریف قلمی اور وظائف اور وہ نسخہ اور ستر کے نوٹ رکھے ہوئے تھے گم ہوگیا اسی وقت یہ بات ذہن میں آئی۔ کہ محسن شاہ یہ سارا کام جسکو تو کرنا چاہتا تھا خلاف مسلک طریقت تھا یہ تصرف حضرت مرشدی ہے اس نسخہ کی دردسری سے بچگیا اور اسی نقصان پر ٹلی ورنہ اور ہوسوں کی طرح تو بھی اس مرض میں گرفتار ہوجاتا۔ توبہ استغفار کی جب اس کا خیال گیا اور اب جو سوچتا ہوں تو اس کا نتیجہ بہ طفیل مرشدی نکلا کہ ؎ کیمیا گر بغصہ مردہ برنج ٭ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج۔

فضل ایزد اور کرم بزرگان سے آج خدا نے اس قدر دیا کہ اس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ ہمارا رسالہ ملتان میں تھا میں جمعرات کے دن سب مزاروں پر فاتحہ پڑھنے جایا کرتا تھا۔ ایک دن شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے مزار سے فاتحہ پڑھکر ان کے پوتے شیخ رکن الدین نور عالم کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ وہاں پر ایک صاحب مراقب بیٹھے ہوئے تھے مینے بھی فاتحہ کے واسطے دست دعا بلند کیا۔ صاحب مراقبہ کو ایک جھٹکا سا لگا اور ان کی آنکھ کھل گئی۔ میری طرف دیکھکر کہا کہ محسن شاہ ہم نے مولوی نبی بخش قادری چشتی سے تمہاری بہت تعریف سنی ہے اور میں حیران کہ آجتک ان کو کبھی نہیں دیکھا یہ مجھ سے کیسے واقف ہیں چند منٹ باتیں کیں اور چلے گئے۔ میں بھی فاتحہ سے فارغ ہوکر مولوی نبی بخش صاحب کے پاس گیا اور یہ سب کچھ بیان کیا اور کہا کہ مینے ان کو کبھی نہیں دیکھا وہ کون تھے۔ مولوی صاحب نے تبسم فرماکر کہا کہ وہ تو خود ہی صاحب مزار تھے۔ اللہ۔ اللہ یہ مرے مرشدوں کا طفیل ہے ورنہ میں کہاں اور ایسے بزرگوں سے ایسی حالت میں گفتگو کرنا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از معین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی محمد حیات صاحب دہلوی صاحب نسبت آدمی تھے توکل پر گزارا کرنا چاہا۔ کشمیری دروازہ باہر ایک مسجد ویران میں جا بیٹھے ایک دن پورا

گذر گیا کوئی نہ آیا۔ اور ایسے ویرانہ میں کہ مسجد کا صحن بالکل خس و خاشاک سے پُر تھا۔ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی وہاں کون آتا۔ غرض یہ کہ دس یوم گذرے کچھ نہ ملا۔ فقیر تھے اور فاقوں کی عادت تھی جھیل گئے۔ دسویں دن ایک بندر آیا اور ایک تھیلی جس میں باجرہ کے دانے بھنے ہوئے تھے ڈال کر چلا گیا تھیلی اٹھالی اور کہا کہ انسان ہوں مولا مرے کبوتر نہیں ہوں اسی شام سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور اس قدر ہوئی کہ مسجد تو گلزار ہو گئی اور بیسیوں آدمی ان کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور کمی نہیں آتی تھی۔ بعض وقت اللہ جل جلالہ اپنے بندوں کی ضد کو بھی قائم رکھ لیتا ہے سچ ہے جو اس کا ہو جائے سب اسکے ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از محسن شاہ۔ حضور انور بارہا فرماتے کہ طالب حق کی تلاش ہے مگر نہیں آتا۔ بانگ می آید کہ اے طالب بیا۔ محسن شاہ جیسے طالب صادق کو پیر کی تلاش ہوتی ہے۔ اسی طرح پیر کامل کو طالب صادق کی تلاش رہتی ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ۔ سالار بخش سکنہ سناری حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میرے واسطے دعا کریں کہ میں ذیلدار ہو جاؤں آپنے فرمایا اچھا بھائی ہم دعا کرتے ہیں انشاء اللہ تم ذیلدار ہو جاؤ گے۔ احقر نے کریم بخش سکنہ بادلہ کی چند بار سفارش کی اور طالب دعا ہوا۔ فرمایا کہ پہلے حاضر ہو کر سالار بخش کے لئے دعا کرا چکا ہے۔ اب اگر سالار بخش منظور نہ کرے تو پھر کریم بخش ذیلدار ہو جاوے گا۔ کریم بخش صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملا اور صاحب نے اس سے وعدہ کر لیا اور بمقام تاڈرو اس سے پھر کہا کہ تم کو ذیلدار مقرر کرینگے تحصیل و تھانہ سے بھی کریم بخش کے موافق رپورٹ تھی گویا مسل نصف کے قریب کیا بلکہ پوری پوری مکمل ہو چکی تھی کہ یکایک حاکم کے دل میں خیال آیا قلم روک لیا اور کہا پرسوں فیصلہ دیا جاویگا۔ صاحب کمشنر بہادر نے ایک چٹھی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیجی اور ذیلداری کا بحق سالار بخش فیصلہ ہوا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مولوی عبدالرحیم ہیڈ ماسٹر قصبہ حسن پور تحصیل پلول۔ میرے مکان کے ملحق ایک

مہاجن کا مکان تھا چوروں نے میرے مکان میں سے اسکے مکان میں نقب لگائی اور اس نقب کے ذریعہ سے اسکے مال چوری ہو گئی۔ مہاجن نے تھانہ میں رپٹ کی سب انسپکٹر صاحب اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو وہاں موجود تھے موقع پر آئے اور اس چوری کا کل الزام مجھپر رکھا گیا اور سب یہ کہیں کہ ایسے آدمی اور یہ پیشہ، اس پر یہ کرتوت۔ صاحب نے بھی کہا کہ تم لوگ ڈاکو ہو تھانہ دار سے کہا کہ بعد تحقیقات ان کا چالان کرو۔ ہم دونوں بھائی اسی بلا میں مبتلا تھے پریشان ہو کر سوندھ آئے۔ حضور نے فرمایا کہ آجتک بندہ خدا کبھی ایک خط بھی خیریت کا نہ بھیجا اب مطلب آیا تو دوڑ کر آئے سو جھی معافی چاہی اور طالب دعا ہوا کہ اس آفت ناگہانی سے بچائے۔ فرمایا اچھا دُعا کرتے ہیں اللہ فضل کریگا۔ وہاں سے چل کر حسن پور پہنچے اور پولیس کی گرفتاری سے چھپکر جمنا کے کہادر میں رہ گئے خاموش بیٹھے تھے کہ ہم نے دو سوار گزرتے دیکھے اس میں ایک بصورت خادم اور دوسرا بصورت مخدوم تھا جب میں نے پوچھا تو خادم نے عرض کیا کہ میرا نام راج شاہ ہے یہ سردار دوجہاں ہیں تیرے رونے کی آواز سنکر ادہر تشریف لے آئے۔ جب تم کو تسلی دیدیگئی تو اب گھبراہٹ کس بات کی ہے یہ کہا اور غائب ہو گئے۔ میں نے بھائی کو تھانہ دار کی خیر خبر کے لئے بھیجا۔ تو معلوم ہوا تو وہ گھوڑے سے گر کر سخت زخمی ہوا اور اسکے بچنے کی امید نہیں ہے اس کو ہسپتال پہنچایا اور تفتیش بند ہو گئی پھر ہمسے کسی نے کچھ نہ پوچھا البتہ میرا تبادلہ تنزلی پر تاوڑو کا ہو گیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ اپنے دروازہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ ہندو مسافروں کا ایک گروہ ہر ہر کرتا ہوا آپ کے سامنے سے گزرا پوچھا بھائی کہاں جا رہے ہو کہا ہردوار۔ فرمایا کہ ہر کے دوارہ تو ہم بھی چلیں گے یہ کہکر وہیں سے ساتھ ہو لئے۔ چند مریدین بھی ہمرکاب تھے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مندر میں ٹھاکر جی کی مورتی براجمان ہے آپ کو تنہائی کا موقع وہاں مل گیا آپ چوزانو ہو بیٹھے۔ نظر ڈالی ہو گئیں جب چار آنکھیں اس بت سے پیر کو سب شکایت مٹ گئی سارا گلہ جاتا رہا۔ بت ابولا اور آواز آئی کہ اس سے پہلے کبھی یاروں کو اس رنگ میں بھی دیکھا ہے عرض کیا کہ سجدہ

کروں ندا آئی کہ ہیں کیا کرتا ہے ایسا نہ کرنا مارا جائیگا چپ چاپ مسجد سے گھر آکر دم لیا اور برسوں تحیر میں رہے بات تو صرف اتنی ہے کہ چاہنے والا ہونا چاہئیے معشوق کی گرم بازاری تو سب جگہ ہے ؎

ہر مرغ باغ تیری تسبیح پڑھ رہا ہے ۔۔۔ ہر برگ کی زباں سے سنتا ہوں نام تیرا اللہ اللہ

روایت۔ از مولوی عبدالجبار ساکنہ رنگون۔ میں بعزم حج بیت اللہ شریف بمبئی سے بغداد شریف گیا حضرت بڑے پیر صاحب کے سجادہ نشین صاحب مدظلہ سے بیعت ہوا۔ پیر صاحب نے کچھ زبانی پڑھنے کو بتایا اور کچھ ہدایتیں لکھکر عطا فرمائیں وہاں سے مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور پھر مدینہ منورہ میں راہ میں بغداد سے نکلتے ہی بدوؤں نے مال کے ساتھ وہ کاغذ بھی لوٹ لیا ہر چند ان کی خوشامد کی کہ یہ کاغذ تو دیدو نہ دیا بمشکل تمام بمبئی پہنچا وہاں معلوم ہوا کہ سجادہ صاحب بغداد سے بمبئی آئے ہوئے ہیں تلاش پر معلوم ہوا کہ حیدرآباد تشریف لے گئے وہاں پہنچا تو آپ بھوپال کو روانہ ہو چکے تھے۔ پھر زاد راہ اکھٹا کیا اور بھوپال پہنچا میری بدقسمتی سے آپ بھوپال سے بارادہ بغداد بمبئی روانہ ہو چکے تھے وہاں سے جس طرح بن پڑا دہلی آیا۔ پریشان طبیعت شب کو روتا روتا سو گیا خواب میں دیکھا کہ میرے مرشد سجادہ نشین صاحب بغداد ایک بزرگ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں میرا ہاتھ پکڑ کر سجادہ نشین صاحب نے ان بزرگ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور فرمایا کہ مت گھبرا ان کی خدمت میں جا یہ ہمارے ہیں اور ہم ان کے ہیں پھر آنکھ کھل گئی تن بہ تقدیر ڈھونڈھنا شروع کیا جہاں کہیں گیا گوہر مقصود نہ ملا۔ بہت جگہ ہر پھر کر دہلی آیا اور یہ ورد کیا کہ مسافر خانہ کا گشت بلاناغہ لگاتا ایک مرتبہ اسی جستجو میں چکر لگا رہا تھا تو ایک مسافر نے پوچھا کس کی تلاش ہے میں نے حال کہا ؏

کس نمی گویدم از منزل آخر خبرے ۔۔۔ صد بیاباں بگذشت و گرے در پیش است

تب وہ بولا کہ ایسا حلیہ تو میاں صاحب سوندھ والوں کا ہے میں نے راہ پوچھی تو کہا دہلی سے گوڑگانوہ اور وہاں سے سہنہ اور سہنہ سے جو پہاڑ کی گھاٹی جاتی ہے وہ تین کوس چلا کر تم کو سوندھ پہنچا دیگی اس قدر خرچ میرے پاس موجود تھا وہیں سے روانہ ہو گیا اور یہاں سوندھ حاضر ہوا تو ان آنکھوں

نے وہ کچھ دیکھا کہ جن کے انتظار میں اب تک بھٹکتی پھرتی تھیں قدم بوس ہوا دل باغ باغ ہو گیا ثمر مقصود مل گیا مہمان خانہ میں آرام کیا۔ شام کو بلا کر فرمایا کہ اپنا حصہ لیجاؤ۔ کچھ زبانی پڑھنے کو بتایا اور کچھ لکھکر دیا وہ ہی ہدایتیں بجنسہ تھیں جو حضرت سجادہ صاحب نے تحریر کر کے دی تھیں۔ الحمد للہ

روایت۔ از مسکین معین الدین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ توکل علی اللہ۔ اور توکل علی الخلق میں بڑا فرق ہے۔ عام طور پر جو آجکل توکل برتا جا رہا ہے اسی دوسری فتق کی شاخیں ہیں ایک شخص کچھ کام کرتا ہے اور اس کے نتائج خدا کے سپرد کر دیتا ہے یہ بھی ایک توکل ہے۔ دوسرا شخص کمانے کے اسباب نہیں ڈھونڈتا اور ایسی جگہ اپنی نشست رکھتا ہے جہاں سے بقدر ضروریات اس کی حاجتیں پوری ہوتی رہیں۔ خدا کی مخلوق اسکے ساتھ سلوک ہوتی اور وہ دلجمعی سے یاد بود میں مصروف رہتا ہے۔ تیسرا شخص ایسا ہے نہ کماتا ہے نہ بولتا ہے چپ چاپ گوشہ میں صبر کئے بیٹھا ہے لوگ باگ اس کی ضروریات کو ترس کھا کر پورا کر دیتے ہیں اور وہ بھی اس کے لینے یا قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا اور یہ فعل اس کا حدیث کے بالکل موافق ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا کہ یہ اس شخص کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ حاجتمند ہو آپ نے فرمایا کہ تم اسے لیلو جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس آئے اور تم کو لالچ نہ ہو اور نہ تم نے سوال کیا ہو تو اسے لیلو اور نہ تم اسکے پیچھے اپنا جی دوڑاؤ اور بسیوں ایسی مثالیں ہیں یہ سب توکل علی الخلق ہی کیونکہ اس میں اس کے بندہ کو مخلوق سے امداد پہنچنے کی امید وابستہ ہے۔ توکل علی اللہ کرنا تو خاص خاص اسکے برگزیدہ بندوں کا حصہ ہے۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلیؒ سفر حج کو روانہ ہوئے اور مریدوں نے بھی ہمراہی کے لئے عرض کیا۔ فرمایا کہ بھائی ہم تو یہ سفر توکل پر کرینگے۔ عرض کیا بہت بہتر اس میں مریدین نے کہا کہ اب تک بھی تو ہمارا گذارا توکل ہی پر ہے۔ پہلی منزل پر پیر نے حکم دیا کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا کچھ آدمی تو حضرت کے ساتھ یہاں کم ہو گئے۔ دوسری منزل پر ارشاد ہوا کہ بھائی کوئی کچھ دے تو تم مت لینا۔ خواہ وہی دینے والا کتنی ہی خوشامد تمہاری کیوں نہ کرے اس کے بعد سفر میں صرف ایک حضرت شیخ کی ذات باقی رہگئی۔ یہ ہو توکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلاً۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مظلہٗ موضع مسیت میں ایک عورت رائی بی قاری عبدالرحمٰن صاحب کے کنبہ میں تھی۔ اس عورت کو قاری صاحب کا بھتیجا بہت تکلیف دیتا تھا اور اس غریب کا سامان بھی وقت بے وقت چرا لیتا تھا وہ عورت حاضر حضور ہوئی اور واقعہ اپنی تکلیف کا بیان کیا اور کہا کہ قاری صاحب اپنے بھتیجے عبداللہ کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی ایذا رسانی میرے صبر سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ غریب بے کس بے بس کا کوئی والی نہیں بنتا۔ حضور نے قاری صاحب سے کہا کہ تم اور تمہارا بھتیجا کیوں رائی بی کو تکلیف دیتا ہے۔ قاری جی جس کا وارث کوئی نہو اس کا وارث کون ہوتا ہے قاری جی نے عرض کیا کہ خدا۔ فرمایا تو سمجھ لو اور باز آجاؤ ورنہ خطا کھاؤ گے قاری صاحب اقرار کر کے چلے گئے مگر عبداللہ باز نہ آیا اور وہ بھی اُڑ پکڑے اس کی حمایت کرتے رہے۔ آخر ساتا نے تنگ آ کر دعوی کر دیا۔ کشن پرشاد تحصیلدار نوح قاری جی کے معتقد تھے وہ سفارشی ہوئے کچھ ایسا پیچ آ کر پڑا کہ قاری جی کو تحصیلدار نے حوالات میں بھیجدیا۔ نور احمد پسر قاری جی صاحب دوڑا ہوا حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور دعا فرماویں اس کا تو مجھے ایسا افسوس نہیں ہوا الا اس امر کا سخت رنج ہے کہ میاں کریم بخش نے راستہ میں مجھے ٹوکا کہ باؤلے سوندھ کیوں جا رہا ہے وہاں کیا رکھا ہے اُن سے اپنا خلیفہ تو چھڑایا ہی نہ گیا اس رنج نے مجھے گھلا دیا ہے دو یوم سے روٹی نہیں کھائی فرمایا کہ جا روٹی کھا لے قاری جی مکان پر آ گئے ہوں گے۔ تم مکان جاتے ہوئے کریم بخش سے کہتے جانا کہ قاری صاحب تو خدا معلوم چھوٹیں یا نہ مگر تو ہوشیار رہو۔ نور احمد موضع ہاولہ میں کریم بخش سے یہ کہتے ہوئے مسیت چلا گیا۔ چار دن بعد ایک ڈاکہ پڑا اور اس میں کریم بخش ماخوذ ہوا اور بعدالت ڈپٹی عابد حسین صاحب اس کا چالان ہوا پھر کیا تھا ہوش اڑ گئے ماں دوڑی دوڑی حضور میں آئی اور بہت روئی۔ بیٹی فرمایا کہ ان آدمیوں میں ایک بے گناہ شخص ہے اس کے طفیل اور ساتھ میں تیرا بیٹا بھی چھوٹ جائے گا تیسرے دن ضمانت لیکر چھوڑ دیا پھر تو خود بھی حاضر ہوا اور معافی چاہی آخر بمشکل تمام ڈپٹی صاحب نے یہ کہکر چھوڑا کہ اب تو خود مجھے معلوم نہیں کہ تجھے کیوں چھوڑتا ہوں پھر اگر میری عدالت میں آ گیا تو بلا سزا نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ تبقریب گونا جناب اخی معظم حضرت مولوی محمد عظیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ عاجز و نور محمد وغیرہ سوندھ سے روانہ ہو کر دہلی پہنچے اور اگئیں ہمارا یہ مشورہ ہوا کہ واپسی کے وقت دہلی کی سیر کرینگے جب لوٹے تو ہمارے ٹکٹ بھائی صاحب قبلہ کے پاس تھے۔ نور احمد نے ٹکٹ مانگے تو آپ نے ٹکٹ نہیں دیئے اور کہا کہ کیا فضول بات ہے۔ ہم نے نور محمد کو دوبارہ بھیجا پھر بھی ٹکٹ نہیں دیئے اتنے ہی میں گاڑی چلدی نور احمد بھاگ کر چڑھنے لگا۔ تو بابو نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔ ہم نے بحالت اضطراب یا پیر یا پیر مدد مدد پکارنا شروع کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر گاڑی لوٹ کر پلیٹ فارم پر نہ پہنچی تو پیر سے نذرانہ واپس لے لیں گے اور بتاشہ بھی پھیر لینگے ہمارا آدمی رہگیا خدا کی شان دو فرلانگ سے گاڑی لوٹی سب کو حیرت تھی کہ یہ کیا ماجرہ ہے جب پلیٹ فارم پر گاڑی پہنچی تو نور محمد لپک کر سوار ہو گیا اور گاڑی چلدی جب ہم لوگ سوندھ پہنچے۔ تو حضور ٹہل رہے تھے ہمنے سلام کر کے قدم چومے فرمایا کہ بھائی اپنا نذرانہ و شیرینی واپس لے لو یہ کیا بچوں کا کھیل مقرر کیا ہے۔ عبدالرزاق نے عرض کیا مصیبت تھی نہ کہتے تو کیا کرتے۔ وہ تنہا رہگیا تھا ہم سب پھر قدمبوس ہوئے اور معافی چاہی جب بہت مشکل سے معافی دی یہ ہے تصرف شیخ۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین معین الدین کرانوی عرصہ کا ذکر ہے کہ ایک روز میں اور منشی نصیب خاں صاحب حضور میں حاضر تھے اور کوئی حجرہ شریف میں نہ تھا ہمنے عرض کیا کہ حضور نے صرف تہجد کیلئے فرمایا تھا اور منشی صاحب نے اس قدر تسبیحیں میرے سر تھوپ دی ہیں کہ مشکل سے پوری ہوتی ہیں ملاحظہ ہو۔ بارہ تہجد۔ اور تین وتر۔ دو تسبیح درود شریف۔ دو کلمہ شہادت۔ دو کلمہ طیبہ۔ دو الا اللہ۔ دو یا اللہ۔ دو اللہ۔ دو اللہ ہو۔ اور دو ہو کی کچھ ٹھکانا ہے۔ فرمایا کہ بھائی تم درویش بجان درویش جہاں اتنی پڑھتے ہو وہاں استغفار کی اور پڑھ لیا کرو۔ عرض کیا یا مرشد اب تو کبھی بھول کے بھی نہ کہوں گا۔ چنانچہ حسب معمول برابر پڑھتا رہا ایک عرصہ کے بعد پھر عرض کیا کہ بوڑھا ہو گیا ہوں کام میں تخفیف چاہتا ہوں متبسم ہو کر ارشاد کیا۔ کہ بھائی ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کرو دیکھو خدا فرماتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کہ تم مجھکو یاد کرو تا کہ میں تم کو یاد کروں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از سید محسن شاہ صاحب۔ جب حضور سرد ہنہ تشریف لے گئے تو سید زمرد علی شاہ خادم حضور نے دعوت کی۔ تو وہاں پر زوجہ سید احمد علی شاہ جو حضور سے بیعت ہوئی تھیں نے عرض کیا کہ رات کو جب میں تہجد کے لئے اٹھتی ہوں تو بہت خوف دامنگیر ہوتا ہے فرمایا کہ جہاں ڈرتی ہو وہاں یہ بھی تو خیال کر لیا کرو کہ یہاں اللہ بھی تو موجود ہے۔ مساۃ مذکورہ نے مجھ سے بارہا تذکرہ کیا ہے کہ جب سے حضور کا یہ ارشاد ہوا ہے مطلق ڈر معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ صاحبزادہ خلیل الرحمن صاحب کی شادی میں میاں قاری احمد جان اور بچہ وغیرہ سہنہ سے موٹر کار میں بطرف پلول روانہ ہوئے۔ حقیر پر تقصیر اور عبدالرشید، ملا جہان خان، ل خاں جعفر شاہ صاحبان وغیرہ شیر علی خاں کی لاری میں بیٹھے۔ حضور کی موٹر کار شفاخانہ پلول پر کھڑی پائی۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ عبدالغفار صاحب کمپونڈر نے برات کی دعوت کی ہے اور حضور کی لاری کو اس نے روکا ہے۔ بڑی محبت سے دعوت دی اور پلاؤ زردہ قورما وغیرہ خوب پکائے بعد انفراغ طعام حضور کی موٹر کار تیزی سے روانہ ہوئی۔ اور نیز ہماری لاری بھی پلول سے ڈیڑھ میل پر پہنچے تو لاری رک گئی۔ دیکھا بھالا۔ پر لاری ایک قدم بھی نہیں سرکتی ڈرائیور نے کہا کہ پیمان کہیڑہ تک کیسے پہنچیں گے۔ ل خاں نے کہا کہ ارے ملاں تو اپنے رنگے ہوئے کپڑے کیوں نہیں پہنتا۔ حضور نے فرمایا ہے۔ جب میں نے سنا تو تقاضا کیا کہا شرم آتی ہے۔ میں نے کہا تعمیل حکم پیر لازمی ہے۔ تین فرلانگ چلے ہونگے کہ انجن کا پنکھا ٹوٹ گیا۔ میں نے ذہن میں حضور کا تصور کیا اور لاری ڈرائیور سے کہا کہ یا مرشد کہکر چلا۔ گاڑی چل پڑی ہیسرو پہنچے فیروز خاں اور امرت نے بارات کو دعوت دی اور بعد نماز عصر پیمان کہیڑہ پہنچے سرحد پر گاؤں والے اور آس پاس کے زمیندار معہ سمدھی کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہ حقیر حضور کی موٹر کے ساتھ پیدل چل رہا تھا آگے چل کر موٹر رکی سب نے نذریں پیش کیں اور عقیدتمندانہ مودب کھڑے تھے ایک جم غفیر ہوتا گیا۔ گویا ایک شاہی دربار ہے اس سماں کو دیکھکر مجھ پر رقت طاری ہوئی ایسا جلال بیشتر کبھی نہ دیکھا تھا چنانچہ حضور اترے قیام فرمایا بعد نماز عشا کا دنگی مغرب سمت سے کسی کے رونے کی آواز دردناک لہجہ میں آئی دریافت

پر معلوم ہوا کہ یہاں ایک مجذوب پھرا کرتا ہے وہ رو رہا ہے دوسرے روز فقیر نے ایک چبوترہ پر نماز عشا پڑھی وہاں پر ایک وجیہ جوان عمر میواتی مجذوب بیٹھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تو موئے میاں صاحب سو۔ ملا دے) میں نے اقرار کیا اور کہا چل حضور میں خود جا کر میں نے عرض کیا کہ کوئی مجذوب ہے وہ سلام کرنا چاہتا ہے فرمایا کہ اچھا حاضر ہوا اسلام کیا۔ پوچھا کیا نام ہے کہا وہوپ شاہ پھر پیر دبانے لگ گیا آپ نے فرمایا کہ اسے مٹھا دید و بیٹھ جائیگا۔ موڑھے پر بیٹھکر پھر پیر دبانے لگا۔ فرمایا کہ وہوپ شاہ تیرو رو ہیا میں بہت من لاگے ہے۔ جی میاں صاحب میرو وا میں بہت من لاگے۔ حضور ہنس پڑے پھر کہا کہ مری کہتی بدلی کر دے فرمایا جت تو چاہے عرض کیا اجمیر یا پلیا اڑی۔ فرمایا۔ تھوڑو سو وٹٹ جا۔ اچھا۔ عرض کیا بہت اچھا۔ فرمایا اچھا جاؤ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ جنگ میں جانے کے لئے جب میں تیار ہوا تو فرمایا کہ علاوہ دعا حزب البحر کے پانچ دفعہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھکر جسم پر پھونک لیا کرو یَا اَکْرَمُ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ حَادِثِ الْعُمَمِ۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ ابتدائے ملازمت میں ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ فرمایا کہ جب گھوڑے پر سوار ہوا کرو یہ پڑھ لیا کرو۔ گھوڑا ہی گر جائے گا۔ تم نہ گرو گے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ چنانچہ ملازمت پر اس کا ورد رکھا۔ جس دن پڑھنی یاد نہ رہتی گرے بدون نہ رہتا۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یا حفیظ یا سلام امان اللہ کہکر دم کیا کرو اس کو بڑا برکت والا پایا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً بعد حصول پنشن خاندانی لوگ مجھ سے بغض سا رکھنے لگے اور طرح طرح کے الزامات جھوٹے لگائے تنگ ہو گیا۔ حضور میں عرض کیا فرمایا ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو چنانچہ اس کی برکت سے تمام آفات سے محفوظ رہا۔ ایسا فضل الٰہی ہوا کہ کوئی بھی تکلیف نہ دے سکا اَللّٰھُمَّ قَھِّرْ اَعْدَائِیْ وَشَتِّتْ شَمْلَھُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَھُمْ وَقَلِّبْ تَدْبِیْرَھُمْ وَخَرِّبْ دُنْیَاھُمْ وَبَدِّلْ اَحْوَالَھُمْ وَقَرِّبْ اٰجَالَھُمْ وَقَصِّرْ اَعْمَالَھُمْ وَشَاغِلْھُمْ بِاَبْدَانِھِمْ وَخُذْ ھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ۔ اللہ

روایت از مسکین معین الدین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ خدا تو ازلی ہے اور اسکی مخلوق ابدی۔ اگر اس کی ابتدا معلوم نہیں تو اس کی انتہا کا بھی پتہ نہیں۔ آج اس عالم میں ہے تو کل دوسرے عالم میں باپ کی پیٹھ سے لیکر آخر دم تک کیسی کیسی صورتیں پلٹیں۔ روح جسد خاکی کو چھوڑ کر موت کی کھڑکی سے نکل کر عالم برزخ میں پہنچی۔ یہاں سے دوسرے عالم میں اور وہاں سے تیسرے میں کیا ٹھیک ہے اس کے بنائے ہوئے عالموں پر کون احاطہ کر سکتا ہے رب العالمین اس کا نام ہے اس کے سوا سب کو موت ہے۔ بادہ نچے جسے وہ چاہے (دوہا)

جاپ مرے چھپا مرے اور انحد بھی مر جائے ؎ نام نرنجن نہ مرے جو ہر دے مانہہ سمائے۔ اللہ اللہ

روایت از سید محسن شاہ۔ ایک دفعہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میاں غازی الدین شاہ کے مزار پر جانا چاہتا ہوں۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ شہر بھرت پور کے باہر گلال کنڈ پر ان کا مزار ہے فاتحہ پڑھ آؤ۔ چنانچہ میں بھرت پور گیا اور میاں غازی الدین شاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر چلا آیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از چودہری رحمت خان سکنہ پونہانہ۔ میرا سالہ ایک مقدمۂ قتل میں معہ دیگر ملزموں کے ماخوذ ہوا۔ میں نے حاضر ہو کر دعا طلب کی۔ حضور نے فرمایا چھوٹ جائے گا۔ مگر اس کو سزا ہوئی دوبارہ حاضر ہوا عرض کیا حضور سزا ہو گئی۔ فرمایا اپیل کرو چھوٹ جائے گا۔ اپیل میں سالا وہ بری ہو گیا اور دونوں ملزم بدستور سزایاب ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ حضرت محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ ملا احمد خاں صاحب نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ چالیس سال سے غلامی میں حاضر ہوتا ہوں لیکن آج تک سند غلامی عطا نہیں ہوئی۔ بڑا سفر درپیش ہے نہ ٹکٹ نہ سواری نہ زاد راہ۔ پیدل چلنے کی ہمت نہیں گردن پر بوجھ ہے۔ حضور نے سینہ سے لگا کر اپنا لعاب دہن انگلی سے ان کے منہ میں لگا دیا اور فرمایا کہ جاؤ الصمد کے بھروسہ پر سفر کرو ٹکٹ ہم نے دیدیا ہے کوئی تم کو روکنے والا نہیں ہے یہاں سے رخصت ہو کر اپنے وطن بستی بگراسی پہنچے۔ اور جان شیریں قضائے ازل کے سپرد کی اور اس طرح گئے کہ خلا سب کو لیجائے۔ کلمہ طیبہ جاری تھا

اور بعد مرگ بھی جنازہ اٹھانے والے میت سے آواز کلمہ سُن رہے تھے۔ بستی والوں کا بیان ہے کہ ملا احمد خاں صاحب نے اپنی چادر لوگوں کو اڑھا کر حضور کی زیارت کرادی۔ اللہ ہو اللہ

روایت عاجز معہ چند آدمیوں کے ملا موصوف کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے گیا۔ باہر نکلا تو مزار کا چپہ چپہ چراغان سے پر ہو رہا تھا چند لوگوں کو دکھایا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ روشنی مصطفےٰ خاں نے کرائی ہوگی جب ان سے پوچھا تو وہ انکاری ہوئے۔ کیا لوگ تھے سبحان اللہ وبحمدہٖ

روایت از مسکین معین الدین کرانوی۔ ایک روز عرض کیا کہ کھیل کود میں بچپنا گذرا۔ جوانی امنگوں میں کٹی اب بڑھاپا آگیا سستی اور کاہلی کا زمانہ۔ محنت سے دل چُرتا ہے اور ہماری حالت یہ ہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ درد دل کس سے کہیں امتداد زمانہ سے بال سیاہ سفید ہو گئے۔ اور بچپنے کی معصومیت کا سادہ دل سیاہ پڑ گیا ؎

درد دل من نہفتنی نیست ۔۔۔ ویں درد دگر کہ گفتنی نیست

بگذشت بہار وانشد دل ۔۔۔ ایں غنچہ مگر شگفتنی نیست

ارشاد ہوا کہ بھائی فقرا کے یہاں تو کو سے تو ہے یہاں تو اسی کا سارا کھیل ہے۔ سو خواہ جاگو اٹھو یا بیٹھو۔ چلو پھرو کھاؤ پیو۔ اسکی پروا نہیں البتہ تو تو والے کی جانب رہنی چاہیئے (دوہرہ)

جوں تریا پی ہر لسے اور سرت رہے پیو مانہہ ؎ ایسے جن جگ میں رہے گور کو بھولے ناہ۔

ہر اور گر دونوں دل کو دیکھتے ہیں تو گر کا اور گر ہر کا۔ پھر سب ایکم کار۔ اس لئے صوفیہ دل کی صفائی کرتے ہیں اور اسی کے لئے تاکید پر تاکید آئی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خبردار ہو جاؤ کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے۔ جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف۔

جب وہن لاگی پی کے سنگ ؎ تنتا سیلا ایک ہی نگ ؎ پھر کیا سو جیسے ایسا دلیا + ناچن نکلی گھونگٹ کیسا

روایت ایضاً۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ سب چیزوں کا لطف جوانی کے ساتھ ہے جب یہ

نہ رہی تو کچھ نہ رہا ؎

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی ہٹ گئی ؛ وہ امنگیں مٹ گئیں وہ ولولہ جاتا رہا

کھیلنا۔ کودنا۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا غرض ہر چیز جوانی کی بہار میں اچھی معلوم ہوتی ہے اور اس وقت کی عبادات و ریاضات بھی اور وقتوں سے زیادہ وزنی ہوتی ہے۔ ؎

جو ہر کی ہے چاہنا مدہ کے دن لے ہاتھ ؛ دھیان میں پوری کرے ساد ہنا ہمیں ساتھ

جب جوبن سب ہو چکا پھر ہو کیسا نیہ ؛ بھولا پھرے کسان جو کاتک مانگے مینہ

روایت از صاحبزادہ میاں محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ بعض دفعہ گھر سے اگر کوئی چیز ایسی پک کر آتی۔ جو حضور کی سمجھ میں نہ آتی۔ تو آپ ان سے دریافت فرماتے جب تک معلوم نہ کرتے نہ کھاتے۔ خورد و نوش میں بھی آپ اس قدر حضرت قبلہ مولانا مرشدیؒ پاس شریعت رکھتے تھے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ کھانے سے پہلے اکثر پوچھ لیتے تھے تب ہاتھ بڑھاتے دیکھو صحیح بخاری شریف جلد سوم پارہ ۲۲ کتاب طعام حدیث ۳۵۹

روایت ایضاً حضور جبکہ سخت بیمار تھے اور تکیہ کے سہارے آپ کی نشست تھی اس وقت بھی آپ کی پیروی شریعت کا یہ عالم تھا کہ باوجود تکلیف کے بے سہارے بیٹھ کر طعام تناول فرماتے عرض کیا ہم سہارا دیں فرمایا حدیث شریف میں یوں مذکور ہے۔ کہ ابوجحیفہ راوی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا آپ نے اپنے پاس کے ایک شخص سے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں (راقم) دیکھو حدیث ۳۶۷ پارہ ۲۲ کتاب الطعام صحیح بخاری شریف۔

ایسی ہی جب کسی قسم کا گوشت رکابی میں اترا ہوا آتا جس میں کوئی استخوان نہ ہوتی تو آپ فرماتے اس میں استخوان ایک دو ڈال لاؤ۔ استخوان سے گوشت دانتوں سے چھڑا کر کھاتے اور بعد الفراغ طعام انگلیاں چاٹتے۔ اور بعض اوقات رکابی میں ایک گھونٹ پانی ڈالکر رکابی صاف کر کے پی جاتے۔ حدیث ابن عباس روایہ کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاتھ کو اس وقت تک نہ پوچھو جب تک انگلیاں خود نہ چاٹ لو۔ نمبر ۴۲۱ پارہ ۲۲۔ کتاب الطعام صحیح بخاری شریف۔

روایت۔ از مسکین معین کرانوی میں نے اکثر حضور کو دیکھا کہ جب کسی بیمار پر دم فرماتے تو بعد ازیں تھو تھو فرما دیتے تھے جس سے چھوٹی چھوٹی بوندیں لعاب دہن سے گرتیں۔ ایسی ہی جب کوئی ایسی چیز پیش کرتا کہ اس میں برکت ہو جاوے تو اس پر بھی ایسا ہی عمل فرماتے۔ میرے جی میں اس امر کا خیال تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک دفعہ صحیح بخاری شریف ترجمہ والی دیکھ رہا تھا میری نظر سے یہ حدیث شریف گزری کہ خندق کھودنے کے وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور کی دعوت کی تھی گھر میں چار سیر آٹا جو کا تھا اور ہنڈیا میں ایک بکری کے بچہ کا گوشت تھا حضور نے اعلان دعوت فرما دیا حضرت جابرؓ گھبرائے کہ اس قدر آدمیوں کے لئے کیسے کافی ہوگا۔ حضور نے اپنا لعاب دہن دونوں میں شامل فرما دیا جس کی یہ برکت ہوئی کہ ایک ہزار آدمی کھانا کھا چکے اور پھر بچ رہا حدیث ۷، ۵ ۱۱۔ پارہ ۱۶۔ صحیح بخاری شریف۔ اس کے دیکھتے ہی سب وسوسے دل سے جاتے رہے

روایت ایضاً۔ ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جو کوئی ہمارے پاس آتا ہے سوائے دنیاوی کاموں کے اور ہم سے کسی بات میں دعا طلب نہیں کرتا ناچار ہم بھی برضاء الٰہی اسی کے لئے دعا کر دیتے ہیں یہ لوگ کس قدر بھول میں پڑے ہوئے ہیں اگر خدا کے راستے میں اس قدر سعی کریں جس قدر وہ دنیاوی کاموں کے لئے کرتے ہیں تو ولی بنجاویں اور دین و دنیا کی دونوں نعمتیں مل جاویں ہم نے تو سب طرح سے کہہ لیا ؎

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ؛ از شما یک تن نہ شد اسرار جو

قیامت کا وقت ہی۔ خیر اب یہ جانیں اور ان کا کام۔ آنچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار است نیست نیست جز انسان دریں عالم کہ بسیار است و نیست۔ اللہ ہو اللہ

روایت از میر عباس علی صاحب پٹواری۔ ایک شخص تلبیس کے علت میں گرفتار ہو کر سزا یاب ہو گیا اور اپیل در اپیل میں بھی نہیں چھوٹا اس کی ضعیفہ ماں نے میرے والد میر محمد علی صاحب سے جو حضور کے مرید تھے تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ سوندھ چلی جا۔ اور جب تک دعا نہ فرما دیں وہاں سے مت ٹلنا چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ میرے یہی لڑکا ہے اور میری

خدمت کرتا ہے۔ میرا حال ملاحظہ فرمایئے بوجہ ضعیفی بولنا بھی دشوار ہے آپ دعا فرماویں کہ وہ چھوٹ جاوے جب تک اب ضعیفہ کے حال پر توجہ نہ ہوگی یہاں سے نہ جاویگی فرمایا مائی اللہ کے اختیار ہے۔ عرض کیا کہ میری طبیعت کو جب تسکین ہوگی جب آپ یہ فرماوینگے کہ ہم نے دعا کر دی ہے۔ فرمایا اچھا گھر جاؤ تمہارا لڑکا جلدی آ جاوے گا۔ تیسرے دن وہ ضعیفہ لوٹ کر آئی۔ رہائی جب پہنچی تو تار آیا کہ میں بری ہو گیا ہوں جیل سے فوراً چھوڑ دیا گیا اور پھر کسی عدالت نے نہ بلایا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مولوی علی کریم صاحب نقشبندی بہاری خلیفہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مولانا صاحب کی رائے اس قدر صائب تھی کہ شاذو نادر غلطی کا استعمال ہوتا تھا کشف کا یہ عالم تھا کہ گویا ہر ایک ہستی کا آغاز و انجام آپ کے سامنے ہے جب یہ جنگ عظیم شروع ہوئی اور جرمنی کی طاقت روزافزوں بڑھتی دیکھکر تمام دنیا پکار اٹھی کہ اس طوفان سے بچنا محال ہے میں وہیں تھا آپ نے بھی سنا فرمایا کہ مولوی صاحب جرمنی ہاریگا اور انگریز جیتیں گے ترک سخت نقصان اٹھائینگے اور ان کا سنبھلنا دشوار ہو جائے گا۔ مجھکو بھی اس امر کا خیال لگا رہا۔ آخر کار جب نتیجہ برآمد ہوا تو جو جو ارشاد مولانا عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائے تھے یکے بعد دیگرے سب کے سب پورے ہوئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً مولانا صاحب کو مجھ سے محبت ہو گئی تھی آپ نے اپنا کرتا مجھے عطا فرمایا۔ سبحان اللہ صاحب نسبت و تصرف درویش ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جب اس کو پہنتا تھا عجیب عجیب کیفیات طاری ہوتی تھیں اس کے علاوہ جب تک وہ گلے میں رہتا تھا مولانا موصوف کو سفر میں اپنے ہمراہ پاتا تھا ایسے بزرگ کہاں ہیں زمانہ سینکڑوں برس کا جب چکر کھا چکتا ہے تب ایسی صورت کوئی رب العزت پیدا کرتا ہے۔ چونکہ میرے شیخ سائیں صاحب کا مجھپر تصرف زیادہ تھا اس لئے قبضہ سے نہ نکلنے دیا اللہ ہو اللہ

روایت از حافظ امداد علی صاحب مرحوم سکنہ الدہن۔ ایک دفعہ یہ غلام حضرت مرشدی میاں سراج شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی زیارت کے لئے سندھ پہنچا۔ سلام عرض کیا آپ نے کچھ

توجہ نہ فرمائی خیال ہوا کہ کیا معاملہ ہے پھر مجھکو خیال آیا کہ میرا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ اول مولانا صاحب کی خدمت میں جایا کرتا تھا اس مرتبہ نہیں گیا چنانچہ وہاں سے اٹھکر خدمت میں مولانا عبداللہ شاہ صاحب کے گیا۔ بڑے محبت سے پیش آئے اور خاص توجہ سے شفقت فرمائی دل شاد ہو گیا پھر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر آپ نے بھی سینہ سے لگایا۔ اللہ اللہ یہ شان مولانا کی تھی اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ بھائی دنیا کی مثال سایہ کی سی ہے اگر انسان اپنے سایہ کو پکڑنے کے لئے بھاگے تو سایہ آگے آگے اور آپ پیچھے اور جو انسان اپنے اس سایہ سے بھاگے تو آپ آگے آگے اور سایہ پیچھے پیچھے۔ خدا طلبی میں ایک مقصود کا ج ہیں اللہ اور اس کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم راضی۔ اور یہ بھی دنیا کمینی کنیزکوں کی طرح پیچھے پھرتی ہے اور خدمت کرنی ہے۔ اور اگر دنیا کے پیچھے پڑو گے تو وہ بھی اغماز کرے گی۔ پھر نہ یہ ملی اور نہ وہ (دونوں دین سے گئے لال داس کے ساوہ) خسر الدنیا والآخرۃ۔ بھائی دنیا کیا ہے اس کو مطابق شرع شریف برتنا یہ تو عین دین ہے اس کا نام تو دنیا نہیں ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن   نے قماش نقره و فرزند و زن

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا امام میں اپنے بچوں کے لئے محنت سے روٹی کماتا ہوں کسی کو دھوکہ نہیں دیتا کسی کا حق نہیں مارتا پورا تولتا ہوں خود اچھا کھاتا اور پہنتا ہوں اس پر لوگ مجھے دنیا دار بتاتے ہیں حضرت امام نے فرمایا کہ بھائی یہ تو عین دین ہے اسے کون برا بتا سکتا ہے جاؤ اس کی بات نہ سنو۔ سبحان اللہ اچھی زندگی وہی ہے جو فقر و غنا کے درمیان بسر ہو رباعی۔

در دہر ہر آنکہ نیم نانے دارد ؍ و بہر نشست آستانے دارد ؍ نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے ؍ گو شاد بزی خوش جہانے دارد

روایت ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان ہو کر جو غیب دانی کا دعوے کرے وہ جھوٹا انسان کو تو فقط اتنی ہی خبر مل سکتی ہے جتنے پر رب العزت اس کو آگاہ کر دے۔ فقرا کا حال بعینہ ایسا ہے

گہے برطارمِ اعلیٰ نشینم　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اور بھائی بات تو یہ ہے۔ رباعی

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من　　ویں حرف معمہ نہ تو خوانی و نہ من

ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو　　چوں پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من۔ الحمد اللہ

روایت ایضاً ایک روز ارشاد ہوا کہ لوگ کہتے ضرور ہیں کہ ہمنے دنیا ترک کردی لیکن اگر غور سے دیکھو تو ترک کیسی اور بٹالی ہے۔ ایک حکایت یاد آئی کہ ایک شخص نے دنیا کے درد و آلام سے گھبراکر بیوی بچے چھوڑ گھر سے نکل کھڑا ہوا دن بھر جنگلوں میں پھرتا پھرا جب بھوک نے ستایا تو پتے کھانے شروع کئے تو اس چٹوری زبان نے چین نہ لینے دیا۔ مجبور ہو کر گداگری شروع کی۔ پہلا گھر جو ملا وہ بھنگی کا تھا آواز دی تو ٹکڑا ڈالنے مہترانی نکلی بہت محجوب ہوا اور بلا بھیک لئے چلدیا اور سوچا کہ آئندہ سے آٹا مانگیں گے ایک جھولی کی ضرورت پڑی وہ بنائی شام تک جو کچھ ملا اس کو لیکر نان بائی کے پاس گئے اس نے کونڈی میں آٹا ڈلوالیا۔ اور خود کسی کام کو چلا گیا کونے کے پاس کا کونڈا کتے کو جو موقعہ ملا تو چلتا چلتا ادھر ٹانگ اٹھا موت کر چلدیا نان بائی نے دیکھ لیا۔ تو۔ تو کیا وہ چلدیا۔ وہاں سے بھی نفرت آئی چھوڑ کر چلے۔ یہ خیال کیا کہ اب پیسے پیسے مانگا کرینگے۔ دوسرے دن کی دہاڑی خوب رہی روپے سے کچھ زیادہ ہاتھ آیا۔ ایک تسلا اور آٹا نمک مرچ مول لیا جھولی میں ڈال جنگل میں آیا لکڑیاں چنیں چولہا بنایا۔ روٹی پکائی چٹنی پیسی تب کھانی کچھ دنوں تک یہ ہی معمول رکھا پھرتا پھرتا اتفاق سے ایک جگہ گذر ہوا دیکھا کہ صاحب خانہ اپنے مکان کے سامنے بیٹھا ہے اس سے کہا کہ بابا ہمارا ہاتھ و کھتا ہے آٹا وغیرہ سب موجود ہے مولانا کے نام پر دو روٹی ڈلوا دو تو خدا اجزا دیگا وہ اٹھے گھر میں کہکر باہر چلے گئے کہ سائیں صاحب کوئی بچہ آویگا تو اس کو دیدینا یہاں بیٹھ جائیں۔ اتنے ہی میں کسی عورت نے ڈیوڑھی سے آواز دی کہ شاہ جی آٹا دیدو۔ میاں صاحب نے رومال سے کر آتا آٹا جھولی سے نکال دیدیا۔ پھر آواز آئی کہ تسلا۔ توا۔ نمک، مرچ بھی ساتھ دیدو یہ بھی دیدیا پھر کہا کہ لکڑی۔ ہے آئے تو روٹی ڈالدوں کچھ جھنگڑ پاس تھا وہ بھی دیدیا وہ عورت دفعتاً اندر

سے باہر آگئی اور وہ تھوڑ مولا کی یاد میں شاہ صاحب کی کمر پر رسید کئے جب کمر گرمائی تو پھر کر دیکھا کہ اپنی۔ بیوی سامنے کھڑی ہے اور یہ کہہ رہی ہے کہ تو نے دنیا سے کیا چیز چھوڑی ہے یہ ہی آٹا۔ نون۔ تیل۔ دال جو اس سے پہلے تھا وہ اب بھی تیرے ساتھ ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بال بچے تجھکو دوبھر تھے کہ غیروں کی ملازمت کر کے میں ان کا پیٹ بھر رہی ہوں۔ اگر یوں خیال جایا کرتا تو یہ دنیا کیسے آباد ہوتی۔

جے گھر چھوڑے ستو۔ ہر ملے۔ تو گھر چھوڑ نسنکھ　　گھر چھوڑے در در پھرے تو کیوں گھر چھوڑا کنتھ

ع　بہ بیں آن بے حمیت را کہ ہرگز　　نخواہد دید روئے نیک بختی

کہ آسانی گزیند خویشتن را　　زن و فرزند بگزارد بسختی

انسانی زندگی بے ثبات ہے اور حیات مصائب و آلام کا مجموعہ۔ یہاں آئے ہو تو ان سب کا مزہ چکھو اور جتنے ایام میں یہ قصہ ختم ہو سنو سناؤ دیکھو بھالو۔ اور۔ چلدو۔ ع

چوں حاصل آدمی دریں شورستاں　　جز خوردن غصہ نیست تا کندن جان

خرم دل آن کزیں جہاں زود برفت　　آسودہ کسے کہ خود نیامد بجہاں

روایت از شاہ مولوی علی کریم صاحب بہاری خلیفہ سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نقشبندی انبالوی ۹ جمادی الاول کو سکین عین کے مکان پر مولوی علی کریم صاحب رونق افروز تھے اور تذکرہ بزرگان دین و فقراء صالحین کا ہو رہا تھا۔ فرمایا بجند امولانا عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سونہ ہوی اپنے وقت کے بہت بڑے درویش تھے اور درجہ وحدانیت میں اس قدر مستغرق تھے کہ خوشی اور رنج کا خواہ کیسا ہی بڑا واقعہ درپیش آئے اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ حالت ایسی سکون پذیر تھی کہ خود ان کے پاس کا بیٹھنے والا ہر شخص یہ جانتا تھا کہ مولانا کی خدمت میں بیٹھکر ایسا اطمینان اور دنیا کی جانب سے ایسی بے فکری ہوتی ہے کہ قلب کا اضطراب بالکل جاتا رہتا ہے یہ بات بہت کم درویشوں میں دیکھی گئی ہے اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً بحالت سیاحی دو دو تین تین ماہ سونہ شریف میں ٹھیرا ہوں اور مولانا کی خدمت

میں رہا ہوں اللہ اکبر بڑے پایہ کے درویشوں میں سے ہیں میں نے خود دیکھا کہ ان کا ایک سانس بھی بلا یاد الٰہی کے نہیں گزرتا تھا اور اس پر یہ مزید مشغلہ تھے کہ جسم کا ہر عضو اس کی یاد میں مصروف تھا۔ ان کی تعلیم بھی سب سے نرالی تھی تسلیم و رضا کا درجہ اس قدر بلند تھا کہ جاننے والے ہی جان سکتے ہیں ان کا اثر نہایت تیز پڑتا تھا ایک مرتبہ خود مجھ پر یہ گذرا کہ آٹھ یوم تک اس کیفیت میں سرشار رہا اس کے بعد پہاڑ کے نیچے اتر آیا تو یہ کیفیت زائل ہو گئی۔

روایت ایضاً۔ ایک روز تذکرہ پیر اور پیروں کی اولاد کا ہو رہا تھا اور مولوی علی کریم صاحب میرے غریب خانہ پر ریواڑی میں مقیم تھے فرمایا کہ یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ پیروں کی اولاد میں پیرزادگی پن اور عجب آجاتا ہے یہ میں نے خوب غور سے دیکھا اور آزمائش بھی کی مولانا موصوف کی اولاد میں نہ عجب دیکھا اور نہ پیرزادگی جیسے طریقے۔ حضرت مولانا کی اولاد نہایت خلیق اور خدمت گذار، مسافر نواز، غریب طبیعت کے سب بچے ہیں یہ اثر ایسے ہی درویش کا پڑ سکتا ہے نیچے سے لیکر بڑے تک سب مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ دس بیس تیس جس قدر مہمان ہوں سب کا کھانا گھر میں پکتا ہے اور ان کی عورتیں آٹا آپ پیستی ہیں اور نہایت خوشی سے مہمانوں کو کھلاتی ہیں کھانا بلا تکلف پیر صاحب سے لیکر سب کے لئے یکساں دیا جاتا ہے جتنی روٹی ہے تو سب کے لئے اور دال ترکاری ہے تو سب کے لئے کوئی اراضی میاں راج شاہ صاحب کے مزار کے لئے وقف نہیں ہے مولانا کے پاس جو جدی اراضی ہے وہ بھی اس قدر کافی نہیں خود کاشت کرتے اور کراتے ہیں یہ محنت اور حق حلال کی روٹی ہے۔ اور یہ ہے مہمانوں کی خدمت گزاری کہ ان کی اولاد حقوں کی چلمیں بھر بھر کر مہمانوں کو پلاتے ہیں کوئی دن ایسا ناغہ نہیں جاتا جو دس پانچ آدمی مہمان نہ ہوتے ہوں، یہ توکل کی ایک مثال ہے کہ بیس سیر سے روزانہ کم آٹے کا خرچ نہیں ہے۔ بلا ناغہ تر ہے لگر دوست اور دشمن کی دعوت ہے۔ کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے۔

اور ایک عجیب بات اور ہے جو میں نے اپنی سیاحت کے زمانہ میں کہیں نہیں دیکھی۔ جب اور جس وقت جس کا جی چاہے آئے اور رہے مہینہ یا دو مہینہ یا بعض اوقات اس سے بھی زیادہ میاں صاحب

کے خادم یا ان کی اولاد۔ یا عورتیں مہمان پر جانے کا تقاضا نہیں کرتے۔ اس کی خوشی ہے جب تک ٹھیرے اور یہ بات میں نے خود اس طرح سے آزمائی ہے کہ چار چار پانچ پانچ ماہ خود ٹھیر کر دیکھا ہے اللہ و غنی یہ حوصلہ عالی ہے۔ اللہ ہو اللہ نمود نہ کوئی عادت میں ہے نہ لباس میں وہی ٹوٹا ہوا بوریا جو ہمیشہ حضرت کے حجرہ میں بچھا رہتا ہے وہی غریبوں کے دلوں میں بچھا دیکھا۔ آپ نمود کے سخت مخالف تھے اور عجز و انکسار کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور یہ ہی ہدایت مریدین کو کرتے خاندان چونکہ قادریہ ہے اسلئے کوئی خلاف شریعت کام نہ عرسوں میں اور نہ ویسے دنوں میں یہاں ہوتا ہی صرف نعلین اور قرآن شریف اور میلاد پڑھی جاتی ہے وہ بھی نہایت ادب کے ساتھ۔ کھانا تین روز عرسوں میں سب مہمانوں کو حضور خود دیتے ہیں زاں بعد مہمان چلے جاتے ہیں اور جو دس بیس رہ جاتے ہیں ان کو حسب دستور روزانہ ملتا رہتا ہے سب ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں جو ناج کھیت میں پیدا ہوتا ہے وہی خورش میں صرف کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک کہتا ہے "اللھم اعط من نفا خلفا" اے اللہ ہر خرچ کرنے والے کو اس کے خرچ کا بدلا عنایت فرما۔ دوسرا کہتا ہے "اللھم اعط ممسکا تلفا" اے اللہ ہر بخیل کو بربادی نصیب کر۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از سفید خاں ڈینگر ہیڑی۔ میں ایک دفعہ میلے میں گیا وہاں مجھے خواب دکھائی دیا کہ تری ماں کوئیں میں گر پڑی ہے میں خواب میں رو رہا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ تری والدہ مری نہیں زندہ ہے صبح کو اٹھکر میں ڈینگر ہیڑی واپس چلا۔ واپسی پر راستہ میں ایک کوئے پر بیٹھکر روٹی کھائی پھر کوئیں میں سے پانی کھینچا کہ ایک ڈبیہ جس میں میرے پندرہ روپے تھے کپڑے میں سے کھل کر کوئیں میں گر پڑے اور مجھے گرتی ہوئی نظر آئی روپوں کے گرنے سے مجھے سخت افسوس ہوا۔ تصور شیخ کر کے عرض کیا کہ روپیہ پسینے کی کمائی کا تھا گر گیا۔ اور جب تک روپیہ نہیں ملیگا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص کودا اور غوطہ مارا تو وہ سب روپیہ مع ڈبیہ ایک جگہ پڑا ہوا مل گیا یہ حضور کی برکت تھی ورنہ اس قدر عمیق چاہ میں کل روپوں کا مل جانا کوئی آسان

کا کام نہ تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیر کی پہچان کیا ہے۔ یاد رکھو جس کے پاس بیٹھنے سے جس قدر دنیا داروں کے خیالات تم سے علیحدہ ہوں اور روح کو جس قدر آرام میسر آوے اسی درجہ کا وہ فقیر ہے۔ اس کی صحبت سیئات کی دور کرنے والی ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ فرمایا کہ حضرت قبلہ و کعبہ ہادئے دین متین۔ پیر جی علی حسین صاحب کچھوچھہ شریف والے عرصہ آٹھ یا نو سال کا ہوا وہ سوندھ تشریف لائے تھے دو اشخاص ایک میرٹھ کے اور ایک صاحب جھاڑسہ تحصیل گوڑگانوہ کے ہمراہ تھے اور آنجناب کا خادم خاص بھی ہمرکاب تھا جو صاحب جھاڑسہ کے باشندہ تھے وہ پہلے آئے اور خبر کی۔ حضور مولانا قبلہ امام مرشدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ بھائی محمد عمر تم جاؤ وہ ہمارے مرشد زادہ ہیں۔ صاحبزادہ اولاد حضرت غوث اعظم ہیں چنانچہ عاجز عمر اور نور احمد دونوں روانہ ہوئے۔ پہاڑ کے قریب جب پہنچے تو حضور قبلہ پیر جی صاحب پیدل تھے۔ احقر نے قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا حضور گاڑی میں سوار ہو جائیں فرمایا کہاں سے آئے ہو۔ عرض کیا سوندھ سے اور حضور کے خادم زادہ ہیں خوش ہوئے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ حق خدمت ادا کیا۔ چلو پیدل چلوں گا۔ اصرار کیا فرمایا کعبہ کو پیدل جانا موجب ازدیاد ثواب ہے۔ میرا کعبہ مقصود ہے ترک ادب ہے۔ پہلے بھی زمانہ حیات حضرت قبلہ میاں راج شاہ صاحب علیہ الرحمتہ سہنہ سے پیدل حاضر ہوا تھا فیض کے اثرات سے مالامال ہوا۔ اب بھی یہ ہی ارادہ ہے سو یہ لوگ نہ مانے اور مجھکو اونٹ پر چڑھایا اس نے گرا دیا۔ یہ ترک ادب کے باعث تھا۔ عاجز نے ہاتھ جوڑے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے سر کے تاج ہیں بلکہ ہماری سات نسلوں کے فرمایا میاں صاحبزادہ میں حضرت میاں راج شاہ صاحب سے طالب ہوں۔ وہ ہادی ہیں عرض کیا یہ سب کچھ سہی آپ جانیں اور وہ ہم تو حضور کے خانہ زاد غلام ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی کے بزرگوں کا طفیل ہے۔ غرض بمشکل تمام سوار کرایا میں نے قدم پکڑے اور ہمرکاب چلا فرمایا کہ تم بیٹھو۔ عرض کیا میں تو حضور کے لئے سواری ہوں یہ ترک ادب ہے۔ فرمایا جزاک اللہ

پھر سوندھ تشریف لائے بیٹھک میں فروکش ہوئے۔ تھوڑی دیر آرام فرما کر حجرہ میں ملنے کیلئے تشریف لیگئے۔ حضور اٹھے۔ ان دنوں طبیعت زیادہ علیل تھی اور کمزوری زیادہ تھی پیر جی صاحب قبلہ نے روکا۔ یا حضور مولانا عبداللہ شاہ صاحب نیچے بیٹھا چاہتے تھے اور پیر جی صاحب فرماتے تھے کہ نہیں میں نیچے بیٹھوں گا دیر تک اسرار رہا۔ اس گفت و شنید میں حجرہ انور دونوں بزرگوں کے انوار سے ایسا منور ہوا کہ محسوس ہونے لگا۔ کرسی دار موڑھا منگایا اس پر پیر صاحب کو بٹھایا اور سب کو علیحدہ کر دیا۔ صرف عاجز عمر حاضر رہا۔ فرمایا کہ آپ اس ضعیفی میں کمیت تک تشریف لے گئے یہ آپ کی شان بزرگی ہے اپنے صاحبزادہ کو پہاڑ تک بھیجا۔ جزاک اللہ نہایت دل خوش ہوا۔ خدا اس خاندان کو آباد رکھے۔ عزیز نے پیدل نہ چلنے دیا۔ بڑا زبردست ہے۔ حضرت مجدد وقت نے فرمایا خادم کا کام خادمی ہے۔ ہم سب آپ کے خادم ہیں۔ آپ پیر صاحب ہمارے آقا ہیں اس پر رقت طاری ہوئی۔ آبدیدہ ہوئے۔ پھر حضرت قبلہ پیر جی صاحب نے فرمایا کہ مولانا جھولی لیکر آیا ہوں اور رومال کی جھولی بنائی اور سامنے کی اور کہا۔ کہ اجازت دیں۔ دعا کریں۔ مدد کریں۔ بھیک ڈالیں۔ عجب ایک سرور کا عالم دو جانب تھا۔ حضور مولانا دست بدعا ہوئے اور مٹھی بند کر کے بحالت خاموشی جھولی میں ڈالی اور کہا کہ ہم خادم ہیں۔ بسم اللہ کر کے شروع کریں اور کچھ کان میں کہا پھر نشستگاہ پر تشریف لے آئے۔ کچھ دیر بعد حضور نے کہا کہ پیر صاحب سے مل آؤں ادھر ایسا ہی پیر صاحب نے فرمایا۔ مولانا پہلے پہنچ گئے۔ مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ بندہ خادم ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے خادم نہیں جانتے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کچھ ہی خیال فرماویں مخدوم تو ہر حالت میں مخدوم ہی رہیگا۔ حضرت مولانا تشریف لیگئے اور پیر جی صاحب مزار پر تشریف لائے غلاف پر ہاتھ رکھکر سینہ سے لگایا اور چادرہ سر پر ڈالکر خاموش دو زانو بیٹھ گئے دیر تک بیٹھک جاری ہی محبت کے کرشمے خوب دیکھے اور احقر بھی شریک رہا عجب حالت تھی۔ پیر جی صاحب کا ایک مرید خاص علی گوہر نامی اس لطف سے زار زار روتا تھا آپ نے پانی دم کر کے پلایا۔ پاس بٹھایا۔ ہوش ہوا دوسری صبح کو ارادہ تشریف بری کا فرمایا حضرت مرشدی مولانا مجدد وقت صاحب نے عاجز سے

فرمایا کہ رسم نذرانہ ادا کرو۔ جب پیر جیصاحب زیارت مزار سے واپس آئے نذرانہ پیش کیا قدم چومے اور عرض کیا کہ کرم کے امیدوار ہیں دعا دی نذر قبول کی۔ حضور نے بھی پیش کی اور عرض کیا کہ بندہ خادم حاضر ہے فرمایا کہ خدا برکت زیادہ کرے۔ پھر مولانا صاحب نے اپنے لوگوں کو پیش کیا سر پر ہاتھ رکھا دعا دی۔ پھر آپ نے خادم خاص کو مولانا کی خدمت میں پیش کیا حضور نے سینہ سے لگایا اور دعا دی۔ پھر رخصت ہوئے عاجز ہمرکاب ہوا۔ راستے میں دو نسخے عنایت فرمائے بخشش اور دعا کے ساتھ مجھکو رخصت کیا۔ یہ ہے کرم بزرگانہ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک شخص حاجی رحمت اللہ صاحب متھرا سے آئے خواہش بعیت ظاہر کی فرمایا کوئی بزرگ تلاش کرو۔ میں تو دنیا دار ہوں۔ یہاں کونسی چیز بزرگی کی دیکھی ہمتو زمیندار ہیں۔ عرض کیا کہ مینے مکہ شریف میں فلاں بزرگ سے خواہش بعیت کی تھی انھوں نے آپکا نام بتایا ہے ویسے تو بہت جگہ پھر لیا ہوں (دوہرہ)

یہ کتا دَر دَر پھرے۔ اور دَر دُر دُر دُر ہوئے ؏ ایک ہی در کا ہو رہے تو دُر دُر کرے نکوئی

اب کہاں جاؤں اب دیدہ ہونے لگا۔ حضور نے بعیت کیا اور بڑا کرم فرمایا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ ہندوؤں کے یہاں جون کا بدلنا مانتے ہیں اس میں سے اتنی بات تو سب کی نگاہوں کے سامنے ہے کہ قطرہ ناپاک سے ایک غدود تیار ہوا اور اُس سے ایک لوتھڑا پھر کچھ شاخیں پھوٹیں سر ہاتھ پیر بننا شروع ہوا۔ کچھ دن بعد ایک ناٹا یا ذکور کی شکل میں ایک مجسمہ تمہاری نظروں کے سامنے آیا۔ سر پر بال کلے صاف داڑھی نہ مونچھ رفتہ رفتہ تمہارے دیکھتے دیکھتے کیسی کیسی حالتیں پلٹیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں۔ بچپنے کا بھولا پن جوانی کے زور آور ہاتھوں سے پائمال ہو گیا۔ پھر تو جوانی کی طاقتیں ضعف پیری سے بدل گئیں موت آئی یہ جسم گلا سڑا خاک ہو گیا اس کی صورت تمثالی دوسرے عالم میں موجود ہے برزخ میں پہنچے وہاں سے وہاں اور وہاں سے وہاں۔ قیامت کے دن پھر اسی رنگ نے عود کیا فضل ہو گیا تو سستے چھوٹے۔ بکھیڑا پڑ گیا تو اور لینے کے دینے پڑ گئے۔ عالم جنت عالم دوزخ پھر

سب اسی کائنات سے پھر ہونگی۔ ؏ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دیکھو تو کس قدر عالم اس کو طے کرنے پڑے ؎

کس نمی گویدم از منزل آخر خبرے ؏ صد بیاباں بگذشت و دگرے در پیش است

الا اللہ۔ فضل کرے تو چھٹیاں۔ اور عدل کرے تو لٹیاں۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ جو کوئی مریض حاضر ہوتا اس کو ایسی سہل سی دوا بتا دیتے تھے اور اسی سے فائدہ کلی بڑے بڑے امراض کو ہو جاتا تھا ایک دفعہ مینے سنکر یاد کر لیں یہ چیزیں تھیں۔ مصری۔ منقے۔ عناب۔ مرچ سیاہ۔ گھوٹو۔ پیسو پی جاؤ۔ عرض کیا کہ کیا یہ نسخہ ہر مصالحہ پیپلا مول ہے۔ فرمایا کہ بھائی دوا تو بہانہ ہے جسے اس کو شفا دینی منظور ہوتی ہے جس چیز سے چاہے دیدے یہ چیزیں دواؤں میں دوا تھوڑی ہیں۔ ہزار ہا مریض آتے تھے اور ایسے ہی آپ ارشاد کرتے شہد چٹا دو دلیا پلا دو۔ اور خدا شفا دیتا تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت چند سال کا واقعہ ہے کہ موضع کالہ کا ریاست الور تھانہ ٹہوکرہ میں اپنے آپ آگ لگنی شروع ہوئی اور کوئی باعث معلوم نہ ہوتا تھا۔ رات دن میں کئی کئی مرتبہ شعلہ آتش بلند ہوتے تھے اور آگ کا یہ حال کہ یہاں سے بجھائی وہاں جا لگی طرح طرح کے وہموں نے لوگوں کو گھیر لیا خیر خیرات جھاڑا۔ پھونکی سب کچھ کیا کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی لوگوں نے پکار کر کہا یہاں لگے اور اسی وقت لگے تو جانیں قدرت خدا دیکھو وہیں لگی اور شعلہ آتش بلند ہوا۔ لوگ حضور میں حاضر ہوئے اور دُعا طلب کی آپ نے فرمایا کہ اچھا دعا کرتے ہیں جس قدر اذانیں دیجاویں رات دن میں برابر دیتے رہو اسی دن سے آگ بند ہو گئی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ جہاں دین و دنیا میں سیکڑوں کفر ہیں وہاں درویشی بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ ایک کفر طریقت اسمیں بھی موجود ہے اس درجہ پر پہنچکر فقیر روح کی تحقیقات ختم کرتا ہے اور سوا اس کے اور کچھ نہیں دیکھتا اس لئے خدائی دعوے کر بیٹھتا ہے فضل مولا سے مرشد کامل کی توجہ جب پڑ جاتی ہے تو ذات کی جانب سے اس پر فنا آتی

ہے جب یہاں سے نکلتا ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ احقر کی موجودگی میں وصال فرد وقت سے ایک دو سال بعد نواب خان سکنہ قیرانا ضلع بلند شہر آئے تھے ان کو اللہ اللہ کرنے کا شوق تھا حضور میں عرض کیا (دوہرہ) چلتے چلتے جگ گیو اور بھیک دوارے دور تو خرچی نبڑی پگ تھکے جا کوئی کھے حضور ارشاد فرمایا۔ کہ بھائی

لوگ کہیں رب دور ہے رب ہردے کے ماںھ — آنکھیں ٹٹی کپٹ کی یا بدھ دیکھے ناںھ

خدا تو بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" کوئی ڈھونڈے تو پاوے "ومن دق باب الفتح" عرض کیا کوئی بتانے والا بھی تو نظر نہیں آتا۔ غرضکہ باتوں ہی باتوں میں وہ لطف عنایت ہوئی۔ کہ اول تو بیعت فرمایا اور کہا۔ (دوہرہ)

محنت کرے پاوے بن محنت نہیں پان — بن محنت ریجھے نہیں گرو دہنی بھگوان

اور ایک چلہ کھوڑلسیٔ کے حجرہ نو نہیں کرایا پھر ایک نگاہ کیمیا اثر ڈالی اور مس خام کو کندن بنا دیا اور فرمایا (دوہرہ) بھیکم دوارا دور ہے ڈھوا پیسہ ہی پیش تو بن ڈھونڈے پاوے نہیں بھگ جی پیارے پی کا دیس سینہ سے لگایا اشغال تعلیم فرمائے اور رخصت کیا اللہ ہو اللہ (دوہرہ)

مرشد مرا سورما کرے شبد کی چوٹ — مارے گولا پریم کا ڈھے بھرم کا کھوٹ

روایت۔ از صاحبزادہ جناب محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ ایک دن ایک صاحب حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مریض ہوں۔ نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ تجویز فرمائیے۔ کچھ دیر تامل فرمایا اور کہا۔ کہ بڑے بڑے حکیموں کے پاس ہو آئے ہو۔ میں نہ حکیم ہوں نہ طبیب عرض کیا کہ خدا واسطہ کا کام ہے۔ کوئی غرض لیکر حاضر نہیں ہوا اگر غرض ہے تو یہ ہے آپ نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور مقام سہنہ شاہ ولایت صاحب میں ایک چلہ کرایا واپسی پر سینہ سے لگایا اور ڈھائی انچھر پریم کے پڑھائے اور رخصت کیا ہر بن مو سے ذکر الٰہی کی آواز آرہی تھی یہ کہتا ہوا چل دیا (دوہرہ)

مرشد ایسا کیجئے جو سقلی گر سا ہو — جنم جنم کے مورچہ پل میں دیوے کھو۔

روایت ایضاً۔ احقر نے دیکھا کہ حضرت میاں راج شاہ صاحب فرد وقت کے دوسرے عرس پر حضرت قبلہ مرشدی مولانا صاحب مجدد وقت رحمۃ اللہ علیہ کمیت میں کہ جسکے اندر سے راستہ سہنہ کو جاتا تھا۔ بار بار تشریف لیجاتے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ جیسے کسی شخص کے انتظار میں ٹہل رہے ہوں۔ ناگاہ ایک لڑکا سبزہ آغاز بلباس صوفیہ حضور میں حاضر ہوا آپ نے اس کو کھڑے کھڑے سینے سے لگایا۔ اور بغل گیر کیا۔ ایک عجیب نور اسکے چہرے سے تاباں ہوا کہ نگاہ اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی تھی۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ غازی الدین شاہ صاحب خلیفہ حضرت فرد وقت کا مرید تھا چونکہ حضور کو شاہ صاحب سے خاص نسبت تھی۔ اور وہ کسی کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ جس پر بزرگوں کا کرم یوں ہو جائے۔ اللہ ہو اللہ

روایت۔ ایضاً۔ ایک روز حاجی سلیمان مست میرٹھ والے حضور میں آئے ان کو کسی مست سے تکلیف پہنچی تھی۔ ان سے میاں صاحب نقشبندیؒ نے فرمایا تھا کہ تم سوندھ چلے جاؤ۔ وہاں کے سوا اور کسی جگہ ان امور کا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اس وقت حضرت میاں عبداللہ شاہ سرتاج اولیا ہیں میرا سلام بھی کہنا شوال کی ۱۴ تاریخ کو آئے تھے ساری رات حضور کے حجرہ میں عرض کرتے رہے صبح کو خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میاں سلیمان کو دلیا کھلا کر روانہ کیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ ایک روز دو ہندو ساد ہو شام کے وقت حاضر ہوئے رات بھر نہ خود سوئے نہ حضور کو سونے دیا۔ خدا معلوم کیا کیا باتیں ہوئیں صبح کو سادھو جی نے عرض کیا کہ (دوہرہ)

سکھیا سب سنسار ہے جو کھاوے اور سوئے — دکھیا داس فقیر ہے جو جاگے اور روئے

آپ نے اس ادھین کی خاطر ساری رات دکھ اٹھایا۔ فرمایا۔ بھائی نقارہ کی آواز کب سونے دے ہے

تنکی تنک سرائے میں تنک نہ پایو چین — کوچ نقارہ سانس کا باجت ہے دن رین

مالک نے تمہارے حال پر فضل کیا۔ ہماری سن لی۔ تمہارا کام ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد سادھو جی نے چلنے کے تیاری کی حضور نے فرمایا کہ جو کچھ کھانا چاہیں وہ ان کو کھلاؤ۔ اول تو انکار کیا پھر ایک سیر جو کا آٹا اور کچھ گھی لیکر تشریف لیگئے جب میں نے رخصت کیا تو پوچھا کیسے تشریف لائے تھے فرمایا در شنول

کو فرمایا کیا دیکھا. کہا تم بچے ہو کیا جانو جیسا سُنا تھا اس سے زیادہ پایا. جگہ بجگہ ہندوستان کا
کونہ کونہ ڈھونڈا. ہماری قسمت سیدھی تھی. مہاراج گروجی نے کرپا کی. شانتی ہوگئی اور ترشنا بجھ گئی
پرماتما اس گدی کو آباد رکھے۔ دوہا

بولت مکھ موتی جھڑیں ہنستے جھڑیں پھول عبد اللہ یا سنسار میں جیسے کھلا گلاب کا پھول

بڑی سخی سرکار ہے اچھا لو رخصت جاتے ہیں۔ رام دھن لاگی. گو پال دھن لاگی. کہتا ہوا چلدیا

روایت از مسکین معین ایک روز ارشاد ہوا کہ چاہنے والوں کے درجے بھی جدا جدا ہوتے ہیں. حضرت اویس قرنی رضہ مدینہ منورہ آئے تھے اور جناب روحی فدا تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آواز دی۔ خاتون جنت رضہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور باہر تشریف لے گئے ہیں عرض کیا کہ جب تشریف لے آویں تو اتنا عرض کر دینا کہ ایک شخص اویس نامی حاضر ہوا تھا۔ حضرت خاتون جنت نے تشریف آوری پر عرض کیا. فرمایا کہ تم نے ان کو دیکھا بھی تھا. عرض کیا کہ چلتے وقت پیٹھ دیکھی تھی۔ آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا لوگو فاطمہ رضہ نے اویس کو دیکھا۔ اور میں نے فاطمہ کو دیکھا۔ پس اس وقت مجھے جو کوئی دیکھ لیگا جنتی ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت علاقہ بلند شہر کے ایک ہندو تشریف لائے ان کی آنکھ میں آٹھ سال سے ناسور تھا آپ نے فرمایا کہ بھائی ڈاکٹر طبیبوں کو دکھاؤ مجھ میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ فرمایا میں تو آپ ہی سے دوا پوچھونگا اور دعا چاہوں گا۔ فرمایا کہ دیوار کا کوئیلہ اور ہوڈلی (کھیی) کی خاک لگاؤ دعا کرتے ہیں خدا فضل کرے گا اسی ہفتہ صحت یاب ہو گیا۔ ایسے ہی ایک شخص کو ہنیچی کا آزار تھا۔ فرمایا تو غریب ہے کہاں سے دوا کریگا. نیم کے پانی سے دھو کر روہڑ باندھ لیا کر چھ یوم میں آرام ہو گیا۔

روایت۔ از محمد صدیق خاں سکنہ سہی. غلام حسین خاں اور ابراہیم خاں دونوں میانصاحب کے شاگرد تھے۔ خانصاحب غلام حسین خاں فرماتے تھے کہ ہم رات کو اپنا سبق پڑھ رہے تھے. حضور قبلہ نماز عشا کو تشریف لے گئے جب دیر ہو گئی تو ہم حضرت کی چارپائی پر دونوں لیٹ گئے اور سو گئے آدھی رات بعد آنکھ کھلی تو حضور قبلہ زمین پر آرام فرما رہے تھے ہم گھبرا کر اٹھے اور تو کچھ ہم سے

بن سکا پیر دبانے لگ گئے۔ آپ نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از محمد صدیق خاں ہی جہانسی ہیں ایک ہی جگہ برابر برابر تین مزار ہیں وہاں ایک مجذوبہ رہتی تھی. وہ حضرت کے اذکار سنایا کرتی اور ہماری خاطر کرتی. جب ہمارا رسالہ چلنے لگا تو اس نے کہا کہ ڈیڑہ اسمٰعیل خاں جاؤ گے وہاں تم کو نور شاہ نامی ایک مجذوب ملیگا اسے تلاش کر لینا جب میں وہاں پہنچا تلاش پر معلوم ہوا کہ سید ہیں اور آبادی سے دور رہتے ہیں وہاں پہنچا تو چند اور دیوانے اکٹھے ہو رہے تھے اور نہایت صلاحیت سے گفتگو جاری تھی۔ ایک بولا۔ تو کون ہے اتنے میں میاں نور شاہ صاحب نے فرمایا یہ بھی سرکاری آدمی ہے حضور مجدد وقت میاں عبد اللہ شاہ کا نام لیا اور بہت تعریف کی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً ایک روز عرض کیا کہ فوج کی نوکری میں اکثر خطرناک مواقع پیش آجاتے ہیں یا حضرت کوئی منتر ایسا بتا دو کہ جو جلدی سے ہو جاوے۔ تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ بھائی یوں کہہ لیا کرو کہ (اللہ کی رکھائی۔ راج شاہ کا پہرہ۔ نبی جی کی دہائی)

روایت ایضاً۔ دفتر میں صرف دو یوم کی چھٹی تھی اور ارادہ سونڈہ جانیکا پختہ کر لیا جبش خاں کے پھاٹک پر گھڑی دیکھی تو آٹھ بجکر تین منٹ گذر چکے تھے جلدی سے بھاگا اور بے اختیار زبان سے یہ اشعار نکلے ؎

یا غوث اعظم من بے سر و ساماں مددے قبلۂ جاں مددے کعبۂ ایماں مددے

شاہ شاہاں مددے خسرو گیلاں مددے جان جاناں مددے شاہد یزداں مددے

جب سٹیشن پر پہنچا ہوں تو گاڑی سیٹی دے رہی تھی جب میں سوار ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ۱۲ منٹ لیٹ ہو کر چلی اللہ ہو اللہ۔ بزرگوں کا تصرف کیسا کچھ ہے۔

روایت۔ از مسکین معین ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا کسی سے نہیں چھوٹتی کنبہ کو چھوڑنے کا نام لوگوں نے ترک دنیا رکھ لیا ہے۔ یہ مزا دیکھو کہ جب اپنے ماں باپ۔ بیٹا بیٹی بہن بھائی کو چھوڑ کر جب جاؤ گے تو دوسروں کو بھی تو انہیں لفظوں سے پکارو گے۔ اب گھر سے روٹی ملتی ہے جب غیروں سے مانگو گے

اب اپنی کمائی کھاتے ہو پھر دوسروں کی کمائی پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ یاد رکھو بال بچوں کے چھوڑنے سے دنیا نہیں چھوٹتی ہے۔ دنیا کو احکام شریعت کے مطابق برتو۔ اور اس سے جائز نفع اٹھاؤ کون منع کرتا ہے یہ تو عین دین ہے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ دنیا صرف مستوں سے چھوٹی نہیں بلکہ چھڑائی گئی ہے اس لئے ان کو کسی حکم شرعی کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک دن حضرت قبلہ والد قاری و حافظ مولوی حکیم زین الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا ارشاد فرمایا کہ برخوردار اس زمانہ میں تمہاری اس مکتبی پڑھائی کو کوئی نہیں پوچھتا کم سے کم اتنا تو ضرور کر لو کہ اردو مڈل ہی پاس ہو جاوے تو افسر ضلع سے کہہ سنا کر تم کو کہیں نہ کہیں روٹی کے دھندے پر لگا دیا جاوے۔ عرض کیا جیسے جناب کی مرضی اس وقت میری عمر قریب تریب اٹھارہ انیس سال کی ہوگی۔ دوسرے دن منشی نصیب احمد خاں صاحب جو گوڑگانوہ کے مڈل سکول میں سکنڈ ماسٹر تھے ان کو بلا کر مجھے سپرد کیا۔ منشی صاحب موصوف اور منشی بسم اللہ خاں صاحب سکنہ فیروزپور جھرکہ دونوں ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے یہ دونوں صاحب میرے یار و استاد تھے خوب دل لگی سے دن گزرے اور دونوں صاحبوں نے نہایت محبت سے مجھے پڑھایا اور حق تو یہ ہے کہ اپنے دوستوں اور عزیزوں سے زیادہ مجھکو عزیز رکھتے تھے انہیں ایام میں حضور قبلہ مرشدی و مولائی مجدد وقت حجت اللہ مولوی عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ موضع سہی میں دوست محمد خاں ذیلدار کے مکان پر رونق افروز تھے۔ منشی جی نے جانے کا ارادہ کیا میں بھی بطور سیر ساتھ ہو لیا خدمت اقدس میں حاضر ہوا یہ کیا خبر تھی۔ ؎

می گذشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ ز کمیں　　عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

سلام عرض کر کے قدم بوس ہوا بہت محبت سے پیار کیا اور ایک ایسی نگاہ شفقت آمیز سے دیکھا جو اب تک میرے دل میں کھٹک رہی ہے آہ ؎

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو　　یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

رات وہیں بسر کی صبح ہوتے ہی چھاؤنی واپس آئے اور اپنے دھندے میں لگ گئے۔ اس اثنا میں

برابر آتا جاتا رہا۔ ہاں۔ آتش شوق کی جوانی کی گرم راکھ میں دبی ہوئی نہ بجھنے والی چنگاری ویسی ہی روشن رہی آخر کار ایک مرتبہ منشی جی کے ساتھ سوندھ حاضر ہوا لوگوں کو دیکھا تو عجیب رنگ پایا سب کے سب محبت کی خوشنما مختلف رنگین ڈوریوں سے وابستہ اور پیوستہ دیکھے۔ آخر کار وہ وقت آگیا ع دل و دیں راہمہ در بازم و توفیر کنم۔ اپنا خیال منشی جی سے ظاہر کیا فرمایا دیکھ لو ؎

شہر لیست پر ز خوباں وز ہر طرف نگارے　　یاراں صلائے عام است گر می کنند کارے

شوق کشاں کشاں در حجرہ تک لے گیا۔ عجیب سماں تھا۔ کوئی ملنے والا ادھر جھانکتا کوئی ادھر سے تاکتا۔ گویا ایک مجروح نگاہ محبت کا فیصلہ دیکھنے کے لئے حجرہ پر نور خادمان سے معمور ہو گیا۔ میں نے عرض کیا گفتم چہ گونہ می کشی وز نازہ میکنی آہ۔ از یک نگاہ کشت وجوابے دگر نہ داد۔ محبت سے سینہ سے لگایا فرمایا تو ہمارا ہی مرید ہے۔ عرض کیا کہ بے زنجیر پئے سگ در حضور کی سند کوئی یوں ہی پٹیل دیگا۔ تبسم فرمایا بیعت کیا دعا فرمائی۔ اور قادری گلاب شاہی طریقہ میں منسلک کیا۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ۔ عرصہ تقریباً ۲۲۔ یا ۲۳ سال کا ہوا ہوگا کہ نور محمد خاں ولد دوست محمد خاں ذیلدار سکنہ سہی تحصیل و ضلع گوڑگانوہ نے عرض کیا کہ حضور حج کو جاؤں گا خرچ دلا دو۔ تبسم فرما کر فرمایا۔ کہ احمد آباد جاؤ خرچ مل جاویگا۔ نور محمد کہتا ہے کہ میں احمد آباد گیا دو چار یوم کے بعد لوگوں نے معلمی پر رکھ لیا۔ حالانکہ میں خود صرف ایک پارہ پڑھا ہوا تھا روزمرہ خود دوسرے استاد سے پڑھتا اور بچوں کو پڑھاتا ساٹھ ستر کے قریب لڑکے ہو گئے۔ مخلوق رجوع ہوئی۔ قربان جائیے اس کی کریمی کے ایسا خرچ ملا کہ دو سال میں سات سو روپے ہو گئے پھر حضور سے بذریعہ عریضہ اجازت لی اور شجرہ طلب کیا۔ جو احقر نے احمد آباد روانہ کر دیا۔ اور براستہ بغداد مدینہ شریف کے حج کی اجازت دی نور محمد چلا گیا۔ ایک خط بمبئی سے ایک جہاز سے۔ ایک بغداد شریف سے دو مدینہ شریف سے ایک مکہ معظمہ سے روانہ کیا۔ پھر خط بند ہو گئے۔ ایک سال بعد ایک بزرگ صورت نیک سیرت سیاح کو کنی سوندھ تشریف لائے انہوں نے واقعہ بیان کیا کہ نور محمد میرا دوست تھا مکہ میں میرا اور اس کا قیام رہا ہے اور وہیں ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی تعریف کی اور

اور اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ یہ تصرف مرشد ہے کہ چلتے وقت فرمایا کہ عالم ہو کر آئیو۔ بخدا کہیں زیادہ قیام نہ کیا اللہ نے علم عربی اور دینیات کا عطا فرمایا ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں　　　گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

یہ سنکر مجھکو عقیدت ہوئی۔ سید کو کنی صاحب نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ اکثر لوگ مکہ میں حضور انور کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ ایام حج میں ہر سال یہ بزرگ دیکھے جاتے ہیں اور آپ کے والد حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی بموقعہ حج تشریف فرما ہوتے ہیں۔ سید صاحب تین یوم ٹھیرے اور طریقہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ سید صاحب نہایت عابد و زاہد شب زندہ دار تھے اللہ ہو اللہ۔

روایت از چودھری ارجن صاحب مہاجن سکنہ تاوڑو چیلہ حضرت مہاتما جی گرو مولوی عبداللہ شاہ صاحب مسمی جوالا مہاجن سکنہ تاوڑو ایک مقدمہ میں ماخوذ ہو کر عدالت سپرد ہو گیا ملزموں نے تبادلہ مقدمہ کی درخواست دی وہ بھی نامنظور ہوئی عدالت سے حکم ملا کہ ایک ہی تاریخ پر بیان و گواہان صفائی لئے جاوینگے غریب جوالا پریشان تھا اس نے اس اوسنتھا میں مجھ سے کہا کہ اپنے گرو کے پاس لے چل وہ مدد کر دینگے تو بیڑا پار دھرا ہے اسے لیکر حاضر ہوا۔ عرض کیا فرمایا فکر دور دل صبور۔ مالک بہتر کریگا۔ عرض کیا کہ معاملہ آبرو کا آپڑا ہے فرمایا جاؤ خدا فضل کرے گا نام جپ لیا کرو۔ مینے بھائی سے کہا کہ بس اب کرم ہو گیا سر پہ۔ ہاتھ رکھوا لے آپ نے دست مبارک رکھدیا مینے عرض کیا جس پر حضور کا ہاتھ ہو گا اس پر رحمت مرے معبود کی ہوگی۔ گھر پہنچے تو اس سے ۶ یوم بعد خبر لگی کہ حسب دلخواہ قدرت نے خود فیصلہ کر دیا۔ اللہ ہو اللہ۔ ارجن نے عرض کیا ؎

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم　　　چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

بڑے نہ ڈوبن دیت ہیں جاکی پکڑیں بانھ　　　جیسے لوہا ناؤ سنگ تیرت ہے جل مانہہ

روایت منشی سلیم خاں سکنہ سوندھ کہ میرے چچا خسر چکمل خاں سکنہ پاٹوکا نے اپریل ۲۳ء میں مجھ سے کہا کہ عرصہ ۳۰ سال کا ہوا کہ جب میں اور میری بیوی ایک بچہ لیکر شاہ جی کے پاس دھلاوٹ

گئے شاہ جی صاحب چھپر میں کواڑ بند کئے بیٹھے تھے مینے غور سے سنا تو یہ کہہ رہے تھے کہ خدا روٹھ جاوے تو منالوں ہائے پیر روٹھ گیا کیا کروں اے مولا۔ ماتھے پر ہاتھ مارتے تھے اور روتے تھے کچھ دیر بعد باہر نکلے بچہ کو جھاڑ دیا پھر ہم چلے آئے مجھے شاہ صاحب کی بات کا خیال ہو گیا اور سمجھا کہ حضرت بڑے میاں صاحب کچھ ناراض ہیں اکثر دھلاوٹ گیا شاہ جی سے ملا بار بار کہتے تھے اور روتے تھے۔ ہر روٹھے گرملا دیں گرو۔ ٹھے نہیں ٹھوڑ۔ اللہ۔ اللہ۔

روایت از صاحب زادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ منشی بال کشن داس گوراوڑہ تحصیل ریواڑی حضور کے خاص چیلے تھے محنت و مجاہدہ بہت کرتے اہل ہنود ان کو مہاتما مانتے تھے اس میں شک نہیں باطن کا منصور تھا اکثر ساد ہو حضور کی خدمت میں آتے اور فیضیاب ہو کر جاتے ان کو تعلیم اس رنگ میں دی جاتی جس رنگ میں وہ ہوتا ذات بہانت اور مذہب سے بحث نہیں تھی طالب کی طلب بجانا حضور کا کام تھا۔ اب ان کا انتقال ہو گیا جائے انتقال کا پتہ نہیں ملا۔ اللہ۔ اللہ

روایت ایضاً احقر اور چند آدمی نیز مولوی محمد عظیم صاحب و حاجی کریم الدین صاحب بریلوی حضرت مرشدنا کے حجرہ میں حاضر تھے کہ میر احمد علی صاحب مجذوب اکیڑہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر آگیا۔ حضور نے فرمایا الا اللہ۔ ایک دفعہ میر احمد علی مجذوب بعد وصال میاں صاحب فرد وقت سوندھ آئے چوپال میں قیام کیا ان کی خدمت کے لئے شاہ جی اور بہت سے آدمی گاؤں کے موجود تھے صبح کو ملنے کے لئے میں بھی گیا۔ میر صاحب ڈھلے (بڑی چارپائی) پر بیٹھے تھے چاروں طرف لوگوں کا مجمع تھا شاہ جی سرنگوں موءدب بیٹھے تھے اور چھوٹے بھائی حاجی جی صاحب۔ ہمبو خادمہ بھی وہاں موجود تھی جب میں قریب پہنچا تو میر صاحب تعظیم کے لئے اٹھے اور نذر پیش کی (اس جگہ پہنچکر حضور مسکرائے) الا قدرے لوگوں کی نذر بچاکر نذر دی۔ مینے انکار کیا۔ اس پر فرمایا کہ بندہ خادم ہے اور آپ آقا جو رتبہ خدا دے چکا اسے کون کم کر سکتا ہے نذر اور ہم کیا چیز ہیں۔ مینے لے لی اس پر متبسم ہوئے اور کہا خبر نہونے دو یہ لوگ رشک کرینگے اس پر مجھے بھی ہنسی آگئی شام کو مزار پر تشریف لائے اور بتاشہ ساتھ تھے مجھے ہمراہ لیا مزار کے پاس بیٹھ کر فاتحہ مجھ سے دلوائی مزار پر بوسہ دیا اور پھر نذر پیش کی

اور کہا کہ ہم غلام ہیں اور آپ میاں راج شاہ ہیں۔ مینے پھر انکار کیا آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا
کرم کرو اور اپنا کام کئے جاوٴ دنیا پر خیال نکرو الا اللہ۔ خدا کے سچے بندے اور مرشد کے خادم
صراط مستقیم پر چلنے میں حالت مستی میں بھی اپنا طریق نہ چھوڑا۔ خدا ورثے عاقبت بخیر کرے۔ اللہ ہو اللہ
روایت ایضاً۔ حضرت مولانا مجدد وقت رحمتہ اللہ علیہ نے مسمی ماملا عرف جاول شاہ خادم میاں
صاحب کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ ہمبو خادمہ نے اس کی شکایت حضرت فرد وقت سے کی ہا ہا
ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ ماملا تو مسجد میں مولوی صاحب کے پاس جا رہ ہمبو تجھ سے ناراض ہے
وہ ہمارا کام کرتی ہے اگر تو یہاں رہیگا تو وہ چلی جاوے گی۔ ماملا مولوی صاحب کے پاس چلا گیا اور
بعد وصال حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جاول شاہ مزار پر رہتے اور جاروب کشی کیا کرتے
ماملا اس قدر غصیارہ تھا کہ اخی معظم مولوی محمد عظیم صاحب اور مائی صاحبہ غرض سارے کنبہ کو گالیاں
دیتا اور سب کے پیچھے سونٹا لیکر دوڑتا۔ مریدوں کو مزار پر جانے سے روکتا اور اگر کچھ احقر کہدیتا تو
میرے ساتھ بھی وہی برتاوٴ کرتا۔ تنگ ہو کر حضور میں عرض کیا کہ اسے نکال دو فرمایا بھائی خود ہماری
اور ہماری بیوی بیٹے بیٹی پوتیوں اور مریدوں کے ساتھ دل کھول کر برائی کرتا ہے اور مخالفوں
سے محبت رکھتا ہے نالائق ہے۔ خود ہی نکل جاوے گا۔ ہمنے تو صبر ہی کیا تم بھی صبر کرو ہمارے
باپ کا خادم ہے اور مزار پر جھاڑو دیتا ہے ان کے فرمان کی تعمیل ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔
پھر جاول شاہ کو بلایا اور نصیحت کی کہنے لگا کہ میں کسی کی پروا نہیں کرتا میرا سونٹا کسی سے نہ رکا
اور نہ رکے گا۔ فرمایا جا نالائق اپنے کئے کی سزا پائیگا اور روتا پھریگا۔ چند روز بعد مزار میں جاول
شاہ کو ایک شمشیر برہنہ نظر آئی فرار چھوڑ میاں صاحب کے حجرہ میں آگیا دوسری شب وہی تلوار
یہاں بھی نظر آئی یہاں سے بھی بھاگا اور ایک سال تک باہر رہا، پھر آیا۔ اور حضرت فرد وقت کے
مزار شریف پر چوتڑا رکھکر بیٹھ گیا پھر سمجھایا جب آنکھ کھلی کہ آہ میں تو سب کچھ کھو چکا۔ پھر چلا گیا حضرت
قبلہ مجدد وقت کے اس صبر کو ملاحظہ کرو کہ تیس سال تک اس کی زیادتی کو سہا اور صبر کیا اور صبح
ہی اٹھتے اور جاول شاہ کو ناشتہ دلاتے کھانا کھلاتے اور سب کچھ سنتے اور کچھ نہ فرماتے۔" موتوا

قبل ان تموتوا" کے مصداق یہ لوگ تھے۔ اللہ ہو اللہ۔
روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ ترک چار قسم کے ہوتے ہیں
ترکِ دنیا۔ ترکِ دین۔ ترکِ وجود۔ ترکِ ترک۔ ترک دنیا اور ترک دین تو کچھ آسان نظر آتے ہیں
اور ترکِ وجود اس سے مشکل اور ترک ترک سب سے مشکل ہے۔ وہی دنیا ہے وہی وجود ہے اور اسکی
ساری خواہشات کوئی پوچھے کہ غریب دین نے کیا بگاڑا کس نے مخالفت کی جو اسے چھوڑ بیٹھے
نہ نماز ہے نہ روزہ نہ احکام کی پابندی ہے اور نہ کسی کا لحاظ۔ بھائی آدمی تیس سال تک سرکار
کی ملازمت کرے تو اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ کام چھوڑ کر رپوٹ کردے اس کی پنشن ہو جاوے
گی کام اس سے لے لیا جاویگا۔ ۵۵ سال ہو جائیں تو گورنمنٹ خود سبکدوش کر دیتی ہے۔ امرا
روٴسا۔ دیرینہ ملازموں کے وظائف کر کے خدمت سے معافی دیتے ہیں اور اس سرکار میں تو
بارہ سال سے لیکر اخیر وقت تک یہ خدمت معاف نہیں ہوتی۔ بیمار ہو تو تیمم کرو۔ تندرست ہو تو
وضو سفر ہو کہ قیام حتیٰ کہ اگر اٹھا بھی نہ جائے تو اشارہ ہی سے ادا کرو غرض پڑھو اور پھر پڑھو۔ ان
جاہل فقیروں نے خدا جانے کہاں سے نئے مسائل نکالے ہیں کہ نماز روزہ ترک حلال حرام کی تمیز
نہ وارد ایسا کرو گے تو خدا کے نزدیک ہو جاوٴ گے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا تک نہ سہی اس کی بھڑکائی
ہوئی آگ کے قریب کیا بلکہ اس میں ضرور پہنچ جاوینگے "استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ"
رب العزت ہر بلا سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم دکھائے۔ اللہ ہو اللہ۔
روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ ایک صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ مانڈلے
ملک برہما کا خط لیکر حضور میں حاضر ہوا۔ اس میں تحریر تھا کہ یہاں ایک بزرگ نے میاں مولوی
عبد اللہ شاہ صاحب خلف میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا پتا دیا ہے کہ اس وقت
کے قطب بزرگوار اور مجدد وقت ہیں سوندھ تحصیل نوح ضلع گوڑگانوہ میں ان کا مسکن ہے یہ مسائل
متعلقہ تصوف وہ سمجھا دینگے اور عبارت بھی اس خط میں نئے طریقہ سے لکھی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ بھائی ۔
ہندوستان میں بڑے بڑے عالم اور بزرگ ہیں ان کی خدمت میں رجوع کرو میں کیا جانوں

عرض کیا کہ پتہ تو آپ کا بتایا گیا ہے۔ پھر آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں۔ کچھ دیر تامل فرمایا اور پھر سب کے جواب مولوی صاحب کو لکھا دیئے۔ یہ واقعہ بائیس سال کا ہوگا۔ اب ذہن سے ان کا اسم گرامی اتر گیا ہے الله ہو الله۔ نزدیکان بے خبر دور و دوران باخبر در حضیر۔

روایت از صاحبزادہ میاں محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ ایک مرتبہ احقر معہ چند لڑکوں کے ۲۷ رمضان المبارک کو برائے زیارت شب قدر۔ گاؤں کی مسجد میں جاگ رہا تھا۔ اور میاں محمدی شاہ بھی جو حضرت فردوقت کے مرید تھے۔ بیدار عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک روشنی تو ہو چکی ہے۔ میں مایوس ہو کر گھر کو چلا آیا۔ حضور جاگ رہے تھے فرمایا کیسے آ گیا عرض کیا کہ محمدی شاہ کا یہ خیال ہے۔ فرمایا ابھی وقت ہے شب قدر نہیں ہوئی جاگو ہم بیدار رہے پھر نیند شروع ہوئی اور بہت زور سے آئی۔ فرمایا اب تھوڑی دیر ہے باہر جھیر کے پھرتے رہو ممکن ہی اثر تم کو نظر بھی آ جاوے ایک میں تھا اور میرے ہمراہی ایک لڑکا اور تھا کہ یکایک شمال کی جانب ہی ایک روشنی سبز نہایت خوشگوار شروع ہوئی۔ ساتھی تو یہ کہتا ہوا بھاگا کہ آگ لگی آگ لگی۔ عاجز نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ایک لمبی دعا جو مجھکو یاد تھی وہ پڑھی روشنی نے کچھ دیر قیام کیا عجیب عجیب عجائبات نظر آئے جنکے بیان کرنے کا حکم نہیں حضرت نے فرمایا کہ سو جاتے تو کہاں سے دیکھتے۔ خوش قسمت ہو۔ یہ واقعہ ۱۳۱۲ھ ہجری کا ہے۔ الله ہو الله۔

روایت از مسکین معین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ آجکل ساری دنیا دین دین پکار رہی ہے اور اصل میں غور سے دیکھو تو خالص دین جس کا نام ہے اس کا کہیں پتہ نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر ایک آدمی کا دل معہ اس کی خواہشات کے دین نما بنا ہوا ہے یعنی سو اینچ پیچ لڑا کر اپنی خواہشات کے قالب میں دین کو ڈھالنا چاہتے ہیں اور ڈھال لیتے ہیں۔ سو حجتیں سو دلیلیں خود ساختہ اور دوسروں سے پوچھ پوچھ کر اکھٹی کر لیتا ہے مدعی اور مدعا علیہ اور ان کے مابین کا جھگڑا دیکھو اقتدار کے بارے میں کیسی کیسی رنگ آمیزیاں کرتے ہیں اور اپنے اپنے مطلب کے مطابق جدا جدا جواب پیش کرتے ہیں۔ ورنہ سچ پوچھو تو دین تو ایک علیحدہ چیز ان سب جھگڑوں سے ہے اس میں راستی ہی

اور غرض کو دخل نہیں۔ الله ہو الله۔

روایت ملا ننھے خاں نے بیان کیا کہ پارسال حضور مجدد کی خدمت میں ایک عالم تشریف لائے اور شب باش ہوئے۔ صبح کو مجھ سے کہا کہ بھائی جگ جگ جیو ہمارے خرخشہ تو سارے پورے کر دیئے۔ باریک سے باریک مسائل آج طے ہوئے ہیں۔ ایسا عالم ظاہر و باطن نظر سے نہیں گزرا ہے مینے اپنی تکمیل مولوی عبد القادر صاحب بدایونی اور مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محل سے اور تکمیل کی تکمیل یہاں آ کر ہوئی ہے۔ مینے میاں محمد عمر صاحب صاحبزادہ مولانا کو دیکھا۔ سبحان الله کیا جوان صالح ہے۔ الامزاج میں جلال زیادہ ہے اور یہ تقاضا عمر ہے دوسرے دن تشریف لے گئے نہایت بزرگ صورت اور معمر شخص تھے اس وقت نام یاد سے اتر گیا ہے۔ الله ہو الله۔

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ مدینہ طیبہ تشریف لیگئے دیکھا تو بڑی بڑی عمارتیں عالیشان بنی ہوئی ہیں مکان ہر قسم کے آرام دہ موجود ہیں اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ مدینہ تو رسول کا نہیں ہے میری آنکھیں تو اس مدینہ کو ڈھونڈھتی ہیں جسے تاجدار مدینہ صلعم نے چھوڑا تھا۔ الله ہو الله۔

روایت صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ۔ ایک روز مینے اشغال کی نسبت سوال کیا ارشاد فرمایا کہ اشغال کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کسی طرح سے کرتا ہے اور کوئی کسی طرح اور فقیر کا شغل تو اس قدر محض ہے کہ جاننے والے ہی اس کو تمیز کر سکتے ہیں۔ ایک درویش پلک جلدی جلدی جھپکاتا تھا لوگوں نے اس کی چڑ مجو مجو کی بنا لی لیکن وہ اپنے شغل میں مصروف تھا اور بغیر اس کی یاد کے ایک پلک نہ مارتا تھا۔ اس لئے فقیر کی کسی حالت پر معترض نہیں ہونا چاہیئے۔

روایت از سید سرور حسین شاہ ساکنہ جلال پور پنجاب ضلع گجرات۔ مولوی محمد اکبر شاہ صاحب چوہان ساکنہ موضع بلی اسٹیشن لالہ موسے سے ہمارے یہاں آئے اور مجھ سے فرمایا کہ سائیں کچھ رب رب کیا کرو میں نے اس کے ساتھ ہنسی کی۔ فرمایا یہ بات اچھی نہیں ہے ساری عمر اسی

کھیل میں نہ ضایع کرو پھر پچتاؤ گے۔

جوہر کی ہے جا ہنا مدہ کے دن سے ہاتھ　　دھیان میں پوری سا وہنا کرے اسمیں ساتھ
جب جوبن سب ہو چکا پھر ہو کیسا نیمہ　　بھولا پھرے کسان کاتک مانگے مینہ

مولوی صاحب دوسرے تیسرے روز ضرور ہمارے یہاں آتے اس بات کا اثر اب دل میں پیدا ہونے لگا۔عرض کیا کہ مولوی صاحب کام جب ہے یا تو آپ خود بعیت کریں ورنہ کسی اور بزرگ کا پتہ دیں۔فرمایا کہ جب تمہارا یقین پختہ ہو جاوے گا تب بتا دینگے چنانچہ ایک روز خیال آیا اور اپنے ہمراہ رحیم بخش و قادر بخش کو لیکر مولوی صاحب کے پاس گیا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج راستہ کیسے بھول گیا۔عرض کیا کہ بھولے ہوئے کو راہ بتا دو۔فرمایا کہ تم فوراً پیر محمد عبد اللہ شاہ کے پاس جاؤ۔عرض کیا واقف نہیں ہوں کون صاحب ہیں کیا پتہ ہے۔فرمایا لاہور سے دہلی۔دہلی سے گوڑ گانوہ اسٹیشن وہاں اتر کر جس سے جی چاہے پیر عبد اللہ شاہ صاحب سوندھ والے پوچھ لینا۔شروع ذی الحجہ میں مجھے مولوی صاحب نے کفنی پہنا کر روانہ سوندھ کیا ریل سے اتر کر دریافت کرتا ہوا آرہا تھا کہ راہ میں معلوم ہوا کہ حضور کا وصال ہو چکا بڑا رنج ہوا الغرض سوندھ پہنچا اور قریب ایک ماہ کے رہا اور صاحبزادہ صاحب محمد عمر شاہ کا ہاتھ پکڑا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئینہ میں کسی تصویر کا عکس جلوہ گر ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ جب انسان درجہ عبودیت میں پہنچتا ہے تو اس وقت جو طاعت و اطاعت اپنے مالک کی کرتا ہے وہ جنت کی لالچ یا دوزخ کے خوف سے نہیں ہوتی ہے۔بلکہ وہ محض محبت الٰہی میں اُسکی رضا جوئی کا مشتاق ہوتا ہے اور کوئی فعل اس سے ایسا سرزد نہیں ہوتا جو اسکی رضا کے خلاف ہو اور یہ طاعت سب سے افضل مانی گئی ہے اور یہ حالت جب پیدا ہوتی ہے جب قلب سلیم ہو جاتا ہے۔وہ نماز جو فاحشات سے روکنے والی ہے بندہ کو اس وقت میں میسر آتی ہے۔اسی لئے صوفیہ کرام پہلے قلب کی حالت کو درست کرتے ہیں اسکے سنوارنے کو خود سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے صحیح بخاری

شریف میں باب الوحی کے اندر ایک حدیث شریف آئی ہے۔خبردار ہو جاؤ کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے۔ دوہا

موںڈ منڈائے کیا ہوا جو کیا گھوٹم گھوٹ　　من وا تو مونڈا نہیں بھیک جی جس کا سگرا کھوٹ

فقرا خود جنت طلب نہیں کرتے خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں جنت عطا کرتا ہے اور غور سے دیکھو تو اس میں بھی ایک لطیفہ لطیف پوشیدہ ہے مانگنے کی تو بھیک ہی کہلاتی ہے اور ویسے سرکاری عطا ہو تو انعام ہے اور سمجھ لو بھیک اور انعام میں کونسی شئے بہتر ہے اور خدا کو یہ خیال پسند معلوم ہوتا ہے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میں نے جنت میں دیکھا تو وہاں کے لوگوں میں اکثر فقرا پائے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ، چار پانچ سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ محمد اکبر خاں ملازم پولیس ریاست دکھن حیدر آباد سے آئے صرف ایک دن قیام کیا اور تین مرتبہ حضور میں حاضر ہوئے تینوں مرتبہ دو تین منٹ بعد فرما دیا۔کہ جاؤ باہر بیٹھو۔نہ نام پوچھا نہ گاؤں اور نہ ہی محمد اکبر خاں نے عرض حال کیا۔ اخیر مرتبہ جب اٹھ کر آئے تو کہا ابھی جاؤں گا مینے عرض کیا کہ کم سے کم ایک دن تو اور ٹھیرو۔زندگی کا کیا بھروسہ نہ معلوم پھر کب آنا ہو۔ہو۔کہا کہ جب تک مقصد دلی بر نہ آوے گا نہ مروں گا آج ضرور واپسی ہو گی ؎ آہ

نیستم گلچیں بروئیم رہ بندئے باغباں　　می نشینم گوشئہ کا واز ملبل بشنوم

اور یہ تغافل کب تک ؎ تو درخوابی و من شبہا بہ سودائے تو بیدارم۔

اسی وقت اونٹ کرایہ کیا اور چلدیئے۔تین سال تک نہ تو کوئی خط آیا نہ خود آئے اسکے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دن پہاڑ سے خوش خوش چلے آتے ہیں۔احقر سے ملتے ہی کہا کہ دیکھو صاحب اب تک زندہ ہوں اور مقصد دلی بر آیا ؎

لائے اس بت کو التجا کر کے　　کفر توڑا خدا خدا کر کے

پہلی مرتبہ سرکار نے پاس نہ آنے دیا اگلی مرتبہ خود بلائینگے یہ باتیں عاجز سے ہو ہی رہی تھیں کہ حضور نے ایک لڑکا اپنے بچوں میں سے بھیجا کہ حیدر آباد سے جو آیا ہے اُسے بلا لاؤ اکبر خاں ہنسے اور کہا کہو تو نہ جاؤں سرکار یہاں خود آویں تو سہی پر کیا کروں ؎

میری طرف سے خاطر صیاد جمع ہے　　کیا اڑ سکیگا طائر بے بال و پر کہیں

حاضر ہوکر قدم بوس ہوئے اور فرمایا کہ بھائی انتظار میں تھا تم اگئے اچھا کیا ایک دوسرے صاحب مرزاجی جو ہمرکاب تھے انہیں دام دیکر بتاشے منگائے۔ حضور نے بعیت کیا اور فرمایا کہ اوراد تحریر کرلو چنانچہ حسب الارشاد تحریر کئے گئے۔ اور پھر وہاں سے اٹھکر احقر کے پاس آئے اور کہا ؎

خوش آن مجلس کہ آنجا تو بہ خود چوں کنم ظاہر　　مرا ساقی گریباں گیر دو مے در گلو ریزد

لو اب سنو چودہ سال کا واقعہ آج بیان کردں گا اور ایک کاغذ پرانا سا نکالا اور دکھایا اور کہا کہ یہ دیکھو وہی اوراد ہیں جو اب تحریر کرائے ہیں اور یہ ہی اس کاغذ پر پہلے لکھے موجود ہیں ایک مرتبہ سرکار میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے اور یہ اشغال ارشاد فرمائے پھر چند سال بعد دوبارہ تشریف لائے اور یہ اسمار گرامی اللہ کے ارشاد کئے پھر چند سال بعد یہ وظیفہ پڑھنے کو بتایا اور تشریف لے گئے میں آپ کی تلاش میں نکلا اور جگہ جگہ اپنے در مقصود کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ ہر صدف کو اس در یکتا سے خالی پایا یہ مرزا صاحب بھی حضور کے خادم ہیں۔ اتفاقًا ان سے تعرف ہوگیا مینے اپنا راز بیان کیا۔ مرزاجی نے کہا کہ بخدا یہ حلیہ جو تم بیان کرتے ہو واللہ ملتی جلتی سی شکل ہے مرے مولاکی، یہ سراپا تو حضرت مولائی مرشد میاں عبداللہ شاہ صاحب کا ہے یہاں آیا تو آئینۂ دل میں جو صورت تھی وہی نقش چشم تمنا میں کھنچ گیا۔ دلمیں سوچا کہ اگر وہ ہیں تو ارشاد بھی وہی ہوگا۔ اسلئے میں نہ بولا اور منتظر رہا اور خواب کے اس منظر کو بھی جو مکان کے متعلق تھا بغور ملا یا سب چیزیں مطابق ہوئیں الا وہ چبوترہ نظر سے نہیں گذرا جس پر سرکار دوعالم جلوہ افروز تھے اور حضرت غوث پاک جدی

اور حضور فرد وقت میاں راج شاہ صاحب اور حضرت قبلہ مرشدی مجدد وقت میاں عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہم حاشیہ بوستان میں سے تھے۔ آخر کار طمانیت مزید کے لئے چلا گیا اور دوسری بشارت پر حاضر ہوا کہ جاؤ وہاں سے حصہ ملیگا۔ شاداں وفرحاں حاضر ہوا اور آج وہ عقدہ حل ہوگیا دونوں کاغذوں کو ملاکر دیکھو یہ ہی ارشاد ہیں اب یقین عین الیقین ہوگیا۔ اس وقت میرے پاس مل خاں سلیم خاں مرزا عنایت اللہ بیگ خلیل وقاری اور کئی اصحاب موجود تھے۔ محمد اکبر خاں اولاد غوث پاک سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے ہیں اور حیدر آباد میں بعہدہ انسپکٹری پولیس ملازم۔ عابد و زاہد عاشق صادق مرشد کے ہیں اب بھی حضرت مجدد وقت کی سترہویں کے بعد تشریف لائے تھے ۱۳۲۳ھ میں ملازمت چھوڑ دی اور اب وہ حالت جذب میں تھے ؎

فیضی احسنت ازیں عشق کہ دوراں امروز　　گرم دارد ز تو ہنگامہ رسوائی را

آہ اُن کی طرف دیکھکر بے اختیار یہ شعر نکلتا ہے ؎

کس نمی گوید مم از منزل آخر خبرے　　صد بیاباں بگذشت وگر در پیش است اللہ ہو اللہ

روایت عظیم اللہ بیوپاری ساکنہ سوندھ۔ میں پلٹن نمبر ۱۲۱ میں ملازم تھا پلٹن کے امام مولوی سکندر صاحب جو بمبئی کے علاقہ میں بہت مشہور ہیں ان کے پاس بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ تم نے کس سے پڑھا ہے مینے کہا کہ میرے استاد پیر مولانا عبداللہ شاہ صاحب سوندھوی ہیں یہ سنتے ہی امام صاحب کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ زہے قسمت اس شخص کی جو ان کا شاگرد ہو اور خادم بھی ایسا بزرگ شیخ کامل دور دور تک نہیں اپنے وقت کے مجدد ہیں مقبول درگاہ غوث پاک ہیں۔ جہاد اکبر ان کا شغل ہے صوفیہ میں درجہ شہادت ان کو حاصل ہے میں روشناس خواب ہوں خدا زیارت نصیب کرے از صاحبزادہ محمد عمر صاحب مدظلہٗ اس حکایت کے بہت عرصہ کے بعد حضور کا وصال ہوا مونڈھے کی جانب سے خون جاری ہوا کپڑے سارا کفن اوپر کی چادر سب خون میں تر ہوگئے

اور اس خوان میں اس قدر خوشبو تھی کہ دماغ معطر ہو گئے اور ایسی پاکیزہ خوشبو کسی پھول میں نہ سونگھی۔ ہزارہا آدمی تجہیز و تکفین کے وقت موجود تھا اور سب ایک دوسرے سے اس خوشبو کا سوال کرتے تھے اللہ ہو اللہ۔

روایت - عظیم اللہ بیوپاری سکنہ سوندھ۔ ایک دفعہ میں نماز عشا پڑھکر مسجد میں سو گیا ایک بجے آنکھ کھلی بیٹھا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضور حجرہ سے باہر نکلے چہرہ مبارک چاند سا چمکتا تھا مسجد میں روشنی چاند سے زیادہ ہو گئی۔ میں ڈرا حضور نے فرمایا کون ہے۔ عرض کیا عظیم اللہ صبح کو فرمایا کہ تو عشا کے پہلے آجایا کر پھر سونے کے بعد مت آیا کر۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً میری عمر قریباً سولہ یا سترہ سال کی ہو گی کہ ایک مرتبہ نماز عشا پڑھکر حضور دیر تک مسجد میں نمازیوں سے باتیں کرتے رہے بعد میں حجرہ میں جا کر چارپائی پر لیٹ رہے۔ میں بیٹھا رہا تھا حضور سو گئے ذرا سونے کے بعد ایک آواز قلب سے نکلی اس کے تھوڑی دیر کے بعد ہر رگ و پے سے آواز الا اللہ کی آنے لگی مجھے ڈر معلوم ہوا حجرہ سے باہر نکل آیا۔ دیکھا کہ روشنی سے حجرہ مبارک منور ہو گیا ہے شب تاریک دوستان خدائی ؛ می بتابد چو روز رخشندہ۔
وین سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ؛ تھوڑی دیر گذرنے کے بعد ایک مخلوق خدا آنے لگی اب مجھکو اور بھی خوف غالب ہوا۔ جس قدر اشخاص وہاں آرہے تھے سب کے چہرے نورانی تھے اور سب حجرہ اقدس میں داخل ہو گئے اور درود شریف پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔ اور مبارک مبارک کی آواز سنی۔ حضور چارپائی پر پڑے رہے سب مخلوق واپس چلی گئی بندہ دیر تک گھبراتا رہا پھر نیند آگئی سو گیا۔ صبح کو فرمایا کہ بیٹا کسی سے ایسے امور کا تذکرہ کرنا نہیں چاہیئے۔ آج اس قدر ایام گذرنے پر ظاہر کیا ہے اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً ایک روز پچھلی شب بعد نماز تہجد حجرہ میں تشریف فرما تھے اور میں مسجد میں تھا دیکھا کہ چند بزرگ دروازہ مسجد پر تشریف لائے ہیں اتنے ہی میں حضور بھی حجرہ سے نکلے دست و پا کو بوسہ دیا بزرگ صاحب نے ان کے سر پر دست مبارک رکھا اور بغل گیر کر کے چند کلمات

فرمائے اور واپس تشریف لے گئے میں نے حضور سے عرض کیا کہ یہ بزرگ کون تھے فرمایا یہ سرتاج الاولیا حضرت غوث پاک رضؓ تھے۔ ایسے موقع پر بولا نہیں کرتے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ سید محسن شاہ صاحب رسالدار رخصت لیکر سوندھ آئے حضور سے قدمبوسی حاصل کی اپنا عرض حال کر کے عرض کیا حضور ایک شخص نے مجھے اپنا وکیل بنا کر عرض حال کرنے کو کہا ہے۔ حکم ہو تو عرض کروں۔ فرمایا اچھا عرض کیا ایک صاحب بزرگ ہیں۔ اس وقت میرٹھ چھوڑ آیا ہوں ان کا بیان ہے کہ میں نے مکان کے دروازے بند کر کے چھ چھ ماہ تک چلے کئے ایسا چند بار کر چکا ہوں اب کے ایسا فیض بڑا ہے کہ سارے ہندوستان میں مزارات پر اور زندہ بزرگوں کے پاس نیاز حاصل کیا بغداد شریف بھی حاضر ہوا مگر قبض نہیں گیا۔ اب مجھے میرٹھ میں ملا تھا اور خدا و رسول کا واسطہ دیکر عرض کیا کہ سائیں توکل شاہ صاحب کا خادم ہوں بارہ سال سے قبض میں مبتلا ہوں حضور کی تعریف زیادہ سنی ہے۔ شیر خدا ہیں ہادی ہیں مجھ غریب کی بھی رہبری فرماویں حضور نے فرمایا کہ جاتا رہیگا رسالدار نے عرض کیا کہ حضور کوئی دوا بتائیں۔ فرمایا کہ دوا کا درد نہیں ہے کہدینا فکر نہ کریں جاتا رہیگا۔ رسالدار نے میرٹھ جا کر تحریر کیا کہ بزرگ صاحب سے ملا۔ خوش پایا۔ قبض جاتا رہا۔ شکریہ کے الفاظ ادا کئے زمین بوس ہوا حضور کو دعا دی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ عرصہ چوبیس پچیس سال کا ہوا کہ عاجز کے گھر میں لڑکا اپنے نانا کے ہاں موضع چڑاوک ضلع بلند شہر میں پیدا ہوا محمد عثمان نام رکھا تھا وہ کچھ دن بعد بیمار ہو گیا وہاں سے خبر آئی کہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور سخت بیمار ہے کوئی ہو جائے والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بیٹا مجھے لیچل یا تو خود جا حضور نے والدہ سے فرمایا کہ جا کر کیا کرے گا اللہ پاک کی امانت تھی اس نے لیلی یہ الفاظ سنکر میں نہ گیا چنانچہ چڑاوک سے خبر انتقال لڑکے کی اسی تاریخ کی آئی

روایت از مسکین معین کرانوی۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمی میں کیا رکھا ہے چلتی کا نام گاڑی ہے خدا معلوم یہ اپنے ذہن میں کیا سمجھے بیٹھا ہے یہ نہیں جانتا۔ کایا مٹی ہوئے گی انت

جمگی دوب۔ چھتیں پے وگڑا بہے اڑے کرگی وہول۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ، عاجز کے ایک لڑکا جس کا نام حضور نے فضل الرحمن رکھا تھا اور جو اپنی نانی کے پاس سے آیا تھا ایک روز چھت پر کھیل رہا تھا قاری اور خلیل سے کہا کہ کل ہم کو بخار چڑھے گا اماں نے دھمکایا قدرت خدا دوسرے روز بخار ہوگیا چیچک نکل آئی حضور کو زیادہ الفت تھی گھر دم کرنے تشریف لے گئے فرمایا اللہ پاک کی مرضی حالت تنگ ہوگئی کھانا نہیں کھایا دو بجے شب کے قریب میں نے اسے دھمکایا کہ دودھ پی لے انکار کیا مینے دریافت کیا کہ تو کون ہے جو بولتا نہیں سنکر کہا چاچا میں اللہ تعالیٰ کا ولی ہوں اب جاؤں گا کھاؤں گا نہیں ذرا دیر بعد میں سو گیا۔ نور احمد سکنہ مسیت جاگتا تھا اس نے دیکھا کہ چہرہ ایک دم چاند کی طرح چمک اٹھا شعائیں انار جیسی نظر آئیں نور احمد نے گھبرا کر مجھے جگایا اور واقعہ بیان کیا ایک گھنٹہ بعد باہر آئے کہ وقت صبح صادق انتقال کر گیا حضور نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً جون ۱۹۴۶ء عاجز کو سخت بخار ہوا پیاس شدت کی تھی۔ سالم بوتل شربت عناب کی گھول گھول کر پی گیا مگر پیاس کم نہ ہوئی۔ ان دنوں حضور کی خود طبیعت بھی ناساز تھی اور ایسی حالت ہوگئی تھی کہ اٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا چار آدمی حضور کو پکڑ کر احقر کے پاس لائے عاجز کے سینہ پر حضور نے ہاتھ رکھکر دم کیا۔ گونہ قرار آیا اور کرب بالکل جاتا رہا نیند آئی اور خوب سویا جب اٹھا تو طبیعت صاف تھی اور بخار نہ تھا چھ یوم بعد پھر بخار شروع ہوا اور حالت ایسی خراب ہوئی کہ امید زیست نہ رہی۔ مینے چابیاں جیب سے نکالیں اور نور احمد خادم حضور کو دیدیں کہ بس بھائی اب وقت اخیر ہے اور میں اب اپنے خدا کے روبرو جانے کے لئے تیار ہوں۔ حضور قبلہ گاہ صاحب مرشدی کی طبیعت خود علیل ہے والدہ صاحبہ کمزور اور ضعیف ہیں میں ایک ہی بیٹا باقی تھا۔ خبر وفات سنکر بہت رنج وملال ہوگا۔ بڑے بھائی عالم وفاضل مولوی محمد عظیم صاحب پہلے جا چکے ہیں مرضی مولا از ہمہ اولےٰ اس کے بعد سے نبض گرنے لگی حضور

کے دونوں خادم نور احمد و رسول شاہ میرے پاس تھے وہ رونے لگے مجھکو بیہوشی نے سنبھالا نور احمد نے حضور میں عرض کیا کہ صاحبزادہ کی حالت نازک ہوتی جارہی ہے نبض گر چکی۔ فرمایا۔ طفیل حبیب اللہ صدقہ غوث پاک کا...... اللہ جو چاہے سو کرے عاجز کی حالت نیند تھی یا حالت مرگ یا خوابِ ضعف بیہوشی پھر اس قدر بڑھی کہ رہی سہی نبض نا رد اچانک دو آدمی مجھے لے گئے اور ایک بڑے دروازہ کے اوپر دربان کے حوالہ کیا۔ انہوں نے دیگر دو اشخاص کے حوالہ کیا وہ ایک میدانِ عالی شان کی طرف لے چلے اُس کل میدان میں فرش سنگِ سرخ کا تھا اُس کے آگے ایک نہایت خوبصورت دروازہ سنگ مرمر کا ملا وہاں ایک شخص بصورت دفتری موجود تھا اس کے حوالہ کر دیا انہوں نے دو اور خوبصورت آدمیوں کے حوالہ کیا اس دروازہ سے فرش سنگ مرمر کا شروع ہوا اور ہر ایک چوکی پر بیل بوٹے نہایت خوبصورت بن رہے تھے اور دور دور تک یکساں فرش معلوم ہوتا تھا اچانک ایک عورت نے مجھکو پیچھے سے آکر پکڑا اور لیجانے والوں سے کہا کہ میرے لال کو کیوں اور کہاں لئے جاتے ہو۔ اور کیوں لائے اس وقت میری حالت ایسی تھی جیسا چھوٹا بچہ ان سے چھین کر عاجز کو گود میں لیا۔ چھاتی سے لگایا۔ اور اپنی پستان سے دودھ پلانا شروع کیا۔ عاجز نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر ان شخصوں کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اپنے بابا سے کہونگی کہ میرے بچہ کو یہ لوگ لائے ہیں اتنے ہی میں ایک شخص نورانی چہرہ والا نمودار ہوا ان کے آتے ہی میری اماں جنہوں نے دودھ پلایا تھا لیکر چلدیں کل مردمان نے آپ کی تعظیم ادا کی اور سب نے کہا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آرہی ہیں احقر ان کے ہمراہ پھر ان دونوں احاطوں کا سفر کیا پھر مینے ان کی انگلی پکڑ کر تیسرے احاطہ میں آیا اور دروازہ سے باہر چھوڑ کر میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میرے نور بصر جاؤ۔ یہ آواز جوں ہی کان میں پڑی آنکھ کھل گئی۔ میرے پاس دونوں خادمان حضور کھڑے رو رہے تھے۔ مینے ان سے کہا کہ اب فکر مت کرو خوش ہوں اسکی اطلاع نور احمد نے حضور میں دی۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مردوں کا زندہ کرنے والا تھا جو لایا ہو گا اب فضل ایزد و تصرف مرشد سے عمر زندہ ہے رسول شاہ مرحوم فوت ہوگیا اور

حضرت قبلہ گاہی کا بھی وصال ہوگیا ان آنکھوں کا یہ ہے پر کھ یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت بیوہ فتو ولد بھکاری سکنہ سوندھ۔ حاضر ہو کر عرض کیا کہ اباجی میں بیوہ ہوں چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہیں کھیت میں باجرہ بویا تھا خوب اچھا ہوا لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ بیس من سے کم نہ ہوگا میں اٹھائیس من کی دعا مانگ رہی تھی کوئی رکھوالا نہیں تھا لوگوں نے چوری کرلی۔ جمع جوڑی بچوں کی پال بوائی کا خرچ کیسے پورا ہوگا۔ فرمایا صبر کر فکر نہ کر اٹھائیس من سے بھی زیادہ ہو جاوے گا۔ خدا کے اختیار ہے جتنا چاہے پیدا کردے جب ناج اٹھایا تو پورے تیس من اترا۔ یہ اثر ہے علم درویشاں کا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت۔ از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مظلہٗ پیر خاں خادم حضور لڑکر چلا گیا۔ اس کو بچپنے سے والدؒ نے پالا تھا اس رنج میں انہوں نے روٹی نہ کھائی میںنے حضرت مرشدی اباجی سے عرض کیا فرمایا اچھا اصحاب کہف کے نام پڑھ کر دم کردے کہاں جائیگا۔ چلنا بند ہو جاوے گا۔ صبح تک انشاءاللہ آجاوے گا۔ میںنے ایسا ہی کیا۔ صبح کو جو دیکھا تو پیر خاں موجود ہے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ تجارہ کے پاس سے جو ریاست الور میں ہی لوٹا تھا اس نے کہا کہ رات کے دس بجے ہوں گے کہ میرے پیر وزنی ہوگئے آگے چلوں تو ایک قدم نہ اٹھے واپسی کا ارادہ کروں تو کوئی روک نہیں دیر تک کھڑا رہا دیکھا کہ حضور کی شبیہ غصہ کی صورت میں ظاہر ہے مجبوراً واپس ہوا اور تین گھنٹہ میں چودہ کوس چلکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی چاہی۔ پیر خاں اب تک زندہ موجود ہی۔ اللہ ہو اللہ

روایت بالا چمار سکنہ سوندھ نے بیان کیا کہ کوئی چار برس کا ذکر ہے میری کمر میں ادیٹ نکلا حضور میں حاضر ہوا عرض کیا کہ دوا دارو کو پیسہ نہیں دکھ سے چلنا پھرنا دشوار ہے کیا کروں فرمایا کہ غریب کا تو اللہ بیلی ہے کمر دکھائی حضور نے اس پر تھوک دیا اور فرمایا کہ بھیا کے پیشاب میں نمک ملاکر لگالے اور تین یوم مٹی پانی میں گھولی پیسی لگائی۔ بھائی فضل مولا چاہیے جاؤ آرام ہو جاویگا ہفتہ کے اندر بالکل آرام ہوگیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مظلہ۔ مرزا نجف بیگ سکنہ چونماکھیڑہ جو حضور فرد

وقت میاں صاحب کے مرید تھے اور ان کو حضرت قبلہ مرشدی مجدد وقت رحمتہ اللہ علیہ نے دستار خلافت عطا فرمائی تھی۔ . . . . انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ بحالت غربت بتلاش روزگار گنج مرادآباد پہنچا اور بخدمت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سلام کے لئے حاضر ہوا۔ اور کچھ اپنا حال عرض کیا کچھ دیر تامل فرما کر ارشاد کیا کہ مرزا جی بڑے شیر کے دیکھنے والوں میں سے ہو۔ جن سے میں بھی ملا ہوں۔ میاں راج شاہ صاحبؒ فرد وقت کے صاحبزادہ ہیں مولوی عبداللہ شاہ صاحبؒ نام ہے۔ بمقبول الٰہی۔ رحمتِ دو عالم۔ ومقبول غوث اعظم ہیں انہیں سے عرض کرو۔ پھر مسکرا کر فرمایا کہ دعا کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ تم کو سجادہ نے فقیر بنایا ہے جاؤ کس خیال میں پھنسے ہو مشیت ایزدی میں دخل نہیں میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ دعا خیر کریں چنانچہ واپس آیا اور سارا قصہ حضور میں سنایا فرمایا فقیر کو کیا چاہیئے: بجز ہو۔ بجز یاد مرشد وصحبت مرشد۔ سات روپیہ دیکر فرمایا جا جلدی جا وقت تھوڑا ہے موضع ہرسرد میں خلا دیگا۔ کچھ دن بعد موضع ہرسرد سے خبر آئی کہ ہمارے گاؤں کی مالگذاری وصول کیا کرو خدا کا شکر ہے اور احسان پیٹ بھر کر روٹی ملنے لگی۔ چند ماہ بعد انتقال ہوگیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ یہ خبر حضور میں عرض کی فرمایا کہ بھائی مرزا صاحب بڑے سادہ لباس سادہ چلن صابر وشاکر بزرگ تھے ایک مرتبہ رات کو ان کے قریب سونے کا اتفاق ہوگیا جسم اذکار الٰہی کی آواز سے گونج رہا تھا اور ذکر کی آواز قلب سے اس قدر تیز آرہی تھی کہ پاس والا تو عمدہ طور سے تمیز کرسکتا تھا اور یہ حالت ان کی خود میںنے دیکھی تھی۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً مخدوم قبلہ حاجی سید احمد حسین صاحب نے جودھپور مارواڑ سے خط میں ایک خواب تحریر فرمایا کہ ایک مجمع کثیر ہے جس میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کو ایک دستار سبز اور ایک چادر سبز عطا فرمائی کہ میرا منظور نظر اور منظور الٰہی عبداللہ شاہ ہے اس کو دیدو حضرت مولا علی نے حضرت غوث پاکؒ کو ارشاد فرمایا کہ تم یہ دستار اور چادر عبداللہ شاہ کو دیدو وہ سب کا عزیز ہے اور اس کا عزیز سب کا عزیز ہے حضرت غوث پاک نے تجدید بعیت کا حکم دیا۔ مرشدی مولوی عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بعیت کی اور حضور سے

میں نے بیعت کی اور بہت سے خادمان فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ
نے بیعت کی پھر آواز آئی کہ ان کا مخالف مردود ہے آنکھ کھل گئی ہے۔ اب عرض ہے کہ کیا ماجرہ
ہے خطا حقر نے حضور میں سنایا۔ فرمایا خواب ہی تحریر کردو کہ اور کسی پر ظاہر نہ کریں۔ احمد حسین میرا یہ
میں خاکپائے سادات ہوں یہ کرم آقائے نامدار اور حضور فرد وقت کا ہے کہ ایسا کرم ظہور میں آیا یہ
واقعہ قریب اٹھارہ سال کا ہوگا حاجی سید احمد حسین صاحب گلاوٹی ضلع بلند شہر کے باشندہ
تھے اور حضرت مرشدی قبلہ گاہی صاحب کے خلیفہ اعظم اور بڑے عابد و زاہد متقی پرہیزگار۔ ذاکر و
شاغل تھے حضور نے خود اپنے ہاتھ سے دستار مبارک حاجی صاحب کے سر پر رکھی تھی۔ ہزاروں
آدمی ہندو مسلمان جو ونہپور کے معتقد تھے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً حضور قبلہ مجدد وقت نے موضع فورنگ پور میں مجھکو بھیجا کہ مولانا عبداللہ شاہ صاحب
بھی پیشوا زادہ وہاں تشریف فرما ہیں ان کو بعزت تمام یہاں لوالاؤ۔ احقر بسواری شتر نماز ظہر کے وقت
وہاں پہنچا قدمبوس ہوا سر پر ہاتھ رکھا پیار کیا زانو پر بٹھایا پیش امام حافظ جی صاحب سے کہا کہ ہمارے
حجرہ میں فلاں چیز جو رکھی ہے اسے لاؤ وہ لایا تو حلوے کی قسم سے بنی ہوئی کوئی چیز تھی خود اپنے
ہاتھ سے کھلائی اور دعا فرمائی سینے قدم پکڑ کر عرض کیا کہ حضور کو لینے حاضر ہوا ہوں مجھے لینے کیلئے
بھیجا ہے تشریف لیچلیں تیار ہو گئے الا حافظ جی کے اسرار پر فرمایا کہ برخوردار کل چلیں گے اسی وقت ایک
شخص فرخ نگر کا آگیا اس نے عرض کیا کہ وہ مولوی صاحب پھر آئے ہیں جنھوں نے وعظ میں
بیان کیا تھا کہ اگر تین دن غسل نہ کرے تو بدن کا چمڑا بد جانور جیسا ہو جاتا ہے۔ حضور کو لوگوں نے
بلایا ہے فرمایا کہ اس کو روک لو ہم کو اس عزیز کے ہمراہ سوندھ جانا ہے دوسرے دن لیکر سوندھ حاضر
ہوا حضور قبلہ مرشدی و برادر معظم مولوی محمد عظیم صاحب منتظر کھڑے تھے اور بھی دس بیس آدمی
حاضر تھے سب نے حق غلامی ادا کیا حضور نے مصافحہ کیا اور ہم آغوش ہوئے۔ اور پیروں کی طرف حضور
نے ہاتھ بڑھائے تو پیرزادہ صاحب نے منع کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ پہلی مرتبہ تشریف لائے
تھے خبر نہ ہوئی نہ آپ نے فرمایا۔ یہ خطا ہے معاف فرمادیں۔ پیرزادہ صاحب نے فرمایا کہ بخدا مولانا میں

بہت خوش ہوں اور میں کیا سبھی بزرگ خوش ہیں اس سے پہلے بھی میں آپ کے یہاں ہو گیا ہوں
الا خود کو ظاہر نہ کیا۔ اور یہ دراصل مجھ میں پیرزادگی کی ٹر تھی۔ اور نہ آپ کے یہاں سے کسی نے دریافت
کیا مسجد میں رہا۔ روٹی کھانا وقت پر آیا۔ عزت سے کھلایا گیا شام کو چارپائی کے لئے بھی دریافت
کیا۔ بستر ملا۔ اور سب خاطریں مہمانداری کی ہوئیں بہت خوش ہوا کہ مہمان نوازی حسب قاعدہ ہے دعا
نکلی کہ خوب آباد ہی ہے۔ فی زمانہ پیرزادہ آنے والے کی طرف خیال کرتے ہیں کہ کسی مطلب کو آیا ہی
یہاں یہ مطلب بھی نہ تھا الحمد للہ جزاک اللہ۔ آن قادری بدرجہ غایت پائی ہے اس پر بہت خوش
ہوا پھر مولوی محمد عظیم صاحب نے جو عاجز کے حقیقی بڑے بھائی تھے خدا نے ہر علم سے ان کو وافر حصہ
دیا تھا عالم بلند و بالا اور نہایت جامہ زیب تھے ہر طرح کی خوبیوں کا مجموعہ تھا اللہ ان کو غریق
رحمت فرمائے اس پیرزادہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس خاندان کے ایک بزرگ شاہ
جی صاحب ولایتی دھولاوٹ میں ہیں وہاں بھی تشریف فرماہوں فرمایا کہ وہاں جا کر کیا کروں گا بھائی
صاحب نے فرمایا کہ وہ آزاد فقیر ہیں ہم دنیادار ہیں وہ خدمت حضور کرینگے تو ہمارے لئے باعث
فخر ہے پیرزادہ صاحب نے فرمایا کہ تم چلو عرض کیا بہتر۔ الا یہ عرض بھی ضرور کر دینا ہے کہ شاہ جی ہمارے
حضور اور نیز ہم سے ناراض ہیں میری ہمراہی سے ناخوش ہوں گے اس پر فرمایا کہ سجادہ صاحب سے
دریافت کر کے چلیں گے شام کو پیرزادہ صاحب نے حضرت مرشدی سے دریافت کیا کہ شاہ جی کون
ہے۔ نور چشم محمد عظیم کہتے ہیں وہاں ہو آویں۔ کیا ہو آؤں۔ فرمایا کہ حضور شاہ جی ولایتی ہیں۔ چھوٹے خاں
نام ہے میاں صاحب کے مرید ہیں ۲۵ سال پیر کے دروازہ پر رہے۔ اور پیر کی اولاد کے خادم تھے
پیر سے اوپر زیادہ محبت ظاہر کرتے اب بعد وصال حضرت قبلہ بھائی صاحب باہر دیہات میں چلے
گئے۔ دو دفعہ لینے کو گیا یہاں لایا ان سے دریافت کیا کہ میری یا میری اولاد کی کچھ خطا ہو تو معاف
فرمادو حلف سے صاف انکار کرتے رہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے نکال دیا۔ اب میرے
ساتھ مخالفت ہے آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ ہم خادم اگر جی چاہے تو تشریف لیجادیں خدمت تو کیا
کرے گا چاہے بے ادبی کرے۔ اس پر پیشوا زادوں کی خدمت واجب ہے آپ ہو آویں اس

پیرزادہ صاحب دیر تک تبسم فرماتے رہے۔ دوسری صبح کو کھانا تناول فرماکر ارادہ چلنے کا کیا گھوڑا سواری کے لئے تیار کیا دو آدمی بطور خادم ہمرکاب تھے پیرزادہ صاحب بعد نماز عصر واپس تشریف لائے اور حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور کہا کہ کیوں مولانا صاحب جب آپ کو معلوم تھا کہ مردود ہے مجھے کیوں اجازت دی عرض کیا کہ ہم دنیا دار ہیں اور آپ ہمارے سرتاج ہیں ممکن ہے کہ غرض سے کہدیں کہ مردود ہے۔ اب حضور نے بھی ملاحظہ فرمالیا۔ پیرزادہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا نہ وہ تعظیم کو اٹھا نہ مصافحہ کیا باوجود اس امر کے کہ لوگوں نے کہا کہ حرم شریف کے پیرزادہ تشریف لائے ہیں یہ سنکر جواب دیا میں فقیر ہوں میرے پاس کیا ہے دوسری جگہ بیٹھے رہے اور پاس تک نہ آئے میں واپس ہو گیا کمبخت مردود ہے۔ یہ ان میں سے ہے کہ ؎ (دوہرہ)

احمد گھٹ پن گھٹا بھر رہے لکھ کروڑ   کتنے بھر گھر کو گئے کتنے گئے گگر یا توڑ

آپ کا مخالف ہمارا کیا لگتا ہے جو طریقہ صوفیہ میں پیر اور اولاد پیر کا مخالف ہو تو وہ خدا اور رسول کا مخالف ہے دوسری صبح کو تشریف بری کا ارادہ ظاہر فرمایا حضور نے قدم لئے اور ہم سب نے قدم چومے آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد کیا کہ میں خوش ہوں خدا تم سب کو خوش رکھے گا۔ کون لوگ ان مخالف ہیں حضور قبلہ نے فرمایا کہ ہم نے تو کسی کے ساتھ بھی برائی نہیں کی پیرزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرے دادا اسمٰعیل مرحوم رحمت اللہ علیہ کا ارشاد ہے ان کا منظور نظر خدا کا منظور نظر ہے خاندان کا چراغ روشن رہے گا آپ کو اللہ جزائے خیر دے سوار ہوئے نورنگ پور تشریف لیگئے چند خادم نورنگ پور تک پہنچانے گئے ان میں یہ احقر بھی شامل تھا یہ ۲۹ سال کا واقعہ ہوگا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ حضور مجدد وقت سنگھ الجبت کا چیلہ مسمی مالک رام سنار سکنہ سوندھ حضور کا نہایت درجہ معتقد تھا اور آپ پر فریفتہ۔ اپنی یاد بود کا اس قدر پابند تھا کہ اپنے پیروں کا شجرہ ایسا کنٹھ رٹا ہوا تھا کہ چلتے پھرتے جب اس کو فرصت مل جاتی اس کا ورد جاری تھا اور اس کا شغل جو اس کو بتا رکھا تھا وہ سوتے جاگتے برابر جاری رہتا اور تصور مرشد میں تو اس کا پایہ نہایت بلند تھا جب اس کا وقت اخیری آیا تو شغل اندرونی الم نشرح ہو گیا اور کلمہ طیبہ کا ورد زبان سے

جاری ہوا اور برادری اور گھر کے آدمیوں نے جھنجوڑ جھنجوڑ کر منع کیا کہ اس ان کہنی کو مت کہہ آنکھ کھولی اور کہا (دوہرہ)

میٹھا کھد انگار کو چائے چکور کھائے   لگی لگن چھوٹے نہیں چاہے چونچ جیب جلجائے

اور کلمہ شریف پڑھتے ہی جان شیریں قالب سے نکل گئی۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً رحیم خان سکنہ نکن پور تحصیل فیروزپور جھرکہ کے انتقال کے وقت جب اس کو جان کنی شروع ہوئی تو اس کی حالت بہت اچھی تھی۔ اس کا چچا میانجی خدا بخش جو پیری مریدی کے قائل نہ تھا وہ محض یہ وقت دیکھنے کو اس کے پاس آیا اور کہا کہ رحیم خاں کیا حال ہے۔ کہا ؎

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے   اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

میانجی نے کہا کہ کیا مرنے کا غم محسوس نہیں ہوتا۔ دیکھو قضا سر پر ہے اب کوئی دم میں آیا چاہتی ہے رحیم خاں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا ؎

مرنے کا کسے غم ہے قضا آئی ہے آئے   اس گھر کو چلے جائینگے اس گھر سے نکلکر

تم الگ ہٹ جاؤ میرے سامنے میرا پیر موجود ہے پھر کوئی بات نہ کی اور اسی وقت سے کلمہ طیب کا ذکر باآواز بلند جاری رہا اور بڑے اطمینان سے جان شیریں جان آفرین کو سونپی۔ لوگوں نے حالت دیکھکر تعجب کیا اسی شب رحمتہ اللہ سکنہ پونہانہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا آئینہ ہے جس پر موری شکل بنی ہے اس پر جلی قلم سے رحیم خاں کا نام لکھا ہوا ہے۔ صبح ہی ان کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی۔ اللہ ہو اللہ

روایت سلیم خاں۔ ایک مرتبہ میں اور میاں خلیل اور چند آدمی خادم حضور حاضر تھے کہ مائی صاحبہ نے آکر فرمایا کہ بنولے بھینسوں کے لئے درکار ہیں حضور نے فرمایا کہ جو بنولے گھر میں رکھے ہیں وہ کھلا دو مائی صاحبہ نے فرمایا کہ وہ تو ہم نے بیج کے لئے رکھے ہیں حضور نے کہا کہ جب بیج کا وقت آویگا اور آجاوینگے مائی جی اصرار کرتی رہیں کہ بنولے عمدہ ہیں وقت پر ایسا بیج کہاں ملیگا یہ سنکر حضور اٹھے اور فرمایا کہ اساڑھ کی امید ابھی سے لگائے بیٹھی ہے باپرے باپرے۔ ہم نے کہدیا کہ انہیں چرادو ہم نے اس کا خیال رکھا تو واقعی اس سال اساڑھ گذرنے کے بعد جب ساون میں بھی صرف تین دن

رہے تو ہلکی بارش ہوئی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ۔ بعد وصال حضرت فرد وقت ایک مجذوب بگوہ کی جانب سے آگیا اور گاؤں کی جامع مسجد میں مقیم ہوا اور حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مبارک ہو آپ کے چاروں طرف قلعہ ہے اور یہ پہاڑ امن کا حصار ہے کوئی غم نہ کرو اور اپنا کام کرتے رہو۔ دو یوم ٹھیرا اور پھر سلام کر کے اجازت لیکر چلا گیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً حضرت فرد وقت کی حیات میں حضرت قبلہ مجدد وقت نے کھوڑ لسبی کے جھرنوں میں ایک چلہ کیا۔ ایک مجذوب آیا اور اس نے پتھروں کی ایک مسجد بنائی اور اس میں حضور کو لیجا کر بٹھایا اور فرمایا کہ میں خادم ہوں آرام سے وقت گذارو۔ پھر فرمایا کہ اس کھولی میں یہ قلعہ ہے جب ضرورت ہو ارشاد فرمانا یہ خزانہ غیب آپکے لئے ہے۔ خوب خرچ کرو۔ دو دلاؤ اب چالیس سال کے بعد سرکار کو ایک نئی قسم کے کنوئیں کی ضرورت تھی کھودا گیا تو ۳۵ فٹ نیچے ایک قلعہ کی دیوار برآمد ہوئی پھر اس کا کھودنا بند کر دیا یہ حکایت حضرت قبلہ نے خود ارشاد فرمائی تھی۔ اللہ ہو اللہ

روایت مولوی عبدالرحیم صاحب جب تاوروہیں دس روپے ماہوار کے مدرس تھے قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب سکنہ مسیت نے سفارش کی کہ درکفاف اندک وعیال بسیار دارد بگذر نمیر ہوتا حضور دعا فرما دیں تنخواہ بھی بڑھا دی اور تبادلہ کرنال کا حکم سرکار سے ہو گیا قاری صاحب نے مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی عبدالرحیم کہنے لگے کہ یہ تو قانون کے خلاف ہے ضلع سے باہر کیسے تبادلہ ہوگا فرمایا کہ تبادلہ کرنال کا ہو گیا عنقریب حکم بھی شایع ہو جاویگا انسان جب تک دیکھ نسلے اس کی غایت بے پایاں کا مقر نہیں ہوتا یہ ہی خامی ہے خدا کا قانون مکمل ان نامکمل تحریرات سے بلند وارفع ہے وہ قدرت وطاقت والا جو چاہے اپنے ملک میں تصرف کرے کس کی مجال جو دم مار سکے۔ ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال کی چھٹی آئی کہ مولوی عبدالرحیم مدرس تاورو کو بمشاہرہ ساٹھ روپے ماہوار یہاں کے ہائی سکول میں تقرر کیا گیا ہے اس کو جلدی روانہ کر دو۔ یہ ہی ارشاد عالی کا نتیجہ۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں بہمراہی نور احمد چیلا وکس گیا جب بابر پہنچے تو چار گھڑی دن تھا۔ ایک یکہ ملا اس کے سوا اور کوئی یکہ نہیں تھا اس نے آٹھ آنے مانگے ہم نے منظور کر لئے اتنے ہی میں ایک اور مسافر آیا اس نے ایک روپیہ دیا وہ اسے بٹھا چلدیا ہم کھڑے کے کھڑے رہ گئے پندرہ منٹ اس پر گذر گئے تو یکہ والا پھر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ایک فرلانگ چل کر یکہ ٹوٹ گیا اور سواری اور یکہ والے میں خوب تکرار ہوئی ہم نے کہا کہ اب تو چھ آنے کے پیسے دینگے اتنے ہی میں ایک عورت آگئی اس نے دو روپے کرایہ دیا اور وہ چلدی ہم پھر رہ گئے بڑا افسوس ہوا۔ آدھ گھنٹہ بعد پھر وہی یکہ والا واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں تو اب آپ ہی کو لیکر چلوں گا آسمان پر ہلکا ہلکا ابر تھا اور شام ہونے کو تھی ہم سوار ہو گئے کچھ دور چلے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور زور زور سے مینہ آیا اور بکثرت اولے پڑنے لگے ہم دونوں نے چلانا شروع کیا کہ الغیاث الغیاث یا پیر محمد عبداللہ شاہ خدا کی شان کے صدقے جائیے کہ بہ برکت نام پاک کوئی اولہ یکہ پر نہ پڑا سڑک پر ایک ایک بالشت اولا چڑھ رہا تھا جب ہم گلاوٹھی پہنچے تو لوگوں نے پوچھا کہ تم اس طوفان عظیم میں کہاں تھے اور کیسے آئے یکہ والے نے سارا بھید کھول دیا ورنہ ہمارا جی تو یہ کہنے کو نہیں چاہتا تھا۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایک شخص نیم مجذوب سا فقیر نام جو اپنے آپ کو اولاد نوشیرواں بتاتا تھا سوندہ آیا اور گاؤں کے بچوں کو اپنے ہمراہ کھلایا کرتا اس کا یہ معمول تھا کہ ہر تیسرے دن حضور میں حاضر ہوتا اور خدمت کرتا پیر دباتا۔ ایک روز حضور کی کمر مل رہا تھا آپ نے فرمایا کہ میاں فقیر تم تو رجال الغیب معلوم ہوتے ہو۔ عرض کیا کہ غلام کو سرفراز فرما دو تو کیا بعید ہے حضور نے متبسم ہو کر فرمایا کہ تم رجال الغیب ہو اگر نہیں تھے تو اب سہی۔ اسی وقت زمین خدمت چومی اور چلا گیا۔ نواح گوڑگانوہ میں ادھر ادھر پھرتا رہا اور ایسا سریع السیر کہ آج یہاں ہے تو کل وہاں ہے۔ صبح کو فیروزپور چھوڑا ہے تو شام کو گوڑگانوہ میں موجود ہے کچھ دن بعد پھر آیا شب بھر رہا اور اپنی سرگذشت عرض کی حضور نے ایک نام اللہ کا پڑھنے کو بتایا کہ اس کا ورد رکھو وہاں سے رخصت ہو کر عاجز کے پاس آیا اور کہا کہ لو میاں حشر بھی دیکھا اور عذاب قبر بھی مجھ اولیاء دل ہل گیا اور نبض چھوٹ گئی زندہ در گور والا مسئلہ حل ہو گیا

حضور نے فرمایا کہ اٹھو اور اب اپنا کام شروع کر اب فرمایا کہ جاؤ۔ گھر سے میں دلیا لایا وہ کھایا او
سہنہ کی جانب چلدیئے آجتک پتہ نہ چلا۔ وکا نرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔ العبد ہو اللہ

روایت سید امیر علی شاہ سکنہ بلند شہر نے امتحان انٹرنیس دیا بعدہ افسران ضلع سے سفارش
کرائی حضور میں دعا کے لئے حاضر ہوا کہ نائب تحصیلداری مل جائے فرمایا کہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تم کو
نائب تحصیلدار کردے گھر گیا ہنوز سند بھی نہ آئی تھی کہ یکدم تقرر نائب تحصیلداری کا ہوگیا پھر حاضر
خدمت حضور ہوئے اور بیعت کی امیر علی شاہ سید سبز علی شاہ کے داماد تھے اور اس کے ہمراہ
آئے تھے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایک شخص قوم میو سے تھا دہلی کی جانب رہا کرتا تھا۔ فقیروں سے بدعقیدہ تھا ایک
عجیب اتفاق اس کے ساتھ پیش آنا شروع ہوا کہ جو چیز رکھی وہی غائب تالے بدستور بند رہیں اور
چیز ندارد۔ اس شخص کو اس بات کا خیال ہوا کہ گھر والے چراتے ہیں ان کو دکھ دیا اور خود یہ کرنے
لگا کہ روپیہ پیسہ زیور اپنے ہاتھ سے صندوق میں رکھا اور تالا لگا دیا چارپائی اس کے پاس بچھائی شام
کے وقت جو کھولا تو مطلع صاف پایا حیران و پریشان ہوگیا۔ اخون جی صاحب محمد عمر دہلوی کی خدمت
میں پھرتا پھرا آتا حاضر ہوا۔ عرض حال کیا۔ فرمایا کہ سوندھ مولوی عبد اللہ شاہ کی خدمت میں چلے جاؤ مع
اپنی والدہ کے حاضر ہوا آپ نے ایک تعویز عنایت فرمایا اور کہا کہ اللہ فضل کرے گا۔ یہ تعویذ اسی صندوق
میں رکھکر تالا بند کردینا۔ گھر پہنچکر ایسا کیا صبح کو پھر کھولا تو گم شدہ مال موجود تھا جو نذرانہ پیش کرنے کے
لئے دل میں ارادہ کیا تھا اس کے لئے چپ ہوگیا دو ماہ بعد پھر یہ واقعہ پیش آیا دوڑا ہوا آیا اور واقعہ
بیان کیا اور کہا کہ پھر وہی صورت ہے آپ نے فرمایا کہ تمہاری بھی پھر وہی صورت ہوگی کہ درویش تو
لٹیرے ہیں جب تمہارے عقیدہ کے خلاف تھا تو خدا کو بیچ میں دیکر کیوں منت مانی تھی معافی چاہی
اور دعا کرائی اور نذرانہ پیش کیا۔ اللہ نے پھر فضل فرمادیا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت میر عاشق علی صاحب سکنہ گلاؤٹھی۔ بینے میاں صاحب فرد وقت کے انتقال کے
بعد اپنی وردی رسالداری کی اتار کر رکھدی اور حضور میں چھوڑ کر چلے گئے دو سال بعد حضور ملے میر صاحب

سے فرمایا کہ بھائی وردی پہن لو۔ عرض کیا کہ راج شاہی گذر گئی اب عبد اللہ شاہی ہے اگر وردی
پہنانی ہے تو گذشتہ وردی کی طرح با اختیار وردی ملنی چاہیئے۔ فرمایا کہ میر صاحب میں تو دنیا دار ہوں
ہوں مسجد میں روٹی کھائی اور سو رہا۔ میں کیا چیز ہوں یہ سنکر میر صاحب نے ایک چیخ ماری اور
زار زار روتے رہے پھر عرض کیا کہ میرے لئے تو غریب بنگئے اور جنگ کابل میں انگریزوں کی جانب
سے جرنیل تھے ایک طرف باپ اور ایک طرف بیٹا دونوں ان کی امداد کر رہے تھے جب دنیا داری
کہاں گئی تھی۔ خیبر میاں اپنی اپنی قسمت ساری دنیا فیض پائے اور عاشق علی صورت دیکھتا رہجائے

در مجلس وصالش خمہا کشیدہ مرداں   چوں دور خسرو آمد می در سبو نماندہ

یہ کہکر رو پڑے حضور نے فرمایا کہ میر صاحب میں تو سب کا خادم ہوں۔ میر صاحب نے قدم چومے
اور کہا کہ ہمارے تو آقا ہو۔ بہت اچھا پہن لونگا جو مرضی حضور کی ہے وہ خادم کی ہے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایضاً۔ عبد الکریم ولد ہوبت سکنہ بابرولی مزرعہ سوندھ کی ہمشیرہ کے اوپر کسی جن کا اثر
تھا جو کوئی ارادہ کرتا اس کا حال ایسا تباہ ہوتا وہ کہ سر پٹختا چیختا آپ ہی آپ دیوانہ وار حرکتیں کرنے
لگ جاتا اس ڈر کے مارے کوئی عامل پاس تک نہ جاتا کہ سامنے دیکھنے ہی سے یہ اثر ہے تو آگے کا
خدا حافظ۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت لے گئے آپ جب پہنچے تو بطریق اسلام السلام
علیکم کہا آواز آئی مولانا وعلیکم السلام۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی تم کون ہو آواز آئی کہ ہم جنات
سے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لڑکی کنواری ہے غریب گھر کی ہے کوئی شادی بھی نہیں کریگا شریف کا
یہ کام نہیں جواب دیا کہ یہ دوسرا عامل جو پڑا ہوا ہے اس سے کہدو کہ چلا جائے ورنہ یہیں اس کا
قصہ تمام ہو جاویگا۔ اور حضور تشریف لیجائیں ہم چلے جائینگے ہم اس کو کیا تکلیف دیتے ہیں اگر جا بجا
ہو تو گا ہے ماہے دیکھ لیا کریں۔ فرمایا کہ بھائی لڑکی ہے تم مسلمان کہلاتے ہو اس خیال کو جانے
دو۔ بلندی سے پھر آواز سلام آئی۔ اور کہا کہ مولانا بہت اچھا ہم جاتے ہیں چنانچہ آجتک وہ
تندرست ہے پھر کبھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت دادا دین علی شاہ صاحب مجذوب دہلی سے حضرت میاں صاحب فرد وقت

کو فیض حاصل ہوا تھا دین علی شاہ صاحب کا غدر بعد انتقال ہوا ہے ان کے مزار کی بیٹنے بھی زیارت کی ہے کوئی چودہ پندرہ سال ہوئے کہ خادم درگاہ مجذوب صاحب کا خط آیا کہ حضرت کے عرس میں آپ ہر سال آتے تھے اور خرچ وغیرہ خود اٹھاتے تھے اب کیا وجہ ہوئی کہ نہ خرچ ملتا ہے اور نہ آپ آتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے حضور اس ۳۶ سال کے عرصہ میں صرف چڑاوک اور سرونہ اور یہی جو سوندھ سے سات کوس ہے صرف ایک مرتبہ چڑاوک و سرونہ۔ اور ایک دو دفعہ سیہی تشریف لے گئے اور بس۔ اللہ ہو اللہ

روایت نور محمد ولد قاری صاحب ایک مرتبہ کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا اول تو ہم دونوں چڑاوک گئے وہاں سے واپس سوندھ آیا یہاں تعمیر گنبد کا کام جاری تھا بہتیرا سمجھایا محبت کے خلجان نے اونٹ کو کسی کروٹ نہیں بیٹھنے دیا۔ چادر بغل میں دبا چلدیا یہ تو اپنے گھر پہنچا اور اس کے وارث عورت کو مالب لے گئے پھر کہاں تاب تھی جبھی اڑا ہوا حاضر ہوا فرمایا روٹی کھا پانی پی آرام سے بیٹھ۔ کہاں کا عشق لگایا ہے۔ حضور نے تعویذ دیا اور فرمایا جاؤ کام کرو۔ چوتھے دن مطلوب آنکھ نگاہ کے سامنے تھا اور پکار پکار کر کہہ رہا تھا ؎

گر بدانم کہ وصال تو بدیں دست دہد — دل و دین راہمہ در بازم و توفیر کنم

جو اس کی بات کرے وہ تو اچھا باقی سب خراب روٹی چھوڑ دی غش آنے شروع ہوئے پوچھا کیا حال ہے تو آپ فرماتے ہیں ؎

عاشق نہ شدی محنت الفت نہ کشیدی — کس پیش تو غم نامہ ہجران چہ کشاید

تصویر مجسم جب سامنے آئی سب گلے شکوے جاتے رہے اس وقت تک آرام سے گزرتی ہے۔

روایت از مہتاب خاں صاحب شمس آبادی۔ چودھری کنور خاں صاحب ذیلدار باندہوں اور ان کا صاحبزادہ بعارضہ پلیگ مبتلا ہو کر شفا خانہ پونہ ہانہ میں برلئے معالجہ آئے مرض رو بصحت نہ تھا حالت غشی میں ایسا محسوس ہوا کہ کچھ فکر نہ کرو دونوں کو آرام ہو جاویگا آنکھ کھلی خواب معہ حلیہ بزرگ ذیلدار نے بیان کیا یہ سنتے ہی بیٹنے کہا کہ یہ حلیہ تو مولانا صاحب مرشدی کا ہے اس

پر دونوں نے پچاس روپے نذرانہ کے مانے اور مرید ہو جانے کا ارادہ کیا شافی مطلق نے آرام بخشا صحت ہو گئی آرام ہونے پر گھر پہنچگئے عزیز القدر عبدالرحیم کو میرے ہمراہ کیا۔ سوندھ حاضر ہوئے بعیت کے لئے عرض کیا اور فرمایا نذرانہ زیادہ لیا جاوے گا عزیز نے خود اقرار کیا فرمایا بھائی ایک منٹ میں دو کام اِذَا مَرِضْنَا نَوَیْنَا کُلَّ صَالِحَۃٍ فَاِنْ شُفِیْنَا فَمِنَّا الزَّیْغُ وَالزَّلَلُ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو نیک کاموں کی نیت کرتے ہیں۔ مگر تندرست ہونے پر لغزش ہو جاتی ہے حضور نے منہیات سے توبہ کرائی اور بیعت کیا۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب مدظلہٗ تیمور علی شاہ صاحب کی جناب مولانا گل حسن صاحب پانی پتی سے باتوں باتوں میں رنجش ہو گئی۔ تیمور علی شاہ و ضامن علی شاہ میں بحث ہو گئی۔ مولانا موصوف نے غصہ ہو کر تیمور سے فرمایا کہ بس زبان بند کر ورنہ چوتھے آسمان سے بھی تیرے باپ کا سفینہ پھاڑ لاؤں گا۔ تیمور نے بھی غصہ میں کہا۔ کہ آپ میرے باپ کا سفینہ پھاڑ آجاوے آپ ضامن علی شاہ اپنے مرید جو ناحق پر ہے اس کے سفینہ کی تو حفاظت کر لیجئے کہنے کو تو کہہ گیا پر خوف کے مارے لرزاں تھا فوراً اعتماد پور اپنے والد سبز علی شاہ کے پاس گیا اور ماجرہ بیان کیا وہ سیدھے حاضر حضور ہوئے عرض کیا فرمایا تیمور لونڈا ہے اور بڑوں کو بھی بچوں کی بات میں نہ پڑنا چاہیئے۔ فضول بات ہے سب قصہ باختیار خدا ہے سبز علی شاہ نے عرض کیا کہ یا حضرت ولایتیوں کی آپس کی دشمنی سے خوف زیادہ ہے اُس کی نیت بد ہے فرمایا کہ اگر ضامن علی شاہ کی نیت بد ہے تو وہ اپنی نیت بد کا جواب دہ ہے کچھ فکر مت کرو۔ چنانچہ چند یوم بعد ہی علیحدگی کا حکم تحصیلداری عہدہ سے آگیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از نور محمد خادم۔ حضور نے چکی چونہ پیسنے کی دہلی سے منگائی تھی اور میں لینے گیا تھا چودہ من وزن کی چکی سہنہ سے کوئی گاڑی والا لانے کی حامی نہ بھرتا تھا۔ نور خاں نمبردار سوندھ نے عرض کیا کہ ٹوٹی ہوئی گاڑی میری ہے فرمایا اللہ کا نام لیکر باندھو جوڑو اور لاؤ چکی لائے نلہ میں آکر گاڑی پھنس گئی چکی گاڑی گڈمڈ سوچا کہ گاڑی کی گاڑی ٹوٹی اور اب دس بارہ آدمی

بلکہ اس سے زیادہ اسکے کھینچنے کو چاہئیں نور احمد بولا اباجی نے کہا تھا لے آؤ۔ جاؤ نور خاں ذرا زور تو لگاؤ۔ نمبردار بولا باؤلا ہو رہا ہے مانس بل بوجھ نہیں۔ میں نے کہا ہمت تو کر دونوں چپٹ گئے اور گاڑی کو پلٹا۔ خدا کی شان نہ گاڑی ٹوٹی نہ چلکی کی اگس سے کوئی رسا کٹا اور اس قدر وزن ہم دو آدمیوں کی طاقت سے باہر تھا۔ جب سوندھ آئے تو فرمایا کہ گاڑی تو نہیں ٹوٹی۔

روایت مسکین معین الدین۔ ایک بار منشی نصیب احمد خاں صاحب اور خادم دونوں لوح سے حضور میں حاضر ہوئے تھوڑی دیر ٹھیرے تھے کہ فرمایا۔ اچھا بھائی رخصت جاؤ۔ اللہ حافظ و ناصر چنانچہ ہم دونوں جھبی دھولاوٹ آکر ٹھیرے اور وقت کا شمار تو کچھ رہا نہیں آنکھ کھلتے ہی چلدیے کچھ دیر بعد منشی جی نے کہا کہ معین الدین ہم تو کھوڑلسی کے جھرنوں میں آپہنچے پانی کی آواز آرہی تھی اور کتنے گاؤں کے بھونک رہے تھے دونوں پریشان اتنے ہی میں منشی جی نے بزرگان دین کو یاد کیا اور مولانا کا اسم گرامی پکار پکار کر لینے لگے۔ کچھ جھپک کے لئے سخت تاریکی طاری ہوئی اور فوراً ہی صبح صادق کے آثار نمایاں ہو گئے ہم دونوں نے اپنے آپ کو مع اس گھوڑی کے اسی گھاٹی پر پایا جہاں سے ہم کو اترنا مقصود تھا نوح آئے تو معلوم ہوا کہ سررشتہ کے بالادست افسر بغرض معائنہ آئے ہوئے ہیں پھر دوبارہ جب سوندھ حاضر ہوئے۔ تو فرمایا کہ رات کو پہاڑ کی راہ نہیں چلنی چاہیئے اور خاصکر نصف شب سے پہلے تو سفر مت کرو راستہ بھولنے پر اس قدر واویلا کی کیا ضرورت تھی۔ عرض کیا کہ واویلا نہ کرتے تو یہ آن واحد میں پانچ کوس کیسے طے ہوتے۔ اللہ ہو اللہ

روایت مسکین معین الدین۔ ایک روز غلام خدمت باسعادت میں حاضر تھا عرض کیا کہ حضرت کچھ دنوں سے ایسا حال ہو گیا ہے کہ بہتیری اللہ اللہ کرتا ہوں کچھ دل نہیں لگتا خدا معلوم کیا اسرار ہے۔ ارشاد ہوا کہ عزیز دنیا میں ہر چیز کے آداب مقررہ ہیں۔ اگر اس کے خلاف کیا جاوے تو لطف ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور محنت بھی ضایع ہو جاتی ہے کسی جگہ تو یہ آداب توازن کی صورت میں ہوتا ہے کہیں خاموشی کے عالم میں جلوہ گر ہے تو کہیں پر مختصر گفتگو کی صورت میں زیب محفل ہے دیکھو گوشت ترکاری کیسی لذیذ چیز ہے کہ روٹی کو بھی خوش ذائقہ بنا دیتی ہے نرا گوشت کس مطلب اور کس

مزے کا ایسے ہی ہر ایک مصالحہ تنہا کس کام کا اب اس کا ادب باورچی سے دریافت کرو تو وہ آپ کو بتائیگا کہ پاؤ بھر گوشت لو تو دو ماشہ اس میں ہلدی ڈالو۔ تولہ بھر دھنیا اس قدر مرچیں اتنا نمک اتنا دہی اتنا گرم مصالحہ اور یہ مقدار گھی کی ہے یوں مصالح پیسو اس طرح چڑھاؤ ایسے بھونو اتنا پانی ڈالو کہ گل جانے کے بعد اس قدر شوربا رہ جاوے پھر دیکھو ہنڈیا کیسی لذیذ پکتی ہے اسی طرح سب چیز کا حال سمجھو روحی فداہ شارع علیہ السلام نے ہر ایک معاملہ کو صاف کر کے بتا دیا ہے کہ اتنا پانی وضو کے لئے لو۔ اس طرح بیٹھو یوں ہاتھ دھو کپڑے پاک ہوں جگہ پاک ہو روبقبلہ ہو کر اس طرح کھڑے ہو اور رکوع و سجود بجا لاؤ جب یہ سب کام سنت نبوی کے مطابق کرو گے تو پھر ممکن نہیں کہ اس عبادت میں لطف نہ آئے اور بھائی گڑبڑ سڑبڑ میں تو گڑبڑ سر بڑا ہی رہیگی۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین معین۔ ایک دن حضور میں چلہ کشی کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ بھائی ان چلوں دلوں میں کیا رکھا ہے آجکل جو لوگ چلہ کرتے ہیں بجائے اسکے کہ نفس رام ہو جاوے۔ اور شیر ہو جاتا ہے اس کا بخرہ لیا نہیں پڑتا مخلوق کی رجوعات اس کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ کوئی بڑا ہی پھرتیلا ہو تو اس دانگہ سے بچکر نکل سکتا ہے اس سے تو یہ ہی بہتر ہے کہ اس کا نام نہ لے اور کوشش میں لگا رہے کہ خلوت در انجمن نصیب ہو۔ اور سفر در وطن یہ ہوئے دیکھے بیڑا پار ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایک روز ارشاد ہوا کہ اگر زمین کی قسم اچھی ہو اور کسان اس کو خوب کمائے اور کھات ڈالکر بونے کے قابل بنائے اور عمدہ بیج وقت پر بوئے اور پانی پاٹ سے جس قدر ممکن ہو خبر رکھے تو پیداوار دگنی نہیں تو ڈیوڑھی تو ضرور ہو جائے گی اگر ایسے ہی ان کا دل صلاحیت پذیر ہو اور کسان کی طرح محنت و مجاہدہ کا عادی ہو روزی بھی حق حلال سے رکھتا ہو پھر وہ ٹھیک کام کرے تو وہ در دنیا ستر در آخرت مشہور ہے بلکہ وہ مالک اس سے بھی زیادہ اس کو عطا کرتا ہے آجکل لوگ باگ پیر تو بناتے ہیں لیکن ان کے ارشاد پر عمل نہیں کرتے تو پھر بتاؤ کیا بنے یہ فرماکر اللہ کا فرمانا تھا کہ حاضرین پر ایک سکوت کا عالم طاری ہو گیا۔ سب کی نگاہیں اعمال کی جانچ میں مصروف تھیں اور آنکھوں سے اشک ندامت بہ رہے تھے دل موم کی طرح پگھل گئے تھے دیر

تک یہ کیفیت کا عالم رہا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت ایضاً۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ مخلوق طریقہ صوفیہ کو آسان سمجھتی ہے حالانکہ یہ راہ بڑی کٹھن ہے اور اس سے بہت دور ہے جو لوگوں نے اختیار کر رکھی ہے (دوہرہ) جن بیٹھن یہ جات ہیں ان بیٹھن ہیں دور ہو ست نام سیتل پوری جو سن لکھ ہے حضور کو۔ یہ راہ بڑی مشکل سے ملتی ہے اور بلا ڈھونڈے ہاتھ نہیں آتی (دوہرہ) بیکم دوارہ دور ہے ڈھونڈا ہی ہے پیش ہو بن ڈھونڈے پاوے نہیں بھیک جی پیا اپنے کو دیس اور اس کے معاملات نہایت نازک ہیں ہر شخص اس کا بار اٹھانے کے قابل نہیں شریعت غرا میں جب کوئی شخص کسی فعل کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی جزا و سزا اس کے وقوع ہوتے پر مرتب ہوتی ہے اور ان حضرات کے یہاں خیال ہی پر پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے اس لیے سب سے پہلا جو کام اس فرقہ میں کرایا جاتا ہے وہ خیال کی صفائی ہے اسے جس نے محنت اور مجاہدہ سے جتنا اجال لیا اتنا ہی میدان اپنے لئے صاف کر لیا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھا دینگے ان کو اپنی راہیں)، مینے عرض کیا کہ یا حضرت پھر تو کمیٹی کے حلال خور کی طرح ہر وقت جھاڑو در بغل رہنی چاہیئے۔ تبسم فرمایا۔ اور کہا کہ بات ٹھکانے کی ہے جہاں روزانہ آندھیاں چلیں وہاں مالک مکان اگر ہر وقت صفائی کا خیال نہ رکھے تو منوں ریت مکان میں چڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از جانب مولوی محمد صدیق کٹھوری ضلع میرٹھ۔ بعد وصال پیر مرشد حاجی عابد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ دیوبندی کے مجھکو یہ شوق پیدا ہوا کہ کسی پیر شریعت و طریقت کے ہاتھ پر بیعت حاصل کروں یا طالب ہو جاؤں ہر جگہ پھرا اور ارادہ دلی اپنا ظاہر کیا لیکن مانع قوی پیش آئے اس حیرانی و پریشانی میں جناب حاجی صاحب کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھکو تسلی و تشفی دی اور فرمایا عنقریب تیرا مطلب پورا ہو جاوے گا چنانچہ ایک روز خواب میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تو فلانے مولانا کو تلاش کرتا ہے وہ فلاں مکان میں موجود ہیں یہ خاکسار جو تلاش کرتا ہوا پہنچا تو جناب حاجی صاحب رح بیٹھے ہوئے ہیں بیدار ہو کر دل میں کہا اے خدا کیا ماجرا ہے چنانچہ ایک روز صوفی محمد حسین الدین والے

میرے پاس کسی کام سرکاری کے واسطے گاؤں میں آئے احقر نے ان سے دریافت کیا تمہارا سلسلہ بیعت کہاں سے ہے اسی وقت اپنا سلسلہ بیعت تاج شاہی ظاہر کیا تو دل میں ایک تازگی اور خوشی سی محسوس ہوئی تب مینے ارادہ مصمم کر لیا کہ ابکے ضرور حاضری دربار اقدس کی کرونگا لیکن شوق نے ایسا غلبہ کیا کہ عرس سے پہلے ہی بہمراہی صوفی صاحب موصوف کے ارادہ سفر کا کیا اور سہنہ میں جاکر پہاڑ کو دیکھا خیال کیا کہ ایسی گھاٹی کو کبھی نہیں چڑھا ہ

یہ پہاڑ اور کھنڈر ہیں راہ پلصراط　　جلد طے ہوتی ہے اس کو جب ہو شفقت آپکی

قریب مغرب کے سونڈھ پہنچا اور در دولت پر جاکر قدمبوسی جناب قبلہ فرد وقت کی حاصل کی تو ایک نور چہرہ مبارک پر درخشاں تھا ہ

مومن کامل کی پیشانی کا نور　　کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

دل میں خیال پیدا ہوا کہ تو مبتلائے ہوا و ہوس اور اخلاق ذمیمہ میں غرقاب ہے۔ ہ

اے برادر چوں بہ بینی قصر او　　چونکہ در چشم دلت رست است مو

چشم دل از موئے علت پاک آر　　وانگہاں دیدار قصرش چشم دار

ہر کہ را ہست از سوسہا جان پاک　　زود بیند حضرت ایوان پاک

بالآخر حضور خلق محمدی سے پیش آئے اس وقت اپنا راز دلی ظاہر کیا حضور نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ میں اس قابل کہاں ہوں ہاں حاجی صاحبؒ ہیں سے تعلق رکھتے تھے بعد اصرار بسیار حضور نے مشرف بہ بیعت فرمایا۔

خاطر ویرانش را آباد کرد　　آں دل از جا رفتہ را دلشاد کرد

وہ دن اور آج کا دن طبیعت میں ہر روز ایک نیا ذوق پاتا ہوں۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مسکین معین الدین۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ مطابعت شریعت ہر حال میں ضروری ہے یہ نفس شیطانی کے واسطے ایک جنگی پہرا ہے۔ ذرا اس نے قدم بڑھایا اور وو زخمی ڈنڈا سامنے آیا۔ رک گیا تو خیر صلاح ورنہ تراق سے سر پہ پڑا۔ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

وہیں مسل مرتب ہوگئی سرکاری محرران کراماً کاتبین نے بیان لکھہ لئے یہ ہی اعضاء گواہ وشاہد بن گئے روز جزا تک مسل زیر غور رہیگی اور سزا وجزا مل کر مالے گی۔ اگر یہ شخص پیر رکھتا ہے تو وہ غریب اس کی وکالت کرکے مسل محافظ خانہ سے برآمد کراتا ہے اور توبہ واستغفار کراکر داخل دفتر کرا دیتا ہے اور مرید سے مجاہدہ بطور جرمانہ کے لیتا ہے تاکہ آئندہ ایسا فعل سرزد نہ ہو۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از نور احمد خادم حضور کز معیت۔ ایک دفعہ حضور نے مجھکو نو روپے دیکر دہلی واسطے خرید نے چند اشیا کے بھیجا۔ جب میں گوڑگانوہ کے اسٹیشن پر پہنچا تو مینے ایک روپیہ بابو کو دیا کہ ٹکٹ دہلی کا دیدو بابو نے کہا کہ یہ روپیہ تو چوٹی والا ہے دوسرا دو اتنے ہی میں گاڑی آگئی اور بابو نے ٹکٹ دینا بند کر دیا میں گھبرا کر گاڑی پر سوار ہوگیا۔ اور گارڈ سے کہدیا کہ میں سوار ہوتا ہوں دہلی پہنچا وہاں کسی نے نہ پوچھا بھوک بہت زور کی لگ رہی تھی وہی روپیہ حلوائی کو دیا اور پوریں اس سے خریدیں اور باقی کے دام مانگے اُس نے تین چونیں اور چھ دونی دیں مینے کہا کہ یہ تو روپے سے زائد ہیں اور جو کچھ مینے لیا ہے اس کے دام بھی نہیں لئے کہا میاں ہم اسٹیشن پر رہتے ہیں کیوں دل لگی کرتا ہے جا اپنا کام کر میں وہاں سے چلدیا فتحپوری پر پہنچا تو ایک گاڑی والے کو مہاجن کی دوکان پر سپاہی نے روک رکھا تھا مینے لالہ سے کہا کہ اس کو کچھ دے دلا کر اس بیمعار کا پیچھا چھوڑا دے اس نے دس روپے سپاہی کو اور پچیس روپے مجھے دیئے اور کہا کہ آپ کی مہربانی ہے تشریف لیجائیے مینے جو سودا خریدنا تھا خریدا اور خوب خرچ کیا واپس سوندھ آیا اور عرض کیا کہ حضرت روپے بڑی گولی کے تھے سب نے کھوٹے بتائے مال کے کھرے تھے مگر سکہ کمپنی کا تھا فرمایا کہ کھوٹا ہوتا تو اسٹیشن پر اتنے داموں میں کیسے چلتا حلوائی نے ڈیڑھ روپے کی ریزگاری اور کھانا ایک ہمارے روپے میں دیا۔ اللہ ہو اللہ

روایت از غلام سکین معین۔ ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ فلاں صاحب فلاں بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کچھ نظر التفات نہ کی فرمایا کہ بے وقوف تھا۔

کیوں گیا اپنے نگار خانہ چین کو چھوڑ کر دوسری جگہ کیا ٹٹولتا پھرتا ہے۔ ؎

کوئی چشم حقیقت کھول کر دیکھے تو اے بیدل ۔۔۔ تماشہ خاک کے پتلے میں پنہاں ہو خدائی کا

(دوہرا) دور کہوں تو دور ہے اور پاس کہوں تو پاس ۔۔۔ روم روم میں بس رہو جوں پھولن میں باس

اب اس سے زیادہ اور کیا سند ہوگی جس پر خدا اور اس کے رسول گواہ ہو "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" کیا مزے کی بات ہے ؎

غرق آبیم و آب می طلبیم ۔۔۔ در وصالیم و بے خبر ز وصال

گنج در آستیں و می گردیم ۔۔۔ گرد عالم ز بہر یک مثقال

(دوہرہ) بھیکا بھوکا کوئی نہیں سبکی گٹھڑی لال ۔۔۔ گرہ کھول نہیں جانت ہیں یا بدھ بھئے کنگال

غلام نے عرض کیا کہ واقعی سچ ہے اپنے حرم کی ایسی چمکتی دمکتی رانی چھوڑ کر جو کوئی دوسرے کی قصور کی مہترانی پر نظر ڈالے جوتے نہ کھائے تو اور کیا کرے۔ ؎

آفتاب اندرون خانہ ماست ۔۔۔ در بدر می رویم ذرہ مثال

اس اثنا میں کسی پیر بھائی نے میرے اس بیان پر کہنی چپکے سے ماری آپ بہت ہنسے اور فرمایا بھائی کچھ ہی ہو بات تو ٹھکانے کی ہے مولانا فرماتے ہیں۔ مثنوی

بر دل من سی صد وشست از نظر ۔۔۔ می کنی ہر روز آئے رب البشر

لیک من غافل ز لطف بیکران ۔۔۔ چشم دارم ہر زماں ہایں و آن

دوست را بر من نظر شد دوختہ ۔۔۔ حیف من با دیگراں دل سوختہ

جز جہا بینی و چشم نا وری ۔۔۔ اے بقربانت چہ نیکو داوری

جان و گوش و چشم ہوش و پا و دست ۔۔۔ جملہ از دریائے احسانت پر است۔ اللہ ہو اللہ

روایت از مرزا عنایت اللہ بیگ ایک رسالہ سرور سینہ در بیان گوہر گنجینہ۔ مثنوی اسرار وحدت۔ اور رسالہ وحدۃ الوجود حضرت کی خدمت میں بھیجا اور اپنا اشتباہ و فکر ظاہر کیا اسکے ساتھ میں رسالہ اسرار الانفاس اور رسالہ مظہر حقیقت دیگ رسالہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اور ایک رسالہ فخر الدین صاحب چشتی بھی تھا حضور نے ان کا ملاحظہ فرما کر حسب ذیل اشعار تحریر فرمائے ؎

در رہِ یومنون بالغیب	برہان مطلب کہ میکنم عیب
ایں مدرسہ نیست جار آواز	از سینہ بسینہ می رسد راز
اے شیخ مسافر رہ حق می طلبی	تا چند نشستی بدرس عربی
دیوانہ ما بکنگرۂ عرش رسید	از راہ کمند نالۂ نیم شبی
تجھے دھوکا ہوا ہے میں نہیں ہوں	کسی کا عکس بر روئے زمیں ہوں

روایت از مسکین معین۔ ایک دفعہ سخت بیماری کے عالم میں جبکہ نیند کا کوسوں پتہ نہ تھا اور رات دن کرب میں گذرتا تھا۔ درود شریف کا ورد زیادہ کر دیا۔ ایک دن صبح صادق سے پہلے اور تہجد کے بعد دیکھا کہ ایک عالیشان کمرہ میں کھڑا ہوں۔ بیچ میں ایک لکڑی کا ممبر ہے۔ اور اس پر ایک ایسی نورانی صورت جلوہ گر ہے جس سے وہ کمرہ بخوبی روشن ہو رہا ہے ایک شخص نے مجھکو داہنی جانب سے پکڑا ہوا تھا اور دوسرے نے بائیں جانب سے ایک تیسرا شخص میری پشت کی جانب تھا جس نے اپنے مضبوط پنجہ سے میری گردن پکڑ رکھی تھی جب اس پاکیزہ و منزہ نورانی شکل کے سامنے اس طرح حاضر کیا گیا تو داہنی سمت والے صاحب نے عرض کی کہ یہ میری اولاد میں سے ہے اور بائیں جانب والے بزرگ عرض کیا کہ میرے سلسلہ میں ہے اور پیچھے اس شخص نے میری گردن اس قدر جھکائی کہ قدموں سے جا ملا اور عرض کیا کہ حضور کا غلام ہے بے ساختہ درود زبان پر جاری ہو گئی اور اس پیکر قدسی کا ہاتھ میرے سر پر رکھے جانے کے لئے بڑھا کہ ہوش آگیا اور وہ کیفیت جاتی رہی مرض اسی روز سے گھٹنا شروع ہو گیا اور بلا علاج معالجہ چند یوم میں صحت بحال ہو گئی جب حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا فرمایا۔ وہ حضرت سیدنا ابا بکر صدیق تھے اور بائیں سمت والے ولایت مآب مولا علی رضؓ تھے اور وہ سجدہ گاہ عالی ذات والا صفات روحی فداہ تاجدار مدینہ صلعم کی تھی۔ ادر بس میں نے عرض کیا کہ

پیر بھی بھولے خبتی ہوتے ہیں۔ گنتی میں اپنا نام بھی بھول گئے تبسم فرما کر چپ ہو گئے۔ اللہ ہو اللہ

روایت ایک مرتبہ نتھو کھاتی ساکن سہنہ جس کو حضور سے حسن عقیدت بھی آیا اور قدم چوم کر عرض کی کہ حضور بڑی مشکل کا سامنا آن پڑا ہے مدد کیجئے۔ آپ نے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا گھبراؤ نہیں بتاؤ کیا معاملہ ہے عرض کیا۔ ہماری برادری نے اینڈری کے کھاتی کو حقہ پانی سے خارج کر رکھا ہے۔ بارہ سال ہو گئے تین مرتبہ پنچائتیں ہوئیں کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ ہزار ہزار کھاتی جمع ہوئے۔ جو خلاف قاعدہ بولا اس پر جرمانہ یا سزا اب پھر پانچ چھ یوم سے دس پانچ چودھری جمع ہوئے ہیں اور مجمع کثیر اکٹھا ہے۔ مجھے بلایا ہے میں تو گاؤں کا چودھری ہوں سب خار کھا رہے ہیں کہ اس کو بلا کر دیکھو۔ فیصلہ میرے سپرد کیا جاوے گا آپ دعا کریں جو بات منہ سے نکالوں سب کو پسند آئے حضور نے تبسم فرمایا تعویذ دیا سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا جاؤ دعا کرتے ہیں۔ خدا مدد کرے گا نتھو کھاتی اینڈری کی پنچایت میں شامل ہوا سب کھاتیوں نے بڑی آؤ بھگت کی اور سب پنچوں نے اس کو سرپنچ مقرر کیا اس نے کھڑے ہو کر ایسا فیصلہ سنایا کہ ڈیڑھ ہزار آدمی کا مجمع دنگ رہگیا سب نے اس کی بات کو سراہا۔ اس کے بعد حضور میں حاضر ہوا قدم چومے اور قصہ بیان کیا یہ حضور کا چیلا تھا۔ اللہ ہو اللہ۔

روایت از مسکین معین۔ ایک روز غلام فیروز پور جھرکہ سے سوندھ آیا۔ عصر کے وقت خدمت میں بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا اور دو چار خادم موجود تھے۔ حضور نے مجھ سے اپنی کنیز کی خیریت دریافت فرمائی عرض کیا سب خیریت سے ہیں سلام عرض کیا ہے فرمایا کہ بھائی تیرے گھر یہ نعمت خدا کی ہے اس کا شکر تم پر واجب ہے۔ عرض کیا کہ یہ نعمت تو حضور کی دعا سے ملی ورنہ معاملہ تو دگرگوں ہی ہو چکا تھا اس میں شک نہیں یہ اپنی اوقات کی اس قدر پابند ہے کہ تہجد بھی قضا نہیں ہوتی شاید کسی بزرگ کی اولاد سے ہو۔ فرمایا کس کی۔ عرض کیا۔ کوئی بزرگ تھے ان کے ایک لڑکی تھی اور چار ان کے مرید تھے آپ نے بر سبیل تذکرہ ہر ایک خادم سے وقتاً فوقتاً یہ فرمایا کہ بھائی اس لڑکی کا فکر کرنا چاہیئے پہلا زمانہ سفر کی سہولتیں مفقود۔ بھولے لوگ بجائے خود ہر ایک نے ایک ایک لڑکا

تجویز کرلیا کہ جب چلیں گے پیش کردیں گے منظور ہوگا تو شادی ہوجاوے گی خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یکے بعد دیگرے چاروں صاحب ایک ہی دن آگئے لڑکی ایک لڑکے چار کس سے اقرار کریں اور کس سے انکار اسی فکر میں رات ہوگئی پچھلی شب کو اٹھے جناب باری میں عرض کیا حکم ہوا اے بندے کیوں گھبراتا ہے۔ تیرے گھر میں ایک بلی۔ ایک گدھی۔ ایک کتیہ ہے بسم اللہ پڑھکر ہاتھ پھیر اور قدرت کا تماشہ دیکھ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ تینوں لڑکیاں ہوگئیں اب کیا تھا چاروں سے چاروں کا نکاح کردیا۔ اس زمانہ میں اصل لڑکی کی اولاد سے تو کوئی ایک آدھ رہگئی ہے ورنہ گھر گھر انہیں تین کی اولاد پھیل رہی ہے جو اصلی کی عادت پر گئیں ان کا کیا کہنا۔ زیادتی رزق پر اگر شکر ہے تو کمی پر صبر نہ غربت میں جھونجھ ہے اور نہ امیری میں غرور۔ میاں بیوی بچے۔ گھر بھر سب اجلے اور پاک وصاف دن عید اور رات شب برات گذرتی ہے سنکر فرمایا۔ گاؤ ہی پوہن۔ بھینس دہن اور کلوہتی ہار۔ ترنگ وینی چڑہن کو اور بہشت نشانی چار۔ میں نے عرض کیا کہ جن کی خاصیت بلی پر گئی ان کا یہ حال ہے کہ گھر کا کاروبار تو سب کرینگی لیکن کراہٹ کے ساتھ کہ ہائے پینے ان کے ہاں آکر کیا دیکھا۔ اپنے باپ کی یوں تہی۔ ووں تھی۔ غوں غوں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا دوسری گدھی۔ یہاں پھسکڑا مار بیٹھ گئی وہاں بیٹھ گئی۔ بٹ لی کٹ لی کچھ ہو جائے اپنا رونہیں چھوڑتی۔ چولہے پر بیٹھی ادہر ادہر دیکھا اور جھٹ پٹ ڈوپٹے سے دیگچی کے کنٹے پکڑے اور اتار لی کچھ پروا نہیں سیاہ ہوجائے ہوجاؤ۔ گیلے ہاتھ پاجامہ سے پوچھ لئے۔ خراب ہو ہو تیسری کتیہ اس کا یہ عالم کہ جو اپنے گھر آئے اس سے لڑے اور خود دوسروں کے گھر جائے منہ کی کھاکر آئے یہ سنکر حضور بہت ہنسے اور ارشاد فرمایا سچ ہے۔ ٹوٹی جوتی۔ کرڈک دہن اور کلیاری نار چوتھا سیلا کا پٹا زگ نشانی چار۔ زن بد در سرائے مرد نیکو ؛ ہمدریں عالم است دوزخ او۔ اللہ ہوالسلس

روایت ایضاً۔ ایک روز عصر کے وقت چند خادم حاضر تھے گولر کے نیچے حضور کی چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ دینیات کے تذکرے چھڑ رہے تھے۔ ارشاد ہوا کہ اسٹیشن دہلی کا سب نے دیکھا ہوگا۔ عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے فرمایا۔ ہمارے ساتھ چلو آؤ اس کی سیر کریں۔ اس مسافر کو دیکھا

دری بچھائے۔ اسباب بازو میں لگائے ایک کونہ میں بیٹھا ہے۔ ناشتہ کا دسترخوان کھلا ہوا ہے جو ساتھ لایا تھا کھا رہا ہے چھوٹی چھوٹی دکانیں مختلف سودوں کی لگی ہیں۔ بے فکرے لوگ ٹہرے دوگنی قیمت پر یہاں بھی سودا خرید رہے ہیں اتنی بات ضرور ہے کہ پانی کا ایک گھونٹ بھی مفت نہیں ملتا پیسہ دو تو سب کچھ موجود ہے آؤ اس دوسرے مسافر کو دیکھو اسباب زیادہ ہے اور جیب میں پیسے کم۔ صرف راستے کا کرایہ انٹی میں ہے کھانے کو کچھ ساتھ نہیں اور بلا دام کچھ ملتا نہیں مزدور کو پیسہ دے تو کرایہ گھٹے مجبوراً اپنا بار اپنے سر پر اٹھائے ٹکٹ گھر کی طرف چلا جا رہا ہے اسے چھوڑو اسے دیکھو وہ مسافر پھر رہا ہے کہ پونے چھ آنے میرے پاس ہیں ایک پیسہ اور کوئی دے کہ چھاؤنی تک کرایہ ہو جائے ہر ایک مسافر سے مانگتا پھرتا ہے کوئی عذر کر دیتا ہے کوئی دھتکار دیتا ہے۔ ادہر دیکھو وہ پھاٹک کے دروازے پر کھڑا بے صبری سے کسی کے آنے کا انتظار کر رہا ہے آؤ اس سے پوچھیں کیوں صاحب کیا حال ہے بھئی کیا بتائیں خرچ کا بٹوا گھر بھول آئے۔ پیسہ پاس نہیں جانا دور ہے اس انتظار میں کھڑا ہوں کہ کسی کو یاد آجاوے تو لیکر آجاوے اب ذرا ان سب لوگوں کی پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹکٹ گھر کو دیکھو ایک بڑے تختہ پر یہ باتیں نظر پڑیں گی فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک یہ کرایہ۔ یہاں سے وہاں تک کا یہ کوئی تحریر مفت بلا کرایہ نظر نہیں پڑتی سب کے مقابل دام لگے ہوئے ہیں ایک طرف لکھا ہوا ہے اپنے مال سے ہوشیار رہو چلنے سے پہلے کرایہ دیکھ لو۔ تنگ راستہ ایک چھوٹی سی گلی ایک لوہے کی کٹڑی پر کانسٹبل ڈنڈا لئے بیٹھا ہے آدمی پر آدمی پلا پڑتا ہے۔ کمزور غریب مسافر کی جان تباہی میں ہے اور اوپر سے تسمہ کی چاشنی جو اس پولیس والے کے ڈنڈے میں بندھا ہوا ہے مزید برآں اب اگرچہ ٹکٹ بھی لے لیا گاڑی بھی کھڑی ہے الا دروازہ بند ہے اور بابو وقت کا منتظر ہے اسے بھی چھوڑ انٹرمیڈیٹ کے ٹکٹ گھر پر آؤ یہاں اس سے کم بھیڑ ملے گی سپاہی الگ کھڑا ہوگا بابو کی زبان میں بھی کچھ ترشی آمیز شیریں ہوگی۔ ہلکا بار اپنے ہاتھ میں ہوگا تو ذنی بنڈل قلی کے سر پر اب اس سے آگے بڑھ کر دیکھو یہاں فسٹ سکنڈ کے ٹکٹ

بٹتے ہیں بابو موجود ہے دروازہ کھلا ہے کوئی آدمی نظر نہیں آتا صرف ایک افسر پہرہ پر کھڑا ٹہل
رہا ہے جو وہاں سے گذرنے والوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں کوئی نہیں روکے گا اندر آؤ دیکھو
یہ ریفرشمنٹ روم ہے اس کی برابر میں ہوٹل اس گھنٹی کو دباؤ دیکھو وہ خانساماں آیا آپ کی سب
ضروریات دریافت کرے گا اور وہی آپ کو بہم پہنچا دے گا کھانے کا کمرہ عجائب خانہ سے بھی
زیادہ سجا ہے چند اصحاب آرام کرسیوں پر دراز ہیں اخبار ہاتھ میں ہے سگار سلگ رہا ہے موج
سے ایک عالم کی سیر کر رہے ہیں نوکر ٹکٹ خرید کر لے آیا اسباب پہلے ہی گاڑی میں لگا دیا
گیا۔ نرم اور ملائم گدوں پر مزید بستر کھول دئیے گئے ہیں ٹھیک وقت پر اٹھے اور اپنی سیٹ پر
پر آ بیٹھے اب ان کے آرام کا ملاحظہ کرو کہ گھر اور باہر میں انہیں کیا تکلیف ہے۔ اب گھنٹی بجی گاڑی
چلنے کو تیار ہے اطمینان سے سفر طے ہو رہا ہے رفتار گاڑی تھرڈ۔ انٹر اور سیکنڈ فسٹ سب کے
لئے یکساں ہے آسائش و آرام ان پیسوں کا بھگت رہے ہیں انہوں نے کمایا۔ بعینہ یہی حال خدا
کے یہاں کا ہے اس عالم سے جب عالم برزخ میں جاؤ گے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے جتنا دو گے
اور خود سرکار کے نوازے ہوئے انعامی بندے تو ہمیشہ تھوڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔

روایت از صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب دام فیوضہ۔ واقعہ ۵ ر ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ ہجری کو عاجز
خلیل الرحمٰن کا چالا کر کے لایا حضور میں قدمبوسی حاصل کی اور سارا حال سفر کا بیان کیا حضور نے
بغور سُنا ہمشیرہ نے کہا کہ بھائی ان کا ذکر کیوں کرتے ہو اباجی کے پاس رہو تمہارا جانا تھا کہ ہم
کو یہاں قیامت برپا ہو گئی۔ عاجز کا بیان کرنا بند ہو گیا حضور نے فرمایا وہ بھی آئے دیہ ارشاد
منشی نصیب خاں کی طرف تھا، عاجز نے عرض کیا کہ نہ منشی جی آئے نہ ان کا لڑکا آیا یہ سُنکر ٹھنڈا
سانس بھرا اور فرمایا نہ آئے اور نہ آوینگے۔ (دوہرہ)

سبھی بھوم گوپال کی یا میں اٹک کہا جسکے من میں اٹک ہے وہ ہی اٹک رہا

دوسرے دن عزیز فیض محمد یحییٰ عرف قاری نے مہتاب خاں کو خط تحریر کیا کہ حضور سخت علیل ہیں
صورت دیکھنی ہو تو آجاؤ تم کو یاد کیا ہے دو خط روانہ کئے جن کا جواب آیا کہ موقعہ ملا تو ارادہ عزیزہ

جمیلہ کے لانے کا کر رہا ہوں وصال سے پہلے آپکے ۶ ر ذالحجہ کی صبح کو ایک شخص نے جو
تین دن سے مقیم تھا اور بابند شہر کے ضلع کا باشندہ تھا عاجز سے ظاہر کیا کہ مجھکو مرید کرا دو
حضور سے عرض کیا گیا طالب ہمراہ تھا سنکر فرمایا کہ کسی جوان کا مرید ہو میں خود سفر میں ہوں
پھر پچھتا دے گا زیادہ اصرار کیا تو بیعت کر لیا اور بہت زیادہ اشغال اس کو ارشاد فرمائے جو
پہلے کسی مرید کو وقت بیعت نہ فرماتے تھے نیز فرمایا "واذکراللہ کثیراً لعلکم تفلحون" فلاح کی امید
رکھتے ہو تو کثرت ذکر اس کی کنجی ہے جاؤ بھائی خدا برکت دے۔ اس شخص کی حالت بدلی بدن
میں لرزہ آگیا اور رونے لگا فرمایا کہ جاؤ ہم بھی جاوینگے وہ شخص رخصت ہو گیا۔
۷ ر ذالحجہ کو حاجی یوسف علی شاہ سکنہ سردہنہ نے دوبارہ توبہ کرا دینے کے لئے عرض کیا حضور
نے دیر تک انکار فرمایا کہ بھائی مرید ہو چکا ہے عمل کی ضرورت ہے "اعملوا آل داؤد شکراً
وقلیل من عبادی الشکور" پھر فرمایا بولا نہیں جاتا بس ہاتھ پکڑ لو حاجی صاحب نے منت کی آپ بیٹھے
ہو گئے سہارا لگا یا۔ توبہ کرائی اسکے بعد آخری مرید محمود خاں ولد نجابت سکنہ بھیر و ہوا یوسف علی
شاہ سردہنہ والے رخصت ہوئے اور ۸ ر ذی الحجہ کو رسالدار سید محسن شاہ صاحب بھی واپس
وطن چلے گئے عاجز عمر۔ نور احمد ہمشیرہ۔ ملاں۔ بل خاں یہ شخص ہر وقت حاضر رہتے تھے حضور
ہوش میں رہے۔ ۹ ر ذالحجہ کو حضور بیٹھے ہوئے اور چا، پی کر فرمانے لگے کہ محمد عمر کہاں ہے بندہ
پس پشت حاضر تھا عرض کیا کہ حکم عالی آپ نے فرمایا کہ زخم کے کیا لگاؤ گے عرض کیا جو ارشاد
ہو فرمایا لگا کر کیا ہو گا۔ کیا فائدہ دیگا ہمشیرہ نے درد بھری آواز سے کہا۔ اباجی ورم ہے تکلیف ہے
سنکر فرمایا کہ ۹۵ سال تندرست رہے اب کیا باقی رہگیا جانا ضرور ہے۔ (دوہرہ)

چلنا ہے رہنا نہیں ہے چلنا بسوہ بیس تلسی تنک سہاگ پر کاہے گندہاوے سیس

پھر کرتے کی جیب سے تالی نکال کر دی اور فرمایا کہ امراؤ کو دیدو عاجز نے لی فرمایا اسے پاس
رکھو خدا فضل کرے گا اپنا کام کیا کرو۔ نیز فرمایا کہ بھائی اب پاس رہنا چاہئیے پیشاب پاخانہ کسی چیز کی
ضرورت پڑے اب خیال کا وقت ہے دیر تک بیٹھے رہے پھر فرمایا جاؤ آرام کرو واپس آگئے جگہ

قریب تھی تھوڑی دیر کے بعد پھر پاس جا بیٹھے فرمایا کہ دنیا غافل ہونے کا نام ہے فرمانِ خدا اور رسولؐ اور جو ارشاد مرشد ہو اس پر عامل رہے ذات مرشد کو مظہر نور الٰہی جانے کیونکہ یہ صورت تو کسی صورت پر پیدا کی گئی ہے "ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" دست بکار۔ دل بیار۔ پیار و محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت و الفت دل سے رکھے دنیا سازوں سے برتاو حسن اخلاق سے رکھے اور ان کی تالیف قلوب کرے کیونکہ تالیف قلوب برا فعل نہیں ہے ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے اہل قریش کو بڑے بڑے انعام عطا فرمائے اور اہل انصار کو اس سے کم حصہ ملا اس پر چند نوجوانوں کے دلوں میں خیال آیا تو آپ نے انصار کی طرف خطاب فرما کر کہا کہ گمراہی سے راہ راست پر اور پراگندگی سے اتفاق پر مفلسی سے تونگری پر خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو ہدایت کی اور پہنچایا۔ ہر فقرے پر انصار کہتے تھے خدا اور رسول کا احسان سب سے بڑھکر ہے آپنے فرمایا نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمدؐ تجھکو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم لوگوں نے تصدیق کی۔ جب لوگوں نے چھوڑا تو ہم نے پناہ دی تو مفلس آیا تھا ہم نے ہر طرح کی مدد کی جب تم ایسا جواب دو گے تو میں یہ کہونگا کہ سچ ہے۔ اے انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لیکر جائیں اور تم محمد کو لیکر اپنے گھر آؤ انصار چیخ اٹھے کہ ہم کو صرف آپ کی ذات درکار ہے اور اکثروں کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہو گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ مکہ کے لوگ جدید الاسلام ہیں ان کو جو کچھ دیا گیا حق کی بنا پر نہیں بلکہ تالیف قلوب کے لئے دیا گیا (صحیح بخاری و فتح الباری)

پس تالیف قلوب بھی ضروری چیز ہے اسلئے دوسروں کے ساتھ اپنے گھر کے لوگوں سے بھی زیادہ احسان برتو۔ اور بدگوئی سے زبان بند رہے حق العباد کا خیال بھی ضروری ہے یہ سخت گھاٹی ہے فقیر کے لئے خیال ہی خیال میں رضا میں فرق آجاتا ہے۔ شریعت والوں نے کرنے والوں پر حصر کر رکھا ہے اسکے بعد حضور کو نیند آگئی دو چار آدمی بیٹھے رہے۔

۱۰ تاریخ کو نماز عید الضحیٰ تھی لوگ آئے مسجد مزار شریف میں نماز ادا کی بعد نماز لوگوں نے ملنا چاہا فرمایا بس اب کوئی نہ آوے ملنا ملانا ختم ہوا اب جس کسی کو ملنا ہے وہ ہماری اولاد سے ملے یہ ملنا

ہمارا ہی ملنا ہے اس فقرہ کو سنکر سب کو رنج ہوا کہ یہ حضور کا آخری وقت ہے۔ شوق محبت میں اکثر آدمی روتے ہوئے زبردستی چھپر میں گھسنے لگے عاجز سے فرمایا کہ تم باہر جاؤ اور ان سب سے ملو یہ ملنا میرا ہی ملنا ہے۔ عرض کیا کہ یہ لوگ جوش محبت سے نہیں مانتے۔ فرمایا اچھا چوکھٹ کے ہاتھ لگا جاویں اندر مت آنے دو عاجز و خلیل دروازہ پر کھڑے ہو گئے سب لوگوں کو اندر جانے سے بند کر دیا گیا۔ لوگوں نے چوکھٹ چوم چوم کر رونا شروع کر دیا زبردستی روکا گیا۔ دوپہر بعد کچھ دلیا کھلایا فرمایا کہ آج اس مرض سے بھی نجات ملی۔ عرض کیا کونسا مرض کہا کھانیکا۔ اس کے بعد دودھ چائے شربت کے سوا اناج نہ کھایا پچھلی شب رفع حاجت کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ اب اٹھنا بھی گیا۔ عرض کیا سب خادم حاضر ہیں چاہے دس بستر بدلنے پڑیں فرمایا کہ ناپاکی کا خیال ہے۔ عرض کیا کہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور ہر ایک کپڑا پاک رہیگا۔

۱۱ ذالحجہ کی صبح سے لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا حسب ارشاد کسی کو پاس نہ آنے دیا لوگ دور ہی سے سلام کر کے واپس ہو جاتے تھے دوپہر کے وقت چودھری ارجن داس سکنہ تاوڑو جو حضور کے خاص چیلوں میں سے تھے حاضر ہوئے اور پنجاب سے اناس لائے تھے وہ پیش کئے فرمایا کہ پیارے مرضی مولا میں کیا چارہ وقت آگیا ہے عرض کیا کہ میری خاطر سے دو قاش تناول فرمالیں چھوٹی چھوٹی قاشیں ارجن نے اپنے ہاتھ سے دہن مبارک میں رکھیں اس کی خاطر چوس کر تھوک دیں اور محبت بھری نگاہ سے اس کی جانب دیکھا ایک سرور تھا جو بجلی کی طرح اثر کر گیا پھر فرمایا کہ ارجن تجھے ساتھ رکھنے کو دل چاہتا ہے عرض کیا مہاراج یہ ہی تمنا دلی تھی جو آج پوری ہوئی حضور نے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی شب کے وقت اکثر مصافحہ کے لئے ہاتھ دراز فرماتے اور کبھی کبھی جواب سلام ارشاد فرماتے بعض اوقات چہرہ مبارک ایسا درخشان ہو جاتا تھا کہ چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی تھی۔

۱۲ ذالحجہ کو عاجز نے خود عالم بیداری میں دیکھا کہ چارپائی حضور کی چاروں طرف متبرک صورتوں سے گھری ہوئی ہے اور سب لوگ مصافحہ کر کے رخصت ہو رہے ہیں باہر آکر دیکھا تو سرکار دو عالم کا دربار پیش نظر ہے اور حضور بصورت بچہ جناب کے آغوش مبارک میں ہیں اور عصر کے وقت ایک

واقعہ کو عاجز اور دیگر اشخاص نے جو اس وقت خدمت میں تھے عالم
بیداری کے اندر دیکھا کہ مزار حضرت فرد وقت کے چاروں طرف اولیاء عظام کا جلسہ ہے اور حضور
کو حضرت غوث پاک آغوش میں لئے ہوئے ہیں اور قد و صورت آپ کی مشابہ چھوٹے بچے کی سی
ہے اس واقعہ سے ایکدم سب گھبر گئے اور وہ منظر نظروں سے غائب ہوگیا۔
۱۳۔ ذالحجہ کو ہزاروں آدمی گرد و نواح کے زیارت کو آتے رہے رات کو نواز خاں سکنہ سوندھ نے
بہت سے برکات و انوار کا آسمان سے نزول ہوتا ہوا دیکھا ان واقعات کے دیکھنے والے الٰہی بندہ
ہیں نزول ملائک و ارواح مقدسہ۔ نواز خاں۔ ملاں۔ نور احمد۔ مل خاں۔ جہان خاں۔ ارجن داس
نے عالم بیداری میں دیکھا اس وقت نظر اقدس میں اس قدر جلال تھا کہ نظر دیکھنے والوں کی تاب
نہیں لاسکتی تھی بعد نماز عصر چارپائی نیم کے درخت کے تلے بچھا دیگئی عزیز قاری سامنے تھا اور عاجز
پہلو پر کھڑا ہوا کر رہا تھا فرمایا کون ہے ہمشیرہ نے عرض کیا قاری ہے حضور نے بہت کچھ نصائح
فرمائے۔ ہم سب نے عرض کیا ہمارا کون ہے عاجز کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا تمہارا خدا ہے پھر گلے لگا لگا
کر فرمایا خدا فضل کرے گا کوئی فکر نہ کرو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں تم سب کو خدا کے سپرد کیا اس پر
سب رو پڑے۔ اتنے ہی میں خلیل بھی آگیا فرمایا یہ کون ہے عرض کیا خلیل ہے ارشاد کیا خدا سب کو
تندرست رکھے گا پھر ہاتھ بلند فرما کر عاجز کی گردن پر رکھا اور سینہ سے لگا کر چند اشغال و نصائح ارشاد
فرمائے اور کہا کہ جائے صبر ہے مجھے جانا ہے اس پر ہمارے گلے سے بے اختیار چیخ نکلی جس پر تمام
گاؤں کے آدمی جمع ہوگئے آپ نے غل و شور سنکر فرمایا کہ بھائی جاؤ میں اس وقت نہیں مرتا اور
اگر مروں گا تو کون روک سکتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد مغرب کی نماز ادا فرمائی پھر عاجز سے فرمایا کہ بھائی
جہانتک نظر جائے کسی کو سامنے مت آنے دو یہ وقت دوسرا ہے اور دوسرا معاملہ سامنے ہے کسی کی
پروا نہ کرو ہٹا دو۔ بعد عشاء عاجز اور چند خادم اور گھر کے مرد و عورتیں سب خدمت میں موجود تھے
کچھ رات گذرنے پر سب پر غنودگی طاری ہوگئی۔ عاجز جاگتا تھا فرمایا کون ہے عرض کیا میں ہوں فرمایا
اور کون ہے عرض کیا سب موجود ہیں لیکن سو رہے ہیں پھر فرمایا دیکھو یہ سامنے کیا ہو رہا ہے میں نے گردن

پھیر کر دیکھا تو دربار سرکار دو عالم لگا ہوا ہے چاروں اصحاب کبار موجود ہیں فرمایا دوسری جانب
بھی دیکھو دیکھا تو حضور غوث اعظم رض مع ایک گروہ صوفیائے کرام کے رونق افروز ہیں حضرت
قبلہ مجدد وقت نے فرمایا کہ ہاتھ لا عاجز نے دونوں ہاتھ پیش کئے دست راست پکڑ کر فرمایا جا
حضرت قبلہ میاں راج شاہ صاحب رح کے ہاتھ میں دیا۔ انہوں نے سلسلہ وار آگے تک پہنچایا پھر
حضور غوث پاک رض نے اسی طرح سلسلہ بسلسلہ سرور عالم تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
پیش کیا گیا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ان کے اظہار کی اجازت
نہیں حضور مجدد وقت نے عرض کیا سرکار مالک ہیں از اں بعد حضرت غوث اعظم رض کو حضور
صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہادت میں رکھو ہمیں پاس رکھنا منظور ہے اچھا اب رخصت
کرو۔ اس وقت حضرت غوث پاک نے حضرت مجدد وقت کو سینہ سے لگایا پھر باری باری سب
نے مصافحہ کرنا شروع کیا اور رخصت ہونے لگے بعد میں حضور نے عاجز سے فرمایا بیٹا خیال
کرنے کا مقام ہے کسی پر سب حال ظاہر نہ کرنا فکر نہ کرنا خدا نے سب کچھ دیا ہے ہمت کو ہاتھ
سے نہ دینا سوا خدا اور بزرگان دین کے اور کسی پر بھروسہ نہ کرنا یاد رکھو دنیا خدا سے غافل کرنے
والی شئے ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہونا مَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا اَحَبَّهُ اللّٰهُ تعالیٰ جس نے چھوڑا دنیا کو
دوست رکھا اس کو اللہ تعالے نے تنگی میں صبر کرنا۔ سوائے شیطان اور اپنے نفس کے کوئی
دشمن نہیں ہے اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہی ہے پہلو
یہ بھی یاد رکھنا کہ حسد و کینہ و بغض کے رنگ میں انسان سے دشمنی ہوتی ہے صورت انسان
میں ہر حیوان کی سیرت موجود ہے جس سے ملو خدا کے لئے ملو اَلْمُحِبُّ فِي اللّٰهِ وَالْاُنْسُ بِاللّٰهِ
وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْمَحَبَّةُ اَسَاسُ الْمَعْرِفَةِ اور یہ روایت ہے حضرت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا محبت بنیاد معرفت کی ہے۔ پرہیز اور عقل سلیم سے
کام لینا چاہیئے۔ عہد شکنی سے بچنا۔ دنیا سازی نکرنا اپنے طریق سے باہر نہ ہونا۔ سایہ کی خنکی سے
خوش اور دھوپ کی تپش سے ناخوش ہونا طریقہ اولیاء سے بعید ہے ہمارا یہی طریقہ مولا علی سے

جاری ہے۔ میرے ساتھ جو کچھ گذرا تم نے سب سنا اور دیکھا اپنا کار قلبی منصبی کام ہے جو کوئی مشکل پیش آوے ہمت اور توسل سے کام لینا زمانہ کی مکروہات اور لوگوں کی ایذا پر صبر کرنا طریقہ صالحین کا ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے "ان اللہ مع الصابرین" فی زمانہ حق گوئی میں بہت برائی نکلتی ہے اس کی پروانہ کرنا۔ عاجز کا دل بھر آیا پھر مینے سینہ مبارک پر پیشانی اپنی ٹیک دی پیار کیا اور اسمار الٰہی تلقین فرمائے اور کہا کہ یہ راز ہیں چشم بکشا و زبان بہ بند۔

۱۴ر ذالحجہ کو مخلوق بکثرت زیارت کو آنے لگے اور دور سے سلام کرکے چلی جاتی تھی اور خادمان خدمت میں حاضر تھے حضور کے چہرہ مبارک پر ایسا نور تھا کہ چشم جمال بیں دیکھنے سے معذور تھی شام کے وقت عاجز کا نام لیکر فرمایا کہ محمد عمر بھائی سب کے ساتھ یہ وقت آنا ہے ہر شے پر اللہ قادر ہے "ان اللہ علی کل شئی قدیر" اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ "ان اللہ علی کل شئی محیط" ہر کام اللہ کے بھروسہ پر کرے اور توسل پیغمبر ہر کام میں برکت چاہے اور اپنے پیشواؤں کا حق محبت ادا کرے ہمت اور استقلال سے رہے پھر دست مبارک سر پر رکھا اور فرمایا کہ خدا فضل کرے گا تمہارے ساتھ اللہ اور اس کے برگزیدہ نیک بندے ہیں دوست اور دشمن میں امتیاز ضرور چاہیئے اسکے بعد چار طلب فرمائی اور شب بھر جس طرح برکات اور انوار کا نزول تھا اس کو بہت خادمان نے دیکھا اور تمام رات ذکر الٰہی میں بسر ہوئی اس کے سوا اور کوئی خیال کسی کے ذہن میں نہ تھا اس لئے سوا ذکر الٰہی اور کوئی خیال نہ آتا تھا۔

۱۵ر ذالحجہ کو سب بچے اور گھر کی مستورات میں حاضر ہوئیں حضور دیکھتے تھے اور سب کو دعا دیتے اور پیار کرتے رہے اور فرمایا کہ کوئی فکر کا مقام نہیں خدا سب کو خوش رکھے اور اپنی راہ پر چلائے تم سب بھی اسی کی رضا پر شاکر و صابر رہنا بزرگوں کی ولایت کی پناہ میں سونپا۔ رسالدار میجر سید محسن شاہ صاحب مع اپنے بچوں کے حاضر خدمت تھے حضور نے لطف آمیز نظر کرم سے دیکھا۔ فرمایا خدا سب پر فضل و کرم کرے ہمت سے اپنا کار قلبی کرتے رہو۔ سید محسن شاہ صاحب نے جو جو برکات

اس وقت دیکھے وہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ شب کو سب گھر کے چھوٹے بڑے پھر حاضر ہوئے اس وقت بھی دعا فرمائی اور کہا کہ اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہونا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ساری شب ذکر الٰہی میں بسر ہوئی۔

۱۶ر ذالحجہ کی صبح کو چھپر کے باہر چارپائی نکال لی کچھ دیر سہارے سے بیٹھے اسکے بعد مسانے میں درد کو ارشاد فرمایا روئی سے سکائی کی گئی بعد الفراغ نماز مغرب پھر سکینا شروع کیا عاجز کے سر کو کھینچکر اپنی طرف کیا اور چند ارشادات فرمائے اور کہا کہ بھائی اب وقت ہی پاس رہنا چاہیئے چارپائی چھپر میں لے گئے۔ پیشاب کرایا اور پانی سے استنجا پاک فرمایا اور پھر یہ نصیحت فرمائی کہ بھائی کوئی ظلم کرے تو صبر کرنا تکالیف بیماری سے مت گھبرانا۔ کیونکہ سلف سے آجتک تمام انبیا اور اولیار کرام اسی کمند سے کھینچے جاتے ہیں اور یہ اسکی محبت کی دوربیں ہیں۔

اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بیشک بلا مقرر کی گئی ہے انبیا پر پھر اولیا پر پھر بزرگ پر پھر بزرگ تر پھر یہ بیماری بلا نہیں ہے ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستوں کو اس کمند کے ذریعہ سے اپنے حضور میں ہم بلاتے ہیں۔

اس کے بعد عاجز نے سنا کہ بدن مبارک کے ہر حصہ سے آواز ذکر الٰہی محسوس ہوتی تھی اور چہرہ مبارک پر بشارت کے آثار ہویدا تھے آخر وقت تک حضور ہوش میں رہے اور تمام نمازیں ٹھیک وقت پر ادا ہوئیں زبان ہر وقت ہلتی تھی اور انگشت شہادت چلتی رہتی تھی جس طرح تحریر کیا کرتے ہیں اور یہ شغل حضور کا بہت عرصہ سے جاری تھا حتیٰ کہ بعد وصال بھی کچھ دیر انگلی محرک رہی پندرہ منٹ بعد روح مبارک نے سفر آخرت اختیار کیا اور جان پاک جاناں سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نور محمد خادم حضور کی زبان سے ایک نعرہ بلند ہوا جو حالت خادمان کے اوپر طاری ہوئی بیان سے باہر ہے در و دیوار سے صدائے ماتم آنے لگی عاجز نے فوراً گھڑی کو دیکھا ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۴۲؁ھ پیر کی رات نو بجکر گیارہ منٹ پر مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۲۴؁ء وصال ہوا جگر سینہ سے باہر ہونے لگے بہت خدام فرط غم سے بے قرار تھے۔ قبلہ رخ چارپائی تھی پھر قطب رخ سرہانہ کر دیا

گیا اور چادر اڑھا دیگئی۔ اڑھائی گھنٹہ بعد عاجز نے چہرہ مبارک کھول کر دیکھا تو مردنی کے کوئی
آثار نمایاں نہ تھے اور نہ ہی وہ بو جو ایسے وقت ہر مسافر آخرت کے دامنگیر ہوتی ہے پائی جاتی
تھی۔ بلکہ ایک قسم کی خوشبو جو مشابہ بمشک تھی چاروں طرف پھیل رہی تھی بدن مبارک پر ہاتھ رکھنے
سے گرمی محسوس ہوتی تھی نیز بائیں کندھے پر جو ایک پھوڑا پہلے سے تھا اس میں عرصہ سے
نہ پیپ تھی نہ خون صرف سادہ کا غذ اس پر چپک رہا تھا جو بالکل خشک پڑا تھا بعد وصال اسی
زخم سے خون جاری ہوا اور کفن اور چارپائی بھی خون آلود ہو گئی اس خون میں ایک ایسی دل
آویز خوشبو تھی جس سے تمام جگہ مہک اٹھی۔ رات بھر سینکڑوں واقعات عجیب و غریب ظہور میں
آئے ہزارہا مقدس ارواحیں آسمان سے نزول فرماتی دیکھی گئیں قریب دس ہزار مخلوق خدا تجہیز و
تکفین اور نماز جنازہ میں شامل ہوئیں جہاں تک نگاہ کی وسعت تھی انسان ہی انسان نظر پڑتا تھا
مزار مبارک گنبد انور میں بالین حضرت میاں راج شاہ صاحب فرد وقت رحمتہ اللہ علیہ بنایا گیا

فہرست خلفائے حضرت مجدد وقت رح جن کو اجازت اجرائے سلسلہ دیگئی

(۱) نظر کردہ ساقی کوثر حضرت محمد عمر شاہ صاحب رح صاحبزادہ و سجادہ نشین ادام اللہ فیوضہ سوندھ شریف
(۲) مولوی عبد الکریم صاحب رح کرنال
(۳) سید قاضی ولی محمد صاحب رح ہاپڑی ضلع کرنال
(۴) لاڈ خاں صاحب رح سکنہ نئی ضلع گوڑ گانوہ
(۵) پہول خاں صاحب رح سکنہ دودھ ضلع گوڑ گانوہ
(۶) قاضی محمد عمر خاں صاحب رح پشاوری
(۷) صاحبزادہ صفی اللہ خاں صاحب رح رئیس ٹونک۔

فہرست خلفائے حضرت مجدد وقت جو مرید حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب کے تھے اور تکمیل مدارج حضرت مجدد وقت نے فرماکر دستار خلافت و اجازت اجرائے سلسلہ عطا فرمائی

(۱) لفٹنٹ رسالدار میجر بہادر نواب سید محسن شاہ صاحب رح قصبہ سردھنہ ضلع میرٹھ۔
(۲) سید سبز علی شاہ صاحب رح سکنہ قصبہ سردھنہ ضلع میرٹھ۔
(۳) احمد خاں صاحب رح سکنہ لبسی ضلع بلند شہر۔
(۴) صوفی مخدوم بخش صاحب حجام رح سکنہ الدہن ضلع میرٹھ۔
(۵) امیر احمد خاں صاحب رح میو سکنہ دودھ ضلع گوڑ گانوہ

فہرست اسمائے گرامی جو حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب کے مریدین میں سے تھے اور انکو دستار خلافت حضرت مولانا مجدد وقت صاحب نے عطا فرمائی

(۱) حافظ و قاری عبد الرحمٰن صاحب رح میو سکنہ مسیت ضلع گوڑ گانوہ۔
(۲) ولایت میو رح سکنہ نئی ضلع گوڑ گانوہ۔
(۳) مرزا نجف بیگ صاحب رح سکنہ چومو کھیڑا ضلع گوڑ گانوہ
(۴) مولوی عبد الرحمٰن صاحب رح سکنہ میرٹھ۔
(۵) حافظ سکندر صاحب رح سکنہ ہاپوڑ۔
(۶) میر عاشق علی صاحب رح سکنہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر
(۷) سید حاجی احمد حسین صاحب رح سکنہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر

۲	برسات کا موسم ذالحجہ کا مہینہ پیر کا دن تہا نور بھری رات ابر رحمت باری گھرا ہوا تھا
۴۰	مولانا جناب مولوی محمد عبد اللہ شاہ صاحب سوندھوی مرحوم ۱۳۴۲ھ
۳۰۰	شمع شبستان فقر و شرع عالم بالا کو بعد مغرب نو بجکر گیارہ منٹ پر سدھارا کیا خوش
	غم ہیچ فکر نہ دار وا پنی تاریخ سترہ ۱۳۴۲ھ اور انگریزی ۲۱ جولائی ۱۹۲۴ء تھی
۱۰۰۰	سینہ انوار نور سے معمور دل باغ باغ
۴۰	محاسن شریف ضیا ر نور سے سفید ایک ایک بال کھلا ہوا جیسے کسی مشاطۂ شاطر نے ہلکے پھریا حفیظ
۱۰۰۰	غازۂ عوتی ملکر موہار مبارک میں ابھی ابھی شانہ کیا ہو کیا کہوں کیسی موہنی مورت
۲۰	پیاری پیاری صورت لبوں پر مسکراہٹ آنکھیں بادۂ الفت سے مخمور پر گوشت بازو لانبا قد ذکی و فہیم
	شبر شنا و زبحر نا پیدا کنار اس بحر ہستی کے سیر گاہوں کو بچانوے سال کی عمر میں عبور
۳۰۰	کر کے درگاہ رسالت میں باریاب ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الٰہی بجاہ نبیک سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ارفع بمقامہ سنہ ۱۳۴۲ھ

عذر

مندرجہ ذیل نہ تو نظم ہے اور نہ نثر کیوں اسلئے کہ مجھے نہ تو نظم سے مس ہے اور نہ نثر سے شغف درحاصل یہ تو حالت شوق کی ایک بے تکی آواز ہے جس کی تک بندی طبیعت نے کرلی ہو جیسا کہ خود اس کے الفاظ بے تنظیم سے ظاہر ہے۔

شان تیری اے فقیر بے نوا شان خدا — کون جانے جز خدا و مصطفٰے و مرتضٰے
حق نے بچپن میں دلی کا مرتبہ تم کو دیا — اور جوانی میں دیا عالم بنا ہر علم کا
وسط میں تھا مجدد کا لقب تم کو ملا — وقت آخر قطب رب ہو گیا مولا مرا
ہو گئے تم شہسوار راہِ تسلیم و رضا — مرشد و مولا ہمارا حضرتِ عبد اللہ شاہ
تیرہ سو بیالیس ہجری ماہِ ذالحجہ با خدا — سترہ تاریخ دوشنبہ کی شب وصل ہوا
غوث اعظم نے لیا آغوش میں اپنے اٹھا — آکے جملہ اولیاؤں نے تہنیت کا ندھا دیا

غسل دیکر صبح کو تجہیز اور تکفین کی — الوداع والوداع واحسرتا نائب نبی
جائے مدفن گنبدِ خضرا ہیں بالین پر — اندران ارض صدف پنہاں شدہ عالی گہر
گنبد انور ہوا پر نور مرقد سے ترے — صدقہ لے والی مرے مرشد مرے مولا مرے

(از غلام سکین معین قادری راج شاہی)

از مرزا غایت اللہ بیگ صاحب شاکر حیدر آبادی قادری راج شاہی

شریعت میں مولانا عبد اللہ شاہ — حبیب محمد تھے عبد الٰہ
نظر میں خدا نے دیا تھا اثر — ولی کر دیا جس پہ ڈالی نظر
نگہبان امت رسولِ کریم — یہ اخلاق حق تھے کریم و رحیم
محمد کے عاشق خدا کے حبیب — گناہگار امت کے وہ تھے طبیب
مجدد تھے ہاں وقت کے بیگماں — وہ ثانی نہ رکھتے تھے اپنا یہاں
خدنگِ محبت سے گھائل ہوئے — وہ دربار احمد میں داخل ہوئے
حکومت رہی ان کی چھتیس سال — شہادت ملی جب ہوا انتقال
فرشتوں نے آکر کے کندھا دیا — شہادت کا خوں تھا وہ جاری رہا
فلک سے فرشتے جو نازل ہوئے — نمازِ جنازہ میں شامل ہوئے
کفن خون سے تر دفن ان کو کیا — ضیائے قمر پائی جب منہ کھلا
نہ تھا خون نافہ تھا وہ مشک کا — معطر ہوا جو کہ حاضر رہا
بہت لوگ ایسے تھے ناآشنا — کہ جن کو کبھی ہم نے دیکھا نہ تھا
وہ تا دفن بیشک نظر میں رہے — نہ معلوم کس وقت غائب ہوئے
نہ سمجھا کوئی یہ کہ وہ کون تھے — کہاں سے وہ آئے کدہر کو گئے
ولی تھے وہ یا کوئی ابدال تھے — انہیں دیکھ کر سارے حیراں رہے
خدا کی ہے قدرت کا یہ سب ظہور — کوئی واصل حق کوئی حق سے دور

کہا نحن اقرب جو قرآن میں — معما ہے کچھ روح انسان میں
تعجب تجھے اس میں شاکر ہے کیا — جسے حق نے چاہا وہ رتبہ دیا

مادۂ تاریخ

یہ خبر سنتے ہی شاکر نے کہا — ہو شہادت سے تاریخ وصال
طول تا کے قطع کن لاریب فیہا — شد ز دنیا آفتاب معرفت

عمر کارشتہ رہے قائم محبت پیر میں — صوفی صافی عمرؒ شاہ بے ریا کیوا سطے

حضرت محمد عمر شاہ صاحب دام اللہ فیضہ، سجادہ نشین اپنے والد ماجد حضرت مجدد وقت مولانا مولوی محمد عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں آپنے زیادہ تر پرورش آغوش حضرت قبلہ فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جد بزرگوار خود پائی ہے آپ کے وصال کے بعد محنت ومجاہدہ حضرت مجدد وقت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس قدر کرایا کہ تن مبارک پر ہڈیوں کے نشان دور سے دکھائی دیتے صوم وصلوۃ کے نہایت پابند اور اپنے پدر بزرگوار کے قدم بقدم چلنے والے ہیں بزمانہ حیات حضرت مولانا مجدد وقت آپ کے سپرد مہمانوں کی خدمت تھی اور آپ اس کام میں اس قدر حصہ لیتے تھے کہ مسافر اور مہمانوں کا بچھونا تک بھی اپنے ہاتھ سے بچھاتے اور حقوں کی چلمیں بھر بھر کر مہمانوں کو پلاتے نہایت محبت کے ساتھ پاس بیٹھ کر کھانا کھلاتے اور باتیں کرتے جاتے اور پنکھا جھلنے میں مصروف رہتے۔ صاف دل منکسر المزاج جوان صالح سچ بولنے والے لوگوں میں سے ہیں آپ کے چند ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جنکی تاکیدات آپ ہمیشہ اپنے ملنے والوں اور پدر بزرگوار کے دیکھنے والوں کو فرماتے رہتے ہیں۔

(۱) اپنی نمازوں کی خوب حفاظت کرو۔ ٹھیک وقت پر پڑھو خداوند عالم توفیق دے تو پچھلی رات کا اٹھنا بہترین عبادت میں سے ہے چار سے لیکر ۱۲ تک نفلیں تہجد کی پڑھا کرے اور دو دو رکعتوں

کی نیت باندھے۔ الحمد شریف کے بعد اختیار ہے کہ قرآن پاک میں سے جو حصہ جہاں سے یاد ہو تلاوت کرے یا بعد الحمد شریف کے پہلی رکعت میں ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور دوسری میں دو مرتبہ اور تیسری میں تین مرتبہ اور چوتھی میں چار دفعہ اسی طرح بڑھاتا جاوے اور بارہویں رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھے نوافل ختم کرنے کے بعد وتر پڑھے اور وقت رہے۔ تو دو تسبیح درود شریف کی اور دو تسبیح کلمہ طیبہ کی اور چار الا اللہ کی اور چھ اللہ ہو کی اس کے بعد پھر دو تسبیح درود شریف کی پڑھکر ختم کرے اور یہ ذکر نہایت خشوع اور خضوع سے کرنا چاہیئے یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا اس وقت کے ذکر اذکار کی کمی بیشی ارشاد مرشد پر چھوڑے تاکہ وہ نباض روح کی درماندگی دیکھکر اس کے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز کرے بعد تہجد اور ذکر اذکار صبح تک جاگنا بہتر ہے بعد نماز فجر اس عہد کو جو پیر کے دست حق پرست پر بیعت ہوتے وقت کیا تھا نظر میں رکھے اور رات کو سوتے وقت اس کے مطابق اپنے نفس سے محاسبہ کرے کہ کہاں تک اس کی تعمیل کی ہے ایسا کرنے سے انسان ہزارہا بڑے بڑے گناہوں سے صرف معمولی خیال پہنچ سکتا ہے گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہر حالت میں گناہ کو گناہ سمجھے اور بذریعہ توبہ درگاہ باری میں تضرع معافی کا خواستگار ہو کُلُّ مَعْصِیَةٍ عَنْ شَهْوَةٍ فَاِنَّهٗ یُرْجٰی غُفْرَانُهَا وَکُلُّ مَعْصِیَةٍ عَنِ الْکِبْرِ فَاِنَّهٗ لَا یُرْجٰی غُفْرَانُهَا لِاَنَّ مَعْصِیَةَ اِبْلِیْسَ کَانَ اَصْلُهَا مِنَ الْکِبْرِ وَزَلَّةُ اٰدَمَ کَانَ اَصْلُهَا مِنَ الشَّهْوَةِ روایت ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے جو گناہ ہوتا ہے خواہش نفسانی سے بیشک اس کی امید ہے بخشش کی اور جو گناہ ہوتا ہے غرور سے بیشک امید نہیں اس کی بخشش کی کیونکہ گناہ شیطان کا اصل اسکی غرور تھا اور لغزش حضرت آدم کی اصل اس کی خواہش نفسانی تھی گناہ پر پشیمانی باعث ایمان اور شادمانی باعث خسران ہے۔

(۲) جو وظائف بتائے گئے ہوں پابندی کے ساتھ بجالائے اس میں نفع کثیر ہے مریض اگر نسخہ طبیب سے لکھالے اور اسے استعمال نہ کرے تو ظاہر ہے کہ اس میں نقصان مریض ہی کا ہے شغل مرشدی کو کسی حالت میں نہ چھوڑے۔

(۳) جنت کے لالچ اور دوزخ کے ڈر سے اپنی عبادت کو منسوب نہ کرو بلکہ خدا اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوئے اسکے احکام کی نافرمانی سے بچو دکھ اور مصیبت کفارہ گناہ ہے اور صبر و شکر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا باعث ترقی مدارج روح ہے۔ حق العباد کا بڑا خیال رکھو اس کی معافی انسان کے ہاتھ مین ہے

(۴) دنیا و آخرت میں خدا کے سوا کسی چیز کو مت تلاش کرو۔

(۵) مرنے سے پہلے موت کا سامان کرو تاکہ دل میں ایک نور پیدا ہو جاوے اور اس سے سینہ کی کشادگی حاصل ہو۔

(۶) حلال کی روزی قلب میں نور پیدا کرتی ہے۔ آرائش کو آسائش پر مقدم نہ کرو اور فضول خرچیوں سے بچو تاکہ تمہارے گھروں میں اللہ برکت نازل فرمائے اور قرض لینے کی ضرورت نہ پڑے كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کیا کرو کیونکہ خدا فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی زندگی کو نہایت سادہ طریقہ پر گذارو خواہ تم کتنے ہی دولتمند ہو تاکہ تندرستی تمہارا ساتھ نہ چھوڑے اور نکبت تم سے دور رہے اور نیز تم اپنے سفروں سے جب لوٹو تو اپنے عزیزو اور پڑوسیوں کے لئے حسب حیثیت تھوڑا بہت ضرور کچھ نہ کچھ تحفہ لاؤ اور ان کو بطور تحفہ کے دو اور جو کوئی تم کو ہدیہ پیش کرے لے لو اور اس سے بہتر ہدیہ دینے کی حسب توفیق کوشش کرو۔

اوائل عمر میں اپنی کھیتی کیاری کا کام کاج بذات خود کیا ہے جیسا کہ آپ کے آباؤ اجداد سے ہوتا رہا ہے اس وقت تک بھی آپ کے یہاں یہ سلسلہ برابر جاری ہے ایک روز غلام نے عرض کیا کہ کھیتی کو اتم بتایا گیا ہے اور بیوپار کو مدہم۔ حالانکہ ہم دنیاداروں کی نظروں اول درجہ بیوپار ہے اور دوسرے درجہ پر چاکری اور تیسرے پر کھیتی اور چوتھے نمبر پر بھیک ہے۔ فرمایا کہ بھائی کھیتی کو اتم اس لئے کہا جاتا ہے کہ کاشتکار اپنے نفع پر غیروں کے نفع کو مقدم سمجھتا ہے اور باقی تین شقیں اپنے نفع کو مقدم رکھتی ہیں۔ غریب کسان تپتی ہوئی دھوپ میں ہل چلاتا ہے اور کچھ نہیں

جانتا کہ بارش ہوگی یا اس کی امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ رت بدلی اور برکھا ہوگی تو اپنے گھر سے زمین میں بیج ڈالے گا اور کچھ خبر نہیں کہ ہرا ہوگا یا مارا جائے گا۔ کیڑے مکوڑے پرندے اس کے بوئے ہوئے بیج کو بفکری سے کھا رہے ہیں خوش دل کسان مگن ہے سبزی نے ذرا سر باہر نکالا تو جنگل کے چرند ہرنوں کے لئے خوان نعمت تیار ہے آیا گیا غریب غربا ساگ توڑ توڑ کر لیجا رہے ہیں غریب کسان خوش ہے ذرا بڑھا اور چنا پھل لایا تو مسافروں کی دعوت موجود ہے غرضکہ اگنے سے لیکر کھیت میں انبار جمع کرنے اور غلہ نکالنے تک غریب کے پلہ ابھی تک کچھ نہیں پڑا۔ اس تیار ہوئی تو پہلے جمع سرکاری بعد میں قرض خواہ پھر کمین کا ندمہ جب یہ سب نمٹ نمٹا چکیں گے تو اس وقت بچا بچایا اصل مالک کا حصہ ہے۔ پس دیکھنے کی بات ہے کہ توکل بخدا اور نفع رسانی خلق کس کی کمائی میں زیادہ ہے اس لئے حق حلال کی کمائی اور خون پسینہ کی محنت کا پیسہ غریب کسان کا ہے یا اور کسی کا اسی سے لئے اس کو اتم کہا گیا ورنہ جس قدر یہ زراعت پیشہ ٹوٹے میں ہے اور کوئی نہیں ہوگا۔ اکثر بزرگان دین اس پیشہ سے روٹی کما کر کھاتے رہے۔ حضرت قبلہ غوث اعظم پیر دستگیر رض کے حالات میں کتاب نشر الجواہر میں تحریر ہے کہ ایک قطعہ زمین کا حضرت نے وجہ حلال سے خرید کیا تھا اور اس کو بعض دہقان جو خادم تھے ان کے ذمہ کر دیا تھا وہ لوگ ہر سال اس زمین میں کاشتکاری کرتے اور اس غلہ سے ہر روز چار پانچ روٹیاں شام کے وقت حضرت کے روبرو لاکر رکھتے آپ اس میں سے ایک ایک ٹکڑا اہل مجلس والوں پر تقسیم کر دیتے اور جو بچتا وہ اپنے لئے رکھ لیتے۔ اللہ ہو اللہ۔

بعض افراد کی مختصر حالات متعلقہ خاندان حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رح

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری قوم میو زراعت پیشہ ہے بہت کم افراد اس قوم کے تعلیم یافتہ ہیں اب کچھ کچھ تعلیم پھیلتی جاتی ہے جو لوگ پڑھ لکھ جاتے ہیں وہ بھی اپنے اس آبائی پیشہ زراعت کو نہیں چھوڑتے صد ہا نظیر میں میوات میں اس وقت ایسی موجود ہیں کہ باوجود انتہائی تعلیم ہونے کے بھی وہ اپنی روزی

کھیتی سے پیدا کرتے ہیں یہ ہی حال میاں صاحب کے کنبہ کا ہے کہ سب زراعت کرتے اور
مویشی رکھتے ہیں کھیتی کیاری کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے ہیں ہر کہ ومہ اس کام کو بخوشی خود
ورضا، رغبت کرتا ہے، مولوی محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت مجدد وقت مولانا عبداللہ شاہ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے عربی فارسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے آپ نے میرٹھ
سے دستار فضیلت حاصل کی تھی خوش تقریر ورنگین تحریر وشگفتہ بیان ایسے تھے کہ انسان کا دل
ایک دفعہ ملنے کے بعد جدا ہونے کو نہیں چاہتا تھا فن انشا میں آپ کو کمال حاصل تھا عربی فارسی کے
علاوہ اردو بھی نہایت شستہ اور پاکیزہ لکھتے تھے تحریر قلم نستعلیق اور شکستہ آپ کے نہایت
پاکیزہ تھی یہ سب امور اپنی ذات مجمع صفات میں رکھتے تھے اور باوجود اسکے کھیتی کا کام بذات
خود کرتے اور حلال روزی اس سے پیدا فرماتے مہمانوں کی خاطر ومدارات بدرجہ اتم کرتے علوم باطنی
کی تعلیم اپنے جد بزرگوار اور اپنے والد حضرت مجدد وقت سے کی طریقہ قادریہ رکھتے تھے اور خوش پوشاک
تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید محسن شاہ صاحب اور مولوی محمد عظیم صاحب ہم سفر تھے اور انہیں دنوں
میں عرس حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی تھا جب اجمیر شریف تشریف
لائے بعد نماز فجر فاتحہ خوانی کے بعد فقیران سے ملنے جلنے شاہجہانی مسجد میں پہنچے وہاں ایک درویش
صاحب نسبت قیام پذیر تھے جب ان کے پاس سے گذرے اور نظر دوچار ہوئی مولوی محمد عظیم صاحب
نے سلام کیا شاہ صاحب نے بلایا پاس بٹھایا دو چار باتیں چیتیں کرنے کے بعد مراقب ہو گئے دیر
کے بعد شاہ صاحب نے سر بلند کیا اور فرمایا جزاک اللہ مرحبا کیوں نہیں شیروں کے شیر ہی ہوتے
ہیں دریافت پر اپنا نام عبداللہ شاہ بتایا اور کہا کہ لاہور کا باشندہ ہوں اور آجکل مارواڑ میں رہتا
ہوں میرا سلسلہ قادریہ چشتیہ ہے تم سے ملکر بہت جی خوش ہوا سینکڑوں دعائیں دیں اور بہت
اخلاص سے رخصت کیا بعد میں سید صاحب نے دریافت کیا تو فرمایا کہ اس درویش کو فنا کامل
حاصل ہے بعد سیاحت جب واپس سوندھ آئے اور واقعہ حضرت مولانا مجدد وقت کی خدمت
میں عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بھائی وہ خود ہی بہت اچھے تھے جو دوسروں کو

اچھا سمجھتے ہیں اور اپنی انکساری نہیں چھوڑتے۔

جناب قبلہ حاجی حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ صاحبزادہ فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رح
کے تھے اب بھی حسب دستور کھیتی سے روزی کما کر کھاتے تھے ان کا لباس ایسا سادہ تھا کہ کوئی
شخص بھی نہ جانتا تھا کہ آپ اللہ اللہ کرنے والوں میں سے ہیں حالانکہ آپ کا کوئی سانس بے یاد
الٰہی نہیں گذرتا تھا درویشوں اور سیدوں کی خدمت بجا لاتے آپ نے سکونت موضع ڈینگر میڑی
میں اختیار کر رکھی تھی جو سوندھ سے نہایت قریب ہے جب آپ مویشیوں کے لئے کٹی کاٹتے تو
ہر ضرب کے ساتھ ضرب اسمار الٰہی کی جاری رکھتے میاں جعفر حسین صاحب نے جو ان کے صاحبزادہ
ہیں بیان فرمایا کہ والد صاحب فرمایا کرتے کہ بعد نماز تہجد حضرت قبلہ والد بزرگوار کے پیر دبایا کرتا تھا
ایک روز آپ نے فرمایا کہ بھائی پیروں میں جان نہیں ہے اور حج کو جی چاہتا ہے یہ اشارہ سمجھکر اسی وقت
اٹھا اور زاد راہ سفر کا کیا اجمیر پہنچا اور درگاہ شریف میں فاتحہ پڑھی اور مراقب ہوا اجازت سفر نہ ملی
دوسرے وقت گیا تو بھی الہاہی وقوع میں آیا تیسرے دن عرض کیا کہ اگر مرضی حضور کی یہ ہی ہے تو
واپس چلا جاؤں اسی دن اجازت بخوشی وہزاروں انعام نوازش کے عطا ہوئی ارادہ پختہ کیا ان ہی دنوں
حکیم مقرب حسین صاحب میرٹھ والے بھی حج کو جا رہے تھے ایسے فاصلہ کے ساتھ ہو لیا اور روانہ
بیت اللہ شریف ہوا واپسی پر بعد الفراغ حج مکان سے باہر نہیں گئے اور اکثر کھوڑ بستی کے جھرنوں میں
شب بیداری کرتے یا قصبہ تاوڑو کے پاس برگد کے نیچے ایک بزرگ کا مزار ہے وہاں بھی بہت سی
راتیں آپ نے بسر فرمائی ہیں پھر گاؤں کی مسجد میں ایک محراب کے اندر آپ نے کنکریاں ڈال رکھی تھیں
ان پر بیٹھکر صبح کر دیتے مرتے دم تک یہ ہی حال رہا جب کبھی اللہ اللہ کا ذکر آجاتا تو آپ چشم پر آب
ہو جاتے بعمر ۷۰ سال ۱۳۲۵ھ میں وصال پایا دو صاحبزادہ ایک میاں جعفر حسین شاہ صاحب اور
دوسرے میاں نظیر حسین شاہ صاحب چھوڑے جو نقش اپنے آباؤ اجداد پر چل رہے ہیں خدا ان کی
عمروں میں برکت دے اور توفیق رفیق شامل حال رہے چھوٹے میاں نظیر حسین صاحب نے اپنی
سکونت قصبہ الہمن تحصیل ہاپڑ ضلع میرٹھ میں اختیار کر رکھی ہے ہر دو صاحب صاحب ذوق شوق ہیں اللہ ہو اللہ

عرض

واسطے فراہمی نامجات گرامی حضرت مجدد وقت۔ اس غلام نے بہت کوشش کی کہ مختلف خادمان کے پاس جو بھیجے گئے مل جاویں۔ الاسوائے جناب قبلہ سید محسن شاہ صاحب خلیفہ رسالدار لفٹنٹ میجر دام برکاتہ کے اور کسی کے پاس نہ ملے تبرکاً جس قدر مل گئے ضبط تحریر میں لائے گئے

نور دیدہ اخلاص محبت اختصاص۔ عزیزی و عزیز القلوب محسن شاہ سلمہٗ

از فقیر حقیر خادم الفقرا۔ گمنام انام۔ عبد اللہ برائے نام۔ بعد سلامے کہ مقرون مالوف ادعیہ ازدیاد مراتب آن قرہ باصرہ مروت و مردمی است مشہود ضمیر صفوت پذیر آنکہ خط تمہارا معہ یک صد انبہ پیوندی کے پہنچا مضمون مندرجہ معلوم ہوا۔ مزید باد ہَلْ مِنْ مَّزِیْد باد۔ ہنیئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُہَا جو کچھ خواب لکھے تھے مبارک ہو اور پھر مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ذوق شوق زیادہ کرے۔ تمہاری خوشی پر ہماری مرضی ہے اگر ہو سکے تو رات کا اٹھنا بہتر ہے اور کوئی تردد نکریں ہمت بزرگوں کی آپ کے ساتھ ہے۔ اگر غم لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقاں ریزد۔ من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم ؎

الوہیت نماید جاوہ در صحن عبودیت ؛ لحاظ بندگی خود ہمیں یاد خدا باشد۔

مردانہ باش و ہمت برگمار و نحن اقرب الیہ را پیش نظر دار من آیم بجاں گر تو آئی بتن۔

از جانب شاہ صاحب دعا۔

فرزند ارجمند۔ جگر پیوند محسن شاہ طول عمرہ و قدرہ۔ بعد دعوات مزید جہات و ترقی درجات مطالعہ خاطر عزیز باد از ہمہ بیگانہ و باحق یگانہ باش ؎

کارسازِ ما بسازِ کارِ ما ؛ فکر ما در کار ما آزارِ ما۔ ؎

برائے نوکری کہ نوشتہ اند جائیکہ خواہند بروند۔ ما وست بدعائیم۔ بخیریت دائمی آن برخوردار توخوش باشی بہر جائیکہ باشی ؛ نہ باشد رنج و ہیچت دل خراشی۔

از جانب چھوٹے شاہ صاحب دعا۔

۴۸۶

حسن خلقے زِ خدا می طلبیم روئے ترا ؛ تا دگر خاطرِ ما از تو پشیمان نشود

عزیز ارجمند سید محسن شاہ از فقیر حقیر بے توفیر۔ خادم درویشاں۔ کمترین انام عاجز عبد اللہ نام پس از سلام مسنون۔ باہزاران دعائے بہبودی۔ و ترقی مدارج دارین مطالعہ نمایند نو عنایت نامہ سید موجب فرحت گردید۔ اللہ تعالےٰ آں عزیز را توفیق حسن عنایت کناد۔ از خواب و خیالاتے کہ نوشتہ اند۔ امید کہ از عین الشہود آیند و روز بروز ترقی نمایند مستعد باشند۔ دنیا ہیچ و کار دنیا ہمہ ہیچ۔ ما تو مشغول تو باعمر و زید۔ اللہ تعالےٰ شجرہ مراد آن نونہال حدیقہ وداد را بہ ثمرہ حصول آمال و آمانی باردر داشتہ سرسبز دارد۔ از اذکار و افکار معلومہ غفلت نہ نمایند۔ دنیا روزے چند۔ آخر کار با خداوند جہان سعی نمایند کہ کرو بیان حجلہ غیب از عین الشہود آیند و در دیدہ ہا ریقین روشنی افزایند ؎

ہر کرا آن آفتاب اینجا بتافت ؛ آنچہ آنجا وعدہ بود اینجا بیافت

مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ دائما در حضور باشند اند کے صبر نمایند۔ دنیا ہم می رسد ہوشیار باشند و در کار باشند۔ برائے تسلی خاطر عزیزی می نویسیم اللہ تعالےٰ فراغت قلبی حاصل کند۔ بعد نماز فرض پنجگانہ سہ بار قل ہو اللہ تمام سہ بار درود شریف ہر کدام کہ باشد و سہ بار آیت وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا کو قَدْرًا تک پڑھکر آسمان کی طرف دم کر دیا کرو موجب طمانیت ظاہر و باطن کا ہے۔ باقی والدعا۔

عزیزی و روحی و فوادی سید محسن شاہ۔ فراموشم نہ گاہے کہ یاد آئی۔

از فقیر حقیر پر تقصیر عاجز عبد اللہ قادری بعد سلام و دعائے درویشانہ مطالعہ نمایند خط آنعزیز رسید۔ منظر مدعا گردید آنچہ از ارادہ آمدن نوشتہ بود موجب مزید اشتیاق شد اللہ تعالیٰ آن عزیز القلوب را در سایہ حمایت خود مامون و مصئون داشتہ بمراد قلبی فائز گرداناد بالنبی و آلہ الامجاد امید کہ آن عزیز ہیچ جا و ہیچ حال از کار معلوم غافل نباشد۔ کار ہماں کار است باقی بیکاری از یاد باری ہیچ بہتر نہ شماری و دم بجز از یاد او بر نیاری و گرنہ زندگی را ضایع انگاری۔ باقی والدعا۔

عزیز القلوب و راحت الروح سید محسن شاہ۔ از فقیر حقیر کمینہ انام عاجز عبداللہ انام پس از سلام علیکم و علی من لدیکم و دعائے درویشانہ صفائی برکیشانہ مطالعہ نمایند۔ نامیہ العزیز گرامی معہ پارسل محمولہ لنگی و تسبیح وصول آوردہ مورث انشراح خاطر فاتر گردید اللہ تعالےٰ آن برگزیدہ مقبلان را بر مرادات دارین فائز و کامیاب داراد و ذوق و شوق مام بہ مزید باد۔ بالنبی و آلہ الامجاد۔ اگرچہ این کمینہ درگاہ ایزدی از حسرت و افسوس محرومی خود شب و روز دست بدندان می گزد لاکن برائے طالبان صادق ہموارہ دست بدعاست از جنابش امید اجابت دارم اگرچہ نیک نیم خاکپائے نیکانم و یقین واثق بہ آن عزیزان دارم کہ مرا نیز از دعا خیر آوارہ نخواہند گذاشت جناب چھوٹے شاہ صاحب رونق افروز تاوڑو ہستند و لی محمد نیز تسبیح حوالہ شاں نمودہ شد و میاں سید احمد علی شاہ صاحب از چند روز بطرف نگینہ و فیروزپور رفتہ اند حالا معلوم نہ کہ کجا ہستند باقی والدعا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلامٌ علیکم۔ چو در خاطری۔ گر از چشم دوری بہ دل حاضری۔

فرزند برخوردار۔ یار وفادار۔ برادرِ کامگار۔ دل فدائے تو کہ ہم جانی و جانانی۔ سید محسن شاہ از عمر و دولت کامیاب بودہ از مدیرا و سیاہ آلودہ گناہ۔ فقیر حقیر عاجز عبداللہ قادری سوندھوی۔ بعد دعائے درویشانہ یعنی حصول و مرادات جاودانہ مطالعہ نمایند۔ شکر اوست کہ زندہ ام بحیات فوق المرگ۔ نامہ فرحت نما در عین انتظار شما جارت بخش دیدۂ نظار و نظارت بخش دل بے قرار گردید از شکایتہائے مرقومہ طمانیت شد از افراط محبت آن فرزند باین بیدل ستمند رقیبان در شورش اند و آنچہ تاکید باعتقاد پیر میرو و نسبت بخویش است نہ بہ پیر من کمتر نہ پیرم نہ پیرزادہ ام بچہ رو دریں غو غالب کشایم از علوات خود لاچارم کہ جبلی است از بد و خلقتِ خویش بریں مجبوریم کہ جانم فدائے محبت است چوں از شمائش اثر تعلق بمنقر دل کشود اکنوں ہرچہ بادا باد غلام ہمتِ آن روے کشان خوش خویم۔ امیدواری از آن جگر پیوند آن است کہ ایں روسیاہ را خواہان غم مولا باشد و ایں سیاہ را از سویدائے دل دور نہ اندازد ؎

باغباں ہر جا کہ باشد خیر خواہ گلشنم
من فدائے عندلیب خاک راہ گلشنم

قدر این ناچیز را داند جنابِ عندلیب
گرچہ جز کاہے نیم اما گیاہِ گلشنم

کے شود طاؤس وار از من بہارِ من جدا
در دہر جا میسرویم اندر پناہ گلشنم

کبوتر نیستم مرغ دلم صیادِ من بشنو
نہ بندد ہیچ کس بر رشتۂ الفت پر و بالم

امید بآن فرزند آن است کہ از دعائے خیرم فراموش نہ کند زیرا کہ برگزیدہ اہل اللہ است. من چہ کنم مرا دعائے نماندہ و اگر ماندہ باشد فدائے آرزوے آن جگر پیوند باد۔ بالنبی و آلہ الامجاد۔ کجا غیر کو غیر کو نقش غیر۔ کار فرما ہمتِ مردانہ راہ دراز دنیا گذشتن مردی است؛ کار فرما ہمتِ مردانم راہ ہوشیار اے تشنہ رہ پر سنگہاست یک قدم زیں رہ گذر فرسنگہاست عمر آخر شد روئے مقصود ندیدیم۔ درد را دارو کجا خواہیم کرد۔ سر بردار و در براہ آرے ؎

مراد در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم ؛ جرس فریاد میدارد کہ بر بندد محملہا

المقصود الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب۔ بر عمر تلف کردہ می گریم۔ و چارہ کار بجز دعائے فرزندان برخورداران نمی بینم۔ کہ بزرگان از سر رفتند۔ قوت از برادران و فرزندانِ جوان ہمت می جویم کہ ہمتم نماندہ۔ و اگر ہست بالیشان است۔ یا ناظراً فیہ ببیل یا اللہ رحمتہ و برکاتہ۔ مقصود مکتوب شما نوکری است تا امروز مقصود بود۔ اکنوں نوکر۔ نوکر۔ نوکر۔ راقم ہر گہ حال ما شود پرساں یک یک را سلام ما برساں۔ عاجز عبداللہ

منظور نظر اولی الابصار۔ عزیز القلب سید محسن شاہ طولعمرہ و زاد قدرہ۔ سلام علیکم و روحی فداک و روحی فداکم۔ سلامٌ علیکم۔ نامۂ آن راحت روح رسید۔ فرحت بخشید۔ الحمد للہ کہ جانبین حصول خیریت است اظہار تمنائے کہ کردہ اند شب و روز استدعا میکنم کہ بسیار جلد بدرجہ کمال رسی ہمت بلند دار کہ دا کا ذکر دگار رب ہمت بلند کند فضل خود نثار "ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم" باید کہ آن عزیز بامورات و خدمات مرجوعہ خود مردانہ و سرگرم باشد و خود را بخود وقعت نہ نہد عنقریب نشانہائے عظمت بصلاتِ خدمت عطا خواہد شد و ما را در پے کار خود داند غفلت و عطلت را بخود راہ ندہد و بر سفینہ پر سکینہ "وافوض امری الی اللہ" سوار شدہ سیر دریائے رحمت نماید۔ و ہیچگانہ تردد و تفکر را بخود راہ ندہد کارساز ما بسازِ کارِ ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما۔ ترقی دنیا را ابتلائی داند و سر رشتۂ ثبات و استقلال از دست

نہ دہد و قلیل و کثیر را از نظر بیندازد۔ قلیلہا کثیرٌ و کثیر ہا قلیل۔

عزیز القلوب راحت الروح سلام علیکم۔ چہ در خاطری۔ اگر از چشم دوری بدل حاضری۔ سید محسن شاہ بعافیت بودہ بداند۔ الحمد للہ علیٰ کل حالٍ۔ میں خیریت سے ہوں معہ کل لواحقان وخیریت وعافیت آن قرہ باصرہ عظمت واجلال شب و روز معہ دعاہائے ترقی مدارج حال ومآل وتزاید حشمت وجاہ اجلال خواستگار۔ نامہ فرحت انتما در عین انتظار وصول آورد مورث ہزار ان اطمینان خاطر گردید باید کہ آن سعادت منش از کارہائے مرجوعہ خود غافل وکاہل نباشد وقدر دانی آقا موجب مزید قدر خود پندارد دائما دل بیار و دست بکار دارد و ترقی مدارج دنیا و آخرت بر نوافل داند یعنی خدمت نماید از مفروضہ موجب قرب رضامندی مالک است در عالم نوکری تابعداری آقا شرط افتادہ است فرو گذاشت نکند و پیش آقا خدمت را توجیہ داند کہ بہترین کارہا است آنکہ خود را دید محروم ماند خود را نہ بیند و در خدمت گذاری آقائے ظاہری و باطنی مصروف ماند و دونہ پندارد۔

الحکم للہ والملک للہ الا ما یشاء ویحکم ما یرید؀

تو خوش باشی بہر جائیکہ باشی ۔۔۔ نباشد رنج ہیچت دل خراشی

دعائے درویشاں وحمایت الٰہی را پناہ خود داند و این ہیچکارہ را از دعائے خیر فراموش نہ کند؀

اگرچہ نیک نیم خاکپائے نیکانم ۔۔۔ عجب کہ تشنہ بمانم سفال المانم

چوں ما بدعائے خیریت ایشاں مصروفم باید کہ آن عزیز ارجمند جگر پیوند نیز بدعائے خیریت جانم این عاصی داعی باشد واللہ لبس۔ التوفیق وما علے الرسول الا البلاغ

عزیز محترم سید محسن شاہ سلمہٗ۔ عاجز عبد اللہ بعد سلام سنت الاسلام کے مدعانگار ہے کہ الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ اس جگہ بہمہ وجوہ خیریت ہے اور خیریت عزیزوں کی شب و روز مطلوب خط تمہارا آیا موجب انبساط خاطر ہوا اللہ تعالے آپ کے مطالب ومقاصد بر لائے خصوصاً آپ کی رسالداری کی مجھے بہت جلد امید ہے کہ اللہ تعالے خیر وخوبی کے ساتھ اس عہدہ پر معزز وممتاز کر دیگا۔ دربارہ شمول عرس شریف جو لکھا ہے بہت مناسب ہی اگر فرصت حاصل ہو تو موجب فلاح دنیا و آخرت ہے والدعا

عزیز القدر والمرتبت۔ سید محسن شاہ جمعدار سلمہٗ۔ بعد دعائے مزید حیات وترقی درجات۔ مطالعہ خاطر عزیز باد کہ بفضلہ تعالیٰ تا دم تحریر بخیر ہنم و مژدہ صحت وعافیت آن عزیز شب و روز خواستگار۔ نامۂ فرحت انتما در عین انتظار وصول آورد مسرور و مبتہج گردانید۔ از شکایت عدم ترسیل مراسلات کہ نوشتہ بودند محفوظ گشتم۔ ع از ماست ہمہ فساد۔ باقی ایں بے توقیر سراپا تقصیر است۔ پر تقصیر یکہ عزیزان یاد کنند۔ جوابم فراموش شد۔ باعث اینکہ وعدہ ملاقات در قفائش نوشتہ بود دانستم کہ عنقریب خواہند آمد۔ آنچہ در باب تبدیلی نوشتہ مناسب است خدا بہتر کند دیگرے چہ در کار است چوں خدا یار است۔ در ہر جا وہمہ حال بیاد حق باشند فراموشی نگردانند دنیا روزے چند۔ اخیر کار با خداوند۔ این مدیر روسیاہ را مدام بدعائے خیریت دارین یاد دارند کہ شب و روز منتظر دعائے عزیزانم۔ المقصود ہو المقصود الا ہو۔

عزیز القدر عزیز از جان سید محسن شاہ جمعدار سلمہٗ۔ سلام علیکم۔ بعد دعائے ازدیاد مدارج کونین وترقی مراتب دارین مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ علے کل حالٍ و یرجو عافیتکم من اللہ المستعان۔ خط تمہارا بمضمون تبدیلی ملتان بر عہدہ دفعداری باامید جمعداری موصول ہوا۔ مسرور الوقت کیا دربارہ جمعداری جو لکھا ہے ہم کو تم سے زیادہ خیال ہے اور اللہ کو کیا محال ہے مگرا ے دل شنیدہ کہ دیر آید درست آید۔ بہت جلد ترقی کے امیدوار رہو اور جو عنایت الٰہی تم پر ظاہر ہوئی ہیں ان کی شکر گذاری کرو ناصبری اور شکوہ کا شیوہ اچھا نہیں تم کو بہت جلد ترقی ہو جائیگی ع بر کریماں کارہا دشوار نیست شاہ صاحب یہاں نہیں کبھی تاوڑو کبھی سہنہ کبھی دہولاوٹ رہتے ہیں یہاں نہیں آتے ایکدفعہ تاوڑو سے لایا بھی گیا اسی حالت پر رہے روتے ہوئے پھر چلے گئے۔ قالو انا للہ وانا الیہ راجعون فاتحہ خیر پڑھ کر چھوڑ دیا اب وہ جانیں اور ان کا کام باقی سب کی طرف سے دعا وسلام۔

عزیز ارجمند محسن شاہ سلمہٗ۔ عاجز عبد اللہ بعد سلام سنت اسلام مدعانگار است نامہ مسرت انتما رسید۔ بر مضمون آگاہی بخشیدہ موجب انبساط خاطر گردید از ترقی ایشاں خیلے محظوظ گردیدیم اللہ تعالے مبارک ومیمون کناد و بمرتقیات روز افزوں فائز دارد۔ ارادہ حاضری عرس آنچہ

نوشتہ اند اللہ تعالےٰ راست آرد۔ ما نیز مشتاقیم۔ برائے تعویذ و شیریں دہنی کہ نوشتہ اند بدانند
کہ نہ وظیفہ دانم نہ تعویذ چہ نویسم مگر خاطراً نوشتہ می آید اللہ تعالےٰ تاثیر بخشد ؎

شاہ مرداں۔ شیر یزداں۔ قوتِ پروردگار   لافتا الا علی۔ لاسیف الا ذوالفقار

ایں بیت را یازدہ مرتبہ بعد ہر نماز خوانده بر سینہ دم میکرده باشند و بر کاغذ سفید بخط عربی نوشتہ
مثل تعویذ بر بازو نگہدارند و نظر بر خدا نگمارند۔ والسلام۔

بے آرزو لبیست اگر مرحمت کنند   چیزیکہ از قلم رودِ امکانم آرزو است

عزیزم سید محسن شاہ سلمہٗ۔ بعد ادعیہ وافیہ۔ ترقی درجات دینی و دنیاوی مطالعہ نمایند۔ نامہ
مسرت انتماء رسید مسرور گردانید و بر مضمون مندرجہ آگاہی بخشید۔ الحمد للہ۔ کہ تا دمِ تحریر بخیریت ام
و خیریت الیشاں شب و روز مستدعی۔ بابت رسائیداری برائے شما من ہم گفتہ ام و از خدا ہر وقت
دست بدعا ام کہ برائے شما مقرر گردد ورنہ مراہم موجب خفت است لیکن امیدم از ذات خداوندی آن
دارم کہ مرا خفت نہ کنند۔ در دیر شدن ہرج نیست۔ دیر آید درست آید۔ کار دنیا کسے تمام نہ کند ہر چہ
گیرید مختصر گیرید ؎

در خورِ مرد فلک کار بادم دارد   خوردن نعمت عالم غم عالم دارد

الدنیا ملعونہ وما فیہا الا ذکر اللہ۔ ما شغلک عن ذکر اللہ فہو طاغوتک۔ شعر

صائب روا مدار کہ بیت الحرام دل   از فکر ہائے بے ہودہ بیت الصنم شود   والسلام

عزیزی سید محسن شاہ۔ بعد از دعائے ترقی مدارج سفلی و علوی مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ من بخیریت
ام و خیریت الیشاں شب و روز از درگاہ رب العزت مسئول۔ خط الیشاں رسید موجب انشراح خاطر
گردید۔ از مواہب غیبی و فتوحات لاریبی۔ آنچہ نوشتہ اند از عنایات بے غایات اوست من و تو درمیان
کارے نہ داریم۔ بجز بیہودہ پنداری نہ داریم۔ مزید از مزید باد بانبی وآلہ الامجاد ایں دور افتادہ عمر بباد
دادہ را فراباد دارند و از دعائے خیر واگذارند۔ امیدم بجز بفضلِ خدا نیست در طریقت دیدی و شنیدن
را اعتبارے نہ داشتہ اند۔ ذوق و شوق ہمراہ القائے مقصود دانستہ اند تا دوست کرا خواہد

و ملیش بکہ باشد۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ تعویذ نوشیدنی برائے
محمد فاخر فرستادہ شد خواہد رسید۔ والسلام۔

عزیز القدر والمرتبت سید محسن شاہ جمعدار سلمہٗ بعد دعائے مزید حیات و ترقی درجات کے
مطالعہ خاطر عزیز ہو کہ بحمد اللہ تعالےٰ تا دم تحریر خیریت ہے اور خیریت تمہاری شب و روز مطلوب
خط تمہارا میرٹھ سے آیا مسرور کیا موجب شکایت بے غایت ہوا آپ میرٹھ سے عذر تحریر کرتے
ہیں معلوم ہوتا ہے اول تو آپ کی تحریرات خطوط کی کمی سے پہلے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ پہلے کی نسبت
اب محبت رو بکمی ہے دوسرے یہ کہ میرٹھ آئے اور یہاں نہ آئے یہ اس کی تصدیق ہوئی کہ اب وہ طبیعت
نہیں ہے لیکن تاہم سب سے درگزر کر آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تاریخ نہم شوال کو ضرور بالضرور
شامل محفل فاتحہ عرس شریف حضرت والد مرشد مرحوم کے ہو ویں اور بصورت عدم حاضری کے
قبل تاریخ مقررہ سے تیس روپے واسطے خرچ روانہ کرو۔ تاکید جانو کیونکہ اہتمام عرس شریف
کا تم لوگوں کے مشورہ سے ہے اول تو تمہارا آنا ضروری ہے اور بصورت مجبوری اہتمام خرچ تمہارے
ذمہ ہے درصورت عدم تعمیل حکم حکم دوسرا صادر ہوگا۔ جواب بہت جلد روانہ کرو۔

عزیزی سید محسن شاہ سلمہٗ عاجز عبد اللہ بعد دعائے ترقی مدارج دینی و دنیوی کے مدعا
نگار ہے کہ بحمدہ تعالیٰ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے اور صحت و عافیت عزیزوں کی ہمیشہ درگاہ
باری سے خواہاں حاصل یہ ہے کہ کئی خط آپ کے اور ایک منشی شہاب الدین کلرک کا مضمون واحد
موصول ہوئے جن کا جواب تا حال نہیں لکھا گیا بدیں وجہ کہ ؎

من و تو درمیان کارے نہ داریم   بجز بے ہودہ پنداری نہ داریم

سائل کا کام سوال کرنا ہے اگر وہ قبول کر لیوے اس قبولیت کا ہم کو فخر ہے اور اگر نہ قبول کرے
تو سوال بیجا کا عذر ہے لیکن چونکہ وہ کریم کارساز ہے اس کا وعدہ ہے کہ "ادعونی استجب لکم"
"والکریم اذا وعد وفی" میری تو تہ دل سے یہ ہی دعا ہے کہ رسالہ کی پنجاب کو تبدیلی ہو اور تم کو
ترقی ملے تم بھی شریک دعا ہو کر آمین کہو بیشک قبول ہو گی۔ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

باقی حال یہ ہے کہ قلت بارش سے فصل خریف خشک ہوگئی۔ ربیع کی امید مفقود ہے مگر امید
قوی ہے کہ اپنی بندوں کے حال پر رحم فرماکر نزول باران رحمت کریگا۔ فقط والدعا۔

عزیز ارجمند سید محسن شاہ در حمایت ایزدی بودہ بداشند کہ بحمد تعالےٰ بخیر یتیم صحت وعافیت
عزیزان ہمعنانِ دل۔ نامہ مسرت انتمار رسید بر مندرجہ آگاہی بخشید۔ خداوند کریم آن عزیز را بایں
یادآوری دائما ہمقرین سعادات دارا د بالنبی وآلہ الامجاد۔ در حق ایں کور باطن ہم دعائے رفع
کوری میکردہ باشند کہ دعائے غیب را اثر ہاست ودائما مزید بکار و بیدار دل باشند۔
بربیضۂ دل باش۔ دائم ہمچو مرغی باسپان کز بیضۂ دل را مدت مستی وشور وقہقہہ۔ ایں قول پیشوایان
طریقت است اللہ تعالیٰ توفیق گرداناد اگر خواہند بدعا گویان ایں دعا گو سلام رسانند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی
بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا۔ عزیزی محترمی سید محسن شاہ صاحب سلمہ بعد دعا ترقی مدارج دینی ودنیوی
باطنی وظاہری مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ کہ تا ایندم بخیریت ام ودعا رخیریت عزیزان مطلوب۔ مکتوب
بہجت اسلوب رسید مسرور وبنہج گردانید۔ در بارہ جوابیکہ نوشتہ اند مبارکباد و مزید باد۔ ہل
من مزید باد آنچہ دیدند حق دیدند۔ اگرچہ من ندیدہ ام لیکن از بزرگان باوصاف شان شنیدہ ام حضرت
ممدوح از حد خوش خوراک وخوش پوشاک بودند ومزاج تنگ داشتند وبدرجہ کمال استغنا میداشتند
امید کہ ایں دور افتادہ را دایم بدعا رخیر شامل می داشتہ باشند۔ والدعا۔

عزیز القلب والروح۔ سید محسن شاہ سلمہ۔ از عاجز عبد اللہ بعد سلام سنت الاسلام۔
ودعاہائے حصول مرادات ومرام حال وانجام اعلام آنکہ۔ للہ الحمد کہ تادم تحریر حصول خیریت
است وخیریت عزیزان دائما مطلوب خاطر۔ نامہ الیشان رسید بدریافت حال بیماری برخوردار
گونہ تردد لاحق حال گردید شفاء عاجل عطا فرماید۔ باید کہ آن عزیز ہم رنج وتفکر را بخاطر راہ نہ دہند
فضل ایزد شامل حال باد۔ ہیچ بائے نیست بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد۔ انسان لوح مشق کارکنان
قضا وقدر است باید کہ ہروقت برضا وتسلیم باقضائش مستعد ماند وذرہ بے استقلالے بخاطر راہ

ندہد۔ وآیہ کریمہ "افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد" پیش نظر داشتہ راضی برضا باشد
والدعا۔

نقول چند خطوط صاحبزادہ کلاں مولوی محمد عظیم شاہ صاحب مرحوم مغفور

لا الہ الا اللہ۔ لا موثر فی الوجود الا اللہ۔ کانِ صفا۔ جانِ وفا۔ بخت رسا روزی باد۔ پس از سلام
کہ طریقہ انیقہ ارباب اسلام است مکشوف ضمیر خلت تخمیر باد رقیمہ تودد ضمیمہ معہ خط دیگر کہ
متضمن حالات تبادلہ بود رسید مثمر شادمانیہا گردید۔ ایزد توانا آن مہربان بزودی اتم بعہدہ رسالداری
فائز گرداناد۔ زبدۃ العارفین۔ قدوۃ السالکین مفضل افضل الفضلا اکمل الکملا قطب الاقطاب حضرت
مولانا صاحب عمت فیوضہم ودامت برکاتہم نیز دعا رخیر می فرمایند۔ دعا چہ چنیں دعا را۔ دعا نباید
گفت دعا کار بندگان است وکسیکہ از حیطہ بندگی بدر رفت آنرا بدعا چہ کار ایں چنیں بزرگان
محو شان یفعل ما یشاء یحکم ما یرید گشتند ومصداق بے یسمع بے یبصر وبے یتکلم ہستند باید
دانست کہ خود را بندہ یگانہ حقیقی باید شمرد وبجز ذات واحد مطلق خیالات وآرزوہا خود را بدیگرے
متعلق نباید ساخت۔ ایں دستور العمل است باید کہ مدام معمول بہ باشد قریب است کہ بشما عہدہ رسالداری
تفویض خواہند نمود بشرط راستی حالا در موضع سہی برمکان برادر مکرم ہیاں دوست محمد خان صاحب
ذیلدار فروکش ہستم او شان سلام مسنون می فرمایند۔ فردا سپیدہ دم آہنگ غریب خانہ دارم زیادہ
بجز شوق چہ نگارم۔ اثیم محمد عظیم۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ برادر سترگ۔ بعد سلام مسنون وشوق افزوں کے مشہود
ضمیر ہو۔ یہاں جملہ خورد وبزرگ ہم آغوش خیریت ہیں خصوصاً مزاج عالی متعالی قدوۃ السالکین زبدۃ
العارفین سر دفتر کاملان پیش رو واصلان قطب الارشاد حضرت مولانا صاحب دام ظلہم وعمت
فیوضہم قرین خیر وصلاح ہے اور ان کی صحت جسمانی وروحانی معہ حصول مقاصد دینی ودنیوی ہر دم
مطلوب خلت نامجات متواتر صادر ہوئے۔ استماع خبر خیر سے خورمی حاصل ہوئی۔ ایزد جان آفرین
بایں یاد آوریہا تا دیر زندہ وفائز بمطلب ولی رکھے۔ غرض رسالداری پر حکم مترسم ہو چکا ہے۔ مگر ظہور

کے لئے زمانہ متعین نہیں ہوا۔ نہ کچھ ایسی جلدی ہے۔ عند الملاقات دیکھا جاویگا۔ کورٹ جائداد کا انتظام ہو چکا یا ابھی کچھ خدشہ باقی ہے اطلاع ضرور ہے۔ والسلام۔ آثم محمد عظیم

لا الٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ۔ الملک للہ والحکم للہ۔ محب با اختصاص مخلص ذو اختصاص زاد لطفہ۔ بعد سلام مسنون الاسلام و اشتیاقِ ملاقات بہجت آیات افزوں از حد کلام کے نگارش پرداز مدعا ہوں۔ یہاں جملہ خورد و بزرگ ہم آغوشِ خیریت ہیں خصوصاً مزاج اقدس حضرت شمس العارفین قطب الاقطاب دامت برکاتہم قرین خیر و صلاح و بدرجہ غایت مبتہج و مسرور ہے والا نامجات متواتر صادر ہوئے نگارش جوابات میں عمداً تساہل کیا گیا تعویذات نوشیدنی آپ کی اہل خانہ کے واسطے حضرت سے لکھوا کر ارسال ہیں عہدہ رسالداری کو تیار رہو۔ آپ کو دیا جاوے گا اور وردی رسائیداری حسب تفصیل ذیل تیار کراؤ ورزش سواری ساہلت زیبا نہیں۔ کلاہ و لنگی سر کے واسطے اچکن سبز مخمل حاشیہ پر کمخواب کی بیل۔ پاجامہ کشمیرہ یا بانات جوتہ بوٹ وارنش برادر صاحب داد خاں صاحب کو بندہ کا سلام اور حضرت کی جانب سے دعا خیر القیام احمد حسین نائب تحصیلدار جسکو میر عاشق علی صاحب نے موقوف کرایا تھا بحال ہو گیا۔ سید احمد حسین صاحب اسسٹنٹ مہتمم بندوبست جودھ پور کے واسطے ممبری کونسل تجویز ہوئی ہے حکم ہو گیا ہے ہنوز تقرر نہیں ہوا ہے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نے درخواست تبادلہ دہلی کرنال سے دی تھی اس پر حکم ہو گیا ہے ابھی تک آئے نہیں ہیں اطلاعاً لکھا گیا۔ آثم محمد عظیم۔ از سوندہ۔ حضرت دعا فرماتے ہیں۔

لا موثر فی الوجود الا اللہ۔ کانِ مروت شان مودت سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ نامہ کہ فرستادہ بودند رسید خیریت را خبر دادہ موروث شادمانیہا گردید سپاس ایزد کہ بس از روزگارے سلسلہ رسل و رسائل را جنبانیدند۔ ایں ہم غنیمت است آنچہ در باب ماتم بر سمی حضرت عمہ مرحومہ کہ بدہم رجب المرجب روز پنجشنبہ پیش از سپیدۂ صبح ازیں سرائے فانی رحلت فرمودہ بملک جاودانی طرز اقامت انداختند خامہ فرسائی نمودند قابل شکر است جزاک اللہ خیر الجزا۔ اہلیہ خاکسار از عرصہ چار ماہ بعارضہ تپ و سرفہ گرفتار است و گاہ گاہ بہمراہ بلغم خون ہم می آید۔ ہنوز صحت

کلی نیست۔ شافی شفا دہد۔ خلیفہ رشید قطب الاقطاب حضرت جد امجد فرد وقت صاحب قدس سرہ العزیز حافظ احمد علی شاہ صاحب مجذوب ابد واز دہم رجب ۱۳۱۱ھ حال شب شنبہ قبل طلوع فجر ازیں سرائے گذشتنی گذشتہ برحمت حق پیوستند۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ از حضرت سلطان العارفین والد ماجد صاحب مدظلہ دعاء خیر و سلام۔ آثم محمد عظیم۔

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید ؎ وحدہ لاشریک لہٗ گوید۔ صدر صفہ صفا۔ السلام علیکم مزاج شریف۔ حال ایں محال مستوجب شکر ایزد بیہمال است و صلاح کارِ دنیا و آخرت آن مہربان مدام خواستگار۔ سہ مکتوب متواتر موصول گشتند از حالات مندرجہ کماحقہ آگاہی شد باطمینان خاطر امیدوار باشند کہ نگاہ لطف ازل ہموارہ بشما پیوستہ است و تا ہمت لم یزل بکام دولت بستہ زود از پردۂ غیب شگفے بے عیب نہفتہ بشہود جلوہ خواہد نمود۔ پاسخ نگاری مکاتیب دانستہ تقصیر میرود خوردہ نگیرند مدام ہمیں نسق از حال خیر مال خود شاد کام فرمودہ باشند چندے روز گذشتہ کہ طبع اقدس حضرت والدہ ماجدہ بعارضہ تپ لرزہ و درد سر و سرفہ بیمار شدہ بود حالا بالفضل ایزد جان آفرین تندرست ہستند اگرچہ گونہ نقاہت باقی است آن نیز دفع خواہد شد۔ تعویذ برائے دفعہ کثرت احتلام از پیش رو رہروان شاہ راہِ معرفت خورشید فیض دیگر ہست تا ہاں باد۔ نویسانندہ فرستادہ می شود بموم جامہ پاک دوختہ بہ کمر بندند بہ یمن دعا حضرت شمس العارفین عمت فیوضہم ایزد توانا آن کام بخش آن مہربان را ازیں مرض ناپاک نجات خواہد بخشید زیادہ بجز شوق چہ نگارم حضرت ممدوح دعا خیر مشحون و سلام مسنون می فرمایند والسلام۔ اثیم محمد عظیم۔ تاریخ و یوم از یادم رفت۔

مخدوم مکرم بندہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دو والا نامہ شرف صدور لائے جو کچھ ہدایت دربارہ عدم پابندی صلوٰۃ نادرستی لباس طلبہ فرمائی ہے اس کا تہ دل سے مشکور ہوں اور حتی الامکان شکایات مذکورہ کی اصلاح کی کوشش کیجائیگی و ماصل لباس کی خرابی تو ان لوگوں کی ناداری ہے۔ جو خدا کے قبضہ میں ہے اور جس پر اساتذہ ناصحین کی تربیت و نصیحت کا کچھ اثر نہیں پڑ سکتا اگر خدا محض اپنے فضل و کرم سے ان کا افلاس رفع کردے تو یہ معاً اپنی ظاہری حالت

درست کر سکتے ہیں وہ کونسا دنیا دار ہے جو اپنا ظاہر معزز رکھنا نہیں چاہتا رہی نماز کی پابندی اس اخیر زمانہ میں سارے زمانے کا رنگ بدلا ہوا ہے فقر و تصوف تو لوگوں کے نزدیک ایک قصہ کہانی رہگئی ہے ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں سے ایک بھی سچا طالب نہیں ہو اگر کوئی شاذ و نادر ہے تو وہ محض فضل خداوندی ہے ورنہ اس کی طلب کبھی درجہ کمال کو نہیں پہنچے مگر زبردستی سے قدرت نے اپنی حکمت کاملہ کو پورا کرنے کے لئے ان کو کامل فقیر بنا دیا یہ تو میو ہیں نو مسلم ہیں جنک اسلام کی پوری تعلیم ان کو نہیں اہل ہنود کی ہزار ہا رسمیں اب تک ان میں موجود ہیں ان اعتراض مذہبی کی پابندی سے ایک لازمی امر ہے۔ شیخ سیدوں کو دیکھئے جو صحابہ کبار و انبیا علی نبینا و علیہم السلام کی اولاد ہیں اور جن کی گھٹی میں بھی مذہب اسلام ہی گھول کر پلایا گیا ہے ان کے اوضاع و اطوار کیا ہیں اور کس قدر صوم و صلوٰۃ کے پابند اور کہانتک اپنے اسلاف کے عمدہ نمونے ہیں ہمیرے نزدیک اگر کوئی شخص کافر مشرک کے سوا بدترین عالم نکل سکتا ہے تو انہی چار شریف اقوام میں سے یہ لوگ بجائے اسکے کہ مذہبی پیشوائی کرتے معصیت کے رہبر ہیں تمام جہلا بوجہ ان کے علم و دولت نسبی شرافت کے ان کے ہر ایک عمل نیک و بد کی تقلید کرتے ہیں۔ رنڈی بازی مسلمانوں میں انہی کا خاصہ ہے جس کا ادنیٰ بد نتیجہ یہ ہے کہ جب شریف نطفہ ناپاک رحم میں قرار پاتا ہے تو اس سے اولاد نرینہ یا زنانہ پیدا ہوتی ہے اب فرمائیے کہ یہ کس کی اولاد ہوئیں میو لوگ گو اچھے مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں لیکن ابھی تک یہ مسلمان کہلانے کے بھی قابل نہیں تین سال سے مدرسہ کھلا ہے آج ہی جنید بغدادی کس طرح ہو جائیں مذہبی پابندی کی تاکید ہوتی ہے اگر والدین کے خلاف زیادہ سختی کی جائے تو وہ لڑکا ہمیشہ کے لئے مدرسہ سے نہ دارد اور اس لئے وہ اس کا ہلانہ نماز سے بھی محروم رہا۔ الغرض "وجادلہم بالتی ہی احسن" پر عمل کیا جاتا ہے۔ آیندہ زیادہ کوشش کی جائے گی۔ والسلام۔

شجرہ طیبہ سلسلہ قادریہ عالیہ

یا خدا از بہر نازِ اولیا یا خدا از بہر نازِ اتقیا

رحم کن یارب برائے اولیا	فضل کن یارب برائے اتقیا
از پے شاہِ محمد عمر	ساقی کوثر باو کردہ نظر
از پے عجز فقیر بے نوا	جان فدائے مصطفیٰ و مرتضیٰ
خضر راہِ سایۂ نورِ آلہ	مرشد و مولائے ما عبداللہ شاہ
از برائے راج شاہِ با صفا	فرد وقت و مرد میدان رضا
بہرِ اسمٰعیل مہمی با خدا	واقف اسرار مردِ اولیا
از برائے شاہ جیلانی غلام	بہرِ پدرش او حدِ عالی مقام
از برائے حضرت فاخر ولی	بہرِ پدرش شیخ یحییٰ متقی
وز پے شیخ شیو خانِ زمان	شاہ افضل نورِ عرش لامکاں
وز پے سید محمد با خدا	حضرت شاہِ جمالِ اولیا
وز پے قاضی ضیاء الدین ولی	بہرِ آن شیخ محمد متقی
بہرِ ابراہیم ایرج پارسا	وز پے شیخ بہاؤ الدین صفا
بہرِ فخر الدین احمد سیدی	از پے سید حسن عارف ولی
بہرِ موسیٰ سید عالی نسب	وز پے سید علیِ قطبِ رب
وز پے سید محمد تاجدار	وز پے سید حسن عالی تبار
از برائے سیدِ احمد لقب	وز پے سید محمد قطبِ رب
از پے سید محی الدین ولی	وز پے سید ابو صالح تقی
از برائے عبد الرزاقِ قطب	وز پے غوثِ زمانِ قطب رب
شیخ عبد القادر والامقام	غوثِ وقت و پیر پیرانِ انام
از برائے بو سعید پیشوا	از برائے بو الحسن صاحب صفا
از برائے شیخ وقت رہنما	نور رحمان شاہ یوسف با خدا

از برائے عبد واحد مرد حق
از برائے شاہ شبلی مرد حق

وزپے شیخ جنیدی بے مثال
از برائے سری صاحب کمال

از پے معروف کرخی اولیا
از برائے سید موسےٰ رضا

از برائے موسےٰ کاظم امام
از برائے جعفر صادق امام

از برائے باقر نور ہدا
از برائے زین العابد بادشاہ

وزپے شاہ شہید کربلا
از برائے شیر یزداں مرتضےٰ

از برائے خاتم پیغمبراں
از برائے نور عرش لامکاں

درد عشق خویش گردا ہم عطا
ہم عطا کن درد عشق مصطفےٰ

شجرہ طیبہ قادریہ عالیہ اردو بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساقیا دے جام الفت مصطفےٰ کے واسطے
ساقی کوثر علی مرتضےٰ کے واسطے

سند عز شہادت کے گرامی تاجدار
سید الشہداء شہید کربلا کے واسطے

اہلبیت وآل اطہار رسول پاک ذات
یعنی زین العابدین باصفا کے واسطے

بادۂ خمخانہ تقوےٰ کا متوالا بنا
حضرت باقر محمد اتقیا کے واسطے

رکھ صراط صدق پر یارب مجھے ثابت قدم
جعفر صادق امام اولیا کے واسطے

مشرق طور تجلےٰ نار کر سینہ مرا
موسیٰ کاظم امام اصفیا کے واسطے

دولت صبر و رضا تسلیم سے کر گنج ور
حضرت سید علی موسےٰ رضا کے واسطے

کر صراط دین پر ثابت قدم مجھکو خدا
شیخ دیں معروف کرخی اولیا کے واسطے

فکر دنیا صورت حرف غلط دل سے مٹا
بوالحسن سری سقطی مقتدا کے واسطے

سرکشی نفس امارہ سے دے مجھکو نجات
سید الفقرا جنید پیشوا کے واسطے

جیب و داماں دولت کونین سے پر کر مرا
خواجہ بوبکر شبلی رہنما کے واسطے

نور وحدت سے مرا سینہ تجلی زار کر
شیخ عبد الواحد نور ہدا کے واسطے

ظلمت چاہ ضلالت میں مجھے رستہ بتا
خواجہ بوالفرح یوسف رہنما کے واسطے

استقامت ہو مجھے خوف و رجا دل سے مٹا
بوالحسن شیخ قریشی مقتدا کے واسطے

کر ہدایت راہ حق کی اے خداوند کریم
بہر شاہ بوسعید پیشوا کے واسطے

اے خدا افراں روائے ملک معنی کر مجھے
محی الدین سرتاج قطب اولیا کے واسطے

خرمن فیض الٰہی میری ہستی کو بنا
قطب دوراں عبد الرزاق گدا کے واسطے

خاک پائے سید السادات ہو نور نظر
سید السادات بوالصالح اتقیا کے واسطے

جام دل ہو بادہ ایماں سے لبالب سربسر
شاہ محی الدین ثانی باصفا کے واسطے

کلمہ طیب رہے ہر لحظہ میرے ورد جان
قطب رب سید محمد اولیا کے واسطے

خانۂ دل حمد کے انوار سے پر نور ہو
سید احمد ولیٔ اتقیا کے واسطے

شرق سے ہو غرب تک آئینہ دل میں عیاں
شمس دیں سید حسن بدر الدجیٰ کے واسطے

ہو عطا وہ نور جو چودہ طبق روشن کرے
دومی سید محمد رہنما کے واسطے

وادئ ایمن رہے ویرانۂ دل کا مقام
سید موسیٰ فقیر بانوا کے واسطے

ماہتاب دل رہے میرا منور نور سے
دومی سید حسن شمس الضحےٰ کے واسطے

مخزن صبر و رضا پر دسترس میری رہے
سید احمد دویم اہل رضا کے واسطے

راہ نیکی کا نشاں اور دین احمد کا پتہ
دے بہاؤالدین مرشد رہنما کے واسطے

پیر و مرشد سے رہے دل میں محبت اور خلوص
شیخ ابراہیم ایرج باصفا کے واسطے

فقر کا کچکول سرتاپا لبالب نور سے
ہو محمد شہ بھکاری اولیا کے واسطے

نور دین سے چشم باطن ہو منور سربسر
شیخ قاضی ضیاء الدین حیا کے واسطے

نور ایماں سے مرے سب کفر کی ظلمت مٹے
شیخ شیخاں شہ جمال اولیا کے واسطے

وسوسہ دل سے ہٹے مرشد رہے رہبر سدا
سومی سید محمد پیشوا کے واسطے

فضل مولیٰ سایہ گستر بر سر بندہ رہے
شاہ افضل مقتدا و مجتبےٰ کے واسطے

دامن مقصود خوبی سے مرا بھرپور کر
شیخ خوب اللہ یحییٰ باصفا کے واسطے

علم باطن کا مجھے حصہ ملے بہر نیاز
مولوی فاخر محمد باخدا کے واسطے

ماہ تاباں نور کا دل میں مرے روشن رہے	شاہ بدرالدین اوحد بارضا کے واسطے
بندگانِ خاص کی مجھکو غلامی ہو نصیب	اس غلام شاہِ جیلاں مقتدا کے واسطے
نقدِ جاں میری رہے قربان جانِ اولیا	بہرِ اسمٰعیل جہمی اولیا کے واسطے
یا حبیب اللہ ہو دل میں مرے حب اللہ	شاہِ شاہاں راج شاہِ باصفا کیواسطے
بندۂ مقبول کا بندہ بنا مجھکو خدا	مولوی عبداللہ شاہِ بارضا کیواسطے
عمر کا رشتہ رہے قائم محبت پیر میں	صوفئ صافی عمر شاہ بے ریا کیواسطے
یا الٰہی در ترے پر عرض ہے کرتا معین	بخشدے میری خطا ان اولیا کیواسطے

فہرست تواریخ اعراس بزرگان دین مندرجہ کتاب ہذا و سنہ وصال و جاء مزار

نام ماہ	تاریخ عرس	اسمار مبارک	سنہ وصال	یوم	جاء مزار
محرم الحرام	۱۰	سیدنا سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام	۶۱ھ	جمعہ	کربلا
	۱۸	سیدنا سید امام زین العابدین علیہ السلام	۹۵	جمعہ	مدینہ منورہ جنت البقیع
	۲	حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ	۲۰۰	جمعہ	بغداد شریف
	یکم	حضرت شیخ ابوالحسن قریشی ہکاری رح	۴۸۶	جمعہ	
	۱۹	حضرت میر سید احمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ	۸۵۳		بغداد شریف
صفر المظفر	۲۴	سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام			
	۲۶	حضرت میر سید حسن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ	۷۸۱		بغداد شریف
ربیع الاول	۱۲	روحی فداہ تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم	۱۱	پیر	مدینہ منورہ
	۲۲	حضرت سید ابو محمد محی الدین ابو نصر ثانی	۶۵۶		بغداد شریف
ربیع الثانی	۹ و ۱۱ و ۱۷	حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی	۵۶۱	بار	بغداد شریف
	۵	سید ابراہیم ایرجی رحمتہ اللہ علیہ	۹۵۳		دہلی اندرون احاطہ حضرت [illegible] رحمتہ اللہ علیہ
جمادی الاول					
جمادی الثانی	۲۶	حضرت شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ	۴۲۵	جمعہ	بغداد شریف در مقبرہ امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ
	۱۱	حضرت شیخ محمد یحیی المعروف بہ شاہ خوب اللہ رحمتہ اللہ علیہ	۱۱۴۳		

نام ماہ	تاریخ عرس	اسمار مبارک	سنہ وصال	یوم	جاء مزار
	۲۷	حضرت مولوی شاہ محمد اسمعیل صاحب رحمتہ اللہ علیہ	۱۲۷۴		ہانسی تکیہ شاہ بہٹرنگ
رجب المرجب	۶	سیدنا حضرت سید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۱۸۳	جمعہ	بغداد شریف مقبرہ قریش
	۱۳	میر سید موسیٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ	۷۶۳		بغداد شریف
	۱۵	سیدنا حضرت سید امام جعفر صادق علیہ السلام	۱۴۸	پیر	مدینہ منورہ جنت البقیع
	۲۲	حضرت شیخ ضیاء الدین المعروف بہ قاضی جیا رحمتہ اللہ علیہ	۹۸۹		نیوتنی تحصیل حسن پور ضلع اناؤ
	۲۷	حضرت خواجہ شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ	۲۹۷		بغداد شریف
	۲۷	حضرت شیخ میر ابو صالح جیلانی رضی اللہ عنہ	۶۳۲		بغداد شریف
شعبان المعظم	۳	حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ	۴۴۷	جمعہ	
	۶	حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ عنہ	۱۰۷۱	پیر	کالپی مدرسہ میاں صاحب
	۷	حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رح	۵۱۳	جمعہ	
رمضان المبارک	۳	حضرت خواجہ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ	۲۵۰	منگل	بغداد شونیز
	۲۱	حضرت امیر المومنین امام المسلمین مولا علی علیہ السلام	۴۰	پیر	نجف اشرف
	۲۱	سیدنا حضرت سید امام علی رضا علیہ السلام	۲۰۳	جمعہ	مشہد مقدس قبہ خلیفہ ہارون رشید
شوال المکرم	یکم	حضرت شاہ جمال اولیا رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۴۷		کوڑا ضلع فتحپور جہاں آباد
	۶	حضرت سید عبدالرزاق جیلانی رضی اللہ عنہ	۶۲۳		بغداد شریف
	۹ تا ۱۱	حضرت فرد وقت میاں راج شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ	۱۳۰۶	جمعرات ۹ رمضان المبارک	سوندھ ڈاکخانہ تاؤڑو تحصیل نوح ضلع گوڑگانوہ
	۲۳	حضرت سید علی جیلانی رضی اللہ عنہ	۷۳۹		بغداد شریف
	۲۶	حضرت شاہ بدرالدین اوحد رحمتہ اللہ علیہ	۱۲۰۵		شہر لکھنؤ محلہ امام نگر [illegible] تکیہ شاہ بدرالدین
	۱۷	حضرت شاہ غلام جیلانی رحمتہ اللہ علیہ	۱۲۳۵	شب جمعہ	قلعہ اندرون رہتک
ذیقعدہ الحرام	۹	حضرت شیخ بہکاری کاکوروی رحمتہ اللہ علیہ	۹۸۱		کاکوری ضلع لکھنو اودھ
ذی الحجہ	۷	حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام	۱۱۴	دوشنبہ	جنت البقیع
	۱۱	حضرت شیخ بہاو الدین شطاری قادری رحمتہ اللہ	۹۲۱		شہر مندو اندرون قلعہ [illegible] سکندرآباد دکن

نام ماہ	تاریخ عرس	اسماء مبارک	سنہ وصال	یوم	جائے مزار
ربیع الثانی	۱۵ تا ۱۷	حضرت مجدد وقت مولانا مولوی عبداللہ شاہ صاحب ضیا سوندھوی رح	۱۳۴۲	پیر	سوندھ ڈاکخانہ تاؤڑو تحصیل نوح ضلع گوڑگانوہ
	۲۷	حضرت امام الفقرا شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ	۳۳۴	جمعہ	بغداد شریف
	۱۵	حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی	۱۱۲۴		الہ آباد دایرہ
	۱۱	حضرت حاجی شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی	۱۱۶۴	یکشنبہ	اورنگ آباد دکھن

پیر بھائیوں کی خدمت میں ایک چھوٹی سی عرض

قبلہ مرشدی جناب حضرت محمد عمر شاہ صاحب مدظلہ وعم فیوضہ کا یہ ارشاد کہ اپنے خرچوں کی نگہداشت کرو کس قدر حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ یہ سوال کہ مسلمان کیوں غریب ہیں ان کا یہ جواب ہو کہ آٹا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہو اس کی قیمت سالن پر جو محض لگا کر کھانیکی چیز ہے بچگنا خرچ کرتے ہیں۔ آٹا پانچ چھٹانک ایک آنہ کا گوشت پاؤ بھر چھ پیسہ کا مصالحہ دو پیسے کا سبزی ایک پیسہ کی گھی دو آنہ کا اور لکڑی دو پیسے کی۔ محنت روکن میں گئی گویا ایک آدمی نے چار پیسے کے آٹے پر انیس پیسے خرچ کئے۔ ایسا کام نہ خود سرکار دو عالم نے کیا اور نہ ان کے سچے پیرو کاروں نے۔ دوئم شادیوں میں اپنے خرچوں کا اندازہ نہیں کرتے اور اگر قرض لیکر شادی کرینگے تو اس کی ادائیگی کا ذریعہ ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا سوا اسکے کہ رہنے کا مکان گروی کریں یا جنگل کی زمین آڑ جس کا نتیجہ لامحالہ یہ نکلتا ہے کہ نہ رہنے کو گھر رہتا ہے اور نہ جوتنے کو زمین توبہ توبہ غور سے دیکھو یہ دونوں فعل کیسے برے ہیں اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ کیونکہ دولت کے بے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے (س ۱۵) پس اگر چھ ماہ بھی اس پر کاربند ہو کر دیکھیں گے تو اس کا شیریں نتیجہ خود ان کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ پریشانی دور رہیگی قلب کو اطمینان ہوگا۔ اپنی اور اپنے بچوں کی خبرگیری بہترین طریقے کرسکو گے اور اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہ رہو گے۔